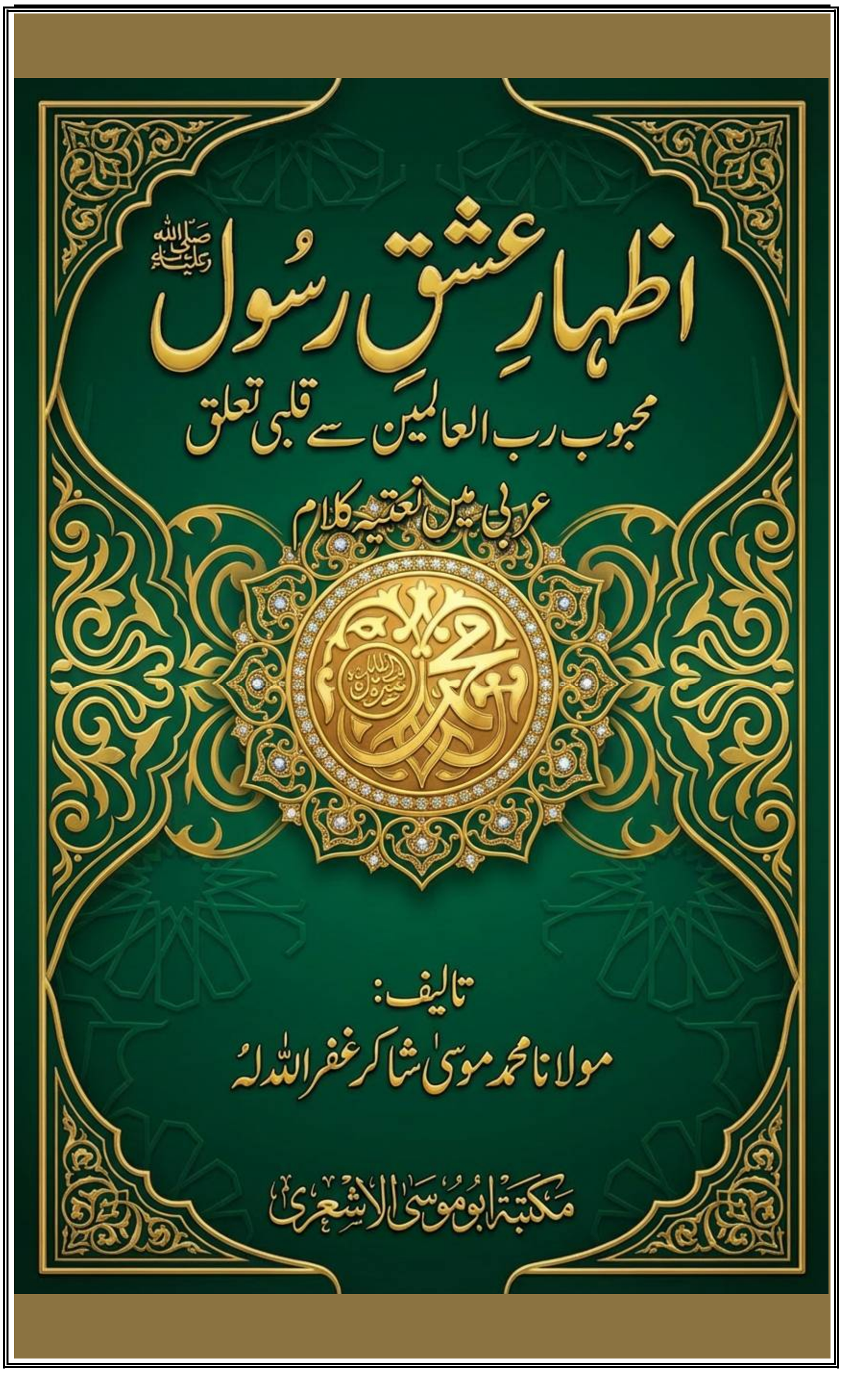
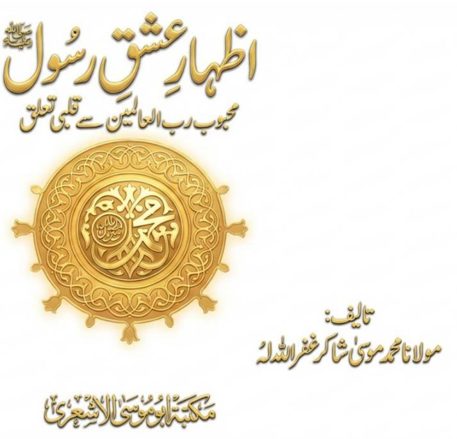
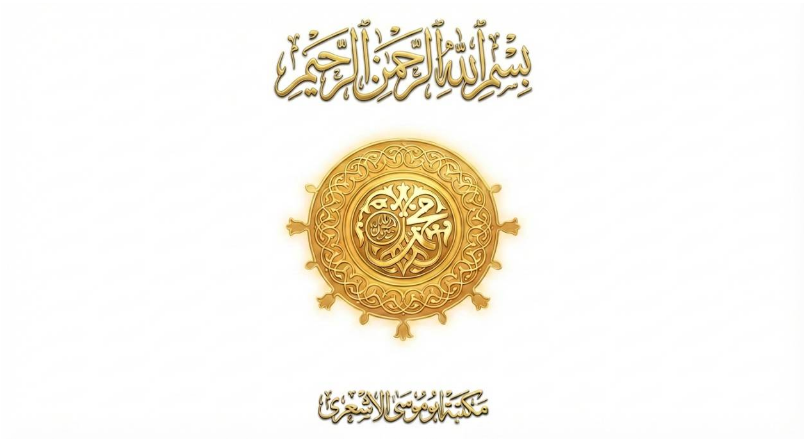


﴿ تالیف : مولانا محمد موسیٰ شاکر غفراللہ لہٗ ولوالدیہ ﴾


اظہارِ عشقِ رسول ﷺ
محبوب رب العالمین سے قلبی تعلق
تالیف:
مولانا محمد موسیٰ شاکر غفراللہ لہٗ
مکتبۃ ابو موسیٰ الاشعری


بسم الله الرحمن الرحيم
مكتبة ابو موسى الاشعري

نام کتاب------اظہار عشق رسول ﷺ
تالیف:------مولانا محمد موسیٰ شاکرؔ غفر اللہ لہ
بار اوّل
صفحات------------651
تاریخ اشاعت--8 شعبان، 1447ھ۔27 جنوری 2026ء
ناشر--مکتبہ ابو موسیٰ الاشعریؓ، جامع مسجد و مدرسہ ابو موسیٰ الاشعریؓ تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک

پاکستان میں ملنے کے پتے:
۱) مکتبہ ابو موسیٰ الاشعریؓ، جامع مسجد و مدرسہ ابو موسیٰ الاشعریؓ شاکر آباد کوٹ میرا تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک
--
(۲) کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی ( ) مکتبہ رشیدیہ کمیٹی چوک راولپنڈی
(۳) مکتبہ رشیدیہ کمیٹی چوک راولپنڈی (۴) اسلامی کتاب گھر خیابان سر سید راولپنڈی

انگلینڈ میں ملنے کے پتے:
1) Moulana M Musa Shakir 49, Glen Road Sheffiield S7 1RA Ph : 07794141715

Download
https://archive.org/details/@mmshakir

بارے دنیا میں رہو غم زدہ یا شاد رہو
ایسا کچھ کر کے چلو یاں کہ بہت یاد رہو

❁❁❁ ❁❁

ہرگز نمیرد آن کہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ اُو

❁❁❁ ❁❁

اے سرداروں کے سردار! میں آپ کے حضور آیا ہوں
آپ کی خوشنودی کا امیدوار، آپ کی پناہ کا طلب گار

❁❁❁ ❁❁

فہرست

انتساب

میں اس کتاب کو آقائے دو جہاں، سرورِ انس و جاں، مالک کون و مکاں، دانائے سُبل، ختم الرسل، مولائے کُل، رحمتِ عالم فخر آدم، نورِ مجسّم، آبِ رواں، نورِ خدا، احمدِ عرشِ آشیاں، احمدؐ مختار، احمدِ مُرسل، اشرفِ بنی آدم، اشرفِ عالم، اصبح گُل پیرہن، افتخارِ انس وجاں، افتخارِ جہاں، افتخارِ کون و مکاں، افتخارِ ہر زمن، افصح شیریں سخن، افضلِ حق، امامِ رُسل، اَملح شکرِ دہن، آئینۂ جمالِ خدا، آئینۂ جمالِ قدیر،

بادشاہِ دلبراں، بادشاہِ ہر دوسرا، باعثِ ایجادِ کُل، باعث وجودِ جہاں، بدر الدّجیٰ بدرُ العجم، بشیر ونذیر، بندۂ خاص، ایزدِ دستار، بہترِ کُل بہتراں،

پادشاہِ دوسرا، پادشاہِ دیں، پادشاہِ عرصۂ ہستی، پادشاہِ ہر دو عالم، پیشوائے انبیاء، تاجدارِ انبیاء، جاں پناہ، جانِ جہاں، جمالِ انبیاء، جوہرِ جاں،

حاصلِ ابداعِ عالم، حاکمِ ملکِ کرم، حاملِ وحی، حبیب اللہ، حبیبِ پاک رحماں، حبیبِ خدا، حبیبِ داورِ پاک، حبیبِ کبریا، خاتمِ انبیاء، خاتمِ پیغمبراں، خسروِ جملہ دلبراں، خسروِ ملک یقیں، ختم الرُسل، خضرلقا، خیر الانام، خلاصۂ امکاں خیر الوریٰ، دُرِّ دریائے وقار،

راحتِ قلب، رافعِ حرماں، رافعِ جورفتن، رافع جور وظلم، رہبرِ اصفیاء، رہبرِ جملہ کارواں، رہبرِ دیں، رحمتِ عالم، رحمۃ اللّعالمین، رحمتِ یزداں، رسول اللہ، رسولِ کریم، رشک بدر ومشتری، رشکِ قمر، رہنمائے اوّلین، زبدۂ کائنات، زبدۂ کون ومکاں،

سالارِ انبیاء، سرِّ حق، سردارِ اصفیاء، سرورِ انبیاء، سرورِ عالم، سرورِ عرشِ جلال، سرورِکُل سروراں ، سرورِ ہمہ اخیار، سرورِ بستانِ نبوّت، سلطانِ خوباں، سلطانِ دیں ، سلطان الرُّسل، سلطانِ رُسل، سلطانِ عالم، سیّدِ ابرار، سیّدِ جملہ جمیلاں ، سیّدِ خوباں ، سیّد دنیا ودیں، سیّد الُرسل، سیّدِ عالم، سیّدِکُل ، سیّدکونین، سیّدالوریٰ ،

شاہِ انبیاء ، شاہِ بحر وبر، شاہِ دیں، شاہِ دلبراں ، شاہِ رہبراں ، شاہِ رُسل ، شاہِ رعنا، شاہِ کونین، شاہِ ملک، شاہِ جملہ عاصیاں، شافعِ روز شمار، شافع عاصیاں، شاہِ مطلق، شافع یوم الجزا، شفیعِ اُمم، شفیعِ روزِ جزا، شفیع المذنبین، شمعِ انجمن، شمس الضحیٰ، شمس العرب، شہِ ابرار، شہہ جمیلاں، شہِ خوباں، شہِ خوبانِ دو عالم، شہِ خیر القرون، شہہِ دنیا و دیں، شہہِ مُرسل، شہسوارِ اصطفا، شہسوار انبیاء، شیریں ادا،

ظلِّ حق، غیرتِ خورشید، فخرُ الاُمم، فخرِ بشر، فخرِ زمن، فخرِ عالم، فلکِ خرگاہ، قبلۂ دیں، قمر جمال، کاسر کفر وشمن، گلبن باغِ ہدیٰ، گوہرِ بحرِ کمال، گل عذار، لعلِ بے بہا لعلِ دلنواز،

مالکِ ملکِ سروری، ماہِ اوجِ برتری، محبوبِ خدا، محبوبِ خافقین، محبوبِ خلّاقِ زمن، محبوبِ ذوالمنن، محبوبِ ربّ العالمیں، محبوب رحمان، محبوبِ رحمانی، محبوبِ کردگار، محبوبِ یزداں، محمدؐ مختار، محمدؐ عربی ، مخزنِ لطف وعطا، مخدوم انس و جاں، مرأۃ جمالِ ذوالجلال، مرأۃ حسن ذوالجلال، مرأت حق، مرجع صدق وصفا، مطاعِ خلقِ دو عالم، مطیعِ خالقِ خلق، مظہرِ حسنِ اَتم، مظہر رحمت، مظہرِ فیضِ اَتم، معدنِ صدق وصفا، مقتدائے جن وانساں، مقتدائے نوعِ انساں، مقصدِ ایجادِ خلق، ملک صورت، موج الکرم، مہبطِ قرآں، مہرِ اوجِ دلبری، مہترِکُل مہتراں،

نورِچشم مردماں نورِخالق اکبر،نورُالہدیٰ،نورِکبریا، نیّرِ چرخِ جمال،
ہادی السُّبُل ، ہادئی گمرہاں، یکتائے دو جہاں،حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی طرف منسوب کرتا ہوں۔

☆☆☆

روضۂ پاک کی جالیوں کے قریب لکھے ہوئے دو اشعار

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِي التُّرْبِ اَعْظُمُهٗ
فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ

اے وہ سب سے اچھی ذات کہ جس کا جسدِ مبارک مٹّی میں دفن کیا گیا،
تو اُس کی خوشبو سے میدان اور ٹیلے مہک اُٹھے

نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ
فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

میری جان اُس قبر پر فدا ہو، جس میں آپ رہتے ہیں
اُس میں عفت ہی عفت، سخاوت ہی سخاوت اور کرم ہی کرم ہے

تو ہے مجموعۂ خوبی وسراپا جمال
کونسی تیری ادا دل کی طلبگار نہیں

اسدؔ، فیوض درِ مصطفیٰ کا کیا کہنا
بشر کو جو بھی سعادت ملی یہیں سے ملی
نمونہ سب کے لئے ہے حضورؐ کی سیرت
کہ جو نظیر بھی ڈھونڈی گئی یہیں سے ملی

نعتِ رسول اکرم ﷺ

نعت نویسی

دنیا کے تمام مسلمانوں کے لئے پیارے پیغمبر ﷺ کی ذات گرامی سے محبت ووابستگی جزو ایمان ہے۔ بانی اسلام سے محبت اور شیدائیت کے بغیر تکمیل ایمان ممکن نہیں ، یہ تعلق جس قدر پختہ ، گہرا اور راسخ ہوگا اسی درجہ اللہ تعالیٰ کی معرفت ، شریعت اسلامیہ سے وفاداری ،عقیدۂ توحید میں پختگی اور ایمان میں ثابت قدمی نصیب ہوگی ، کیونکہ کلمۂ توحید" لا الہ الا اللہ" کا دوسرا جز" محمد الرسول اللہ" ہے، اور مسلمان ہونے کے لئے کلمۂ توحید کے دونوں جُز پر ایمان ویقین ضروری ہے۔

صوفیائے کرام اور بزرگانِ دین کی تعلیمات کی بنیاد ہی عشق رسول اکرم ﷺ پر ہے ، اور عشقِ رسول ﷺ کی بدولت ہی تصوّف اور معرفت کے تمام مقامات طے ہوتے ہیں ۔کوئی شخص خواہ کتنا ہی عبادت گزار و شب بیدار کیوں نہ ہو جب تک اس کے دل میں عشقِ رسول ﷺ نہ ہوگا اس کی روح میں بالیدگی پیدا نہیں ہوسکتی۔

مسلمان جہاں کہیں بھی ہو ، جس حال میں بھی ہو، پیارے پیغمبر ﷺ کی محبت اپنے دل میں ضرور رکھتا ہے ،اور اپنی خوشی وغم ، اور راحت اور مصیبت میں آپ ﷺ کو یاد ضرور رکھتا ہے۔

اسی لئے مسلمانوں کے ہاں اپنی نظم ونثر کی کتابوں میں رب العالمین کی حمد و ثنا کے بعد نعت رسول ﷺ لکھنے کا رواج رہا ہے ،اور وہ اپنے خطبوں میں اللہ کی حمد و

ثنا کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام پڑھنے کا اہتمام کرتا ہے۔

اسی طرح پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت سے لے کر آج تک اور آج سے لے کر قیام قیامت تک مختلف ملکوں اور زبانوں کے شعراء و ادباء کی زبان وقلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح وتوصیف میں مشغول رہے ہیں اور رہیں گے۔ ہر دور میں مسلمان شاعروں نے اپنے کلام کے ذریعہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنی والہانہ محبت، اور بے پناہ شیفتگی کا اظہار کیا ہے۔اور اس کو نہ صرف اپنی سعادت بلکہ ذریعہ مغفرت ونجات سمجھتے رہے ہیں، اور سمجھتے رہیں گے۔

دنیا کا کوئی ملک کسی دور میں بھی ایسے شعراء سے خالی نہیں رہا، جنھوں نے اپنی بہترین شعرانہ صلاحیتیں اس بہترین موضوع پر اور اس ممدوح ومحمود ذات کی مدح وتوصیف میں صرف نہ کی ہوں۔اس نوع کی شاعری کو عربی میں "المدائح النبویہ" اور اردو وفارسی میں نعت کہا جاتا ہے،نعت کے لفظی معنیٰ صفت کے ہیں۔ایک ایسی ہستی کی صفت جن کے اندر کائنات کے تمام جمال پورے کمال کے ساتھ موجود ہیں۔

انہیں متقدّمین ومتأخّرین عشاقِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زرّیں کلام سے یہ مجموعہ مرتب کیا گیا ہے،جس میں شعراء بصد ادب واحترام اپنی اپنی زبان میں نذرعقیدت پیش کر رہے ہیں، جو مردہ دلوں میں زندگی کی لہر دوڑاتا، اور عشق ومحبت کی چنگاری کو شعلہ کی شکل دیتا ہے۔

یہ مجموعہ عربی زبان کی نعتوں اور قصائد پر مشتمل ہے،جن میں سے اکثر کا اردو ترجمہ بھی کر دیا گیا ہے، اور زیادہ تر اشعار پر اعراب بھی لگا دیئے گئے ہیں۔اور شعراء و مدح خواں حضرات کا مختصر تعارف اور حالات زندگی بھی بیان کر دیئے گئے ہیں، تاکہ

عام قارئین کے لئے انہیں سمجھنے میں آسانی ہو۔

اس مجموعے کا نام" اظہارعشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم " محبوب رب العالمین سے قلبی تعلق" رکھا گیا ہے۔

اس مجموعہ کا مقصد آپ کی کسی علمی ضرورت کی تکمیل نہیں ہے بلکہ اپنی اس آزو کی تکمیل ہے کہ ایک رُو سیاہ امّتی مدّاحان نبویؐ کی کفش بر داری کے بہانے اس محفل میں درآئے جہاں رسائی کی تمنّا زندگی کا عزیز ترین سرمایہ ہے۔

ہماری دعاء ہے کہ رب العالمین اس کوشش کوشرف قبولیت بخشے،

اورقارئین وسامعین کے دلوں کی شمع محبت کو روشن فرمائے۔ آمین

مختاجِ دعاء:

محمد موسیٰ شاکر غفراللہ لہ

شفیلڈ یوکے

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ نُوْرِ هُدٰی وَ اٰلِهٖ

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ فَضْلِ عُلٰی وَاٰلِهٖ

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ شَانِ وِلَا وَ اٰلِهٖ

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی وَاٰلِهٖ

(حضرت باغ ؒ)

شمس الدین محمد شیرازی

(یہ کلام شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی منسوب ھے)

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَ یَا سَیِّدَ الْبَشَرْ

مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِیْرِ، لَقَدْ نُوَّرَ الْقَمَرْ

لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّهٗ

بعد از خدائے بزرگ توئی قصّه

مختصر

★★★

عبد مَناف بُن عَبْدُ المُطلب بن ہاشم ابو طالب

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں سب سے پہلے جس نے زبان کھولی وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مربّی و محسن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابو طالب ہیں۔

عبد مَناف بُن عَبْدُ المُطلب بن ہاشم، جو ابو طالب کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کا ایک اسمِ گرامی عمران بھی تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے، حضرت علی کے والد، پیغمبر اسلامؐ کے چچا اور مکہ میں قبیلہ بنی ہاشم کے سردار تھے۔ کچھ عرصے کے لیے آپ سقایۃ الحاج کے عہدے پر فائز رہے اور اپنے والد عبد المطلب کی وفات کے بعد پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سرپرستی قبول کی اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے نبوت کے اعلان کے بعد ان کی مکمل حمایت کی۔ اور جب تک زندہ رہے مشرکین اور کفار کو جرأت نہ ہوئی کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پہ کسی قسم کی سختی کر سکیں۔ آپ کے القاب میں سید العرب، شیخ بطحا اور مومنِ قریش زیادہ مشہور۔

خاندان

آپ کے والد کا نام عبد المطلب اور والدہ کا نام فاطمہ بنت عمرو تھا۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد عبداللہ بن عبد المطلب، حضرت زبیر اور عبد الکعبہ کے سگے بھائی تھے چونکہ دیگر کی والدہ مختلف تھیں۔

قبولیتِ اسلام

ایمانِ ابو طالب پہ مسالکِ اسلام میں اختلاف ہے۔ تمام اہلسنت ابو طالب

کے ایمان نہ لانے کے قائل ہیں، جبکہ تمام اہل تشیع ابو طالب کے ایمان لانے کے قائل ہیں۔

(سیرت ابن ہشام)

ابو طالب شاعر تھے اور ان کے بے شمار اشعار تاریخ میں ملتے ہیں۔ ان کا ایک قصیدہ بہت مشہور ہے جس کا ابن کثیر نے تذکرہ وتعریف کی ہے۔ یہ ایک سو دس اشعار پر مشتمل ہے اور تمام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح وثنا میں ہے۔ جو یہاں پیش کیا جاتا ہے:

خَلیلَیَّ ما أُذنی لِأَوَّلِ عاذِلِ

خَلیلَيَّ ما أُذني لِأَوَّلِ عاذِلِ
بِصَغواءَ في حَقٍّ وَلا عِندَ باطِلِ

میرے دوستو! میری کان پہلی تنقید کرنے والے کی طرف نہیں،
نہ کسی صحیح بات میں اور نہ ہی جھوٹ میں۔یعنی میں حق و باطل کے معاملے میں کبھی
ابتدائی اعتراضات و ملامتوں کی پرواہ نہیں کرتا۔

خَليلَيَّ إِنَّ الرَأيَ لَيسَ بِشِركَةٍ
وَلا نَهبَةٍ عِندَ الأُمورِ التَلاتِلِ

میرے دوستو! میری رائے اور میرے عقائد نہ تو مشوروں کا نتیجہ ہیں اور نہ ہی
کسی چیز کی تقسیم میں حصہ داری ہے، خاص طور پر متضاد امور میں۔

وَلَمّا رَأَيتُ القَومَ لا وُدَّ فِيهِم
وَقَد قَطَعوا كُلَّ العُرى وَالوَسائِلِ

اور جب میں نے لوگوں کو دیکھا تو ان میں ہم سے کوئی محبت نہ تھی
اور انہوں نے ہم سے سارے تعلق اور واسطے توڑ دیے ہیں

وَقَد صارَحُونَا بِالعَداوَةِ وَالأَذى
وَقَد طاوَعُوا أَمرَ العَدوِّ المُزايِلِ

اورانہوں نے ہم سے عداوت اوردشمنی اوراذیت کے ساتھ سامنا کیا
اورانہوں نے ہمارے دشمنوں کی اطاعت اور پیروی اختیار کرلی ہے

وَقَد حَالَفوا قَوماً عَلَينَا أَظِنَّةً
يَعَضُّونَ غَيظاً خَلفَنَا بِالأَنامِلِ

اورانہوں نے ہمارے خلاف لوگوں کوسازش کےطور پر دشمن بنایا، جو ہم میں تفرقہ ڈالنا
چاہتے ہیں وہ ہمارے پیچھے غصّہ سے ہاتھوں کے پنجے اورانگلیاں چباتے ہیں

صَبَرتُ لَهُمْ نَفْسِيْ بِصَفْراءَ سَمحَةٍ
وَأَبيَضَ ماضٍ مِن تُراثِ المَقَاوِلِ

میں نے اپنے آپ کوصبر سے ان کے لیےقدردانی سے رکھا
اورایک روشن ماضی سےخودداری کی، جو کہ مہارت کی میراث ہے

وَأَحضَرتُ عِندَ البَيتِ رَهطِي وَإِخوَتي
وَأَمسَكتُ مِنْ أَثوَابِهِ بِالوَصَائِلِ

میں اپنے رفقاءاور بھائیوں کے ساتھ خانہ کعبہ کے پاس حاضر ہوا
اوراس کے غلاف کو ہاتھوں سے تھام کر

قِيَاماً مَعاً مُستَقبِلينَ رِتاجَهُ
لَدَى حَيثُ يَقضي نُسكَهُ كُلُّ قَافِلِ

عین اس جگہ کھڑے ہوکراس کی پردہ کی طرف متوجہ ہوئے

جہاں ہر قافلہ اپنی عبادت انجام دیتا ہے اور قسم کھانے والے کھڑے ہوتے ہیں

وَحَيثُ يُنيخُ الأَشعَرونَ رِكابَهُم
بِمُفضى السُيولِ مِن إِسافٍ وَنائِلِ

اور جہاں گھنے بالوں والے عرب اساف اور نائل نامی بتوں کے قریب سیلاب کے راستے میں، اپنے اونٹ بٹھایا کرتے ہیں

مُوَشَّمَةَ الأَعضادِ أَو قَصَراتِها
مُخَيَّسَةً بَينَ السَديسِ وَبازِلِ

ان اونٹوں کے پہلوؤں اور گردنوں پر رنگین نقش بنے ہوتے ہیں، یہ اونٹ تربیت یافتہ اور مطیع ہوتے ہیں سدیس اور بازیل کے درمیان

تَرى الوَدعَ فيها وَالرُخامَ وَزينَةً
بِأَعناقِها مَعقودَةً كَالعَثاكِلِ

تم دیکھو گے ان کی گردنوں میں سیپی اور سنگ مرمر کے ہاروں کو، اور خوبصورتی کو جو ان کی گردن کے ساتھ بندھے ہوئے ہوتے ہیں جیسے موتیوں کا جھمکا۔

أَعوذُ بِرَبِّ الناسِ مِن كُلِّ طاعِنٍ
عَلَينا بِشَرٍّ أَو مُلِحٍّ بِباطِلِ

میں لوگوں کے رب کی پناہ مانگتا ہوں ہر قدامت پسند سے جو ہمارے اوپر شر لائے یا باطل کو ہم پر مسلط کرے۔

وَمِن كاشِحٍ يَسعَى لَنَا بِمَغِيْبَةٍ

وَمِن مُفْتَرٍ فِي الدِّيْنِ ما لَمْ نُحَاوِلِ

اور میں ان سے بھی پناہ مانگتا ہوں جو ہماری عیب جوئی اور غیبت کرتے ہیں

اور امور دین میں جھوٹ کی ملاوٹ کی کوشش کرتے ہیں ہیں ہماری مرضی کے خلاف

وَثَورٍ وَمَن أَرسَى ثَبيراً مَكانَهُ جَبَلٌ

و عَيْرٍ وَرَاقٍ فِي حِرَاءٍ وَنَازِلِ

اور میں قسم کھاتا ہوں غار ثور، اور اس ذات کی جس نے کوہ ثبیر کو کھڑا کیا اس کی جگہ پر

اور اس کی جو غار حراء پر پہنچنے کے لئے ان پہاڑوں پر چڑھتا اور اترتا ہے۔

وَبِا لبَيْتِ رُكنِ البَيتِ مِن بَطنِ مَكَّةٍ

وَبِاللهِ إِنَّ اللهَ لَيسَ بِغَافِلِ

اور خانہ کعبہ کی، خانہ کعبہ کے رکن کی جو مکہ کے وسط ودرمیان میں قائم ہے

اور اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، بے شک اللہ ہمارے حال سے غافل نہیں ہے

وَبِالحَجَرِ المُسَوَدِّ إِذْ يَمسَحُوْنَهُ

إِذَا اكْتَنَفوهُ بِا لضُّحىٰ وَالأَصَائِلِ

اور کالے پتھر، (حجر اسود) کی قسم جب لوگ اسے چھوتے ہیں

دن کے درمیانی اور آخری حصے میں اور اطراف سے گھیر لیتے ہیں۔

وَمَوطِئِ إِبْرَاهِيمَ فِي الصَّخرِ وَطْأَةً

عَلَى قَدَمَيْهِ حَافِياً غَيرَ نَاعِلِ

اور میں قسم کھاتا ہوں مقام ابراہیم کی جہاں وہ گیلے پتھر پر ننگے پیر، بغیر جوتے کے کھڑے تھے۔

وَأَشواطَ بَينَ الْمَرْوَتَينِ إِلَى الصَّفَا

وَمَا فيهِمَا مِن صُورَةٍ وَتَماثِلِ

اور میں صفاومروہ کے دونوں پہاڑوں کے درمیان کی جانے والی سعی کے چکروں، اور ان میں موجود صورتوں اور تمثالوں کی قسم کھاتا ہوں۔

وَمَا حَجَّ بَيتَ اللهِ مِنْ كُلِّ راكِبٍ

وَمِنْ كُلِّ ذِي نَذْرٍ وَمِن كُلِّ راجِلِ

اور میں ان لوگوں کی قسم کھاتا ہوں جو بیت اللہ کی زیارت (حج) کرنے کی خاطر، خواہ سواری کے ذریعہ، یا پیدل اپنی نذر پوری کرنے کے لئے آتے ہیں۔

وَبِالمَشعَرِ الأَقصَى إِذَا عَمَدُوا لَهُ

إِلَالاً إِلى مُفضِى الشِراجِ القَوابِلِ

اور میں مشعر، عرفات، کوہ الال کی قسم کھاتا ہوں، کہ جب حجاج اس کی طرف بڑھتے ہیں، اور پھر تمام وادی میں پھیل جاتے ہیں۔

وَتَوْقَافِهِمْ فَوْقَ الْجِبالِ عَشِيَّةً
يُقِيْمُوْنَ بِالْأَيْدِيْ صُدُوْرَ الرَّواحِلِ
اوران کے رکنے کی عرفات کے پہاڑوں پر شام کے وقت
اپنے ہاتھوں سے اونٹوں کے سینوں کو ٹھیک طرح سے باندھنا اور پھیلانا،

وَلَيلَةِ جَمعٍ وَالمَنَازِلَ مِنْ مِنىً
وَمَا فَوْقَهَا مِنْ حُرْمَةٍ وَمَنَازِلِ
اوران کے جمع ہونے کی رات کی قسم مزدلفہ اور منیٰ میں، کیا ان مقدس مقامات اور
منازل سے بھی زیادہ کوئی چیز محترم و معظم ہے جس کا ذکر کیا جائے۔

وَجَمعٍ إِذَا مَا المَقرُباتُ أَجَزْنَهُ
سِرَاعاً كَمَا يَفزَعْنَ مِن وَقعِ وابِلِ
اور حاجیوں کی پیادہ جماعتوں کی جس وقت ان کے آگے گھوڑے اس تیزی سے نکلتے
ہیں، جیسے وہ بڑی بوندوں کی موسلا دھار بارش کے ڈر سے بھاگ رہے ہوں

وَبِالجَمرَةِ الكُبرى إِذا صَمَدُوا لَها
يَؤُمُّونَ قَذفاً رَأسَها بِالجَنادِلِ
اور اسی طرح بڑی پتھریلی جگہ (یعنی جمرہ کبریٰ) پر کنکریاں مارنے کی،
جب وہ اس کے سر پر پتھر پھینکتے ہیں تیزی سے چلتے ہوئے۔

وَكِندَةَ إِذْ تَرْمِي الْجِمَارَ عَشِيَّةً

تُجِيرُ بِها حُجَّاجَ بَكرِ بنِ وائِلِ

اورقبیلۂ کندہ والے، جب وہ شام کو جمرات پر کنکریاں مارر ہے تھے

توقبیلہ بکر بن وائل کے حجاج کو تحفظ وتعاون فراہم کرر ہے تھے

حَلِيفَانِ شَدَّا عَقْدَ مَا احْتَلَفَا لَهُ

وَرَدَّا عَلَيهِ عَاطِفاتِ الذَّلَائِلِ

دو پرانے اتحادی جنہوں نے اپنے حلف کے بندھن کو مضبوط کیا،

اور تمام وسائل کو مشترکہ مقاصد کے حصول کے لئے استعمال کرنے کا وعدہ کرلیا

وَحَطمهمُ سُمْرَ الرِّماحِ مَعَ الظُّبا

وَإِنفَاذُهُم مَا يَتَّقِي كلُّ نَابِلِ

اور تاریک نیزوں اور تیز دھاروں نے انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا،

اور اُن کے تیر اُس چیز کو چھیدتے ہیں جو ہر تیرانداز کرتا ہے،

وَمَشْيِهِم حَوْلَ البِسَالِ وَسَرْحِه

وَسَلْمِيّه وَخْدَ النَّعَامِ الحَوَافِلِ

پھران کا تیزی کے ساتھ گزرنا اس وادی کے چھوٹے بڑے پودوں کو جانوروں کی طرح کچلتے ہوئے۔

فَهَل فَوقَ هٰذَا مِن مَعَاذٍ لِعَائِذٍ
وَهَل مِن مُعيذٍ يَتَّقِي اللهَ عاذِلِ

کیا اس سے بڑی کوئی پناہ ہوسکتی ہے کسی پناہ مانگنے والے کے لیے؟
اور کیا کوئی پناہ دینے والا ہے جو اللہ سے ڈرتا ہو؟ اور ہمارا ہمدرد ہو اور ہمیں پناہ بھی دینا چاہتا ہو؟

يُطَاعُ بِنَا الأَعداءُ وَودُّوا لَو اِنَّنَا
يُسَدُّ بِنا أَبوابُ تُركٍ وَكابُلِ

ہمارے دشمنوں کی بات فوراً مان لی جاتی ہے اور وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ ہم پر ترکی اور کابل کے دروازے بھی بند کر دیئے جائیں اور ہمیں وہاں بھی پناہ نہ مل سکے۔

كَذَبتُم وَبَيتِ اللهِ نَترُكُ مَكَّةً
وَنَظعَنَ إِلّا أَمرُكُم في بَلابِلِ

لیکن بیت اللہ کی قسم! تم لوگ غلط سمجھتے ہو کہ ہم مکہ چھوڑ دیں گے، اور یہاں سے کوچ کر جائیں گے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم اس وقت تک مکہ نہیں چھوڑیں گے جب تک تمہاری زندگیاں درہم و برہم نہ ہو جائیں اور تم سب خود کشمکش میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔

كَذَبتُم وَبَيتِ اللهِ نَبْزَى مُحَمَّداً
وَلَمّا نُطاعِن دونَهُ وَنُنَاضِلِ

تم غلط سمجھتے ہو، بیت اللہ کی قسم! کہ ہم محمد کو مغلوب ہونے دیں گے، حالانکہ اب تک

ہم نے ان کے دفاع میں جنگ بھی نہیں کی، (یعنی جب تک ان کی طرف سے لڑ کر جانیں نہ دے دیں ایسا نہیں ہوسکتا)

وَنُسْلِمهُ حَتّى نُصَرَّعَ حَولَهُ

وَنذهلَ عَن أَبنائِنا وَالحَلائِلِ

اور کیا ہم انہیں تمہارے سپرد کر دیں گے، بغیر اس کے کہ ہم اپنے بیوی بچوں کو فراموش کر کے ان کے ارد گرد ان کی مدافعت میں ہم اپنی جانیں قربان نہ کر لیں۔

وَينهَضَ قَومٌ بِالحَديدِ إِلَيكُمُ

نُهوضَ الرَوايا تَحتَ ذاتِ الصَلاصِلِ

اور ہمارے لوگ لوہے کے اسلحہ کے ساتھ لیس ہو کر تمہارے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور ان بجنے والی تلواروں کی گھن گرج ایسی ہوگی جس طرح پانی کے اٹھانے والے اونٹوں کے زیورات کی جھنکار ہوتی ہے۔

وَحَتّى يُرَى ذُو الْبغيِ يَركَبُ رَدْعَهُ

مِنَ الضَغْنِ فِعلَ الأَنكَبِ المُتَحامِلِ

اور جب تک کہ ظالم باغی نیزہ کا وار کھا کر اپنے گھوڑے سے لڑکھڑاتا اور منہ کے بل گرتا ہوا نظر نہ آئے،

وَإِنّا لَعَمْرُ اللهِ إِن جَدَّ ما أَرى

لَتَلْتَبِسَنَّ أَسيافُنا بِالأَماثِلِ

اور خدا کی قسم! اگر میں جو کچھ دیکھ رہا ہوں وہی ہوتا رہا،

تو ہماری تلواریں ان کے سرداروں کو یقیناً اپنا لباس پہنا دیں گی۔

بِكَفِّ فَتىً مِثلَ الشِّهَابِ سَمَيْدَعٍ

أَخِي ثِقَةٍ حَامِي الحَقِيقَةِ بَاسِلِ

یہ تلواریں ایسے بہادر نوجوانوں کے ہاتھوں میں ہوں گی کی جو شہاب ثاقب کی چمک اور تیزی سے دشمن پر ٹوٹ پڑیں گے۔ میرا یہ نوجوان بھائی، اعتماد والا، شجاع، حقیقت کی حفاظت کرنے والا اور بہادر ہے۔

شُهُوراً وَأَيّاماً وَحَولاً مُجَرَّماً

عَلَينَا وَتَاني حِجَّةٌ بَعدَ قَابِلِ

یہ جنگ جاری و ساری رہے گی یہاں تک کہ دن مہینوں میں اور مہینے سالوں میں بدل جائیں گے، پھر ایک سال کے بعد دوسرا سال آتا رہے گا۔

وَمَا تَركُ قَومٍ لَا أَبا لَكَ سَيِّداً

يَحوطُ الذِمَارَ غَيرَ ذَربٍ مُوَاكِلِ

اور تمہارا باپ نہ رہے، کوئی قوم کیسے چھوڑ سکتی ہے ایسے بے مثل اور بے نظیر سردار کو جو راہزنی سے محفوظ رکھنے والا، وعدے کا پابند، نہ بدکلام اور نہ کسی کا دست نگر ہے

وَأَبيَضَ يُستَسقَى الغَمامُ بِوَجهِهِ

ثِمالُ اليَتامى عِصمَةٌ لِّلأَرامِلِ

وہ روشن و تابناک چہرے والے جن کے صدقے میں بادلوں سے پانی مانگا جائے،

وہ یتیموں کے والی اور بیواؤں کے سرپناہ ہیں۔

يَلُوذُ بِهِ الهُلَّاكُ مِنْ آلِ هَاشِمٍ

فَهُمْ عِنْدَهُ فِي نِعْمَةٍ وَفَوَاضِلِ

بنی ہاشم کے محتاج و ناداران ہی کے پاس پناہ لیتے ہیں

وہ ان ہی کی نعمت اور فضائل، رحم وکرم سے فیضیاب ہوتے ہیں

لَعَمْرِي لَقَدْ أَجرى أُسَيدٌ وَرهطُهُ

إِلى بُغْضِنا وَجَزَّاباً كُلَةَ آكِلِ

میری جان کی قسم، یقیناً اُسید اور اس کے ساتھیوں نے ہم سے دشمنی،نفرت اور لالچ میں آکر ہر حد پار کردی، گویا انہوں نے کسی کھا جانے والے کے سامنے ہمیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے ڈال دیا۔

جَزَت رَحِمٌ عَنَّا أُسَيداً وَخالِداً

جَزَاءَ مُسيءٍ لا يُؤَخَّرُ عاجِلِ

باری تعالیٰ ہماری طرف سے اسید اور خالد کو اس کا بدلہ دے

بدسلوکی کرنے والے کا بدلہ فوری طور پر دیا جائے گا، ملتوی نہیں ہوگا

وَعُثْمَانُ لَمْ يَرْبَعْ عَلَيْنَا وَقُنفُذٌ

وَلٰكِنْ أَطَاعَا أَمْرَ تِلْكَ القَبَائِلِ

اور عثمان نے بھی ہمارے ساتھ کچھ اچھا سلوک نہیں کیا اور نہ ہی قنفذ نے،
لیکن دونوں نے ان قبائل کے حکم کی اطاعت کی جو ہمارے دشمن ہیں۔

أَطَاعَا أُبَيّاً وَابنَ عَبدِ يَغوثِهِم
وَلَمْ يَرْقُبَا فِيْنَا مَقَالَةَ قائِلِ

انہوں نے اُبیّ اور ابن عبد یغوث کی اطاعت کی۔
اور اُنہوں نے ہمارے کسی کلام کرنے والے کی باتوں پر کوئی دھیان نہیں دیا۔

كَمَا قَدْ لَهِبْنَا مِنْ سُبَيْعٍ وَنَوفَلٍ
وَكُلٌّ تَوَلَّى مُعرِضاً لَم يُمَايِلِ

اسی طرح ہمیں سبیع اور نوفل کے بغض وعناد کا بھی سامنا کرنا پڑا
اور ہر ایک نے ہم سے منھ پھیرتے ہوئے کنارہ کشی اختیار کی۔

فَإِنْ يُقْتَلَا أَو يُمكِنِ اللهُ مِنهُمَا
نَكِل لَهُمَا صَاعاً بِكَيْلِ الْمَكَايِلِ

لیکن اگر وہ مارے جائیں، یا اگر خدا ہمیں ان پر اقتدار عطا فرمائے،
تو ہم بھی ان سے انصاف کا پورا پورا پیمانہ لیں گے۔

وَذَاكَ أَبُوْ عَمْرٍو أَبَى غَيرَ مُغْضِبٍ
لِيُظْعِنَنَا فِي أَهلِ شَاءٍ وَجَامِلِ

اور وہ ابوعمر ہیں، جنہوں نے سوائے غصے اور بغض کے ہمیں کبھی اپنے دل میں جگہ نہیں

دی، تاکہ ہمیں شہر بدر کر کے صحرا میں چرواہوں کے ساتھ زندگی گزارنے پر مجبور کرے

يُنَاجِي بِنَا فِي كُلِّ مَمْسىً وَمُصْبِحٍ
فَنَاجِ أَبَا عَمْرٍو بِنَا ثُمَّ خَامِلِ

وہ ہر شام اور ہر صبح رات دن ہمارے خلاف سازشوں میں لگا رہتا ہے،
پس اے ابوعمرو! ہمارے بارے میں جتنی چاہو سازشیں اور منصوبے بنالو

وَيُقْسِمُنَا بِاللهِ مَا إِنْ يَغُشَّنَا
بَلٰى قَدْ نَرَاهُ جَهْرَةً غَيْرَ حَائِلِ

اور وہ اللہ کی قسم کھا کر ہمارے بارے میں کہتا ہے کہ وہ ہمیں دھوکہ دے گا،
ہاں، ہم بھی کھلے عام اور بلا رکاوٹ اس کو دیکھتے ہیں۔

أَضَاقَ عَلَيْهِ بُغْضُنَا كُلَّ تَلْعَةٍ
مِنَ الْأَرْضِ بَيْنَ أَخْشَبٍ بِالْأَجَادِلِ

ہماری نفرت نے اس پر ہر وادی اور زمین کو، جو اجادیل کے جنگلوں کے درمیان پھیلی ہوئی ہے، تنگ کر دیا ہے

وَسَائِلْ أَبَا الْوَلِيْدِ مَاذَا حَبَوْتَنَا
بِسَعْيِكَ فِيْنَا مُعْرِضاً كَالْمُخَاتِلِ

ابوالولید عتبہ بن ربیعہ سے پوچھو کہ تمہاری پرفریب سازشوں سے ہمارا کیا بگڑا؟
سوائے اس کے کہ ایک دھوکے باز کی طرح ہمارے خلاف اپنی بدنیتی کی کوشش کی۔

وَكُنْتَ اِمْرَءًا مِمَّن يُعاشُ بِرَأيِهِ
وَرَحْمَتَهُ فِيْنَا وَلَسْتَ بِجاهِلِ

حالانکہ آپ ایک ایسے آدمی تھے جن کی رائے کی قدر ہوتی تھی۔
اور تجھ سے ہماری قرابت بھی تھی اور تو اس سے بے خبر نہ تھا۔

وَعُتبَةُ! لَا تَسْمَع بِنَا قَوْلَ كَاشِحٍ
حَسُوْدٍ كَذُوْبٍ مُبْغِضٍ ذِيْ دَغَاوِلِ

اوراے عتبہ! ہمارے بارے میں کسی کینہ پرور، حسد کرنے والے،
جھوٹے، نفرت انگیز، دھوکے باز کی باتوں پر کان نہ دھریں۔

وَمَرَّ أَبو سُفيانَ عَنّي مُعرِضاً
كَما مَرَّ قَيلٌ مِن عِظامِ المَقاوِلِ

اور ابوسفیان میرے قریب سے منہ موڑ کر انتہائی غرور وتکبر سے ایسے گزرا
جیسے وہ کوئی باعظمت وشکوہ بادشاہ ہو۔

يَفِرُّ إِلى نَجدٍ وَبَردِ مِياهِهِ
وَيزعُمُ أَنّي لَستُ عَنكُم بِغافِلِ

وہ ٹھنڈے پانی کی تلاش کا بہانہ کر کے نجد کی جانب سے فرار کر رہا ہے، لیکن اسے خود
بھی پتہ ہے کہ میں اس کے اصلی اغراض ومقاصد سے ناواقف نہیں ہوں۔

وَأَعلَمُ أَن لا غافِلٌ عَن مَساءَةٍ

كَفاكَ العَدُوُّ عِندَ حَقٍّ وَباطِلِ

اور میں جانتا ہوں کہ کوئی بھی غلط کام سے بے خبر نہیں ہے۔

تیرا دشمن تیرے خلاف حق و باطل دونوں میں کافی ہے۔

فَمِيلُوا عَلَيْنَا كُلُّكُم إِنَّ مَيلَكُم

سَوَاءٌ عَلَيْنَا وَالرِّياحُ بِهاطِلِ

پس تم سب ہمارے خلاف ہو جاؤ کیونکہ تمہارا ہمارے خلاف ہونا

ہمارے لیے یکساں ہے اور ہوائیں بھی بے اثر ہیں۔

يُخَبِّرُنا فِعلَ المُناصِحِ أَنَّهُ

شَفيقٌ وَيُخفي عارِماتِ الدَواخِلِ

وہ مشفقانہ اور ناصحانہ انداز میں ہم سے کہتا ہے کہ وہ ہمارا خیر خواہ ہے،

لیکن درحقیقت وہ اپنے دل میں ہمارا بغض وعناد چھپائے ہوئے ہے۔

أَمُطعِمُ لَم أَخذُلكَ في يَومِ نَجدَةٍ

ولا عِندَ تِلكَ المُعظماتِ الجَلائِلِ

اے مطعم! میں نے کسی بھی جنگ یا پریشانی کے وقت تمہارا ساتھ نہیں چھوڑا تھا،

وَلا يَومَ خَصمٍ إِذ أَتوكَ أَلِدَّة

أَولي جَدَلٍ مِنَ الخُصومِ المُساجِلِ

میں نے تجھے اس وقت بھی تنہا نہیں چھوڑا تھا جبکہ تیرے خوفناک دشمن تجھ پر حملہ آور ہوئے تھے، حالانکہ وہ بڑے ہی نامور اور طاقتور جنگ جو سپاہی تھے۔

أَمُطعِمُ إِنَّ القَومَ ساموكَ خُطَّةً

وَإِنّي مَتى أُوكَل فَلَستُ بِوائِلِ

اے مطعم! اہل قریش نے اب تجھے ایسے راستہ پر لا چھوڑا ہے کہ جب یہ معاملہ میرے سپرد ہوا تو پھر تیری خیر نہیں۔

جَزى اللهُ عَنّا عَبدَ شَمسٍ وَنَوفَلاً

عُقوبَةَ شَرٍّ عاجِلاً غَيرَ آجِلِ

اللہ عبد شمس اور نوفل کے قبیلہ کو ان کی فتنہ پردازیوں پر
ہماری طرف سے جلد از جلد سخت ترین سزا دے

بِميزانِ قِسطٍ لا يُخيضُ شَعيرَةً

لَهُ شاهِدٌ مِن نَفسِهِ حقٌّ عادِلِ

کہ جس کی میزان عدل میں ایک دانہ جو کے برابر بھی کمی نہیں ہوتی،
اللہ بغیر کسی مجبوری اور رکاوٹ کے ہر چیز پر شاہد ہے۔

لَقَد سَفَهَت أَحلَامُ قَومٍ تَبَدَّلُوا

بَني خَلفٍ قَيضاً بِنا وَالغَياطِلِ

بے شک وہ لوگ اپنی عقلیں گنوا بیٹھے ہیں جنہوں نے ہمیں چھوڑ کر بنی خلف اور بنی غیطلہ سے دوستی کر لی ہے۔

وَنَحنُ الصَميمُ مِن ذؤابَةِ هاشِمٍ

وَآل قُصَيٍّ في الخُطوبِ الأَوائِلِ

ہم بنی ہاشم اور آل قصی کی اصل ہیں جن کا مرتبہ زمانۂ قدیم سے مسلم ومعتبر ہے

اسی طرح کے اشعار کہتے جاتے ہیں یہاں تک کہ آگے جا کر پھر اپنے اشعار کا رُخ پیارے پیغمبر ﷺ کی طرف موڑ دیتے ہیں، میں ان اشعار کو تو یہاں پیش کر رہا ہوں لیکن ان کا ترجمہ چھوڑ کر وہاں سے پھر ترجمہ کروں گا جن میں پیارے پیغمبر کی شان بیان کی گئی ہے۔

وَكانَ لَنا حَوضُ السِقايَةِ فيهِم

وَنَحنُ الذُرى مِنهِم وَفَوقَ الكَواهِلِ

فَما أَدرَكوا ذَحلاً وَلا سَفَكوا دَماً

وَلا حالَفوا إِلّا شِرارَ القَبائِلِ

بَني أَمَةٍ مَجنونَةٍ هِندكيَّةٍ

بَني جُمَحٍ عُبَيدَ قَيسِ بنِ عاقِلِ

وَسَهمٌ وَمَخزومٌ تَمالوا وَأَلَّبوا
عَلَينا العِدى مِن كُلِّ طِملٍ وَخامِلِ
وَشائِظُ كانَت في لُؤَيِّ بنِ غالِبٍ
نَفاهُم إِلَينا كُلُّ صَقرٍ حُلاحِلِ
وَرَهطُ نُفَيلٍ شَرُّ مَن وَطِئَ الحَصى
وَأَلأَمُ حافٍ مِن مَعَدٍّ وَناعِلِ
أَعَبدَ مَنافٍ أَنتُمُ خَيرُ قَومِكُم
فَلا تُشرِكوا في أَمرِكُم كُلَّ واغِلِ
فَقَد خِفتُ إِن لَم يُصلِحِ اللهُ أَمرَكُم
تَكونوا كَما كانَت أَحاديثُ وائِلِ
لَعَمري لَقَد أُوهِنتُمُ وَعَجزتُمُ
وَجِئتُم بِأَمرٍ مُخطِئٍ لِلمَفاصِلِ
وَكُنتُم قَديماً حَطبَ قِدرٍ فَأَنتُمُ
الآنَ أحطابُ أَقدُرٍ وَمَراجِلِ
لِيَهنِئ بَني عَبدِ مَنافٍ عُقوقُها

وَخِذلانُها وَتَركُنا في المَعاقِلِ
فَإِن يَكُ قَومٌ سَرَّهُم ما صَنَعتُمُ
سَتَحتَلِبوها لاقِحاً غَيرَ باهِلِ
فَبَلِّغ قُصَيّاً أَن سَيُنشَرُ أَمرُنا
وَبَشِّر قُصَيّاً بَعدَنا بِالتَخاذُلِ
وَلَو طَرَقت لَيلاً قُصَيّاً عَظيمَةٌ
إِذاً ما لَجَأنا دونَهُم في المَداخِلِ
لَو صُدِقوا ضَرباً خِلالَ بُيوتِهِم
لَكُنّا أُسىً عِندَ النِساءِ المَطافِلِ
فَإِن تَكُ كَعبٌ مِن لُؤَيٍّ تَجَمَّعَت
فَلا بُدَّ يَوماً مَرَّةً مِن تَزايُلِ
فَإِن تَكُ كَعبٌ مِن كُعوبٍ كَثيرَةٍ
فَلا بُدَّ يَوماً أَنَّها في مَجاهِلِ
وَكُلُّ صَديقٍ وَاِبنُ أُختٍ نَعُدُّهُ
وَجَدنا لَعَمري غِبَّهُ غَيرَ طائِلِ

سِوى أَنَّ رَهطاً مِن كِلابِ بنِ مُرَّةٍ

بَراءٌ إِلَينا مِن مَعَقَّةِ خاذِلِ

بَني أَسَدٍ لا تُطرِفُنَّ عَلى القَذى

إِذا لَم يَقُل بِالحَقِّ مِقوَلُ قائِلِ

فَنِعمَ اِبنُ أُختِ القَومِ غَيرَ مُكَذَّبٍ

زُهَيرٌ حُساماً مُفرَداً مِن حَمائِلِ

أَشَمُّ مِنَ الشُمِّ البَهاليلِ يَنتَمي

إِلى حَسَبٍ في حَومَةِ المَجدِ فاضِلِ

یہاں سے پھر اپنا سلسلۂ کلام کا رُخ پیارے پیغمبر ﷺ کی طرف کرتے ہوئے کہتے ہیں:

لَعَمري لَقَد كَلِفتُ وَجداً بِأَحمَدٍ

وَإِخوَتِهِ دَأبَ المُحِبِّ المُواصِلِ

اپنی زندگی کی قسم، میں احمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اس کے بھائیوں کی محبت میں شدّتِ آرزو کے ساتھ مبتلا ہو گیا ہوں، میں ایک عقیدت مند عاشق اور مسلسل عقیدت رکھنے والے کی طرح ان کے ساتھ رہتا ہوں۔

أُقيمُ عَلى نَصرِ النَبِيِّ مُحَمَّدٍ

أُقاتِلُ عَنهُ بِالقَنا وَالقَنابِلِ

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں ثابت قدم ہوں۔

میں ان کے لیے نیزوں اور بموں سے لڑ رہا ہوں۔

فَلا زالَ فِي الدُنيا جَمالاً لِأَهلِها

وَزَيناً عَلى رَغمِ العَدوِّ المُخابِلِ

خدا انہیں اہل دنیا اور ان کے دوستوں کے لئے زینت و جمال بنا کر حیات طویل عطا فرمائے، وہ غدار دشمن کے باوجود اس دنیا میں اس کے لوگوں کے لیے حسن اور زینت بنا ہوا ہے، وہ ہمیشہ عظیم امور کے مالک و مختار رہیں۔

فَمَن مِثلُهُ فِي النّاسِ أَيُّ مُؤَمَّلٌ

إِذا قايَسَ الحُكّامُ عِندَ التَفاضُلِ

دنیا کے آدمیوں میں اس جیسا کون ہے، کون ایسا ہے جس سے امید رکھی جا سکتی ہے؟ تقابل اور فیصلہ کرنے والے جب حکمرانہ برتری کے لئے موازنہ کریں تو وہی ان سب کی امیدوں کا مرکز ہوں گے۔

حَليمٌ رَشيدٌ عادِلٌ غَيرُ طائِشٍ

يُوالي إِلٰهاً لَيسَ عَنهُ بِذاهِلِ

وہ بردبار، عقلمند، انصاف پسند، حق پرست، بے جا غیظ وغضب سے بری ہے

وہ ایسے خدا کی پیروی ومحبت کے لیے وقف ہے جو اس سے کبھی غافل نہیں ہوتا۔

فَأَيَّدَهُ رَبُّ العِبَادِ بِنَصرِهِ

وَأَظهَرَ دِيْناً حَقُّهُ غَيرُ ناصِلِ

تمام مخلوقات کے رب نے اپنی فتح اور نصرت کے ساتھ اس کا ساتھ دیا۔اور اس نے ایک ایسا مذہب ظاہر کیا جس کی سچائی نا قابل تردید ہے۔

فَوَاللهِ لَولَا أَن أَجيءَ بِسُبَّةٍ

تَجُرُّ عَلى أَشياخِنا في المَحافِلِ

لَكُنَّا اتَّبَعناهُ عَلى كُلِّ حالَةٍ

مِنَ الدَهرِ جِدّاً غَيرَ قَولِ التَهازُلِ

خدا کی قسم، اگر عوامی اجتماعات میں ہمارے بزرگوں کو شرمندگی کا سامنا نہ کرنا پڑتا، اور مجھے اپنے بزرگوں کی محفل و آداب اور طریقوں کا لحاظ نہ ہوتا جو ہم تک پہنچے ہیں تو ہم ہر وقت ہر حال میں سنجیدگی سے ظاہراً و باطناً ان کی پیروی کرتے،

لَقَد عَلِمُوا أَنَّ اِبنَنا لَا مُكَذَّبٌ

لَدَيهِم وَلا يُعنى بِقَولِ الأَباطِلِ

یقیناًوہ سب جانتے تھے کہ ہمارا بیٹا جھوٹا یا جھٹلایا ہوانہیں ہے۔ہم نے ان کی تکذیب نہیں کی اور نہ ہی اس ضمن میں لوگوں کے جھوٹے بیانات کو خاطر میں لایا جا سکتا ہے۔

رِجالٌ كِرامٌ غَيرُ ميلٍ نَماهُمُ

إلى العزِّ آباءٌ كِرامُ المَحاصِلِ

ہم لوگ شریف النسل اور کریم النفس ہیں بزدل وخائف نہیں، ہمارے آباؤ اجداد کرام نے ہمیں معزز ومکرم بنایا اور اعلیٰ منازل ومراتب کی تربیت دی ہے۔

وَقَفنالَهُم حَتّٰى تَبَدَّدَ جَمعُهُم

وَحسَّرَ عَنّا كُلَّ باغٍ وَجاهِلِ

ہم ان کے خلاف کھڑے رہے یہاں تک کہ ان کی فوجیں بکھر گئیں۔اور ہر ظالم اور جاہل کو ہم سے دور کر دیا گیا۔

شَبابٌ مِنَ المُطَّلِبِينَ وَهاشِمٍ

كَبِيضِ السُّيوفِ بَينَ أَيدي الصَيَّاقِلِ

نوجوانوں کا ایک گروہ جو مطّلب اور ہاشم کی اولاد ہیں،

بالکل سفید اور صیقل شدہ تلواروں کی طرح، جو چلانے والوں کے ہاتھوں میں ہیں۔

بِضَربٍ تَرى الفِتيانَ عَنهُ كَأَنَّهُم

ضَواري أُسودٍ فَوقَ لَحمٍ خَرادِلِ

ایسی ضرب کے ساتھ نوجوان لڑکے جنہیں دیکھ کر لگتا ہے کہ وہ

شیر کے بچے ہیں جو نرم گوشت کے شکار پر ہیں۔

وَلَكِنَّنا نَسلٌ كِرامٌ لِسادَةٍ

بِهِم يَعتلي الأَقوامُ عِندَ التَّطاوُلِ

لیکن ہم شریف نسل کے ہیں، سرداروں کی مانند،

جن کے ذریعے قومیں طویل عرصے میں بلند ہوتی ہیں۔

سَيَعلَمُ أَهلُ الضِّغنِ أَيّي وَأَيُّهُم

يَفوزُ وَيَعلُو في لَيالٍ قَلائِلِ

عنقریب بغض سے بھرے شرانگیز دشمنوں کے لوگ جان جائیں گے کہ کون سرفراز وسر بلند ہوا، فائدہ اٹھایا اور کامیاب ہوا، اور کس نے بلند مرتبہ پایا ہے چند راتوں میں۔

وَأَيُّهُمُ مِنّي وَمِنهُم بِسَيفِهِ

يُلاقي إِذا ما حانَ وَقتُ التَّنازُلِ

اور جب ہتھیار اٹھانے کا وقت آئے گا تو زمانہ دیکھے گا کہ مجھ میں سے اور ان میں سے کون اپنی تلوار لے کر آئے گا، اور ہمارے خلاف تلوار اٹھانے کا کس میں دم ہے؟

وَمَن ذا يَمَلُّ الحَربَ مِنّي وَمِنهُمُ

وَيحمدُ في الآفاقِ مِن قَولِ قائِلِ

اور یہ بھی مشاہدہ کریں گے کہ ہم میں سے، اور ان میں سے، کون اس فاتحانہ انداز سے دشمن سے جنگ کرتا ہے؟ اور کسی مقرر کے الفاظ سے افق عالم پر کس کی تعریف کی جائے گی؟

فَأَصبَحَ فينا أَحمَدٌ في أَرومَةٍ

تُقَصِّرُ عَنهُ سورَةُ المُتَطاوِلِ

اوراس طرح احمد ہمارے درمیان ایک مضبوط ہستی کے طور پیدا ہوا۔ جو مغرور کے غرور سے بالاتر ہے۔

كَأَنّي بِهِ فَوقَ الجِيادِ يَقودُها

إِلى مَعشَرٍ زاغوا إِلىٰ كُلِّ باطِلِ

گویا میں اسے دیکھتا ہوں، گھوڑوں کے اوپر سوار، رہنمائی کرتے ہوئے اس قوم کے لیے جو ہر باطل کی طرف بھٹک گئی ہے۔

وَجُدتُ بِنَفسي دونَهُ وَحَمَيتُهُ

وَدافَعتُ عَنهُ بِالطُّلى وَالكَلاكِلِ

میں نے خود کو اس کے لیے قربان کرنے اور اس کی حفاظت کے لیے تیار پایا اور میں نے اپنی تلواروں اور نیزوں سے اس کا دفاع کیا۔

وَلا شَكَّ أَنَّ اللهَ رافِعُ أَمرِهِ

وَمُعليهِ في الدُنيا وَيَومَ التَّجادُلِ

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کا مقام بلند کرے گا۔ اور اس کو دنیا اور آخرت میں بھی سارے فضائل و مناقب سے سرفراز فرمائے گا۔

(دیوان ابی طالب بن عبد المطلب،ص۸۵)

★★★★★

تاریخ ابوالفداء میں بھی ان کے اشعار موجود ہیں۔

وَاللهِ لَنْ يَصِلُوا إِلَيكَ بِجَمْعِهِم

حَتّى أُوَسَّدَ فِي التُّرابِ دَفِيْنَا

بخدا! اے کفارِ قریش تم اپنی جماعت سمیت (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تک نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ میں زمین میں دفن نہ ہوجاؤں۔

فانفَذْ بِأَمرِكَ ما عَلَيكَ غَضاضَةٌ

فَكَفى بِنَا دُنياً لَدَيْكَ وَ دِيْنَا

اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم کو جو خدا کا حکم ہے اس کا بے خوف اور بلا جھجک اعلان کرو۔ کیونکہ آپ نے ہمیں کافی دنیاوی اور دینی مدد فراہم کی ہے۔

وَدَعَوتَنِي وَزَعَمتَ أَنَّكَ ناصِحٌ

فَلَقَد صَدَقتَ وَكُنتَ قبل أَمينا

اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم نے مجھ کو اللہ کی طرف دعوت دی ہے۔ اور آپ نے اپنے خیر خواہ ہونے کا دعویٰ کیا۔ بے شک آپ اس سے پہلے سچے اور امانت دار تھے، مجھے تمھاری صداقت و امانت کا محکم یقین ہے

وَعَرَضتَ دِيْناً قَدْ عَلِمْتُ بِأَنَّهُ

مِنْ خَيْرِ أَدْيَانِ البَرِيَّةِ دِيْنَا

اور آپ نے ایک ایسا مذہب پیش کیا جسے میں جانتا تھا کہ زمین کے بہترین مذاہب میں

سے ایک تمھارا دین ہے، جو تمام مذاہبِ عالم سے بہتر اور ان کے مقابلے میں کامل تر ہے۔

لَولا المَلامَةُ أَو حِذاري سُبَّةً

لَوَجَدتَني سَمحاً بِذاكَ مُبينا

اگر الزام یا ملامت کا خوف نہ ہوتا تو آپ مجھے اس میں کھلا، فراخ دل اور آسانی سے راضی پاتے۔

☆☆☆☆☆

سیرت ابن ہشام میں بھی ان کے اشعار موجود ہیں۔ سیرت ابن ہشام میں کچھ شعر ایسے ہیں جس میں حضرت ابو طالب نے ابولہب کو متنبہ کیا ہے کہ اسے عرب کے میلوں اور محفلوں میں برا کہا جائے گا۔ اس کے علاوہ بھی کئی اشعار سیرت ابن ہشام نے نقل کیے ہیں۔

ابو طالب نے ان اشعار میں آپ ﷺ کی مدح اور اپنے خاندان بنو ہاشم کی خصوصیات کا ذکر کیا ہے۔ "سیرۃ النبیؐ" میں ابن ہشام نے اس قصیدہ کے سات اشعار نقل کئے ہیں جن میں سے چار شعروں کا رُخ اہل قریش کی طرف ہے، اور مندرجہ ذیل تین شعر پیارے پیغمبر ﷺ کی مدح میں ہیں:

اِذَا اجْتَمَعَتْ يَومًا قريشٌ لمُفتخرٍ

فعَبدُ مَنَاف سرّها و صَميمها

اگر کسی دن قبیلہ قریش کے افراد یہ طے کرنے کے لئے جمع ہوں کہ ان کا سرمایہ افتخار کیا

ہے؟ تو ان کو معلوم ہو گا کہ عبد مناف کی شاخ ہی اس پورے قبیلہ کی روح اور اصل ہے۔

وَاِنْ حصَّلت اشراف عَبْدِ مَنَافهَا

وَفِيْ هَاشِمٍ اَشْرَافها و قديمها

اور اگر عبد مناف کے سردار اپنی عظمت کا راز جاننے کی جستجو کریں تو وہ بنو ہاشم میں اپنی سربلندی اور اصلیت کا سراغ پائیں گے۔

وان فخرت يومًا فانَّ مُحَمَّدًا

هُوَ المُصطَفٰى مِن سِرِّهَا وَكَرِيْمِهَا

اور بنو ہاشم کسی بات پر فخر کرنا چاہیں تو انہیں معلوم ہو گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سب میں منتخب ترین اور پسندیدہ ترین، باعث عظمت و سربلندی ہیں۔

★★★

اسی طرح آپ کا ایک شعر پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں ایسا ہے جو ہزاروں قصیدوں پر بھاری ہے:

وَاَبْيَضُ يَسْتَسْقَى الْغَمَامَ بِوَجْهِهٖ

ثَمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ

وہ روشن و تابناک چہرے والے جن کے صدقے میں بادلوں سے پانی مانگا جائے، وہ یتیموں کے والی اور بیواؤں کے سرپناہ ہیں۔

جس طرح بارش سے دوست اور دشمن سب ہی سیراب ہوتے ہیں، ایسے ہی آپ ﷺ کا وجود پاک سب کے لئے رحمت و برکت ہے۔خاص طور پر کمزور اور بے سہارا لوگوں کے لئے آپ سہارا ہیں۔

جب قریش نے ان سے مطالبہ کیا کہ محمد ﷺ کی حمایت سے باز آجائیں، یا مکّہ چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں تو اس کے جواب میں آپ نے کہا:۔

كَذَبْتُمْ وَ بَيْتُ اللّٰهِ نَتْرُكُ مَكَّةَ

وَنظعن اِلَّا اَمركم فی بلا بل

بیت اللہ کی قسم! تم لوگ غلط سمجھتے ہو کہ ہم مکہ چھوڑ دیں گے، اور یہاں سے کوچ کر جائیں گے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم اس وقت تک مکّہ نہ چھوڑیں گے جب تک کہ تمہاری زندگیاں درھم وبرھم نہ ہو جائیں۔

كذبتم وبيت اللّٰه نبزى مُحمَّدًا

ولمّا نطاعن دونه و نناضل

بیت اللہ کی قسم! تم غلط سمجھتے ہو کہ ہم محمد کو مغلوب ہونے دیں گے اور محمد کو ہم سے چھینا جا سکتا ہے، یہ بات اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ ہم تیروں اور نیزوں سے ان کا دفاع کرتے ہوئے قتل نہ ہو جائیں۔

ونسلِّمُهُ حتى نصرّع حولهٗ

و نزهل عن اَبنائنا وَالحلائل

اور کیا ہم انہیں تمہارے سپرد کردیں گے، بغیر اس کے کہ ہم اپنے بیوی بچوں کو فراموش کر کے ان کے ارد گرد ہم اپنی جانیں قربان نہ کرلیں۔

☆☆☆

أَتعلَمُ مَلكَ الحُبشِ أَنَّ مُحَمَّداً
نَبِيٌّ كَموسى وَالمَسيحِ اِبنِ مَريَمِ

کیا حبشہ کا بادشاہ نہیں جانتا کہ محمد ﷺ نبی ہیں جیسے موسیٰ اور مسیح ابن مریم علیہ السلام؟

أَتى بِهُدىً مِثلَ الَّذي أَتَيا بِهِ
وَكُلٌّ بِأَمرِ اللهِ يَهدي وَيَعصِمِ

وہ ہدایت لے کر آئے جیسے وہ لے کر آئے تھے
اور سب اللہ کے حکم سے ہدایت دیتے اور محفوظ رکھتے ہیں۔

وَإِنَّكُمُ تَتلونَهُ في كِتابِكُم
بِصِدقِ حَديثٍ لا بِصِدقِ التَرَجُّمِ

اور یقیناً تم اسے اپنی کتاب میں پڑھتے ہو
سچے قول کے طور پر، ترجمے کی سچائی کے طور پر نہیں۔

فَلا تَجعَلوا لِلَّهِ نِدّاً وَأَسلِموا
وَإِنَّ طَريقَ الحَقِّ لَيسَ بِمُظلِمِ

تو اللہ کے برابر نہ ٹھہراؤ اور سر تسلیم خم کرو، اور یقیناً سچ کی راہ تاریک نہیں ہے۔

★★★

قُل لِمَن كانَ مِن كِنانَةَ في العِز

أَهلِ النَّدى وَأَهلِ الفعالِ

اہل بنو کنانہ میں سے جو لوگ عزت والے، اصحاب الرائے،

نیکی اور اچھے کاموں کے اہل ہیں ان سے کہہ دیجئے۔

قَد أَتاكُم مِنَ المَليكِ رَسولٌ

فَاِقبَلوهُ بِصالِحِ الأَعمالِ

کہ، تمہارے پاس خدا کی طرف سے ایک رسول آیا ہے

اسے نیک اعمال کے ساتھ قبول کرو۔

فَاقْبَلُوا أَحمَداً فَإِنَّ مِنَ اللَّهِ

رِدَاءً عَلَيهِ غَيرَ مُذالِ

احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبول کرو کیونکہ اللہ کی طرف سے اس پر

ایسا لباس ہے جو کبھی زائل نہیں ہوگا۔

☆☆☆

امّ معبد کی نعت

عربی میں چونکہ مدح کا اطلاق نظم ونثر دونوں پر ہوتا ہے اس لئے امّ معبد کی نثر بھی کسی نظم سے کم مرصع وآب دار نہیں ہے ۔امّ معبد قبیلہ خزاعہ کی ایک مہمان نواز خاتون تھیں ،آنے جانے والے مسافروں کو پانی پلانا اور گھر میں جو کچھ موجود ہوتا اس سے ان کا اکرام کرنا ان کا معمول تھا۔ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہجرت کے دوران جب ان کے خیمے کے پاس سے گزر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ گھر میں کھانے کے لئے کچھ ہے جسے ہم خرید سکیں تو اتفاق سے اس موقع پر ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔

ام معبد نے کہا: بخدا، اگر ہمارے پاس کچھ موجود ہوتا تو میں ہرگز آپ کو کسی کا محتاج نہ پاتی اتنے میں رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نظر ایک بکری پر پڑی جو خیمہ کے ایک کونے میں بندھی ہوئی تھی آپ نے فرمایا: ام معبد! یہ بکری کیسی ہے؟

عرض کیا اس بکری کو تھکن نے پیچھے کر دیا ہے۔آپ نے فرمایا: اس میں کچھ دودھ ہے؟ عرض کیا: اس بکری کا دودھ دینا اس کے جنگل میں جانے سے زیادہ دشوار ہے۔

آپ نے فرمایا: مجھے اجازت دیتی ہو کہ میں اس کا دودھ دوہوں؟

ام معبد نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اگر آپ اس میں دودھ دیکھیں تو لیجئے،آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بسم اللہ پڑھ کر تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا:

یا اللہ، ام معبد کو اس بکری سے برکت عطا فرما۔ چنانچہ بکری نے ٹانگیں پھیلا دیں کثرت سے دودھ دیا اور فرمان بردار ہوگئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے ایسا برتن مانگا جو ساری قوم کو سیراب کردے چنانچہ برتن لایا گیا آپ نے اس میں سیلاب کی طرح دودھ دوہا یہاں تک کہ جھاگ برتن کے اوپر آ گئی۔

چنانچہ وہ دودھ ام معبد نے پیا حتیٰ کہ وہ سیراب ہوگئیں پھر آپ نے صحابہ کرام ؓ کو پلایا وہ بھی سیراب ہوگئے سب سے آخر میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے نوش فرمایا: (چونکہ قوم کے ساقی کو آخر میں پینا چاہیے)۔سب نے پینے کے بعد دوبارہ پیا اور سب سیر ہوگئے آپ نے پھر پہلے کی طرح دوبارہ دوہا اور اس مرتبہ کا دودھ ام معبد کے پاس چھوڑ دیا۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رفقاء کے ساتھ کوچ کر گئے۔ تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ اتنے میں امّ معبد کے شوہر ابو معبد اپنی بکریاں ہنکاتے ہوئے آ گئے، جو دبلی پتلی تھیں اور اچھی طرح چل بھی نہیں سکتی تھیں گویا ان کی ہڈیوں میں گودا ہی نہیں رہا۔ اور نہ ہی ان میں چربی تھی ابومعبد نے خیمہ میں دودھ دیکھ کر تعجب کیا اور پوچھا:

تمہیں یہ دودھ کہاں سے مل گیا جب کہ بکریاں چرنے کے لیے گھر سے بہت دور گئی ہوئی تھیں اور نہ ہی گھر پر کوئی دودھ دینے والی بکری تھی ام معبد نے کہا: اللہ کی قسم! اس کے سوا کچھ نہیں ہوا کہ ہمارے پاس سے ایک بابرکت بزرگ گزرے ہیں جن کی یہ برکتیں تھیں۔ ابومعبد نے کہا: اے ام معبد مجھے ذرا ان کی صفات تو بتاؤ۔ ام معبد نے کہا:

آپ ﷺ کا حلیہ مبارک بزبان امّ معبد

قَالَتْ : أُمِّ مَعْبَدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

''رَأَيْتُ رَجُلاً :

ظَاهِرَ الْوَضَاءَةِ ، اَبْلَجَ الْوَجْهِ،

حَسَنُ الْخُلُقِ لَمْ تَعِبْهُ ثَجْلَةٌ

وَ لَمْ تُزْرِيْهِ صَعْلَةٌ

وَسِيْمٌ قَسِيْمٌ فِيْ عَيْنَيْهِ دَعْجٌ

وَ فِيْ اَشْفَارِهٖ وَطْفٌ وَ فِيْ صَوْتِهٖ صَحْلٌ

وَ فِيْ عُنُقِهٖ سَطْعٌ وَفِيْ لِحْيَتِهٖ كَثَاثَةٌ

اَحْوَرُ أَكْحَلُ اَزَجٌّ اَقْرَنُ

شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ

اِنْ صَمَتَ فَعَلَيْهِ الْوَقَارُ

وَ اِنْ تَكَلَّمَ سَمَاهُ وَ عَلاَهُ الْبَهَاءُ

اَجْمَلُ النَّاسِ وَ اَبْهَاءُ مِنْ بَعِيْدٍ

وَ اَحۡسَنُہٗ وَ اَحۡلَاہُ مِنۡ قَرِیۡبٍ

حُلۡوُ الۡمَنۡطِقِ

فَصۡلاً لاَ نَزۡرٌ وَ لاَ ھَزۡرٌ

كَأَنَّ مَنۡطِقَہٗ خَرَزَاتُ نَظۡمٍ

یَتَحَدَّرۡنَ رَبۡعَۃٌ

لاَ تَشۡنَأُہٗ مِنۡ طُوۡلٍ

وَ لاَ تَقۡتَحِمُہٗ عَیۡنٌ مِنۡ قِصَرٍ

غُصۡنٌ بَیۡنَ غُصۡنَیۡنِ

فَھُوَ اَنۡضَرُ الثَّلاَثَۃِ مَنۡظَرًا

وَ اَحۡسَنُھُمۡ قَدۡرًا

لَہٗ رُفَقَاءُ یَحُفُّوۡنَ بِہٖ،

اِنۡ قَالَ سَمِعُوۡا لِقَوۡلِہٖ

وَ إِنۡ أَمَرَ تَبَادَرُوۡا اِلٰی أَمۡرِہٖ

مَحۡفُوۡدٌ مَحۡشُوۡدٌ لاَ عَابِسٌ وَ لاَ مُفَنِّدٌ

★★★

حلیہ مبارک

حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

''میں نے ایک آدمی دیکھا،

روشن اور کشادہ چہرے والا، خوش اخلاق، متوازن پیٹ،

سر بال بہ تمام وکمال، مجسم حسن و جمال،

چمکدار آنکھیں، گھنی پلکیں، رعب دار آواز، لمبی گردن،

گھنی داڑھی، باریک اور پیوستہ ابرو، خاموش پُروقار،

گفتگو لؤلؤئے لالہ،

دور سے دیکھیں تو خوب صورت اور بارونق،

قریب سے دیکھیں تو اور بھی حسین،

شریں کلام جچے تلے الفاظ گفتگو گویا موتیوں کی لڑی،

میانہ قد،

نہ طویل القامت کہ اچھا نہ لگے، نہ کوتاہ قد کہ معیوب ہو،

دوشاخوں کے درمیان شگفتہ وتروتازہ شاخ، خوش منظر،

قابل قدر، رفقاء ایسے کہ ہردم گردوپیش،

کچھ کہے تو خاموشی سے سنیں، حکم دے تو تعمیل کے لئے جھپٹیں،

مخدوم ومطاع نہ ترش رو، نہ فضول گو۔''

(رحمۃ للعالمین ص۱۰۱ ج1)

جب امّ معبد کی زبانی ابو معبد نے یہ سنا تو بے ساختہ اس کی زبان سے نکلا:

هٰذا وَاللهِ صَاحِبُ قُرَيْشٍ الَّذِیْ تَطْلُبُهٗ، لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَصْحَبَهٗ ، وَلَاَفْعَلَنَّ اِنْ وَجَدتُّ اِلٰی ذَالِکَ سَبِيْلًا۔

یہ تو واللہ قریش والا معلوم ہوتا ہے جس کی ان کو تلاش ہے۔ میرا تو بہت دل چاہا کہ ان کا ساتھ دوں، اور اب بھی اگر موقعہ ملا تو ضرور ایسا کروں گا۔

ایک غیبی آواز

اسی دوران مکہ میں ایک غیبی آواز سنی گئی، جسے لوگ سنتے تو تھے لیکن آواز والے کو دیکھ نہیں سکتے تھے۔کوئی یہ اشعار پڑھ رہا تھا:

جَزَی اللهُ رَبُّ النَّاسِ خَيْرَ جَزَائِهٖ
رَفِيْقَيْنِ قَالَا خَيْمَتَيْ أُمِّ مَعْبَدِ

اللہ رب العرش ان دونوں رفیقوں کو بہتر جزا دے،
جو امّ معبد کے خیمے میں نازل ہوئے۔

هُمَا نَزَلَاهَا بِالْهُدٰی وَاهْتَدَتْ بِهٖ
فَقَدْ فَازَ مَنْ أَمْسَی رَفِيْقَ مُحَمَّدِ

وہ دونوں ہدایت کے ساتھ اترے اور اس نے
(یعنی ام معبد نے) ہدایت قبول کی۔
اور جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیق ہوا وہ کامیاب ہوا۔

فَيَا لِقُصَيٍّ مَا زَوَى اللّٰهُ عَنْكُمُ

بِهِ مِنْ فَخَارٍ لَا يُبَارَى وَسُؤْدَدِ

افسوس ہے قصی والوں پر! اللہ نے اس کے ساتھ کتنے بے نظیر کارنامے

اور سرداریاں تم سے سمیٹ لیں۔

لِيَهْنِ بَنِيْ كَعْبٍ مَقَامُ فَتَاتِهِمْ

وَمَقْعَدُهَا لِلْمُؤْمِنِيْنَ بِمَرْصَدِ

مبارک ہو بنی کعب کو ان کی عورت کا مقام ان کی خاتون کی قیام گاہ، اور اہل ایمان کے

پڑاؤ کے لیے اس کے ٹھکانا کا کام آنا مبارک ہو۔

سَلُوا أُخْتَكُمْ عَنْ شَاتِهَا وَإِنَائِهَا

فَإِنَّكُمْ إِنْ تَسْأَلُوا الشَّاةَ تَشْهَدِ

تم اپنی خاتون بہن سے اس کی بکری اور برتن کا حال تو دریافت کرو۔

اگر تم خود بکری سے پوچھو گے تو وہ بھی شہادت دے گی۔"

دَعَاهَا بِشَاةٍ حَائِلٍ فَتَحَلَّبَتْ

لَهُ بِصَرِيْحٍ ضَرَّةُ الشَّاةِ مُزْبِدِ

آپ نے اس سے ایک بانجھ بکری مانگی پس اس نے اس قدر خالص دودھ دیا کہ بکری

کے تھن اور برتن جھاگ دار دودھ سے بھرے ہوئے تھے۔

فَغَادَرَهَا رَهْناً لَدَيْهَا لِحَالِبٍ

يُرَدِّدُهَا فِيْ مَصْدَرٍ ثُمَّ مَوْرِدِ

پھر وہ بکری آپ اسی کے پاس چھوڑ آئے جو ہر آنے اور جانے والے کے لیے دودھ نچوڑتی تھی۔

☆☆☆

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے جوابی اشعار

لَقَد خابَ قَومٌ غابَ عَنهُم نَبِيُّهُم

حضرت حسان بن ثابتؓ کو جب ہاتف کے یہ اشعار پہنچے تو آپؓ نے اس کے جواب میں یہ اشعار فرمائے:

لَقَدْ خَابَ قَوْمٌ غَابَ عَنْهُمْ نَبِيُّهُمْ

وَقَدِّسَ مَنْ يَسْرِيْ إِلَيْهِمْ وَيَغْتَدِيْ

البتہ خائب و خاسر ہوئے وہ لوگ جن کے پاس سے ان کا پیغمبر چلا گیا (یعنی قریش) اور پاک ومقدس ہوگئے وہ لوگ جو کہ صبح وشام اس نبی کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔(یعنی انصار)

تَرَحَّلَ عَنْ قَوْمٍ فَضَلَّتْ عُقُوْلُهُمْ

وَحَلَّ عَلٰى قَوْمٍ بِنُوْرٍ مُجَدَّدِ

اس نبی نے ایسی قوم سے کوچ کیا جن کی عقلیں گم ہو چکی ہیں
جب کہ ایک دوسری قوم کے پاس خدا کا ایک نیا نور لے کر اترے۔

هَدَاهُمْ بِهِ بَعْدَ الضَّلَالَةِ رَبُّهُمْ
وَأَرْشَدَهُمْ مَنْ يَتْبَعِ الْحَقَّ يُرْشَدِ

خدا نے ان کی گمراہی کے بعد اس نور سے ان کی رہنمائی کی
اور جو حق کی اتباع کرے گا وہ ہدایت پائے گا۔

وَهَلْ يَسْتَوِي ضُلَّالُ قَوْمٍ تَسَفَّهُوا
عَمىً وَهُدَاةٌ يَهْتَدُونَ بِمُهْتَدِ

اور کیا گمراہ اور احمقانہ کام کرنے والے لوگ
ان لوگوں کے برابر ہو سکتے ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں؟۔

لَقَدْ نَزَلَتْ مِنْهُ عَلَى أَهْلِ يَثْرِبٍ
رِكَابُ هُدىً حَلَّتْ عَلَيْهِمْ بِأَسْعُدِ

اور اہل یثرب پر ہدایت کا قافلہ سعادتوں اور برکتوں کو لے کر اترا ہے۔

نَبِيٌّ يَرَى مَا لَا يَرَى النَّاسُ حَوْلَهُ
وَيَتْلُوْ كِتَابَ اللّٰهِ فِيْ كُلِّ مَسْجِدِ

وہ نبی ایسے ہیں جنہیں وہ چیزیں نظر آتی ہیں کہ جو ان کے پاس بیٹھنے والوں کو نظر نہیں آتیں، اور وہ ہر مجلس میں لوگوں کے سامنے اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں۔

وَإِنْ قَالَ فِيْ يَومٍ مَقَالَةَ غائِبٍ
فَتَصْدِيْقُهَا فِي الْيَوْمِ أَوْ فِيْ ضُحَى الْغَدِ

اور اگر وہ کوئی غیب کی خبر سناتے ہیں تو آج ہی یا کل صبح تک اس کا صدق اور اس کی سچائی ظاہر ہو جاتی ہے۔

لِيَهْنِ أَبا بَكْرٍ سَعَادَةُ جَدِّهِ
بِصُحْبَتِهِ مَنْ يُسْعِدِ اللّٰهُ يُسْعَدِ

ابوبکر کو اپنے نصیب کی سعادت مبارک ہو
جو بوجہ صحبت آنحضرت انھیں حاصل ہوئی،
جس کو اللہ تعالیٰ سعادت دیتا ہے وہی سعید ہوتا ہے۔

(رواه الطبرانی و ابونعیم وابن عساکر)

★★★★

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب

حضرت حمزہ بن عبد المطلب (پیدائش: 568ء یا 570ء۔ وفات: 30 مارچ 625ء) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا اور رضاعی بھائی ہیں دونوں نے ثوبیہ جو ابو لہب کی لونڈی تھی کا دودھ پیا تھا۔

بعثت کے چھ برس بعد جب ابو جہل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت میں حد سے تجاوز کر گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت کے جوش میں اسلام قبول کر لیا۔ بے حد جری اور دلیر تھے۔ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مدینہ منورہ کو ہجرت کی۔ جنگ بدر میں حصہ لیا اور خوب دادِ شجاعت دی۔ غزوہ احد میں جام شہادت نوش کی۔

نام ونسب

حمزہ نام، ابو یعلی اور ابو عمارہ کنیت، اسد اللہ لقب، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا تھے، ماں کی طرف سے یہ تعلق تھا کہ ان کی والدہ ہالہ بنت وہب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ کی چچا زاد بہن تھیں، پورا سلسلۂ نسب یہ ہے، حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی۔

اس نسبی تعلق کے علاوہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آپ کے رضاعی بھائی بھی تھے، یعنی ابولہب کی لونڈی حضرت ثوبیہ رضی اللہ عنہا نے دونوں کو دودھ پلایا تھا، سن میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو برس بڑے تھے۔ شمشیر زنی، تیراندازی اور پہلوانی کا بچپن ہی سے شوق تھا، سیر وشکار سے بھی غیر معمولی دلچسپی تھی؛ چنانچہ زندگی کا بڑا حصہ اسی مشغلہ میں بسر ہوا۔

اسلام

دعوتِ توحید کی صدا گو ایک عرصہ سے مکہ کی گھاٹیوں میں گونج رہی تھی، تاہم حضرت حمزہ بن عبد المطلب ؓ جیسے سپاہی منش کو ان باتوں سے کیا تعلق؟

انھیں صحرا نوردی اور سیر و شکار سے کب فرصت تھی۔ جو شرک و توحید کی حقانیت پر غور کرتے؛ لیکن خدا نے عجیب طرح سے ان کی رہنمائی کی۔

ایک روز حسب معمول شکار سے واپس آ رہے تھے کوہِ صفا کے پاس پہنچے تو ایک لونڈی نے کہا" ابو عمارہ! کاش تھوڑی دیر پہلے تم اپنے بھتیجے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دیکھتے، وہ خانہ کعبہ میں اپنے مذہب کا وعظ کہہ رہے تھے کہ ابو جہل نے نہایت سخت گالیاں دیں اور بہت بری طرح ستایا، لیکن محمد ﷺ نے کچھ جواب نہ دیا اور بے بسی کے ساتھ لوٹ گئے۔

یہ سننا تھا کہ رگِ حمیت میں جوش آ گیا، تیزی کے ساتھ خانہ کعبہ کی طرف بڑھے، ان کا قاعدہ تھا کہ شکار سے واپس آتے ہوئے کوئی راہ میں مل جاتا تو کھڑے ہوکر ضرور اس سے دو دو باتیں کر لیتے تھے، لیکن اس وقت جوشِ انتقام نے مغضوب الغضب کر دیا تھا، کسی طرف متوجہ نہ ہوئے اور سیدھے خانہ کعبہ پہنچ کر ابو جہل کے سر پر زور سے اپنی کمان دے ماری، جس سے وہ زخمی ہو گیا۔

یہ دیکھ کر بنی مخزوم کے چند آدمی ابو جہل کی مدد کے لیے دوڑے ہوئے آئے اور بولے حمزہ شاید تم بھی بد دین ہو گئے ہو فرمایا" جب اس کی حقانیت مجھ پر ظاہر ہو گئی تو کون سی چیز مجھے اس سے باز رکھ سکتی ہے؟۔

ہاں! میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ خدا کے رسول ہیں اور جو کچھ وہ کہتے

ہیں سب حق ہے، خدا کی قسم اب میں اس سے پھر نہیں سکتا، اگر تم سچے ہو تو مجھے روک کر دیکھ لو ابو جہل نے کہا ابو عمارہ کو چھوڑ دو خدا کی قسم میں نے ابھی اس کے بھتیجے کو سخت گالیاں دی ہیں۔

یہ اسلام کا وہ زمانہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارقم بن ابی ارقم کے مکان میں پناہ گزین تھے اور مومنین کا حلقہ صرف چند کمزور ناتواں ہستیوں پر محدود تھا، لیکن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اضافہ سے دفعتاً حالت بدل گئی اور کفار کی مطلق العنان دست درازیوں اور ایذا رسانیوں کا سدِ باب ہو گیا، کیونکہ ان کی شجاعت وجانبازی کا تمام مکہ لوہا مانتا تھا۔

(اسد الغابہ تذکرہ حمزہؓ)

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آستانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر دستک دی، چونکہ شمشیر بکف تھے، اس لیے صحابہ کرام کو تردد ہوا؛ لیکن اس شیر خدا نے کہا، کچھ مضائقہ نہیں آنے دو اگر مخلصانہ آیا ہے تو بہتر ورنہ اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کردوں گا!

غرض وہ اندر داخل ہوئے اور کلمہ توحید ان کی زبان پر تھا اور مسلمان جوشِ مسرت سے اللہ اکبر کے نعرے بلند کر رہے تھے۔

(طبقات ابن سعد قسم اول جزو 3 :92)

مواخات

مکہ کی مواخات میں حضرت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کے اسلامی بھائی قرار پائے، ان کو حضرت زید رضی اللہ عنہ سے اس قدر محبت ہو گئی تھی کہ غزوات میں تشریف لے جاتے تو انھی کو ہر قسم کی وصیت کر جاتے

تھے۔

ہجرت

بعثت کے تیرہویں سال تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ المنورہ پہنچے، جہاں ان کو زور بازو اور خداداد شجاعت کے جوہر دکھانے کا نہایت اچھا موقع ہاتھ آیا، چنانچہ پہلا اسلامی پھریرا انھی کو عنایت ہوا اور تین آدمیوں کے ساتھ ساحلی علاقہ کی طرف روانہ کیے گئے کہ قریشی قافلوں کے سدِّ راہ ہوں۔

غرض وہاں پہنچ کر ابوجہل کے قافلہ سے جس میں تین سو سوار تھے مڈبھیڑ ہوئی اور طرفین نے جنگ کے لیے صف بندی کی، لیکن مجدی بن عمرو الجہنی نے بیچ بچاؤ کر کے لڑائی روک دی اور حضرت امیر حمزہؓ بغیر کشت وخون واپس آئے۔

(طبقات ابن سعد حصہ مغازی)

غزوات

اسی سال ماہ صفر میں خود سرورِ کائنات ﷺ نے سب سے پہلی دفعہ تقریباً ساٹھ صحابہ کرامؓ کے ساتھ قریش مکہ کی نقل وحرکت میں سدراہ ہونے کے لیے ابوا پر فوج کشی فرمائی، حضرت امیر حمزہؓ علمبردار تھے اور تمام فوج کی کمان ان کے ہاتھ میں تھی، لیکن قریش کا قافلہ آگے بڑھ چکا تھا، اس لیے جنگ وجدل کا موقع پیش نہ آیا؛ تاہم اس مہم کا سب سے زیادہ نتیجہ خیز اثر یہ تھا کہ بنوخمرہ سے ایک دوستانہ معاہدہ طے پا گیا۔

اسی طرح 2ھ میں غزوۂ عشیرہ پیش آیا، اس میں بھی علمبرداری کا طرۂ افتخار حضرت امیر حمزہؓ کے دستار فضل وکمال پر آویزاں تھا، لیکن اس دفعہ بھی کوئی جنگ واقع

نہ ہوئی اور صرف بنی مدلج سے امداد باہمی کا ایک عہد نامہ طے پایا۔
(طبقات ابن سعد صفحہ 4)

غزوۂ بدر

اسی سال بدر کا مشہور معرکہ پیش آیا، صف آرائی کے بعد عتبہ، شیبہ اور ولید نے کفار کی طرف سے نکل کر مبارز طلبی کی تو غازیانِ دین میں سے چند انصاری نوجوان مقابلہ کے لیے آگے بڑھے؛ لیکن عتبہ نے پکار کر کہا"

محمد ﷺ! ہم نا جنسوں سے نہیں لڑ سکتے، ہمارے مقابل والوں کو بھیجو ارشاد ہوا حمزہؓ، علیؓ، عبیدہؓ، اٹھو اور آگے بڑھو حکم کی دیر تھی کہ یہ تینوں نبرد آزما بہادر نیزے ہلاتے ہوئے اپنے حریف کے مقابل جا کھڑے ہوئے۔

حضرت حمزہؓ نے پہلے ہی حملہ میں عتبہ کو واصل جہنم کیا، حضرت علیؓ بھی اپنے حریف پر غالب آئے، لیکن حضرت ابوعبیدہؓ اور ولید میں دیر تک کشمکش جاری رہی، وہ زخمی ہو گئے تو ان دونوں نے ایک ساتھ حملہ کر کے اس کو تہ تیغ کر دیا،

یہ دیکھ کر طعیمہ بن عدی جوشِ انتقام میں آگے بڑھا؛ لیکن شیر خدا نے ایک ہی وار میں اس کو بھی ڈھیر کر دیا، مشرکین نے طیش میں آکر عام ہلہ کر دیا۔

دوسری طرف سے مجاہدین اسلام بھی اپنے دلاوروں کو نرغہ میں دیکھ کر ٹوٹ پڑے، نہایت گھمسان کا رن پڑا، اسد اللہ حمزہؓ کے دستار پر شتر مرغ کی کلغی تھی اس لیے جس طرف گھس جاتے تھے صاف نظر آتے تھے، دونوں ہاتھ میں تلوار تھی اور مردانہ وار دودستی حملوں سے پرے کا پرا صاف کر رہے تھے۔

غرض جب تھوڑی دیر میں غنیم بہت سے قیدی اور مال غنیمت چھوڑ کر بھاگ

کھڑا ہوا تو بعض قیدیوں نے پوچھا، یہ کلغی لگائے کون ہے؟ لوگوں نے کہا حمزہؓ بولے، آج ہم کو سب سے زیادہ نقصان اسی نے پہنچایا۔

(اسد الغابہ تذکرہ حمزہؓ)

غزوۂ بنی قینقاع

بنو قینقاع نام کی اطرافِ مدینہ میں یہودیوں کی ایک جماعت تھی، چونکہ یہ عبداللہ بن ابی ابن سلول کے حلیف تھے، اس لیے رسول اللہ ﷺ سے دوستانہ معاہدہ طے پا گیا تھا، لیکن غزوۂ بدر کی کامیابی نے ان کے دلوں میں رشک وحسد کی آگ بھڑکا دی اور علانیہ سرکشی پر آمادہ ہو گئے، چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اس عہد شکنی کے باعث اسی سال ماہ شوال میں ان پر فوج کشی فرمائی اور بزور اطرافِ مدینہ سے جلاوطن کر دیا، حضرت حمزہؓ اس معرکہ میں علمبرداری کے منصب پر مامور تھے۔

غزوۂ اُحد

بدر کی شکست فاش نے مشرکین قریش کے توسنِ غیرت کے لیے تازیانہ کا کام کیا اور جوشِ انتقام سے برانگیختہ ہوکر 3ھ میں قریش کا سیلاب عظیم پھر مدینہ کی طرف بڑھا، پیارے پیغمبر ﷺ نے اپنے جان نثاروں کے ساتھ نکل کر کوہِ اُحد کے دامن میں ان کو روکا، 7 شوال ہفتہ کے دن لڑائی شروع ہوئی۔

کفار کی طرف سے سباع نے بڑھ کر مبارز طلبی کی تو حضرت امیر حمزہؓ اپنی شمشیر خار اشگاف تولتے ہوئے میدان میں آئے اور للکار کر کہا اے سباع! اے ام انمار مضغہ نجس کے بچے! کیا تو خدا اور اس کے رسول سے لڑنے آیا ہے یہ کہہ کر اس زور سے حملہ کیا کہ ایک ہی وار میں اس کا کام تمام ہو گیا۔

اس کے بعد گھمسان کی جنگ شروع ہوئی اس شیر خدا نے دوبارہ کفر کے ٹڈی دل میں گھس کر کشتوں کے پشتے لگا دیے اور جس طرف جھک پڑے صفیں کی صفیں الٹ دیں، غرض اس جوش سے لڑے کہ تنہا تیس کافروں کو واصلِ جہنم کر دیا۔

(اسد الغابہ تذکرہ حمزہؓ)

شہادت

حضرت امیر حمزہؓ نے چونکہ جنگ بدر میں چن چن کر اکثر صنادید قریش کو تہ تیغ کیا تھا اس لیے تمام مشرکین قریش سب سے زیادہ ان کے خون کے پیاسے تھے۔ چنانچہ ایک غلام کو جس کا نام وحشی تھا، اپنے انتقام کے لئے خاص طور سے تیار کیا تھا اور اس صلہ میں آزادی کا لالچ دلایا تھا، غرض وہ جنگ اُحد کے موقع پر ایک چٹان کے پیچھے گھات میں بیٹھا ہوا حضرت حمزہؓ کا انتظار کر رہا تھا۔ اتفاقاً وہ ایک دفعہ قریب سے گذرے تو اس نے اچانک اس زور سے اپنا نیزہ پھینک کر مارا کہ آر پار ہو گیا پھر بھی آپ وحشی کی طرف شیر کی طرح جھپٹے مگر زخموں سے نڈھال ہو کر گر پڑے۔

اس شیر خدا کی شہادت پر کفار کی عورتوں نے خوشی ومسرت کے ترانے گائے، ابوسفیان کی بیوی ہندہ بنت عتبہ نے ناک کان کاٹ کر زیور بنائے، نیز شکم چاک کر کے جگر نکالا اور چبا چبا کر تھوک دیا۔

حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو پوچھا، کیا اس نے کچھ کھایا بھی ہے، لوگوں نے عرض کیا نہیں فرمایا، خدا حمزہؓ کے کسی جز کو جہنم میں داخل ہونے نہ دینا۔

(طبقات ابن سعد قسم اول ثالث : 7)

تجہیز و تکفین

اختتام جنگ کے بعد شہدائے اسلام کی تجہیز و تکفین شروع ہوئی، حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے عم محترم کی لاش پر تشریف لائے، چونکہ ہندہ نے ناک کان کاٹ کر نہایت دردناک صورت بنادی تھی، اس لیے یہ منظر دیکھ کر بے اختیار دل بھر آیا، اور مخاطب ہوکر فرمایا تم پر خدا کی رحمت ہے، کیونکہ تم رشتہ داروں کا سب سے زیادہ خیال رکھتے تھے۔ نیک کاموں میں پیش پیش رہتے تھے، اگر مجھے صفیہ کے رنج و غم کا خیال نہ ہوتا تو میں تمھیں اسی طرح چھوڑ دیتا کہ درند اور پرند کھا جائیں اور تم قیامت میں انھی کے شکم سے اُٹھائے جاؤ۔

خدا کی قسم مجھ پر تمھارا انتقام واجب ہے، میں تمھارے عوض ستر کافروں کا مثلہ کروں گا، لیکن تھوڑی دیر کے بعد وحی الٰہی نے اس ناجائز انتقام کی ممانعت کر دی، اس لیے کفارۂ یمین ادا کر کے صبر و شکیبائی اختیار فرمائی۔

حضرت صفیہؓ، حضرت امیر حمزہؓ کی حقیقی بہن تھیں، بھائی کی شہادت کا حال سنا تو روتے ہوئے جنازہ کے پاس آئیں، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھنے نہ دیا اور تسلی و تشفی دے کر واپس فرمایا۔

حضرت صفیہؓ اپنے صاحبزادہ حضرت زبیرؓ کو دو چادریں دے گئی تھیں کہ ان سے کفن کا کام لیا جائے، لیکن پہلو میں ایک انصاری کی لاش بھی بے گور و کفن تھی، اس لیے انھوں نے دونوں شہیدانِ ملت میں ایک ایک چادر تقسیم کردی، اس ایک چادر سے سر چھپایا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں چھپائے جاتے تو سر برہنہ ہو جاتا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چادر سے چہرہ چھپاؤ اور پاؤں پر گھاس اور پتے ڈال

دو،غرض سید الشہداء کا جنازہ تیار ہوا، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود نماز پڑھائی، اس کے بعد ایک ایک کر کے شہدائے اُحد کے جنازے ان کے پہلو میں رکھے گئے اور آپ نے علاحدہ علاحدہ ہر ایک پر نماز پڑھائی اس طرح تقریباً نمازوں کے بعد غازیانِ دین نے بصد اندوہ والم اس شیر خدا کو اسی میدان میں سپرد خاک کیا۔

(ابن سعد : 9)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حزن وملال

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سانحہ پر شدید قلق تھا، مدینہ منورہ تشریف لائے اور بنی عبداشہل کی عورتوں کو اپنے اپنے اعزہ واقارب پر روتے سنا تو فرمایا، افسوس! حمزہؓ کے لیے رونے والیاں بھی نہیں، انصار نے یہ سن کر اپنی عورتوں کو آستانہ نبوت پر بھیج دیا، جنھوں نے نہایت رقت آمیز طریقہ سے سید الشہداءؓ پر گریہ وزاری شروع کی، اسی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ لگ گئی، کچھ دیر کے بعد بیدار ہوئے تو دیکھا کہ وہ اب تک رو رہی ہیں، فرمایا کیا خوب یہ سب اب تک یہیں بیٹھی رو رہی ہیں، انھیں حکم دو کہ واپس جائیں اور آج کے بعد پھر کسی مرنے والے پر نہ روئیں، بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت سے مدینہ کی عورتوں کا یہ دستور ہو گیا تھا کہ جب وہ کسی پر روتی تھیں تو پہلے حضرت امیر حمزہؓ پر دو آنسو بہا لیتی تھیں۔

قاتل سے بیزاری

حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشیؓ اسلام قبول کر کے بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھ کر پوچھا کیا تم ہی وحشی ہو؟

عرض کیا ہاں فرمایا تم نے حمزہؓ کو قتل کیا تھا؟ بولے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو

کچھ معلوم ہوا وہ صحیح ہے، ارشاد ہو، کیا تم اپنا چہرہ مجھ سے چھپا سکتے ہو؟ غرض اسی وقت باہر آنا پڑا اور پھر تمام عمر سامنے نہ جا سکے، آنحضرت ﷺ کے بعد جب مسلیمہ کذاب پر فوج کشی ہوئی تو یہ بھی اس میں شریک ہوئے کہ شاید میں اس کو قتل کر کے حمزہ بن عبد المطلب ؓ کے نقصان کی تلافی کرسکوں، چنانچہ وہ اس ارادہ میں کامیاب ہوئے۔ اس طرح خدا نے ان کی ذات سے اسلام کو جس قدر نقصان پہنچایا تھا اس سے زیادہ فائدہ پہنچایا۔

اخلاق

حضرت امیر حمزہ ؓ کے اخلاق میں سپاہیانہ خصائل نہایت نمایاں تھے، شجاعت جانبازی اور بہادری ان کے مخصوص اوصاف تھے۔

حضرت امیر حمزہ ؓ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک اور تمام نیک کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے، چنانچہ شہادت کے بعد آنحضرت ﷺ نے ان کی لاش سے مخاطب ہوکر اس طرح ان محاسن کی داد دی تھی۔

رحمة الله علیک فانک کنت ماعلمت وصولا للرحم فعولاللخیرات

تم پر خدا کی رحمت ہو کیونکہ جہاں تک مجھے معلوم ہے تم قرابت داروں کا سب سے زیادہ خیال رکھتے تھے، نیک کاموں میں پیش پیش رہتے تھے۔

ازواج واولاد

حضرت حمزہ ؓ نے متعدد شادیاں کیں، بیویوں کے نام یہ ہیں، بنت الملہ، خولہ بنت قیس، سلمی بنت عمیس، ان میں سے ہر ایک کے بطن سے اولاد ہوئی، لڑکوں کے نام

یہ ہیں، ابویعلیٰ، عامر، عمارہ، آخرالذکر دونوں لاولد فوت ہوئے، ابویعلیٰ سے چند اولادیں ہوئیں لیکن وہ سب بچپن ہی میں قضا کر گئیں، اس طرح حضرت حمزہؓ کا سلسلہ نسل شروع ہی میں منقطع ہو گیا۔

سلمیٰ بنت عمیس کے بطن سے امامہ نامی ایک لڑکی بھی تھی، فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مراجعت فرمائی تو بھائی بھائی کہہ کر اس نے پیچھا کیا، حضرت حمزہؓ کے رشتہ داروں میں سے حضرت علیؓ، حضرت جعفرؓ اور حضرت زید بن حارثہؓ نے ان کو اپنی اپنی تربیت میں لینے کا دعویٰ پیش کیا، لیکن آپ نے حضرت جعفرؓ کے حق میں فیصلہ دیا؛ کیونکہ ان کی بیوی اسماء بنت عمیس امامہ کی حقیقی خالہ تھیں، حضرت علیؓ نے آنحضرت ﷺ کو امامہ سے شادی کر لینے کی ترغیب دی تھی، لیکن آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا حمزہؓ میرے رضاعی بھائی تھے۔

(طبقات ابن سعد قسم اول جزء ثالث :7)

پیارے پیغمبر ﷺ کی شان میں آپ کی نعت:

حَمِدّتُّ اللّٰہَ حِیْنَ فُؤَادِیْ

حَمِدّتُّ اللّٰہَ حِیْنَ فُؤَادِیْ
اِلَی الْاِسْلَامِ وَالدِّیْنِ الْمُنِیْفِ
میں نے خدا کا شکر ادا کیا جب اس نے میرے دل کو
اسلام اور بلند ترین دین کی توفیق بخشی

لِدِیْنٍ جَآءَ مِنْ رَّبٍّ عَزِیْزٍ
خَبِیْرٍ بِالْعِبَادِ بِهِمْ لَطِیْفٖ
اس دین کی جو عظمت وعزت والے پروردگار کی طرف سے آیا ہے
جو بندوں کے تمام حسابات سے باخبر اور اُن پر بڑا مہربان ہے

اِذَا تُلِیَتْ رَسَائِلُهٗ عَلَیْنَا
تَحَدَّرُ مَعَ ذِی اللُّبِّ الْحَصِیْفِ
جب اس کے پیغاموں کی تلاوت ہمارے سامنے کی جاتی ہے
تو ہر صاحب عقل اور صائب الرائے کے آنسو رواں ہو جاتے ہیں

رَسَآئِلُ جَآءَ اَحۡمَدُ مِنۡ هُدَاهَا
بِاٰيَاتٍ مُّبَيِّنَةِ الۡحُرُوۡفِ

وہ پیغامات جن کی ہدایتوں کو احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر آئے
واضح الفاظ وحروف والی آیتوں میں

وَاَحۡمَدُ مُصۡطَفًى فِيۡنَا مُطَاعًا
فَلَا تَغۡشُوۡهُ بِالۡقَوۡلِ الۡعَنِيۡفِ

اور احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں برگزیدہ ہیں جن کی اطاعت کی جاتی ہے
لہٰذا تم ان کے سامنے نا ملائم لفظ بھی منہ سے نہ نکالنا

فَلَا وَاللّٰهِ نُسۡلِمُهٗ لِقَوۡمٍ
وَلَمَّا نَقۡضِ فِيۡهِمۡ بِالسُّيُوۡفِ

تو خدا کی قسم ہم ان کو اس قوم کے حوالے کبھی نہیں کریں گے
جن کے بارے میں ہم نے ابھی تلواروں سے فیصلہ نہیں کیا ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطّلب

عباس ابن عبد المطلب (پیدائش: 568ء۔ 15 فروری 653ء) پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سگے چچا تھے۔خاتم المہاجرین حضرت سیّدنا ابو الفضل عباس بن عبدُ المطلب رضی اللہُ عنہما کی پیدائش واقعۂ فیل سے پہلے ہوئی، آپ غزوۂ بدر سے پہلے ہی ایمان لا چکے تھے مگر مصلحتاً ایمان خفیہ رکھا ہوا تھا، جنگِ بدر میں کفّار زبردستی آپ کو لائے چنانچہ پیارے آقا صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے اعلان کیا کہ کوئی عباس کو قتل نہ کرے کہ وہ مجبوراً لائے گئے ہیں، اسی غزوے میں آپ قیدی ہوئے اور فدیہ دے کر چھوٹے۔صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم بھی آپ کی عظمت و شان کے معترف تھے۔صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آپ سے مشاورت کرتے اور آپ کی رائے لیا کرتے تھے۔آپ رضی اللہُ عنہ عطر اور کپڑے کے تاجر تھے، حضرت عفیف کِندی رضی اللہُ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اپنے اہل وعیال کے لیے مکّے کے کپڑے اور عطر لینا تھا تو میں مکّے کے تاجر حضرت عباس کے پاس آیا۔

نام ونسب

عباس نام، ابوالفضل کنیت، والد کا نام عبد المطلب اور والدہ کا نام نتیلہ تھا، شجرہ نسب یہ ہے۔عباس بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبدالمناف الہاشمی القرشی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا تھے، لیکن عمر میں کچھ زیادہ فرق نہ تھا، غالباً حضرت عباس رضی اللہ عنہ دو یا تین برس آپ سے پہلے پیدا ہوئے تھے۔

اخلاق

حضرت عباسؓ نہایت فیاض، مہمان نواز اور رحم دل تھے، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مقام جنت البقیع میں آنحضرت صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباسؓ کو آتے دیکھ کر فرمایا یہ عباسؓ عم رسول ہیں، یہ قریش میں سب سے زیادہ کشادہ دستی اور اپنے رشتہ داروں کا خیال رکھتے ہیں۔ دل نہایت نرم تھا دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے تو آنکھوں سے سیل اشک رواں ہوجاتا، یہی وجہ ہے کہ ان کی دعاؤں میں خاص اثر ہوتا تھا۔

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد،کتاب المناقب، باب ما جاء فی العباس عم رسول اللہ ﷺ)

اسلام وہجرت

فتح مکہ سے کچھ عرصہ پہلے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہجرت کی اجازت مل گئی، چنانچہ وہ مع اہل وعیال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور علانیہ بیعت کر کے مستقل طور سے مدینہ میں سکونت پزیر ہوئے۔

وفات

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھاسی برس کی عمر پا کر 32ھ میں بماہ رجب یا رمضان، جمعہ کے روز رہگزین عالم جاوداں ہوئے، خلیفہ ثالثؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے قبر مین اتر کر سپرد خاک کیا۔

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں آپؓ کا نعتیہ کلام پیش خدمت ہے:

مِنۡ قَبۡلِهَا طِبۡتَ فِي الظِّلَالِ وَفِيۡ

مِنۡ قَبۡلِهَا طِبۡتَ فِي الظِّلَالِ وَفِيۡ
مُسۡتَوۡدَعٍ حَيۡثُ يُخۡصَفُ الۡوَرَقُ

ے رسول اللہ! جب آپ نے ابھی روئے ارض کو منور نہیں کیا تھا جب آدم وحواء خود کو پتوں سے ڈھانپ رہے تھے آپ تب بھی آپ اپنی پیدائیش سے پہلے (ایک پاکیزہ کلّی کی طرح) سایۂ خاص میں بسر کر رہے تھے اور اُس منزلِ محفوظ میں تھے جہاں درخت کی پتّیاں ایک دوسرے سے جُٹی رہتی ہیں۔

ثُمَّ هَبَطۡتَ الۡبِلَادَ وَلَا بَشَرٌ
اَنۡتَ وَلَا مُضۡغَةٌ وَلَا عَلَقُ

پھر آپ سیدنا آدم علیہ السلام کے زمین پر اترنے کے ساتھ ان کی پشت میں زمین پر تشریف لائے مگر نہ تو آپ ابھی بشر تھے، نہ گوشت پوست، اور نہ لہو کی پُھٹکی اور نہ ہی کوئی بشر تھا اور نہ کوئی نطفہ ابھی تخلیق کے مراحل سے گزرا تھا

بَلۡ نُطۡفَةٌ تَرۡكَبُ السَّفِيۡنَ وَقَدۡ
اَلۡجَمَ نَسۡرًا وَ اَهۡلَهُ الۡغَرِقُ

اے نبی آپ سیدنا نوح علیہ السلام کے پشت میں تھے تب بھی آبِ صافی طیب و طاہر تھے جو کشتی پر سوار تھا، جب سیلاب کی موجیں چوٹی کو چھو رہی تھیں، جب قوم نوح کے

پانچ دیوتاؤں میں سے نسر اور اس کے عبادت گزار پانیوں میں غرق ہو رہے تھے۔

تُنْقَلُ مِنْ صَالِبٍ اِلٰی رِحَمٍ

اِذَا مَضٰی عَالَمٌ بَدَا طَبَقٌ

زمانے اور صدیاں گزر رہی تھیں اور آپ پاک نفوس میں منتقل ہوتا رہے صُلب سے رحم

کی طرف، پھر جب ایک عالم گزر چکا، تو مرتبۂ حال کا ظہور ہوا

وَرَدْتَّ نَارَ الْخَلِيْلِ مُكْتَتِمًا

فِيْ صُلْبِهٖ اَنْتَ كَيْفَ يَحْتَرِقُ

آپ آتشِ خلیل میں اُترے، چُھپے چُھپے، آپ اُن کی صُلب میں تھے تو وہ کیسے جلتے۔

حَتّٰى احْتَوٰى بَيْتُكَ الْمُهَيْمِنُ مِنْ

خِنْدِفٍ عَلْيَاءَ تَحْتَهَا النُّطُقُ

تا آنکہ آپ کا محافظ وہ صاحبِ شوکت گھرانہ ہوا جو

خندف جیسی رفیع المرتبت خاتون کا ہے، جس کا دامن زمین پر لوٹتا تھا

وَاَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَّ اَشْرَقَتِ الْاَ

رْضُ وَ ضَاءَتْ بِنُوْرِكَ الْاُفُقُ

اور آپ ﷺ جب پیدا ہوئے، تو جگمگا اٹھی زمین

اور روشن ہو گئے آفاقِ سماوی آپ کے نُور سے

فَنَحۡنُ فِیۡ ذَالِکَ الضِّیَآءِ وَفِی النُّوۡ

رِ وَسُبُلَ الرَّشَادِ نَخۡتَرِقُ

تو اب ہم لوگ آپ کی بخشی ہوئی اسی روشنی اور اسی نور میں زندگی گزار رہے ہیں

اور ہدایت و استقامت کی راہیں طے کر رہے ہیں۔

★★★

اسی طرح کے اشعار حضرت حسان بن ثابت ؓ سے بھی منقول ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق عبد اللہ بن ابو قحافہ عثمان تیمی قرشی (573ء۔ 634ء) اسلام کے پہلے خلیفہ راشد، عشرہ مبشرہ میں شامل، خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اوّلین جانشین، صحابی، خسر اور ہجرت مدینہ کے وقت رفیق سفر تھے۔ اہل سنت والجماعت کے یہاں ابوبکر صدیق رَضی اللہ تعالیٰ عنہُ انبیا اور رسولوں کے بعد انسانوں میں سب سے بہتر، صحابہ میں ایمان و زہد کے لحاظ سے سب سے برتر اور ام المومنین عائشہ بنت ابوبکر رَضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب تر تھے۔ عموماً ان کے نام کے ساتھ صدیق کا لقب لگایا جاتا ہے جسے حضرت ابوبکر صدیق رَضی اللہ تعالیٰ عنہُ کی تصدیق و تائید کی بنا پر پیغمبر اسلام ﷺ نے دیا تھا۔

پیدائش

ابوبکر صدیق عام الفیل کے دو برس اور چھ ماہ بعد سنہ 573ء میں مکہ میں پیدا ہوئے۔ دور جاہلیت میں ان کا شمار قریش کے متمول افراد میں ہوتا تھا۔ جب پیغمبر اسلام محمد مصطفی ﷺ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا تو انھوں نے بغیر کسی پس و پیش کے اسلام قبول کر لیا اور یوں وہ آزاد بالغ مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے کہلائے۔ قبول اسلام کے بعد تیرہ برس مکہ میں گزارے جو سخت مصیبتوں اور تکلیفوں کا دور تھا۔

بعد ازاں پیغمبر اسلام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت میں مکہ سے

یثرب ہجرت کی، نیز غزوہ بدر اور دیگر تمام غزوات میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم رکاب رہے۔ جب پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرض الوفات میں گرفتار ہوئے تو ابوبکر صدیق رَضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو حکم دیا کہ وہ مسجد نبوی میں امامت کریں۔ پیر 12 ربیع الاول سنہ 11 ھ کو پیغمبر اسلام نے وفات پائی اور اسی دن حضرت ابوبکر صدیق رَضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے ہاتھوں پر مسلمانوں نے بیعت خلافت کی۔ منصب خلافت پر متمکن ہونے کے بعد ابوبکر صدیق نے اسلامی قلمرو میں والیوں، عاملوں اور قاضیوں کو مقرر کیا، جا بجا لشکر روانہ کیے، اسلام اور اس کے بعض فرائض سے انکار کرنے والے عرب قبائل سے جنگ کی یہاں تک کہ تمام جزیرہ عرب اسلامی حکومت کا مطیع ہو گیا۔

فتنہ ارتداد فرو ہو جانے کے بعد امام ابوبکر صدیق رَضی اللہُ تعالیٰ عنہٗ نے عراق اور شام کو فتح کرنے کے لیے لشکر روانہ کیا۔ ان کے عہد خلافت میں عراق کا بیشتر حصہ اور شام کا بڑا علاقہ فتح ہو چکا تھا۔ پیر 22 جمادی الاخری سنہ 13 ھ کو تریسٹھ برس کی عمر میں خلیفہ اول ابوبکر صدیق رَضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اس دارِ فانی سے کوچ فرما گئے اور حضرت عمر بن خطاب رَضی اللہُ تعالیٰ عنہٗ ان کے جانشین ہوئے۔

اہل سنت والجماعت کا یہ ماننا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منسوب تمام ایسے واقعات جو ان کی اعلیٰ وارفع حیثیت و مقام کے خلاف ہیں الواقدی، محمد بن سائب کلبی، سیف بن عمر تمیمی جیسے کذاب اور وضاع اشخاص نے بیان کیے ہیں اور ان حضرات پر علما اسماء الرجال کی طرف سے مستند کتابوں میں سخت جرح بھی موجود ہے اور ان باطل قسم کے واقعات تمام حضرات صحابہ کرام کی توثیق و عدالت پر بالکل بھی اثر انداز نہیں ہو سکتے۔

تمام صحابہ کرام کے جنتی ہونے اور حضرت ابوبکر صدیق کا خلیفہ بلافصل ہونے پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے جو قرآن اور تمام صحیح اور مستند احادیث سے ثابت شدہ ہے جن کے راوی اہل سنت والجماعت میں عادل اور ثقہ تصور کیے جاتے ہیں۔

تعارف

آپ کا اسلامی اسم گرامی عبد اللہ کنیت ابوبکر اور لقب صدیق اور عتیق ہیں۔ آپ کے والد کا نام عثمان اور کنیت ابو قحافہ ہے، والدہ کا نام سلمٰی اور اور کنیت ام الخیر ہے۔ آپ کا تعلق قبیلہ قریش کی شاخ بنوتمیم سے ہے۔ عہد جاہلیت میں آپ کا نام عبد الکعبہ تھا جو حضور نے بدل کر عبد اللہ رکھ دیا تھا۔" آپ کے نام عبد الکعبہ" کی وجہ تسمیہ کچھ یوں بیان کی جاتی ہے۔ بعض روایات کے مطابق آپ کے والدین کے لڑکے زندہ نہیں رہتے تھے، اس لیے انھوں نے نذر مانی کہ اگر ان کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور زندہ رہا تو وہ اس کا نام "عبد الکعبہ" رکھیں گے اور اسے خانہ کعبہ کی خدمت کے لیے وقف کر دیں گے۔ چنانچہ جب آپ پیدا ہوئے تو انھوں نے نذر کے مطابق آپ کا نام "عبد الکعبہ" رکھا اور جوان ہونے پر آپ عتیق (آزاد کردہ غلام) کے نام سے موسوم کیے جانے لگے کیونکہ آپ نے موت سے رہائی پائی تھی۔

پیدائش

ابوبکر کی پیدائش عام الفیل سے دو سال چھ ماہ بعد اور ہجرت نبوی سے پچاس سال چھ ماہ پہلے بمطابق 573ء عیسوی مکہ میں ہوئی۔ آپ پیغمبر اسلام محمد بن عبد اللہ سے دو سال چھ ماہ چھوٹے تھے۔ عائشہ بنت ابی بکر سے مروی ہے کہ محمد بن عبد اللہ اور

ابو بکر میرے پاس بیٹھے اپنی ولادت کا تذکرہ فرما رہے تھے آپ دونوں کی گفتگو سے مجھے اندازہ ہوا کہ آپ، ابوبکر صدیق سے عمر میں بڑے ہیں۔

سلسلۂ نسب

والد کی جانب سے سلسلۂ نسب یہ ہے۔ ابو قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تمیم بن مرہ بن کعب۔

والدہ کی جانب سے سلسہ نسب یہ ہے۔ ام الخیر سلمی بنت صخر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تمیم بن مرہ بن کعب۔ بعض لوگوں نے آپ کی والدہ کا سلسلۂ نسب یہ بیان کیا ہے سلمٰی بنت صخر بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تمیم بن مرہ مگر یہ غلط ہے اس لیے کہ اس صورت میں وہ ابو قحافہ کی بھتیجی ہو جائیں گی اور اہل عرب بھتیجی سے دور جاہلیت میں بھی نکاح نہیں کرتے تھے۔

آپ کے والد اور والدہ دونوں کی جانب سے حضور سے سلسلۂ نسب ساتویں پشت میں مل جاتا ہے۔ کیونکہ آپ کے والدین آپس میں عم زاد تھے۔ ابن سعد کا قول ہے کہ ابوبکر کی والدہ کا نام لیلی بن صخر تھا۔

کنیت ابوبکر کی وجہ تسمیہ

آپ کی کنیت ابو بکر کے بارے میں منقول ہے کہ چونکہ آپ اعلیٰ خصلتوں کے مالک تھے اس لیے آپ ابوبکر کے نام سے مشہور ہوئے جو بعد ازاں آپ کی کنیت ٹھہری۔ آپ کی کنیت ابو بکر کے بارے میں یہ سند پایہ تکمیل تک نہیں پہنچتی کہ آپ کو سب سے پہلے ابو بکر کے نام سے کس نے پکارا۔ مورخین نے آپ کی کنیت کی مشہور

ہونے کی ایک وجہ یہ بھی لکھی کہ عربی میں بکر جوان اونٹ کو کہتے ہیں اور آپ کو چونکہ اونٹوں کی غور و پرداخت میں بہت دلچسپی تھی اور ان کے علاج و معالجے میں بہت واقفیت رکھتے تھے اس لیے لوگوں نے آپ کو ابو بکر کہنا شروع کر دیا جس کے معنی ہیں اونٹوں کا باپ۔

بعض نے کہا کہ ابو کے معنی والا اور بکر کے معنی اولیت ہے اسی سے بکرہ یا باکرہ ہے۔ ابو بکر کے معنی ہوئے اولیت والے۔ چونکہ آپ ایمان، ہجرت، حضور کی وفات کے بعد وفات میں اور قیامت کے دن قبر کھلنے وغیرہ سب کاموں میں آپ ہی اول ہیں اس لیے آپ کو ابو بکر کہا گیا۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح مفتی احمد یار خان جلد 8 صفحہ 318۔)

صدیق کی وجہ تسمیہ

آپ کے لقب صدیق کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ واقعہ معراج کے بعد قریش مکہ کو اپنی معراج سے آگاہ فرمایا تو انھوں نے آپ کی تکذیب کی۔ جب ابو بکر کو واقعہ معراج کے بارے میں پتا چلا تو آپ نے فرمایا میں معراج پر جانے کی تصدیق کرتا ہوں۔ چنانچہ محمد بن عبد اللہ نے آپ کی اس تصدیق کی وجہ سے آپ کو صدیق کا لقب عطا فرمایا۔نووی نے حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ابو بکر کا لقب صدیق اس وجہ سے ہے کہ آپ ہمیشہ سچ بولا کرتے تھے، آپ نے محمد بن عبد اللہ کی نبوت کی تصدیق میں جلدی کی اور آپ سے کبھی کوئی لغزش نہیں ہوئی۔

ابن سعد کی روایت ہے کہ جب معراج میں آپ کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو آپ نے جبرائیل سے کہا کہ میری اس سیر کو کوئی تسلیم نہیں کرے گا۔ جبرائیل نے عرض

کیا آپ کی تصدیق ابوبکر کریں گے کیوں کہ وہ صدیق ہیں۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ آپ جبل احد پر گئے اور آپ کے ہمراہ ابو بکر، عمر اور عثمان بھی تھے۔ احد پہاڑ پر زلزلہ آ گیا۔ آپ نے اپنے پیر کی ٹھوکر لگائی اور فرمایا اے احد! ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔ حضرت علیؓ نے ابوبکرؓ کے وصال پر فرمایا کہ اللہ نے ابوبکر کا نام صدیق رکھا اور پھر آپ نے سورۃ الزمر کی آیت ذیل تلاوت فرمائی:

"وہ جو سچائی لے کر آیا اور وہ جس نے اس سچائی کی تصدیق کی وہی متقی ہیں۔"

عتیق کی وجہ تسمیہ

ابوبکر کے اسم گرامی کے بارے میں اکثر محدثین کا خیال ہے کہ آپ کا نام عتیق تھا۔ عتیق کا مطلب آزاد۔ جبکہ بیشتر محدثین کرام کا خیال ہے کہ عتیق آپ کا لقب تھا اور اس ضمن میں حضرت عائشہؓ کی روایت بیان فرماتے ہیں۔ آپ سے مروی ہے کہ ایک روز میں اپنے حجرہ میں موجود تھی اور باہر صحن میں کچھ صحابہ، آپ کے ہمراہ تھے۔ اس دوران میں ابوبکر آئے تو آپ نے فرمایا: جو لوگ کسی عتیق (آزاد) کو دیکھنا چاہیں وہ ابوبکر کو دیکھ لیں۔

عبد اللہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ محمد بن عبد اللہ ﷺ نے ابو بکرؓ کے بارے میں فرمایا کہ اللہ نے ابوبکر کو آگ سے آزاد کر دیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے اس فرمان کے بعد آپ عتیق کے لقب سے بھی مشہور ہوئے۔ لیث بن سعد سے منقول ہے کہ ابوبکرؓ کو عتیق حسن وصورت وجہ سے کہا جاتا ہے۔

بعض علما کا قول ہے کہ چوں کہ آپ کے نسب میں کوئی بھی ایسی بات نہیں جو

عیب سمجھی جا سکے پس سلسلۂ نسب کے بے عیب ہونے کے سبب آپ کا نام عتیق مشہور ہوا۔

حضرت ابوبکرؓ کے والد

ابو قحافہ عثمان بن عامر شرفائے مکہ میں سے تھے اور نہایت معمر تھے، ابتداً جیسا کہ بوڑھوں کا قاعدہ ہے، وہ اسلام کی تحریک کو بازیچۂ اطفال سمجھتے تھے؛ چنانچہ حضرت عبداللہؓ کا بیان ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں حضرت ابوبکرؓ کے گھر آیا، وہاں ابو قحافہ موجود تھے، انھوں نے حضرت علیؓ کو اس طرف سے گزرتے ہوئے دیکھ کر نہایت برہمی سے کہا کہ ان بچوں نے میرے لڑکے کو بھی خراب کر دیا۔

ابو قحافہ فتح مکہ تک نہایت استقلال کے ساتھ اپنے آبائی مذہب پر قائم رہے، فتح مکہ کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے وہ اپنے فرزند سعید حضرت ابوبکرؓ صدیق کے ساتھ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ضعف پیری کو دیکھ کر فرمایا کہ انھیں کیوں تکلیف دی، میں خود ان کے پاس پہنچ جاتا، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت شفقت سے ان کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور کلمات طیبات تلقین کر کے مشرف باسلام فرمایا۔

حضرت ابو قحافہؓ نے بڑی عمر پائی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اپنے فرزند ارجمند حضرت ابوبکرؓ کے بعد بھی کچھ دنوں تک زندہ رہے، آخر عمر میں بہت ضعیف ہو گئے تھے، آنکھوں کی بصارت جاتی رہی تھی، 14ھ میں 97 برس کی عمر میں وفات پائی۔

حضرت ابوبکرؓ کی والدہ

حضرت ام الخیر سلمیٰؓ بنت صخر کو ابتداہی میں حلقہ بگوشان اسلام میں داخل ہونے کا شرف حاصل ہوا، ان سے پہلے صرف انتالیس اصحاب مسلمان ہوئے تھے، یہ قلیل جماعت باعلان اپنے اسلام کا اظہار نہیں کرسکتی تھی اور نہ مشرکین وکفار کو بیا نگ دہل دین مبین کی دعوت دے سکتی تھی؛ لیکن حضرت ابوبکرؓ کا مذہبی جوش اس بے بسی پر نہایت مضطرب تھا، آپؓ نے ایک روز نہایت اصرار کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر مجمع عام میں شریعت حقہ کے فضائل ومحامد پر تقریر کی اور کفار ومشرکین کو شرک و بت پرستی چھوڑ کر اسلام قبول کر لینے کی دعوت دی، کفار ومشرکین جن کے کان کبھی ان الفاظ سے مانوس نہ تھے نہایت برہم ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو نہایت بے رحمی اور خدانا ترسی کے ساتھ اس قدر مارا کہ بالآخر بنی تیم کو باوجود مشرک ہونے کے اپنے قبیلہ کے ایک فرد کو اس حال میں دیکھ کر ترس آ گیا اور انہوں نے عام مشرکین کے پنجۂ ظلم سے چھڑا کر ان کو مکان تک پہنچادیا۔ شب کے وقت بھی حضرت ابوبکرؓ باوجود درد اور تکلیف کے اپنے والد اور خاندانی اعزہ کو اسلام کی دعوت دیتے رہے، صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ دریافت کر کے اپنی والدہ کے ساتھ ارقم بن ارقمؓ کے مکان میں آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اسلام کی دعوت دی اور وہ مشرف باسلام ہوگئیں۔ حضرت ام الخیرؓ نے بھی طویل عمر پائی چنانچہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت تک زندہ رہیں؛ لیکن اپنے شوہر سے پہلے وفات پائی۔

قبل اسلام

آپ بچپن سے اعتدال، پاکباز اور بلند اخلاق کے مرقع تھے۔

عرب میں لکھنے پڑھنے کا رواج نہ تھا اور بحیثیت مجموعی عرب ایک ان پڑھ قوم تھے، البتہ خال خال لوگ پڑھنا لکھنا جانتے تھے اور سیدنا ابوبکرؓ ان میں سے ایک تھے۔ قیاس یہ ہے کہ ابو قحافہ نے اپنے فرزند کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی۔ اس طرح آپ صرف نہ پڑھنا لکھنا جان گئے بلکہ شرفاء کے دوسرے اچھے مشاغل میں بھی آپ کو دسترس حاصل ہو گئی مثلاً لڑنے کا ڈھنگ، ہتھیاروں کا استعمال، شعر گوئی اور شعر فہمی، تجارت وغیرہ۔ گھر میں دولت کی ریل پیل تھی لیکن آپ عیش و عشرت اور شراب خوری جیسے ذمائم سے ہمیشہ نفور رہے۔

جوانی کے حالات

قریش کی ساری قوم تجارت پیشہ تھی اور اس کا ہر فرد اس شغل میں مصروف تھا۔ چنانچہ آپ نے بھی جوان ہو کر کپڑے کی تجارت شروع کر دی جس میں آپ کو غیر معمولی فروغ حاصل ہوا اور آپ کا شمار بہت جلد مکہ کے نہایت کامیاب تاجروں میں ہونے لگا۔ تجارت میں آپ کی کامیابی میں آپ کی جاذب شخصیت اور بے نظیر اخلاق کو خاصا دخل تھا۔ جب ابوبکر صدیقؓ کی عمر اٹھارہ سال تھی تو آپ حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تجارت کی غرض سے ملک شام گئے اور ایک مقام پر بیری کے درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے۔ قریب ہی ایک اہل کتاب راہب رہتا تھا سیدنا ابوبکرؓ اس کے پاس گئے تو اس نے پوچھا کہ بیری کے درخت کے نیچے کون ہے؟ آپ نے جواب دیا:

محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب

اس راہب نے کہا واللہ یہ نبی ہیں۔ اس درخت کے سائے میں مسیح کے بعد سوائے محمد نبی اللہ کے اور کوئی نہیں بیٹھا۔ یہ بات آپ کے دل میں جم گئی اور اسی دن سے انھوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت ومحبت اختیار کر لی۔

ایک مرتبہ ابوبکر صحن کعبہ میں کھڑے تھے۔ اتنے میں امیہ بن ابی صلت ثقفی شاعر جو جاہلی دور میں موحدانہ نظمیں کہا کرتا تھا وہاں آیا اور آپ سے خطاب کر کے کہنے لگا جس نبی کی آمد کا انتظار ہے وہ ہم (اہل طائف) میں مبعوث ہوگا یا تم (قریش مکہ) میں؟ آپ نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ اس گفتگو کے بعد آپ تصدیق حال کے لیے ورقہ بن نوفل کے پاس گئے۔ یہ اکثر آسمان کی طرف دیکھتے رہتے تھے اور منہ میں کچھ گنگنایا کرتے تھے۔ ابوبکرؓ نے امیہ بن ابی اصلت کا مقولہ پیش کر کے ان کا خیال معلوم کرنا چاہا۔ ورقہ بن نوفل نے کہا:

”ہاں بھائی مجھے علوم سموی پر عبور حاصل ہے جس نبی کی آمد کا انتظار ہے وہ وسطِ عرب کے ایک خاندان سے ظاہر ہوگا اور چونکہ میں علم نسب کا بھی ماہر ہوں اس بنا پر کہتا ہوں کہ وہ تمہارے اندر ہوگا۔“

ورقہ کا بیان سن کر آپ کا اشتیاق وانتظار اور بڑھ گیا۔

ابوبکر صدیق نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ ایک چاند مکہ پر نازل ہوکر کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہوگیا اور اس کا ایک ایک ٹکڑا ایک ایک گھر میں داخل ہوا پھر یہ ٹکڑے باہم مل گئے اور مکمل چاند آپ کی گود میں آ گیا۔ آپ بیدار ہوئے تو رؤیا کی تعبیر میں مہارت رکھنے والے ایک شخص کے پاس گئے اور اس سے اپنے خواب کی تعبیر پوچھی۔

اس نے بتایا کہ اس نبی آخر الزمان کی پیروی کرو گے جس کا انتظار کیا جا رہا ہے اور تم اس نبی کے پیروؤں میں سب سے افضل ہو گے۔

ابن عساکر نے کعب سے روایت کی ہے کہ ابو بکر ایک مرتبہ بغرض تجارت ملک شام گئے، وہاں ایک عجیب خواب دیکھا۔ اس کی تعبیر دریافت کرنے کے لیے وہاں کے ایک مشہور راہب بحیرا راہب کے پاس گئے۔ بحیرا نے خواب سن کر کہا تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ آپ نے جواب دیا مکہ کا۔ بحیرا نے پوچھا کس خاندان سے ہو؟ آپ نے فرمایا قریش سے۔ بحیرا نے پوچھا کیا کام کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا تاجر ہوں۔ بحیرا نے کہا: ”تو پھر سنو تمھارا خواب سچا ہے۔ تمھاری قوم میں ایک عظیم الشان رسول مبعوث ہوں گے تم ان کی زندگی میں ان کے وزیر اور وفات کے بعد ان کے خلیفہ ہو گے۔“

(سیرۃ خلیفۃ الرسول سیدنا ابو بکر صدیق از طالب ہاشمی ص 41 تا 43)

عہد جاہلیت میں قبیلہ قریش کی شاخ بنو تمیم کے متعلق دیت اور تاوان کا فیصلہ تھا۔ بنو تمیم میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خون بہا اور تاوان کا فیصلہ کرتے تھے جس کو آپ مان لیتے تمام قریش اس کو تسلیم کرتے اگر کوئی دوسرا اقرار کرتا تو کوئی بھی اس کا ساتھ نہیں دیتا۔ آپ اس شرف وفضیلت کے کہ وہ اپنے قبیلے کے سردار اور منجملہ دس سرداران قریش کے ایک سردار تھے۔ مال و دولت کے اعتبار سے بھی بڑے متمول اور صاحب اثر تھے۔ آپ قریش میں بڑے بامروت اور لوگوں پر احسان کرنے والے تھے۔ مصائب کے وقت صبر و استقامت سے کام لیتے اور مہمانوں کی خوب مدارات وتوضع بجالاتے۔ لوگ اپنے معاملات میں آپ سے آکر مشورہ لیا کرتے اور اپ کو اعلیٰ درجے کا صائب

الرائے سمجھتے تھے۔آپ انساب اوراخبارعرب کے بڑے ماہر تھے۔

قبول اسلام

ابوبکرصدیقؓ کے ایمان لانے اوراس کے اسباب میں بہت سے اقوال ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ بعثت سے بیس سال پہلے آپ نے خواب میں دیکھا تھا کہ چاندآسمان سے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر کعبہ میں گرا۔مکہ کے ہر گھر ایک ایک ٹکڑا گرا پھرتمام ٹکڑے اکھٹے ہوکر پہلی شکل پرآگئے اورآسمان کی طرف چلے گئے مگر وہ ٹکڑا جوآپ کے گھرآیا تھا وہیں رہ گیا اور دوسری روایت میں ہے کہ وہ تمام ٹکڑے مل کرآپ کے گھر آگئے اورآپ نے آپنے گھر کا دروازہ بند کرلیا۔ان انوار کے حالات دریافت کرنے کے لئے علی الصبح ایک یہودی عالم کے پاس گئے اور اس سے تعبیر پوچھی۔ یہودی عالم نے کہا یہ اضغاث واحلام میں سے ہے جس کا کوئی اعتبار نہیں۔

کچھ عرصہ اسی طرح گذرا، اپنی تجارت کے سلسلے میں بحیرا راہب کی خانقاہ میں پہنچے اور راہب سے اپنے خواب کی تعبیر پوچھی۔ راہب نے کہا آپ کون ہیں؟ آپ نے کہا میں قریشی ہوں۔ راہب نے کہا مکہ میں تمھارے درمیان میں ایک پیغمبر ظاہر ہوگا اس کا نور ہدایت مکہ کے ہر گھر میں پہنچے گا، آپ ان کی زندگی میں ان کے وزیر ہوں گے اور پیغمبر کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ ہوں گے۔ابوبکرصدیقؓ نے کہا میں خواب کو پوشیدہ رکھتا تھا یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے واقعی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلق کی خدمت کے لیے بھیجا۔ جب مجھے آپ کے ظہور کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی، میں نے عرض کیا کہ ہر پیغمبر کی نبوت پر دلیل ہوتی تھی آپ کی کیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری نبوت کی دلیل وہ

خواب ہے جو تم نے دیکھا تھا اور یہودی عالم نے کہا تھا اس کا کوئی اعتبار نہیں بحیرا راہب نے اس کی اس طرح تعبیر کی تھی۔ میں نے پوچھا آپ کو اس کی کس نے خبر دی ہے؟ آپ نے فرمایا مجھے جبرائیلؑ نے اطلاع دی ہے۔ میں نے کہا اس سے زیادہ میں آپ سے کوئی دلیل و برہان نہیں پوچھتا اور آپ نے کلمہ شہادت پڑھ لیا۔

یمن کا بوڑھا

حصص الاتقیاء میں عبداللہ بن مسعود سے ابوبکرؓ کا ایک قول نقل کیا گیا ہے کہ بعثت سے پہلے میں تجارت کی غرض سے ملک یمن کی طرف گیا، قبیلہ ازد کے ایک تین سو نوے سالہ بوڑھے کے پاس اترا جس نے آسمانی کتابیں پڑھی ہوئی تھیں۔ جب اس جہاں دیدہ بوڑھے نے مجھے دیکھا اس نے کہا میرا خیال ہے کہ تم حرم کعبہ سے تعلق رکھتے ہو۔ میں نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟ میں نے کہا بنو تمیم سے۔ اس نے کہا: ایک نشانی باقی رہ گئی۔ میں نے پوچھا وہ کونسی ہے؟ اس نے کہا اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھایئے۔ میں نے کہا جب تک اپنا مقصد بیان نہیں کرتے میں نہیں اٹھاؤں گا۔ اس نے کہا میں نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ حرم میں ایک پیغمبر مبعوث ہوگا اس کے دو معاون ہوں گے ایک جوان، دوسرا ادھیڑ عمر سفید چہرے لاغر جسم کا ہوگا۔ اس کے پیٹ پر داغ بائیں ران کی طرف نشانی ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ شخص تم ہو، میں چاہتا ہوں کہ اس داغ کو تمھارے پیٹ پر دیکھوں۔

ابوبکرؓ نے فرمایا میں نے کپڑا پیٹ سے اٹھایا میں نے دیکھا کہ میری ناف کے اوپر ایک سیاہ خال ہے۔ اس نے کہا رب کعبہ کی قسم وہ ادھیڑ عمر آپ ہی ہیں، اس نے مجھے شفقت سے وصیت کی تھی کہ یمن میں اپنا کاروبار کی تکمیل کے بعد اسے الوداع

کہنے کے لیے آؤ۔ جب میں اس کے پاس آیا۔ اس نے کہا میرے پاس اس پیغمبر کی تعریف میں چند اشعار ہیں آپ اِن کو اُن کی خدمت میں پہنچا دیں گے؟ میں نے کہا ہاں پہنچا دوں گا۔ اس نے بارہ اشعار مجھے پڑھ کر سنائے۔ ابوبکر صدیق نے کہا میں نے اشعار اس پیرمرد سے یاد کر لئے اور اس کی وصیتوں کو قبول کیا اور مکہ میں واپس آ گیا۔

جب میں اپنے گھر میں آیا تو عتبہ بن ابی مغیظ وشیبہ اور ابوالنجتر ی اور چند اور قریشی آئے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کوئی نئی چیز آپ کے ہاں پیدا ہوئی ہے۔ انھوں نے کہا اس سے زیادہ عجیب بات کیا ہوگی کہ ابو طالب کے یتیم نے اٹھ کر پیغمبری کا دعویٰ کر دیا ہے اور ہمیں کہتا ہے کہ تم باطل پر ہو اور تمھارے آبا وَ اجداد بھی باطل پر تھے اگر آپ کی امداد و اعانت اسے نہ ہوتی تو ہم اسے امن نہ دیتے۔ اب جبکہ آپ خود تشریف لے آئے ہیں خود ہی اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے کیونکہ وہ آپ کا دوست ہے۔ جب میں نے ان سے یہ بات سنی تو ان کو معذرت کر کے واپس کر دیا۔ میں نے پوچھا محمد کہا ہیں؟ انھوں نے بتایا خدیجہ بنت خویلد کے گھر میں ہیں۔ میں جا کر دروازہ پر بیٹھا رہا۔

جب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر نکلے تو میں نے کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ کیا ہے جو آپ کی طرف سے باتیں بیان کی جاتی ہیں؟ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! میں خدا تعالیٰ کا رسول ہوں آپ مجھ پر دوسرے لوگوں کے ساتھ ایمان لے آیئے تا کہ خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر سکیں اور دوزخ سے ہمیشہ کے لیے چھوٹ جائیں۔ میں نے کہا آپ کے پاس برہان و دلیل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میری دلیل وہ بوڑھا ہے جسے آپ یمن میں ملے تھے۔ انہوں نے کہا میں بہت سے بوڑھوں سے ملا ہوں اور

ان سے خرید وفروخت کی ہے۔آپ نے فرمایا وہ بوڑھا جس نے بارہ اشعار بطور امانت تمھیں دیئے اور میرے پاس بھیجے اور وہ بارہ اشعار آپ نے ابو بکر کو سنائے۔ ابو بکر نے عرض کی : کس نے آپ کو اس حال کی خبر دی؟ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس بزرگ فرشتے نے بتایا جو مجھ سے پہلے تمام پیغمبروں پر اترا تھا۔ میں نے کہا ہاتھ بڑھایئے، میں نے آپ کا دست مبارک پکڑ کر کہا

''اشھدان لّا اله الا اللّٰه واشھد انك رسول اللّٰه''

میں خوشی خوشی گھر لوٹا۔

(معارج النبوة فی مدارج الفتوة مصنف ملا معین واعظ الھروی ج۲ صفحہ 229 تا 234

قبول اسلام میں شرف

سیدنا ابو بکر صدیقؓ اسلام قبول کرنے والے دوسرے شخص تھے۔آپ سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ کی زوجہ ام امومنین حضرت خدیجہ بنت خویلدؓ نے اسلام قبول کیا تھا۔علی المرتضیؓ سے کسی نے پوچھا کہ مہاجرین و انصار نے سیدنا ابو بکرؓ کی بیعت میں سبقت کیوں کی جبکہ آپ کو ان پر فوقیت حاصل تھی۔علی المرتضیٰؓ نے جواب دیا کہ سیدنا ابوبکرؓ کو چار باتوں میں فوقیت حاصل تھی۔ میں ان کا ہمسر نہیں تھا، اسلام کا اعلان کرنے میں، ہجرت میں پہل کرنے میں، غار میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہونے اور علانیہ نماز پڑھنے میں وہ مجھ سے آگے تھے۔ انھوں نے اس وقت اسلام کا اظہار کیا جب میں اسے چھپا رہا تھا۔قریش مجھ کو حقیر سمجھتے تھے جبکہ وہ ابو بکرؓ کو پورا پورا وزن دیتے تھے۔ اللہ کی قسم! اگر سیدنا ابو بکرؓ کی یہ خصوصیات نہیں ہوتیں تو اسلام اس طرح نہ پھیلتا اور طالوت کے ساتھیوں نے نہر سے پانی پی کر جس کردار کا اظہار کیا تھا

اسی طرح کے کردار کا اظہار لوگ یہاں بھی کرتے۔ دیکھتے نہیں کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے دوسرے لوگوں کو ڈانٹا وہاں سیدنا ابوبکرؓ کی تعریف بھی کی۔

امام جلال الدین سیوطی بیان کرتے ہیں کہ امام اعظم امام ابوحنیفہؒ کی رائے ہے اور اس کی تائید ترمذی شریف کی حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے اسلام ابوبکر صدیقؓ نے قبول کیا، عورتوں میں سب سے پہلے اسلام امّ المومنین حضرت خدیجہؓ نے قبول کیا جبکہ بچوں میں سب سے پہلے اسلام سیدنا علی المرتضیٰؓ نے قبول کیا۔

سب سے پہلے جن ہستیوں نے قبول اسلام کی دعوت پر لبیک کہا وہ تھیں ابوبکر صدیقؓ، خدیجۃ الکبریٰؓ، علی المرتضیٰؓ اور زید بن حارثہؓ۔ خدیجہؓ نبی کریم کی اہلیہ تھیں، علیؓ نبی کریم کے نابالغ چچا زاد بھائی تھے اور آپ کے زیر کفالت تھے۔ زید بن حارثہؓ پہلے حضور نبی کریم کے غلام تھے پھر آپ نے ان کو آزاد کر دیا لیکن انھوں نے آپ کا خادم بن آپ کے پاس ہی رہنے کو ترجیح دی۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کو اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ اس لحاظ سے تینوں حضور نبی کریم ﷺ کے گھر کے افراد تھے۔ ابوبکر صدیقؓ گھر سے باہر کے آدمی تھے تاہم انھوں نے عامۃ الناس میں سب سے پہلے قبول اسلام کا شرف حاصل کیا، اس لیے اول المسلمین کہلائے۔

(سیرۃ خلیفۃ الرسول سیدنا ابو بکر از طالب ہاشمی صفحہ 44 اور 45)

صدیق کی کوششوں سے اسلام لانے والے

بزرگان فن سیر نے لکھا ہے کہ ابوبکر صدیقؓ مسلمان ہونے کے بعد اپنے پرانے رفیقوں اور دوستوں میں سے جس سے بھی ملتے اسے ہدایت کا راستہ اختیار

کرنے کی ترغیب دیتے۔ واضح نشانات اور مضبوط دلائل کے ساتھ پیغمبر ﷺ کی نبوت کی صداقت کو ان کے سامنے پیش کرتے، اکابر قریش اور عرب کے سرداروں کی ایک جماعت آپ کی مبارک ہمت کی برکت سے گمراہی کی وادی سے چشمہ ہدایت پر پہنچی۔ صدیق اکبر کی بیٹی اسماء بنت ابی بکر ذات النطاقینؓ فرماتی ہیں کہ ہمارے ابا جان جس روز ایمان لائے گھر آئے اور ہم سب کو اسلام کی دعوت دی جب تک ہم سب دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کی تصدیق اور دین توحید کو قبول نہیں کر لیا مجلس سے نہیں اٹھے۔

عشرہ مبشرہ میں سے پانچ آدمی عثمان بن عفان، زبیر بن عوام، طلحہ بن عبید اللہ، سعد بن ابی وقاص اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم اجمین آپ کی راہنمائی اور ترغیب سے دولت اسلام سے سرفراز ہوئے۔

عثمان بن عفان کا ایمان لانا:

عثمان بن عفانؓ نے کہا: سعدی بنت کریز بن ربیعہ میری خالہ تھی جو کہانت میں مہارت رکھتی تھی میں ایک روز اس کے گھر گیا، تو اس نے مجھے کاہنوں کے انداز میں کہا تمھاری دو عورتیں ہوں گی، دونوں خوبصورت اور حسین، دونوں ایک دوسرے کے لائق، نہ تو نے ان سے پہلے عورت دیکھی ہوگی اور نہ انھوں نے خاوند یہ عورتیں ایک بڑے پیغمبر کی بیٹیاں ہوں گی، مجھے اس بات سے حیرانی ہوئی اور اسے ناممکن سمجھا۔ دوسری مرتبہ بھی کہانت کے طور پر اس نے مجھے کہا:

"محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مبعوث ہو گئے ہیں لوگوں کو خدا کے دین کی طرف بلاتے ہیں، زیادہ مدت نہیں گزرے گی کہ تمام دنیا میں اس کی ملت کا نور

پھیل جائے گا۔ جو شخص اس کی نافرمانی کرے گا اس کا سر قلم کر دیا جائے گا۔"

میں نے جب اس سے یہ باتیں سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میرے دل میں پیدا ہوئی، میں متفکر ہو گیا۔ میرے اور ابو بکرؓ کے درمیان میں دوستی تھی۔ دو روز کے بعد ان کے پاس گیا اور اپنی خالہ کی بات ان سے بیان کی۔ ابو بکرؓ نے کہا:

"اے عثمان! آپ عقل مند اور ہوشیار آدمی ہیں، ہر کام کے انجام میں صاحب اعتبار ہیں، آپ سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہوگی کہ چند پتھر جو نہ بولتے ہیں نہ سنتے ہیں، نہ کسی کو نفع ونقصان پہنچا سکتے ہیں وہ خدا کیسے بن سکتے ہیں۔"

میں نے کہا آپ نے درست فرمایا۔ آپ نے کہا آپ کی خالہ نے سچ فرمایا خدا تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخلوق کی ہدایت کے لیے بھیجا ہے، غنیمت جان اور دولت ایمان حاصل کرنے میں تاخیر نہ کر۔ ہم اسی گفتگو میں تھے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادھر سے گذرے، ساتھ میں علی بن ابی طالبؓ بھی تھے۔ ابو بکرؓ اٹھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تنہائی میں بات کی، آپ تشریف لائے اور ہمارے نزدیک بیٹھ گئے، میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

"خدا تعالیٰ تجھے جنت کی مہمانی کے لیے بلاتا ہے تو بھی اسے قبول کر۔"

آپ کی بات نے فوراً میرے دل میں اثر کیا۔ میں نے کلمہ پڑھ لیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم کی صاحبزادی رقیہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرف عقد حاصل ہوا۔ کئی مرتبہ مجھے اپنی خالہ کی بات یاد آئی۔

ان کے علاوہ ابو بکر صدیقؓ کی کوششوں اور راہنمائی سے ابوعبیدہ ابن جراح، عثمان بن مظعون، ارقم بن ابو الارقم اور ابوسلمہ عبد اللہ بن عبد الاسد رضی اللہ عنہم دائرہ

اسلام میں داخل ہوئے۔

غرباء، مساکین اور مظلوموں کی امداد

اعلان نبوت کے چوتھے سال جب علانیہ دعوت اسلام کا حکم نازل ہوتو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو علانیہ حق کی جانب بلانا شروع کر دیا۔ اس پر مشرکین قریش بھڑک اٹھے اور انھوں نے مسلمانوں پر بے تحاشا ظلم وستم ڈھانا شروع کر دیے۔ بالخصوص اسلام قبول کرنے والے غلاموں اور لونڈیوں پر انھوں نے ایسے ایسے ظلم ڈھائے کہ انسانیت سر پیٹ کر رہ گئی۔

ظلم وستم کے اس دور میں ابوبکر صدیقؓ نے بے دریغ مال خرچ کر کے متعدد مظلوم غلاموں اور لونڈیوں کو ان کے سنگدل آقاؤں سے خرید خرید کر آزاد کروایا۔ ارباب سیر نے ایسے درج ذیل افراد کے نام خصوصیات سے لیے ہیں جنھیں ابو بکر صدیقؓ کے دست کرم نے فی سبیل اللہ نعمت آزادی سے بہرہ ور کیا۔ ان کے نام یہ ہیں۔

بلال ابن رباحؓ:

حضرت بلالؓ بنو جمح کے ایک مشرک امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ انھوں نے اسلام قبول کیا تو اس ظالم نے ظلم وستم کی انتہا کر دی۔ وہ آپ کو دوپہر کے وقت مکہ (حرہ) کی تپتی ہوئی ریت پر لیٹاتا اور ایک بھاری پتھر آپ کے سینے پر رکھ دیتا اور کہتا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پیروی سے باز آ جا اور لات اور عزّٰی کو معبود برحق ہونے کا اقرار کر لے، ورنہ اسی طرح پڑا رہے گا۔

اس کے جواب میں آپ اَحد اَحد ہی کہتے چلے جاتے۔شقی القلب امیہ بیکس بلال کے لیے ہر روز نیا عذاب تجویز کرتا۔کبھی آپ کو لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں ڈال دیتا،کبھی آپ کے ہاتھ پاؤں باندھ کر تاریک کوٹھری میں ڈال دیتا اور تازیانے رسید کرتا رہتا،کبھی آپ کے گلے میں رسی ڈال کر محلہ کی لونڈیوں کے سپرد کر دیتا کہ وہ آپ کو مکہ کی گلیوں اور پہاڑوں میں گھسیٹتی پھرتیں، پھر انھیں لوہے کی طرح گرم ریت پر اوندھے منہ لٹا دیتے اور پھر آپ پر پتھروں کا ڈھیر لگا دیتے۔ ایسے ہی سخت عذاب دے دے کر آپ کو اسلام سے روگردانی کا کہا جاتا لیکن آپ احد احد ہی کہتے رہتے۔

ابوبکر صدیق کا گھر بنو جمح کے محلے میں ہی تھا۔ وہ ہر روز شیدائے حق بلالؓ کو طرح طرح کی عقوبتوں میں مبتلا دیکھتے تو ان کو سخت دکھ ہوتا۔ آخر ایک دن آپ نے حضرت بلالؓ کو ایک معقول رقم کے عوض امیہ سے خرید لیا اور آزاد کر دیا۔ ایک اور روایت ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نے اپنے ایک تنومند غلام اور چالیس اوقیہ چاندی کے بدلے بلال کو خریدا اور آزاد کیا۔

حمامہ:

حصرت بلالؓ کی والدہ تھیں اور آپ پر بھی قبول حق کے جرم میں ظلم ڈھائے جاتے تھے۔

ام عبیس:

آپ بنو زہرہ کی لونڈی تھیں اور آپ پر قبول حق کے جرم میں اسود بن عبدیغوث طرح طرح کے ظلم ڈھاتا تھا۔

<u>عامر بن فہیرہ:</u>

آپ حضرت عائشہؓ کے ماں جائے بھائی طفیل کے غلام تھے۔ اسلام قبول کرنے پر طفیل آپ پر طرح طرح کے ظلم ڈھاتا اور مارتا پیٹتا رہتا تھا۔

<u>نہدیہ اور آپ کی بیٹی</u>

ماں اور بیٹی دونوں بنی عبد الدار کی ایک عورت کی لونڈیاں تھیں۔ یہ عورت آپ دونوں پر بہت سختیاں کرتی تھی اور اسلام چھوڑنے پر مجبور کرتی تھی۔

<u>ابو فکیہ یسار ازدی:</u>

امیہ بن خلف اور اس کا بیٹا صفوان بن امیہ آپ کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر دوپہر کے وقت تپتی ہوئی ریت پر اوندھے منہ لٹا دیتے اور ان کی پیٹھ پر بھاری پتھر رکھ دیتے۔ کبھی آپ کا گلہ اس زور سے گھونٹتے کہ آپ بے ہوش ہو جاتے۔

<u>لبینہ:</u>

آپ بنی مومل (بنو عدی کی ایک شاخ) کی ایک لونڈی تھی۔ عمر بن خطاب اپنے زمانہ کفر میں آپ کو قبول حق کے جرم میں بہت مارا کرتے تھے۔

<u>زنیرہ الرومیہ:</u>

آپ بنو مخزوم کی لونڈی تھیں اور ابو جہل آپ کو سخت عذاب دیا کرتا تھا یہاں تک کہ آپ کی بینائی جاتی رہی اس پر ابو جہل نے آپ کو طعنہ دیا کہ لات و عزّیٰ نے تجھے اندھا کر دیا۔ آپ نے مومنانہ شان کے ساتھ جوب دیا، ہرگز نہیں، لات اور عزّیٰ کو تو اپنی خبر بھی نہیں وہ کیا جانیں انھیں کون پوجتا ہے اور کون نہیں پوجتا، ہاں میرا اللہ

اس بات پر قادر ہے کہ وہ میری بینائی واپس دے دے ۔ چنانچہ وہ دوسرے روز اٹھی تو اللہ نے آنکھیں روشن کر دی تھیں ۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ کی بینائی اس وقت گئی جب ابو بکر نے آپ کو خرید کر آزاد کیا۔ کفار نے طعن و تشنیع کی لیکن آپ اسلام پر قائم رہیں۔ آپ کے صدق نیت کی بدولت اللہ تعالی نے بہت جلد بینائی بحال کر دی۔

(سیرۃ خلیفۃ الرسول سیدنا ابو بکر صدیق از طالب ہاشمی صفحہ 46 تا 49)

ابو نافع:

آپ جب دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تو آپ پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیے گئے ۔ ابو بکرؓ نے آپ کو خرید کر آزاد فرمایا۔

مرہ بن ابو عثمان:

آپ کو حضرت ابو بکرؓ نے خرید کر آزاد فرمایا۔ آپ کو عراق کی فتح کے بعد بصرہ کے قریب ایک جریب کی جاگیر عطا کی گئی جہاں آپ کی نسل آج بھی موجود ہے۔

سلیمان بن بلال:

آپ نہایت حسین وجمیل تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے آپ کو خرید کر آزاد فرمایا۔ آپ سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔ آپ کا وصال مدینہ منورہ میں ہوا۔

سعد:

آپ ابو بکر صدیقؓ کے غلام تھے اور ابو بکر صدیقؓ نے آپ کو رسول اللہ کے حکم پر آزاد کیا۔ امام حسن بصری، امام ترمذی وغیرہ نے آپ سے کئی احادیث روایت کی ہیں ۔

شدید:

آپ کو ابو بکر صدیقؓ نے خرید کر آزاد فرمایا تھا۔ امام احمد نے قیس بن ابی حازم کے حوالے سے روایت کی ہے کہ میں نے دیکھا عمر فاروقؓ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک ٹہنی تھی جس کے ذریعے وہ لوگوں کو بیٹھا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ کی وصیت سنو۔ تب ابو بکر صدیقؓ کے آزاد کردہ غلام شدید آئے اور ان کے ہاتھ میں ایک صحیفہ تھا جو انھوں نے لوگوں کو پڑھ کر سنایا۔ اس صحیفے میں ابو بکر صدیقؓ کا ایک قول تھا جس میں کہا گیا تھا کہ اللہ گواہ ہے میں نے تمھارے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی اور میں تمھیں اللہ عزوجل کی اطاعت کا حکم دیتا ہوں۔

کثیر بن عبید التیمی:

آپ کا شمار بھی ابو بکر صدیقؓ کے آزاد کردہ غلاموں میں ہوتا ہے۔ ابن حبان نے آپ کا شمار ثقہ راویوں میں کیا ہے اور ان سے ایک حدیث بھی روایت کی ہے جو انھوں نے حضرت انسؓ سے سنی تھی۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اے آدم کے بیٹے! جب تک تو مجھ سے امیدیں وابستہ رکھے گا اور مجھے پکارتا رہے گا میں تجھے بخشتا رہوں گا۔

علامہ ابن جریر طبری اور ابن عساکر نے عامر بن عبد اللہ بن زبیرؓ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ ابو قحافہ نے اپنے فرزند کو غریب لونڈیوں اور غلاموں کی آزادی پر بے تحاشا دولت خرچ کرتے دیکھا تو انھوں نے اپنے بیٹے ابو بکر کو کہا:

"بیٹا ایسے کمزور لوگوں کو آزاد کرانے کا کیا فائدہ؟ اگر تم چست اور تنومند

غلاموں کو آزاد کراتے تو وہ تمہارے احسان مند رہتے اور مشکل وقت میں تمہارے کام آتے۔ "

ابوبکر صدیقؓ نے جواب دیا:

"ابا جان! میں کسی دنیاوی فائدے کے لیے ان کو آزاد نہیں کراتا میں تو اس کا وہ اجر چاہتا ہوں جو اللہ کے پاس ہے۔ "

جب مشرکین نے دیکھا کہ ابوبکرؓ نے اپنے آپ کو ہمہ تن اسلام کی تبلیغ کے لیے وقف کر دیا ہے اور اپنی دولت کو مسلمان ہونے والے غلاموں اور لونڈیوں کو آزاد کرانے میں بے دریغ خرچ کر رہا ہے تو انھوں نے آپ سے "اشناق" کا منصب چھین لیا لیکن آپ نے اس کی پروا نہیں کی اور برابر اپنے کام میں مصروف رہے۔

کفار کے ظلم کی انتہا

آغاز اسلام میں اکثر ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کرتے: کیوں نا ہم لوگوں کے سامنے اپنے ایمان وعقیدہ کا برملا اظہار کریں۔ آخر کب تک ہم چھپتے چھپاتے رہیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کی بات سن کر صرف اتنا فرماتے:

"ابوبکر! ابھی ہماری تعداد تھوڑی سی ہے۔"

سیدنا ابوبکرؓ بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے برملا اظہار کرنے کے بارے میں اصرار کرتے رہتے۔ بالآخر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں اجازت دے دی۔ چنانچہ سارے مسلمان خانہ کعبہ کے اردگرد پھیل گئے اور اپنے اپنے خاندان والوں کے ساتھ جا کر بیٹھ گئے۔ ابوبکر صدیقؓ اٹھے اور فصیح وبلیغ خطبہ پڑھا۔ یہ پہلا خطبہ تھا جو دین اسلام میں پڑھا گیا، اس خطبہ میں اسلام کی دعوت تھی، مشرکین کو بہت ناگوار گذرا۔

وہاں موجود سارے مشرکین سیدنا ابو بکرؓ اور مسجد حرام میں موجود دوسرے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور بری طرح سے مارنے لگے۔ ابو بکرؓ مار کھاتے کھاتے زمین پر گر گئے تھے۔ عتبہ بن ربیعہ کا رویہ سیدنا ابو بکرؓ کے ساتھ گھناؤنا تھا۔ اس فاسق نے اپنے پیوند لگے دونوں جوتوں سے ابو بکر صدیقؓ کو منہ اور پیٹ پر اتنا مارا کہ کثرت خون سے ابو بکرؓ کی ناک آپ کے چہرے سے پہچانی نہیں جاتی تھی۔

جب آپ کے قبیلے بنو تمیم کے لوگوں کو معلوم ہوا تو وہ آپ کی مدد کو پہنچ گئے۔ انھوں نے مشرکین کو آپ سے اٹھایا اور ایک کپڑے میں ڈال کر آپ کو لے گئے۔ آپ کو اتنی شدید مار پڑھی تھی کہ بنو تمیم کو یقین تھا اب آپ کی موت یقینی ہے۔ بنو تمیم آپ کو گھر پہنچا کر مسجد حرام میں واپس آئے اور کہنے لگے:

"اللہ کی قسم! اگر ابو بکر مر گئے تو ہم عتبہ بن ربیعہ کو ضرور قتل کر ڈالیں گے۔"

بنو تمیم مسجد حرام میں برسر عام یہ دھمکی دے کر سیدھے ابو بکرؓ کے گھر گئے۔ ابو قحافہ اور بنو تمیم کے لوگوں نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح ابو بکرؓ کی زبان کھل جائے اور وہ کچھ بات کریں۔ سارے اسی انتظار میں اس کے ارد گرد بیٹھے تھے جب دن کے آخری پہر آپ کو کچھ افاقہ ہوا اور زبان کھولی، پہلا جملہ جو آپ کی زبان سے نکلا وہ یہ تھا:

"رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا ہوا؟ وہ کیسے ہیں۔"

جب آپ نے یہ کہا تو قوم کے لوگوں کو قدرے غصہ بھی آیا اور آپ کو ملامت کرتے ہوئے وہاں سے نکل گئے۔ جب بنو تمیم آپ کے پاس سے نکل گئے تو صرف آپ کی ماں آپ کے پاس رہ گئی۔ وہ بیٹے سے اصرار کرتی رہی کہ کھانا کھا لو لیکن آپ

اپنی ماں سے صرف یہی پوچھتے رہے۔

"رسول اکرم ﷺ کا کیا ہوا؟ وہ کیسے ہیں؟"

ماں نے جوب دیا: بیٹے اللہ کی قسم! مجھے تیرے ساتھی کے بارے میں کوئی علم نہیں وہ کس حال میں ہیں اور ابھی کہاں ہیں؟ سیدنا ابو بکرؓ نے اپنی ماں سے کہا: ام جمیل فاطمہ بنت خطاب کے پاس جاؤ اور اس سے رسول اللہ کے بارے میں دریافت کرو کہ وہ کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں؟ بیٹے کی فرمائش پوری کرنے کے لیے ماں کھڑی ہوئی اور ام جمیل کے پاس پہنچ کر کہا: میرا بیٹا ابو بکر تم سے محمد بن عبد اللہ کے بارے میں پوچھ رہا ہے کہ وہ کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں۔ ام جمیل نے جواب دیا: نہ تو مجھے ابو بکرؓ کے بارے میں کچھ معلوم ہے اور نہ محمد بن عبد اللہ کے بارے میں۔ ہاں، اگر تم چاہوں تو میں تمھارے بیٹے کو دیکھنے چلوں؟ ام الخیر نے کہا ہاں چلو۔ ام جمیل جب آپ کے پاس پہنچی تو آپ کی حالت شدت مرض سے ناگفتہ بہ تھی۔ وہ ابو بکرؓ کے قریب ہوئی اور زور سے کہنے لگی: فسق و کفر میں ڈوبی ہوئی آپ کی قوم نے آپ کو تکلیف دی ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ ضرور ان ظالموں سے انتقام لے گا۔ سیدنا ابو بکر کی زبان کھلی اور کہا:

"رسول اکرم ﷺ کا کیا ہو؟ وہ کیسے ہیں؟"

ام جمیل نے کہا: یہ آپ کی ماں موجود ہیں میں اگر کچھ بتاؤں گی تو وہ بھی سن لے گی۔ آپ نے کہا کوئی بات نہیں تمھیں اس سے کوئی خطرہ نہیں۔ ام جمیل نے بتایا:

"رسول اکرم ﷺ بالکل صحیح سالم ہیں۔"

ابو بکرؓ نے پوچھا وہ اب کہاں ہیں؟ ام جمیل نے کہا دار ارقم میں ہیں۔ ابو بکرؓ

کہنے لگے:

”میں نے اللہ سے عہد کر لیا ہے کہ جب تک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہو جاؤں، نہ کچھ کھاؤں گا نہ کچھ پیوں گا۔“

ام جمیل اور آپ کی والدہ نے آپ کا اصرار دیکھا تو وہ تھوڑی دیر رکی رہیں۔ پھر جب انھوں نے دیکھا کہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے ہیں اور راستہ خالی پڑا ہوا ہے تو وہ سیدنا ابو بکرؓ کو سہارا دیتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جب نگاہ مبارک ابو بکرؓ پر پڑی تو آپ ان کی طرف جھک پڑے اور بوسہ دیا۔ دوسرے مسلمان بھی ابو بکرؓ کی طرف جھک پڑے۔ اس منظر کو دیکھ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑی کوفت ہوئی اور آپ کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ مگر اس حالت میں بھی سیدنا ابو بکرؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی بے لاگ محبت کا ثبوت دیا اور عرض کرنے لگے:

”اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحیح سالم ہیں تو پھر) مجھے کوئی پروا نہیں، صرف اتنی تکلیف ہے کہ فاسق نے میرے چہرے پر جوتا مارا اور یہ میری ماں ہے جو بلاشبہ اپنے بیٹے کے حق میں مہربان اور وفادار ہے، آپ کی ہستی مبارک ہے، آپ میری ماں کو اللہ کی طرف دعوت دیں اور اس کے حق میں دعائے خیر فرما دیں۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ میری ماں کو آپ کی دعوت کی برکت سے جہنم کی آگ سے بچا دے۔“

چنانچہ سیدنا ابو بکرؓ کی خواہش پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی ماں کے لیے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور سیدنا ابو بکرؓ کی ماں

مسلمان ہو گئیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حمزہ بن عبد المطلب اسی روز ایمان لائے جس روز تمام مسلمانوں کے ساتھ ساتھ ابو بکرؓ کو کفار نے یہ اذیت اور تکلیف پہنچائی۔

اس واقعہ کے بعد رسول اکرم ﷺ کی نظر میں ابو بکرؓ کی وقعت پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی اور ابو بکرؓ آپ کے خاص راز دار اور محبوب بن گئے۔

اہل سیر کا بیان ہے کہ حضور روزانہ دو مرتبہ ابو بکرؓ کے مکان پر تشریف لے جاتے تھے۔ ہجرت مدینہ تک آپ کا یہی معمول رہا۔ عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہے کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا اپنے والدین کو دین اسلام پر پایا اور (مکہ معظّمہ میں) ہم پر کوئی دن ایسا نہیں گذرا جس میں رسول اللہ روزانہ دو مرتبہ صبح و شام ہمارے گھر تشریف نہ لاتے ہوں۔

(سیرة خلیفۃ الرسول سیدنا ابو بکر صدیق از طالب ہاشمی صفحہ 53)

ہجرت کی اجازت

امام واقدی کا بیان ہے کہ قریش ظلم و تعدی کے عادی ہو چکے تھے۔ ان لوگوں کی ایذا رسانی جب رسول اللہ ﷺ کے صحابہ پر عام ہو گئی اور ان کا ظلم و ستم انتہا درجہ کو پہنچ گیا، صحابہ کرامؓ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں شکایت کی۔ آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ یہاں تک کہ ایک دن ابو بکر صدیقؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

"یا رسول اللہ! اگر آپ حاطب بن عمیر بن عبد شمس پر ظلم و ستم کو دیکھتے تو ضرور مہربانی فرماتے۔"

نبی کریم ﷺ نے ہجرت کی اجازت فرما دی، صدیق اکبرؓ نے عرض کی:

"یا رسول اللہ! آپ کس طرف ہجرت کا حکم فرماتے ہیں؟"

نبی کریم ﷺ نے حبشہ کی جانب راہنمائی فرمائی کیونکہ صحابہ کرام مسافت کم ہونے اور وہاں کی آب و ہوا ام القری مکہ کے مناسب ہونے کی وجہ سے اس طرف ہجرت کرنا مناسب سمجھتے تھے۔

مالک بن دغنہ کی پناہ میں

جب مسلمانوں پر اہل مکہ کے ظلم و ستم حد سے بڑھ گئے تو بعثت نبوت کے پانچویں اور چھٹے سال بہت سے مسلمانوں نے حبش کی طرف ہجرت کی تا کہ وہاں آرام وسکون سے اپنے مذہب پر عمل کیا جا سکے۔ ابو بکرؓ نے بھی حبشہ کی طرف ہجرت کی مگر جب آپ مقام" برک الغماد" میں پہنچے تو قبیلہ قارہ کا سردار مالک بن دغنہ راستے میں ملا اور دریافت کیا کہ کیوں؟ اے ابو بکر! کہاں چلے؟ آپ نے اہل مکہ کے مظالم کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا میں اب اپنے وطن مکہ کی زمین کو چھوڑ کر خدا کی لمبی چوڑی زمین میں پھرتا رہوں گا اور خدا کی عبادت کرتا رہوں گا۔

ابن دغنہ نے کہا کہ اے ابو بکر! آپ جیسا آدمی نہ شہر سے نکل سکتا ہے نہ نکالا جا سکتا ہے۔ آپ دوسروں کا بار اٹھاتے ہیں، مہماناں حرم کی مہمان نوازی کرتے ہیں، خود کما کر مفلسوں اور محتاجوں کی مالی امداد کرتے ہیں، حق کے کاموں میں سب کی مدد و اعانت کرتے ہیں۔ آپ میرے ساتھ مکہ واپس چلئے میں آپ کی پناہ لیتا ہوں۔

ابن دغنہ آپ کو زبردستی مکہ واپس لائے اور تمام کفار سے کہہ دیا کہ میں نے ابو بکرؓ کو اپنی پناہ میں لے لیا ہے۔ لہٰذا خبردار! کوئی ان کو نہ ستائے۔ کفار نے کہا کہ ہم

کو اس شرط پر منظور ہے کہ ابو بکرؓ اپنے گھر میں چھپ کر قرآن پڑھیں تا کہ ہماری عورتوں اور بچوں کے کان میں قرآن کی آواز نہ پہنچے۔ ابن دغنہ نے کفار کی شرط کو منظور کرلیا۔ ابوبکر صدیقؓ چند دنوں تک اپنے گھر کے اندر قرآن پڑھتے رہے مگر آپ کے جذبہ اسلامی اور جوش ایمانی نے یہ گوارا نہیں کیا کہ معبودان باطل لات وعزیٰ کی عبادت تو علی الاعلان ہو اور معبود برحق اللہ تعالیٰ کی عبادت چھپ کر گھر کے اندر کی جائے۔ چنانچہ آپ نے گھر کے باہر اپنے صحن میں ایک مسجد بنا لی اور اس مسجد میں علی الاعلان نمازوں میں بلند آواز سے قرآن پڑھنے لگے اور کفار مکہ کی عورتیں اور بچے بھیڑ لگا کر قرآن پاک سننے لگے۔

یہ منظر دیکھ کر کفار مکہ نے ابن دغنہ کو مکہ بلایا اور شکایت کی کہ ابوبکر گھر کے باہر قرآن پڑھتے ہیں۔ جس کو سننے کے لیے ان کے گھر کے گرد ہماری عورتوں اور بچوں کا میلہ لگ جاتا ہے۔ اس سے ہم کو بڑی تکلیف ہوتی ہے لہٰذا تم ان سے کہہ دو کہ یا تو وہ گھر میں قرآن پڑھیں ورنہ تم اپنی پناہ کی ذمہ داری سے دست بردار ہو جاؤ۔

چنانچہ ابن دغنہ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ اے ابوبکر! آپ گھر کے اندر چھپ کر قرآن پڑھیں ورنہ میں اپنی پناہ سے کنارہ کش ہو جاؤں گا اس کے بعد کفار مکہ آپ کو ستائیں گے تو میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں گا۔ یہ سن کر ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اے ابن د
غنہ! تم اپنی پناہ کی ذمہ داری سے الگ ہو جاؤ مجھے اللہ تعالیٰ کی پناہ کافی ہے اور میں اس کی مرضی پر راضی برضا ہوں۔

(سیرت مصطفی از علامہ عبد المصطفی اعظمی صفحہ 130 تا 132

ابی بن خلف کے ساتھ شرط باندھنا

نبوت کے آٹھویں سال مکہ میں یہ خبر عام ہوئی کہ اہل فارس نے اہل روم پر فتح حاصل کر لی۔ مشرکین اس خبر سے بہت خوش ہوئے، کہنے لگے رومی اہل کتاب ہیں اور فارسی آتش پرست، جس طرح کسریٰ نے قیصر پر لشکر کشی کی ہم بھی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی فوج پر جو اہل کتاب ہے، غالب آئیں گے۔ مسلمانوں کے دل ان کی باتیں سننے سے غمگین ہوتے تھے، پس جبرائیل امین خدا تعالیٰ کے حکم سے یہ پیغام لائے:

"بسم الله الرّحمٰن الرّحیم، الٓمّٓ۔ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ۔ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ"

مسلمان اس آیت کے اترنے سے خوشی کا اظہار کرتے تھے، ناسمجھ کفار اس صورت حال کو تسلیم نہیں کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ کلمات محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے گھڑے ہوئے ہیں۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے ابی بن خلف کافر کے ساتھ شرط باندھی کہ اگر تین سال تک اور ایک روایت کے مطابق چھ سال تک رومیوں کو غلبہ حاصل ہوا تو ابوبکرؓ دس جوان اونٹ اس لعین سے لے گا اور اگر غلبہ حاصل نہ ہوا تو دس اونٹ اس کو دے گا۔ جب رسول اللہ کے صحابہ کو اس شرط کا علم ہوا تو انھوں نے کہا کہ کلمہ بضع میں ابہام ہے کیونکہ عرف عرب میں یہ تین یا نو عدد میں استعمال ہوتا ہے۔ پس اس کلمہ کا تعین اور کم از کم مدت مناسب نہیں تھی، کیونکہ ممکن ہے کہ رومیوں کو نو سال کا عرصہ گزرنے سے پہلے غلبہ حاصل نہ ہو۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اس مدت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کیا

گیا، آپ نے فرمایا جاؤ، اونٹوں کی تعداد بڑھا دو اور اسی طرح مدت میں بھی اضافہ کر دو۔ چنانچہ ابو بکرؓ اس کے پاس گئے اور کہا سالوں کو بھی زیادہ کرتا ہوں اور مال کو بھی، نو سال کی مدت اور سو اونٹوں مقرر ہوئے اور طرفین اس پر راضی ہوئے۔ اس وقت شرط باندھنا حرام نہیں ہوا تھا۔

کچھ عرصہ بعد اس خوف سے کہ ابو بکرؓ شہر سے چلے نہ جائیں عبد الرحمن بن ابی بکرؓ کو ضامن مقرر کیا اور جب ابی بن خلف جنگ احد میں شریک ہونے کے لیے گیا تو عبد الرحمن نے کہا ضامن دو، اس نے ضامن دے دیا۔ جنگ احد میں ابی بن خلف حضور نبی کریم ﷺ کے ہاتھوں مارا گیا۔ صلح حدیبیہ یا غزوہ خیبر کے روز رومیوں کے فارسیوں پر فتح مند ہونے کی خبر پہنچی۔ عبد الرحمنؓ نے ابی بن خلف کے ضامن سے اونٹ لیے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے تصرف میں لانے کا حکم دیا۔

عائشہ صدیقہؓ کا نکاح اور رخصتی

خدیجہ بنت خویلدؓ کی وفات کی وجہ سے پیارے پیغمبر ﷺ پریشان رہنے لگے خویلہ بنت حکیم بن عثمان بن مظعون اس حالت کو دیکھ کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی خدیجہؓ دنیا سے رحلت فرما گئیں، گھر کا انتظام بغیر موافق ساتھی کے جو غمگین دل کی تسکین اور گھریلو مہمات کی کفالت کر سکے، حاصل نہیں ہوتا، اب اگر آپ پسند فرمائیں تو آپ کے لیے کسی شریف عورت کا رشتہ طلب کریں۔ آپ نے فرمایا خویلہ! عورتوں میں سے وہ کون سی عورت ہے جو اس کام کی لیاقت اور ہمارے ساتھ مناسبت رکھتی ہوں؟

خویلہ نے کہا اگر دوشیزہ پسند کریں تو وہ بھی ہے اور اگر ثیبہ چاہیں تو وہ بھی ہے۔ آپ نے فرمایا: کون ہے؟ خویلہ نے کہا: دوشیزہ عائشہؓ آپ کے دوست ابو بکرؓ کی بیٹی اور ثیبہ سودہ بنت زمعہؓ جو آپ پر ایمان لا چکی ہیں۔ حضور نبی کریم نے فرمایا: دونوں کا رشتہ میرے لیے مانگ لو۔ خویلہؓ پہلے ابو بکرؓ کے گھر آئیں اور پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے حضرت عائشہؓ کی خواستگاری کی۔ ابو بکرؓ کو شبہ ہوا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقد اخوت باندھا ہے۔ کیا بھائی کی لڑکی کی بھائی سے شادی کی جا سکتی ہے؟ خویلہؓ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا: واپس جا کر انھیں کہو کہ میرے اور آپ کے درمیان میں اخوت اسلامی ہے، نسبی اور رضاعی نہیں جو تمھاری بیٹی کی حرمت کا موجب ہو۔

خویلہؓ نے ابو بکرؓ کے پاس آ کر اطلاع دی اور مطمئن کیا۔ ابو بکر صدیقؓ کے دل کو پھر ایک اور اندیشہ نے آ پکڑا کہ مطعم بن عدیؓ نے اپنے بیٹے کے لیے عائشہ کا رشتہ مانگا ہوا ہے اور انھوں نے قبول کر لیا ہے، اس کے ساتھ وعدہ تھا اور ابو بکرؓ نے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی تھی۔ اس وجہ سے خویلہؓ کو کہا تو اسی جگہ ٹھہر اور خود مطعم کے گھر گئے۔ مطعم کی بیوی نے جب ابو بکرؓ کو دور سے دیکھا کہا: اے ابو بکر! کیا تو اس بات کی امید رکھتا ہے کہ ہمارے لڑکے کو ہمارے دین سے پھیر دے گا اور اسے مسلمان کر لے گا، اسے اپنی لڑکی دے گا یہ نہیں ہو سکتا۔ ابو بکرؓ نے معطم سے پوچھا کیا تو بھی اسی طرح کہتا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔

سیدنا ابو بکرؓ نے اسے غنیمت جانا اور وہاں سے گھر آئے اور خویلہ سے کہا: پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہو کہ وہ تشریف لے آئیں۔ خویلہؓ آئیں اور ابو بکرؓ کی طرف

سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلایا۔ آپ تشریف لے آئے اور عائشہؓ سے نکاح کیا۔ اس وقت حضرت عائشہؓ صدیقہ کی عمر مبارک چھ سال تھی اور آپ کی رخصتی سن ہجری کے پہلے سال ہوئی۔ بعثت کے دسویں سال ماہ شوال میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کا عقد نکاح منعقد ہوا۔

فضیلت

جب پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجتہ الوداع سے واپس تشریف لائے تو منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا: لوگو! بے شک ابوبکرؓ نے کبھی مجھے تکلیف نہیں دی، پس تم ان کا مرتبہ پہچانو۔ لوگو! میں ان سے راضی ہوں۔

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ایک دن) اپنی مرض وفات کے دنوں میں سر مبارک پر پٹی باندھ کر تشریف لائے اور منبر پر بیٹھ کر حمد وثنا بیان کی، پھر نحیف آواز میں فرمایا: لوگوں میں ابوبکر کے سوا کوئی ایسا نہیں ہے جس نے اپنی جان اور مال کے ذریعہ مجھ پر بہت احسان کیا ہو، اگر میں لوگوں میں سے کسی کو اپنا خلیل بنا سکتا تو ابوبکرؓ کو اپنا خلیل بناتا لیکن اسلام کی اخوت سب سے بہتر ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیتے ہوئے فرمایا: ابوبکرؓ کے دروازہ کے سوا اس مسجد کے تمام دروازے بند کردو۔

علالت اور وصال

سیف و حاکم نے ابن عمرؓ سے بیان کیا ہے کہ ابوبکرؓ کی موت کی اصل سبب پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال فرمانا تھا اس صدمہ میں آپ کا جسم گھلنے لگا اور یہی آپ کی وفات کا باعث ہوا۔

ابن سعد و حاکم نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ (آپ کی موت کا ظاہری سبب یہ تھا کہ) آپ کے پاس کسی نے تحفتۂ خزیرہ (قیمہ جس میں دلیہ پڑا ہو) بھیجا تھا، آپ اور حارث بن کلدہ دونوں کھانے میں شریک تھے (کھانا کھا رہے تھے) حارث نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ ہاتھ روک لیجئے (اسے نہ کھایئے) کہ اس میں زہر ہے اور یہ وہ زہر ہے جس کا اثر ایک سال میں نمایاں ہوتا ہے، آپ دیکھ لیجئے گا کہ ایک سال کے اندر اندر میں اور آپ ایک ہی دن مر جائیں گے۔ یہ سن کر آپ نے ہاتھ کھینچ لیا لیکن زہر اپنا کام کر چکا تھا اور یہ دونوں اسی دن سے بیمار رہنے لگے اور ایک سال گزرنے کے بعد (اسی زہر کے اثر سے) ایک ہی دن میں انتقال کر گئے۔

حاکم کی یہ روایت شعبی سے ہے کہ انھوں نے کہا اس دنیائے دوں سے ہم بھلا کیا توقع رکھیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی زہر دیا گیا اور ابوبکر صدیقؓ کو بھی۔

واقدی اور حاکم نے بروایت حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کیا ہے کہ میرے والد کی علالت کی ابتدا اس طرح سے ہوئی کہ آپ نے سات جمادی الآخر بروز دوشنبہ کو غسل فرمایا اُس روز سردی تھی پس آپ کو بخار ہو گیا اور پندرہ روز تک آپ علیل رہے اس عرصہ میں آپ نماز کے لیے بھی باہر تشریف نہ لا سکے آخر کار اسی بخار کے باعث 63 سال کی عمر میں شب شنبہ 22 جمادی الآخر 13 ہجری آپ نے انتقال فرمایا۔

ابن سعد اور ابن ابی الدنیا ابی السفر سے بیان کرتے ہیں کہ آپ کی علالت کے زمانے میں لوگ آپ کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول اللہ اجازت ہو تو ہم آپ کے لیے طبیب کو لائیں۔ آپ نے فرمایا مجھے طبیب نے دیکھا ہے، عرض کیا کہ طبیب نے کیا کہا آپ نے فرمایا کہتا ہے:

اِنِّیۡ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیۡدُ ۔

میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔

صدیق اکبر کا مرثیہ

محمد بن عمرو الوقدی نے اپنے رجال (رواۃ) سے روایت کی ہے کہ ابو بکر صدیقؓ نے رسول اللہ کے وصال مبارک پر درج ذیل مرثیہ کہا ہے:

يَا عَيْنُ فَابْكِيْ وَلَا تَسْأَمِيْ

يَا عَيْنُ فَابْكِيْ وَلَا تَسْأَمِيْ
وَحَقِّ الْبُكَاءِ عَلَى السَّيِّدِ

اے آنکھ! تو خوب رو، اب یہ آنسو نہ تھمیں اور اس سے ملول نہ ہو، ایسے سردار کے شایان شان ہے کہ اس پر روئیں۔

عَلٰى خَيرِ خِنْدِفٍ عِنْدَ الْبَلَاءِ
اَمْسٰى يُغَيَّبُ فِي الْمَلْحَدِ

ایسے سردار پر جو آزمائش کے وقت بہترین ثابت ہوئے، آج ان کی شام اس طرح ہوئی کہ قبر میں دفن ہو گئے۔

فَصَلَّى الْمَلِيْكُ وَلِيُّ الْعِبَادِ
وَرَبُّ الْعِبَادِ عَلٰى اَحْمَدِ

وہ مالک الملک، بادشاہِ عالم، بندوں کا والی اور پروردگار، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام و رحمت بھیجے۔

فَكَيْفَ الْحَيَاتُ لِفَقْدِ الْحَبِيْبِ
وَزَيْنِ الْمَعَاشِرِ فِي الْمَشْهَدِ

اب کیسی زندگی، جو حبیب ہی بچھڑ گیا، اور وہ نہ رہا جو زینت دہِ یک عالم تھا

فَلَيْتَ الْمَمَاتَ لَنَا كُلِّنَا
وَكُنَّا جَمِيْعًا مَعَ الْمُهْتَدٰى

اے کاش موت آتی تو ہم سب کو ایک ساتھ آتی، اور سب کے سب اسی ہدایت یافتہ کے ساتھ ہوتے۔ آخر ہم سب اس زندگی میں بھی ساتھ ہی تھے۔

☆☆☆

وقال أبوُ بكرِ الصّدّيق أيضًا:

لَمَّا رَأيتُ نَبِيّنَا مُتجَدِّه
ضَاقَتْ عَلَيَّ بِعَرْضِهِنّ الدُّورُ

جب میں نے اپنے پیغمبر کو کہ سب کے پیغمبر تھے، زمین کے اندر جاتے دیکھا، تو مکانات باوجود اپنی وسعت کے مجھ پر تنگ ہو گئے۔

وارْتَعْتَ رَوعةَ مُستهامٍ وَالِهٍ
والعَظْمُ مِنّى وَاهِنٌ مَكْسُورُ

میں اس شیدائی کی طرح خوف زدہ ہو گیا جو گھبرایا ہوا حیران و پریشان پھر رہا ہو۔ میری

ہڈی کمزور دست وشکستہ ہوگئی۔

أَعَتِيقُ إِنّ حِبَّكَ قَدْ ثَوَى
وَبَقِيتَ مُنفَرِدًا وأَنْتَ حَسِيرُ

اے عتیق! تیرمحبوب تو دفن ہوگیا، اب تو اکیلا رہ گیا، تکان اور تعجب تجھ پر طاری ہے۔

يا لَيتَنِي مِن قبْلِ مَهْلَكِ صاحِبِي
غُيِّبتُ فِي جَدَثٍ عَليَّ صُخُورُ

اے کاش! میں اپنے صاحب کی وفات سے قبل ہی، کسی قبر میں اس طرح دفن ہو جاتا کہ مجھ پر پتھر ہوتے۔

فَلتَحدُثَن بَدائِعٌ مِن بَعْدِهِ
تَعْيَا بِهِنَّ جَوَانِحٌ وَصدُورُ

آپ کے بعد ایسے نئے نئے حوادثات پیش آئیں گے، جن (کی گراں باری) سے پسلیاں اور سینے تھک جائیں گے۔

★★★

وقال أبو بكر أيضًا:

باتَتْ هُمُومٌ تَأَوّبُنِي حُشدا
مِثْلُ الصُّخُورِ فأَمْستْ هَدَّتِ الجَسَدا

غم والم کے گروہ رات پھر پلٹ کے میرے پاس آتے رہے، وہ ایسے سخت تھے کہ پتھروں کی طرح تمام شب جسم کو توڑتے گئے۔

يا لَيتَني حَيثُ نُبِّئتُ الغَدَاةَ بِهِ
قالُوا الرَّسولُ قد أمسَى مَيِّتًا فُقِدَا

اے کاش! (اس وقت میں مرگیا ہوتا) جس وقت دن کو مجھے خبر ملی اور لوگوں نے کہا کہ محمد انتقال فرما گئے۔

لَيتَ القِيامَةَ قامَتْ بعدَ مَهلَكِهِ
وَلا نَرَى بَعدَهُ مَالاً ولاَ وَلَدًا!

کاش آپ کی وفات کے بعد قیامت قائم ہوجاتی کہ نہ ہم آپ کے بعد مال و دولت کو دیکھتے نہ اولاد کو۔

وَالله أُثْني عَلى شيءٍ فُقدتُ بِهِ
مِنَ البَريَّةِ حتى أُدخَلَ اللَّحَدَا

واللہ! مخلوقات میں سے جو چیز مجھ سے کھوئی جا چکی ہے میں ہمیشہ اس کی ثناء صفت کیا کروں گا یہاں تک کہ قبر میں داخل ہوجاؤں۔

كَمْ لِيَ بَعْدَكَ مِن هَمٍّ يُنَصِّبُني
إذا تَذكَّرتُ أَنِّي لاَ أَرَاكَ أَبَدًا!

آپ کے بعد غم والم کیا کچھ مجھے آزار پہنچاتے رہیں گے۔ جب میں یہ یاد کروں گا کہ

اب کبھی مجھے آپ کا دیدار نصیب نہ ہوگا۔

كانَ المصَفَاءَ في الأخلاقِ قد عُلِمُوا
وفِي العَفافِ فَلَمْ نَعْدِلْ بهِ أَحَدَا

سب کو معلوم تھا کہ آپ کیسے پاکیزہ اخلاق کے مالک تھے، عفت و پرہیز گاری میں ہم سب کسی کو بھی آپ کا ہمسر نہیں سمجھتے تھے۔

نَفْسِي فِداؤُكَ مِن مَيتٍ وَمِن بَدَنٍ
مَا أَطْيَبَ الذِّكرَ والأخلاقَ والجَسَدَا!

میری جان آپ پر قربان، کیا تابوت تھا، کیسا جسم تھا، آپ کی یاد کتنی پاکیزہ تھی، اخلاق کیسے اچھے تھے، بدن کتنا لطیف تھا۔

★★★

أَجِدُكَ مَا لِعَيْنِكَ لَا تَنَامُ
كَأَنَّ جَفُوْنُهَا فِيْهَا كَلَامُ

★★★

ہائے تیری قسمت، تیری آنکھ کو نیند کیوں نہیں آتی،
گویا اس کی پلکوں میں زخم بھرے ہیں۔

☆☆☆☆

امّ المؤمنین سیّدہ طاہرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

مَتٰی یَبْدُ فِی الدَّاجِی الْبَهِیْمِ جَبِیْنُهٗ
یَلُحْ مِثْلَ مِصْبَاحِ الدُّجَی الْمُتَوَقَّدِ

اندھیری رات میں ان کی پیشانی نظر آتی ہے
تو اس طرح چمکتی ہے جیسے روشن چراغ

فَمَنْ کَانَ اَوْ مَنْ قَدْ یَکُوْنُ کَاَحْمَدٍ
نِظَامٌ لِّحَقٍّ اَوْ نَکَالٌ لِّمُلْحَدٍ

احمد مجتبیٰ کے جیسا کون تھا، اور کون ہوگا
حق کا نظام قائم کرنے والا، اور ملحدوں کو سراپا عبرت بنا دینے والا۔

☆☆☆

حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ

امیرالمؤمنین خلیفہ ثانی حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ:

سیرت، کردار، خلافت وشہادت

ابوحفص عمر فاروق بن خطاب عدوی قرشی (586ء/590ء، مکہ - 6 نومبر 644ء، مدینہ) ابوبکر صدیق کے بعد مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ راشد، پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سسر اور تاریخ اسلام کی اہم ترین شخصیات میں سے ایک ہیں۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، ان کا شمار علما و زاہدین صحابہ میں ہوتا تھا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد 23 اگست سنہ 634ء مطابق 22 جمادی الثانی سنہ 13ھ کو مسند خلافت سنبھالی۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک باعظمت، انصاف پسند اور عادل حکمران مشہور ہیں، ان کی عدالت میں مسلم و غیر مسلم دونوں کو یکساں انصاف ملا کرتا تھا، عمر بن خطاب کا یہ عدل و انصاف انتہائی مشہور ہوا اور ان کے لقب فاروق کی دیگر وجوہ تسمیہ میں ایک وجہ یہ بھی بنی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا نسب نویں پشت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نویں پشت میں کعب کے دو بیٹے ہیں مرہ اور عدی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرہ کی اولاد میں سے ہیں، جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عدی کی اولاد میں سے ہیں۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہجری تقویم کے بانی ہیں، ان کے دور خلافت میں عراق، مصر، لیبیا، سرزمین شام، ایران، خراسان، مشرقی اناطولیہ، جنوبی آرمینیا اور سجستان فتح ہو کر

مملکت اسلامی میں شامل ہوئے اور اس کا رقبہ بائیس لاکھ اکاون ہزار اور تیس (030,51,22) مربع میل پر پھیل گیا۔

عمر بن خطابؓ ہی کے دور خلافت میں پہلی مرتبہ یروشلم فتح ہوا، اس طرح ساسانی سلطنت کا مکمل رقبہ اور بازنطینی سلطنت کا تقریباً تہائی حصہ اسلامی سلطنت کے زیرنگین آ گیا۔عمر بن خطابؓ نے اپنی مہارت، شجاعت اور عسکری صلاحیت سے ساسانی سلطنت کی مکمل شہنشاہیت کو دو سال سے بھی کم عرصہ میں زیر کر لیا، نیز اپنی سلطنت و حدود سلطنت کا انتظام، رعایا کی جملہ ضروریات کی نگہداشت اور دیگر امور سلطنت کو جس خوش اسلوبی اور مہارت و ذمہ داری کے ساتھ نبھایا وہ ان کی عبقریت کی دلیل ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حوالے سے یہ بات معلوم ہونا بھی مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ کچھ احادیث اور تاریخی کتابوں کے واقعات میں راویوں پر علماءاسلام کی طرف سے جرح بھی کی گئی ہے اور بہت سے راویوں کے حالات معلوم نہیں ہیں۔مسلمان امت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اہل بیت اطہار کے بارے میں صحیح عقائد قرآن اور مستند وصحیح احادیث نبوی سے لیتے ہیں۔بعض روایات جو کتب احادیث و تاریخ میں اہل بدعت راویوں کی بھی ہیں وہ اس لیے قابل اعتبار نہیں کیونکہ علمائے اسلام نے بدعت سے نسبت رکھنے والی روایات کو مردود قرار دیا ہے۔

ولادت:

آپ کی پیدائش نبی کریم ﷺ کی ولادت مبارکہ کے تیرہ سال بعد مکہ

مکرمہ میں ہوئی۔

سلسلہ نسب:

آپ کا نام عمر، والد کا نام خطاب، لقب فاروق اور کنیت ابوحفص ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے: عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن زراع بن عدی بن کعب بن لوی بن فہر بن مالک، بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

جبکہ والدہ کا نام حنتمہ تھا جو عرب کے مشہور سردار ہشام بن مغیرہ کی بیٹی تھیں۔
(مستدرک حاکم)

جناب عدی کے ایک بھائی کا نام مرہ تھا، جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد میں سے ہیں، اس لحاظ سے حضرت عمر کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملتا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا خاندان ایام جاہلیت سے نہایت ممتاز تھا، آپ کے جداعلیٰ عدی عرب کے باہمی منازعات میں ثالث مقرر ہوا کرتے تھے اور قریش کو کسی قبیلہ کے ساتھ کوئی ملکی معاملہ پیش آ جاتا تو سفیر بن کر جایا کرتے تھے اور یہ دونوں منصب عدی کے خاندان میں نسلاً بعد نسلٍ چلے آ رہے تھے ددھیال کی طرح عمر ننھیال کی طرف سے بھی نہایت معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے، آپ کی والدہ ختمہ، ہاشم بن مغیرہ کی بیٹی تھیں اور مغیرہ اس درجہ کے آدمی تھے کہ جب قریش کسی قبیلہ سے نبرد آزمائی کے لیے جاتے تھے تو فوج کا اہتمام انھی کے متعلق ہوتا تھا
(عقد الفرید باب فضائل العرب)

فاروق لقب کی وجہ:

آپ کا لقب فاروق، کنیت ابوحفص، لقب وکنیت دونوں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عطا کردہ ہیں۔آپ کو پیارے پیغمبر ﷺ کی طرف سے ''فاروق'' کا لقب عطا کیا گیا ہے۔ وجہ اس کی یہ بنی کہ حضرت عمرؓ نے مکہ میں اسلام قبول فرمایا اور اس کے بعد اپنے مشرک ماموں عاص بن وائل کی پناہ میں آنے سے انکار کردیا اور مسلمانوں کے ساتھ علانیہ بیت اللہ میں نماز ادا کی۔اس کے صلے میں دربارِ نبوت سے فاروق کا لقب ملا۔جس کے معنی ہیں حق اور باطل میں فرق کرنے والا۔

(تاریخ اسلام الفاروق خلفائے راشدین)

افضلیت بعد صدیقِ اکبرؓ:

عرب میں پڑھنے لکھنے کا رواج نہیں تھا،لیکن آپ ان 17افراد میں شامل تھے، جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے، لہٰذا اللہ کے رسول ﷺ نے آپ کو کاتبِ وحی جیسا عظیم منصب عطا فرمایا۔حضرت عمر فاروقؓ ابتدائی دِنوں کے کاتبینِ وحی میں سے ایک تھے اور انھوں نے ہی سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو بااصرار کلامِ پاک کی تدوین پر آمادہ کیا تھا۔اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا شمار عشرہ مبشرہ یعنی ان صحابہ کرام میں بھی ہوتا ہے،جن کے جنتی ہونے کی ایک ہی مجلس میں نبی اکرم نے بشارت دی، نیز معراج کے موقع پر پیارے پیغمبر ﷺ نے جنت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا محل بھی دیکھا تھا۔امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس امت میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد سب سے افضل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔

عمومی سیرت:

حضرت عمر فاروق بہترین انتظامی صلاحیتوں، اعلیٰ اوصاف، دبنگ اور بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ظہورِ اسلام کے وقت، اسلام اور مسلمانوں کے سخت دشمن تھے،لیکن جب اسلام قبول کر لیا،تو پھر اپنا تن،من،دھن سب اسلام کے لیے وقف کر دیا۔سخت مزاجی کے باوجود، عاجزی، انکساری،تواضع اور عدل،مزاج کا حصہ تھے۔ خلافت کا بوجھ کندھوں پر آیا،تو گریہ اور رِقت میں اضافہ ہو گیا۔شب کی تنہائیوں میں رب کے حضور آنسو بہانا اور گڑ گڑانا ان کا معمول تھا۔

موافقاتِ عمرؓ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے رب نے تین مواقع پر میری رائے سے اتفاق کیا۔(1) میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! کاش ہم مقامِ ابراہیم کو نماز کی جگہ بناتے،جس کے بعد اللہ نے سورہ بقرہ میں فرما دیا اور مقامِ ابراہیم کو نماز کی جگہ بنا لو۔اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق نے ایک مرتبہ اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ کاش !! اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقام ابراہیم پر نماز پڑھنے کا حکم آجائے،حضرت عمر فاروق خود کہتے ہیں کہ جب میرا گزر مقام ابراہیم پر ہوا تو میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ کیا ہم حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے کھڑے ہونے کی جگہ کے پیچھے نماز پڑھیں؟ ابھی اس بات پر تھوڑا سا وقت بھی نہ گزرا تھا کہ یہ آیت اتری۔اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس خواہش کو پورا فرمایا:

﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى﴾ (سورۃ البقرۃ آیت ۱۲۵)

ترجمہ: اور بناؤ ابراہیم (علیہ السلام) کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ۔

(2) میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ازواجِ مطہرات کو پردے کا حکم دیجیے۔تو اللہ نے سورۂ احزاب میں فرما دیا:

﴿یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ۔۔تا۔۔ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا﴾ (سورۂ احزاب،آیت:۵۹)

ترجمہ: اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی صاحبزادیو ں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادیں کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے او پر ڈالے رکھیں، یہ اس سے زیادہ نزدیک ہے کہ وہ پہچانی جائیں تو انہیں ستایا نہ جائے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(3) غزوۂ بدر کے قیدیوں کے بارے میں میری رائے تھی کہ انہیں قتل کر دیا جائے (فدیہ نہ لیا جائے) اللہ تعالیٰ نے سورۂ انفال میں میری رائے کی تائید کر دی، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَا كَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗ۔۔۔وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ﴾ (الانفال،آیت ۵۹)

ترجمہ: کسی نبی کو لائق نہیں کہ کافروں کو زندہ قید کرے جب تک زمین میں ان کا خون خوب نہ بہائے۔تم لوگ دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

(بخاری مسلم)

اس روایت میں تین کا ذکر ہے،جس سے بقیہ کی نفی نہیں ہوتی ،اسی تناظر میں حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ تقریباً بیس بائیس مقامات ایسے ہیں، جہاں فاروق اعظمؓ کی رائے پروردگار کی منشا کے عین موافق تھی۔

عمرؓ کی ہجرت مدینہ:

ایک صبح نمازِ فجر کے بعد حضور ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ ہجرت کا حکم دیا۔ عام خیال تھا کہ وہ بھی دوسرے لوگوں کی طرح رات کی تاریکی میں خفیہ طور پر مدینہ ہجرت کر جائیں گے، لیکن حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حکم ملتے ہی عمرؓ گھر گئے، جسم پر ہتھیار سجائے، ہاتھ میں ننگی تلوار پکڑی اور تنِ تنہا خانہ کعبہ میں تشریف لائے۔ اس وقت مشرکین کے سردار اپنے قبیلے کے لوگوں کے ساتھ موجود تھے۔ حضرت عمرؓ نے اطمینان کے ساتھ بیت اللہ کا سات بار طواف کیا۔ مقامِ ابراہیم پر دو رکعت نفل ادا کئے۔ پھر ہاتھ میں تلوار پکڑ کر سردارانِ قریش کی مجلس میں تشریف لائے اور نہایت بارعب اور بلند آواز میں کہا اے دشمنانِ اسلام! تمہارے چہرے سیاہ ہو جائیں۔ اللہ تمہاری ناک خاک آلود کر دے۔ جان لو! عمرؓ مکے سے مدینہ ہجرت کر رہا ہے۔ تم میں سے جو شخص اپنی جان کا دشمن ہو، ماں کو روتا، بیوی کو بیوہ اور بچوں کو یتیم چھوڑے، وہ حرم سے باہر مجھ سے نبرد آزما ہو جائے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں: عمرؓ کے رعب و دبدبے اور ہیبت کا یہ عالم تھا کہ کسی میں اپنی جگہ سے ہلنے اور انھیں روکنے کی ہمت نہ تھی۔

غزوات میں شرکت:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شرکت کی اور بہادری کے وہ جوہر دکھائے کہ دشمن بھی تعریف کیے بغیر نہ رہ سکا۔ غزوۂ بدر میں اپنے سگے ماموں سمیت دیگر عزیز و اقارب کو اپنے ہاتھوں سے قتل کر کے دنیا بھر کو یہ پیغام دیا کہ اصل رشتہ، دین کا رشتہ ہے۔

خلافت:

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جب محسوس کیا کہ اب آپ کا سفر آخرت قریب ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ اُن کے بعد خلافت کا معاملہ اختلاف کی نذر ہو جائے اور حضور اکرم ﷺ کی امت کسی آزمائش میں مبتلا ہو جائے، لہٰذا خود ہی خلیفہ مقرر کر دیا جائے۔ چونکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نزدیک حضرت عمرؓ کے مقابلے میں کوئی دوسرا شخص اس منصب کے لئے بہتر نہ تھا، چنانچہ آپ نے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کو، جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، بلا کر اس بارے میں، مشورہ چاہا۔ آپ نے فرمایا: جس قدر اُن کے بارے میں، آپ کا حسن ظن ہے، وہ اس سے بھی بڑھ کر ہیں، البتہ ان کے مزاج میں ذرا سختی ہے۔ اس کے جواب میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا: یہ سختی اس لیے ہے کہ مجھ کو نرم دیکھتے ہیں۔ مطلب یہ کہ جب ساری ذمے داری ان کے کندھوں پر آجائے گی تو نرم پڑ جائیں گے۔ پھر آپ نے حضرت عثمان غنیؓ سے، وہ بھی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، اس بارے میں مشورہ کیا تو انہوں نے فرمایا: عمرؓ کا باطن، عمرؓ کے ظاہر سے بھی زیادہ اچھا ہے اور اب ہم میں ان کی مثل کوئی نہیں ہے۔ چنانچہ بہر حال حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی علالت کے دوران ہی حضرت عمر فاروقؓ کو خلیفہ مقرر کر دیا اور حضرت عثمان کے ہاتھ سے عہد نامۂ خلافت لکھوایا جو مجمع عام میں پڑھا گیا۔

(تاریخ طبری طبقات ازالۃ الخفاء)

شہادت کا دل خراش سانحہ:

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اللہ سے دعا کی تھی کہ اے اللہ! مجھے اپنے راستے میں شہادت عطا فرما اور اپنے محبوب کے شہر (مدینے) میں موت عطا فرما۔

(بخاری)۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا من وعن قبول فرمائی، چنانچہ 26 ذی الحجہ، 23 ہجری کی ایک صبح، جب آپ نمازِ فجر کی امامت کر رہے تھے، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے پارسی غلام، ابولولو فیروز مجوسی نے زہر سے بجھے دو دھاری خنجر سے آپ پر وار کئے۔ آپ نے زخمی ہو کر نیچے گرنے سے پہلے، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو کھینچ کر اپنی جگہ کھڑا کیا اور گر کر بے ہوش ہو گئے۔ ابولولؤ ملعون نے بھاگتے ہوئے مزید 12 افراد کو زخمی اور 6 کو شہید کر دیا۔ لوگوں نے گھیر کر اسے پکڑا، تو اس نے خودکشی کر لی۔ جب سیدنا عمرؓ پر حملہ کیا گیا تو ان کے لیے دودھ لایا گیا، جیسے ہی آپ نے دودھ پیا تو وہ آپ کی پسلیوں کے زخم سے بہہ نکلا۔ طبیب نے ان سے کہا: اے امیر المومنین وصیت فرما دیں، آپ زیادہ دیر زندہ نہیں رہ سکیں گے۔ تو انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بلایا اور کہا کہ حذیفہ بن الیمانؓ کو میرے پاس بلاؤ۔ حذیفہ بن الیمانؓ حاضر ہو گئے۔ یہ وہ صحابی ہیں جنہیں نبی کریم ﷺ نے منافقین کے ناموں کی فہرست عطا کی تھی اور ان ناموں کے بارے میں اللہ پاک اس کے رسول ﷺ اور حذیفہ بن الیمانؓ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا جبکہ خون ان کی پسلیوں سے بہہ رہا تھا، کہ اے حذیفہ بن الیمانؓ میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں! کیا اللہ کے رسول ﷺ نے میرا نام منافقین کے ناموں میں لیا ہے یا نہیں؟ یہ سن کر حذیفہ بن الیمانؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا! یہ میرے پاس رسول اللہ ﷺ کا راز ہے جو کسی کو نہیں بتا سکتا۔ آپ نے پھر پوچھا! خدا کے لیے مجھے اتنا بتا دیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے میرا نام شامل کیا ہے یا نہیں؟ حذیفہ بن

الیمانؓ کی ہچکی بندھ گئی اور کہتے ہیں اے عمرؓ! میں صرف آپ کو بتا رہا ہوں اگر آپ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو میں کبھی بھی اپنی زبان نہ کھولتا اور وہ بھی صرف اتنا بتا تا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس میں آپ کا نام شامل نہیں کیا۔

حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ سے کہا کہ دنیا میں میرے لیے ایک چیز باقی رہ گئی ہے۔ حضرت عبداللہ نے پوچھا وہ کیا ہے ابا جان؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا! بیٹا میں جوار رسول ﷺ میں دفن ہونا چاہتا ہوں۔ لہٰذا ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے پاس جاؤ، ان سے یہ مت کہنا کہ امیر المؤمنین عمر بلکہ کہنا کہ کیا آپ عمرؓ کو اپنے ساتھیوں کے قدموں میں دفن ہونے کی اجازت دیتی ہیں؟ کیونکہ آپ اس گھر کی مالکن ہیں۔ تو ام المؤمنین نے جواب دیا کہ یہ جگہ تو میں نے اپنے لیے تیار کر رکھی تھی لیکن آج میں اسے عمر کے لیے ترک کرتی ہوں۔ عبداللہ ابنِ عمرؓ شاداں و فرحان واپس آئے اور عرض کی، اجازت مل گئی ہے۔

عبداللہ ابنِ عمرؓ نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ کا رخسار مٹی پر پڑا ہے تو انہوں نے آپ کا چہرہ اٹھا کر اپنی گود میں لے لیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ کیوں تم میرا چہرہ مٹی سے بچانا چاہتے ہو۔ عبداللہ ابنِ عمرؓ نے کہا ابا جان لیکن حضرت عمرؓ نے بات کاٹتے ہوئے فرمایا کہ اپنے باپ کا چہرہ مٹی سے لگنے دو۔ بربادی ہے عمر کے لیے اگر کل اللہ پاک نے اسے نہ بخشا۔ حضرت عمرؓ اپنے بیٹے کو یہ وصیت فرما کر موت کی آغوش میں چلے گئے۔

اے میرے بیٹے میری میت مسجد نبوی میں لے جانا اور میرا جنازہ پڑھنا اور حذیفہ بن یمانؓ پر نظر رکھنا اگر وہ میرے جنازے میں شرکت کرے، تو میری میت

روضہ رسول ﷺ کی طرف لے جانا۔اور میرا جنازہ روضۃ الرسول ﷺ کے دروازے پر رکھ کر دوبارہ اجازت طلب کرنا اور کہنا،،،اے ام المؤمنین آپ کا بیٹا عمرؓ یہ مت کہنا کہ امیر المؤمنین، ہوسکتا ہے میری زندگی میں مجھ سے حیا کی وجہ سے اجازت دی گئی ہو، اگر اجازت مرحمت فرما دیں تو دفن کرنا ورنہ مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔عبداللہ ابنِ عمرؓ کی نظریں حذیفہ بن الیمانؓ پر تھیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حذیفہ بن یمانؓ کو ابا جان کی نماز جنازہ پر دیکھ کر بہت خوش ہوا اور ہم جنازہ لے کر روضہ رسول ﷺ کی طرف چلے گئے۔ دروازے پر کھڑے ہوکر میں نے کہا۔"اے ہماری ماں آپ کا بیٹا عمرؓ دروازے پر ہے، کیا آپ تدفین کی اجازت دیتی ہیں؟ام المؤمنین نے جواب دیا! مرحبا یا عمرؓ۔عمرؓ کو اپنے ساتھیوں کی ساتھ دفن ہونے پر مبارک ہو۔ ام المؤمنین نے اپنی چادر سمیٹی اور روضہ رسول ﷺ سے باہر نکل آئیں۔اللہ پاک راضی ہوحضرت عمرؓ سے زمین کا چپہ چپہ جن کے عدل کی گواہی دیتا ہے، جن کی موت سے اسلام یتیم ہو گیا، جن کو اللہ کے رسول ﷺ نے زندگی میں جنت کی خوشخبری دی ہو پھر بھی اللہ کے سامنے حساب دہی اتنا خوف ہمارا کیا بنے گا؟

نماز جنازہ وتدفین:

وصیت کے مطابق حضرت صہیب رومی نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کی خواہش کے مطابق، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اجازت سے روضۂ رسول ﷺ میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں سپرد ِخاک کیا گیا۔ آپ ساڑھے دس سال تک مسلمانوں کے خلیفہ رہے۔

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَظۡهَرَ دِیۡنَهٗ

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَظۡهَرَ دِیۡنَهٗ
عَلٰی کُلِّ دِیۡنٍ قَبۡلَ ذَالِكَ حَائِدِ
کیا نہیں دیکھا تم نے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غالب کر دیا
ہر اُس دین پر جو اس سے پہلے تھا حق سے پھرا ہوا

وَاَسۡلَبَهٗ مِنۡ اَهۡلِ مَکَّۃَ بَعۡدَ مَا
تَدَاعَوۡا اِلٰی اَمۡرٍ مِنَ الۡغَیِّ فَاسِدِ
اور اللہ نے اہل مکہ کو محروم کر دیا حضورؐ سے جب
اُن لوگوں نے گمراہی کے خیال فاسد یعنی قتل پر کمر باندھی

غَدَاۃَ اَجَالَ الۡخَیۡلُ فِیۡ عَرَصَاتِهَا
مُسَوَّمَۃً بَیۡنَ الزُّبَیۡرِ وَ خَالِدِ
اور پھر وہ صبح، جب گھوڑے اس کے میدانوں میں جولانیاں دکھانے لگے
جن کی باگیں چھوٹی ہوتی تھیں، زبیر و خالد کے درمیان

فَاَمۡسٰی رَسُوۡلُ اللّٰہِ قَدۡ عَزَّزَ نَصۡرُهٗ
وَاَمۡسٰی عَدَاهُ مِنۡ قَتِیۡلٍ وَّ شَارِدِ

پس رسول اللہ ﷺ کو اللہ کی نصرت نے غلبہ بخشا
اور اُن کے دشمن مقتول ہوئے ، اور شکست کھا کے بھاگے۔

☆☆☆

مَا زِلْتُ مُذْ وَضَعُوْا فِرَاشَ مُحَمَّدٍ
كَيْمَا يُمَرَّضُ خَائِفًا اَتَوَجَّعُ

جب سب لوگوں نے محمد ﷺ کو بستر علالت پر لٹایا
کہ آپ ﷺ کی تیمارداری کی جائے ،
میں اسی وقت سے خوف زدہ اور دلگیر تھا۔

☆☆☆

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

وَحَقُّ الْبُكَآءُ عَلَى السَّيِّدِ
فَيَا عَيْنِيْ اَبْكِيْ وَلَا تَسْأَمِيْ

اپنے سردار پر آنسو بہانا تو لازم آچکا
تو اے میری آنکھ آنسو بہا اور نہ تھک

★★★

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

ابو الحسن علی بن ابی طالب ہاشمی قُرشی (15 ستمبر 601ء۔ 29 جنوری 661ء) خلافت راشدہ کے چوتھے خلیفہ تھے جنھوں نے 656ء سے 661ء تک حکومت کی۔ابوالحسن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بعد اسلام کے خلیفہ بنے۔

نام ونسب:

آپ کا نام "علی"، کنیت "ابوالحسن اور ابوتراب"، اور لقب "اسداللہ" اور "حیدر" ہے۔نسب نامہ: علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ھاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب ۔بن مرہ بن کعب بن لوی بن بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ۔

چونکہ ابوطالب کی شادی اپنے چچا کی لڑکی سے ہوئی تھی اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نجیب الطرفین ہاشمی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچازاد بھائی تھے۔ خاندانِ ہاشم کو عرب اور قبیلہ قریش میں جو وقعت وعظمت حاصل تھی وہ محتاجِ اظہار نہیں، خانہ کعبہ کی خدمت اور اس کا اہتمام بنو ہاشم کا مخصوص طغرائے امتیاز تھا اور اس شرف کے باعث ان کو تمام عرب میں مذہبی سیادت حاصل تھی۔حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے والد ابو طالب مکہ کے ذی اثر بزرگ تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انھی کی آغوش شفقت میں پرورش پائی تھی اور بعثت کے بعد انھی کے زیر حمایت مکہ کے کفرستان میں دعوتِ حق کا اعلان کیا تھا، ابو طالب ہر موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے رہے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے پنجۂ ظلم ستم سے محفوظ

رکھا،مشرکین قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پناہی اورحمایت کے باعث ابو طالب اور ان کے خاندان کوطرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں، ایک گھاٹی میں ان کو محصور کر دیا، کاروبار اور لین دین بند کر دیا، شادی بیاہ کے تعلقات منقطع کر لئے، کھانا پینا تک بند کر دیا، غرض ہرطرح پریشان کیا، مگر اس نیک طینت بزرگ نے آخری لمحہ حیات تک اپنے عزیز بھتیجے کے سر سے دستِ شفقت نہ اُٹھایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی آرزو تھی کہ ابو طالب کا دل نورِ ایمان سے منور ہو جائے اور انھوں نے اپنی ذات سے دنیا میں مہبط وحی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جو خدمت وحمایت کی ہے اس کے معاوضہ میں ان کو نعیم فردوس کی ابدی اور لامتناہی دولت حاصل ہو، اس لیے ابو طالب کی وفات کے وقت نہایت اصرار کے ساتھ کلمہ توحید کی دعوت دی، ابوطالب نے کہا عزیز بھتیجے! اگر مجھے قریش کی طعنہ زنی کا خوف نہ ہوتا تو نہایت خوشی سے تمھاری دعوت قبول کر لیتا۔

(سیرت ابن ہشام ج1 : 228)

ولادت:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحیح قول کے مطابق حضرت علیؓ کی ولادت بعثت نبوی سے دس برس قبل ہوئی ۔ ابو طالب نہایت کثر العیال اور معاش کی تنگی سے نہایت پریشان تھے، قحط وخشک سالی نے اس مصیبت میں اور بھی اضافہ کر دیا، اس لیے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے محبوب چچا کی عسرت سے متاثر ہوکر حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ہم کو اس مصیبت و پریشان حالی میں چچا کا ہاتھ بٹانا چاہیے؛ چنانچہ حضرت عباسؓ نے حسب ارشاد جعفر طیار رضی اللہ

تعالٰی عنہ کی کفالت اپنے ذمہ لی اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ انتخاب نے علیؓ کو پسند کیا؛ چنانچہ وہ اس وقت سے برابر پیارے پیغمبر ﷺ کے ساتھ رہے۔

(الاصابۃ ج:۲ص:۱۲۹۴)

قبول اسلام:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اعلان نبوّت فرمایا تو بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کلمہ پڑھا۔ چونکہ حضرت علیؓ آپ کے ساتھ رہتے تھے اس لیے ان کو اسلام کے مذہبی مناظر سب سے پہلے نظر آئے؛ چنانچہ ایک روز پیارے پیغمبر ﷺ اور ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو مصروفِ عبادت دیکھا، اس موٴثر نظارہ نے اثر کیا، طفلانہ استعجاب کے ساتھ پوچھا، آپ دونوں کیا کر رہے تھے؟ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے منصبِ گرامی کی خبر دی اور کفر و شرک کی مذمت کر کے توحید کی دعوت دی، حضرت علیؓ کے کان ایسی باتوں سے آشنا نہ تھے، متحیر ہو کر عرض کیا، اپنے والد ابوطالب سے دریافت کروں اس کے متعلق؟ چونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ابھی اعلان عام منظور نہ تھا، اس لیے فرمایا کہ اگر تمھیں تامل ہے تو خود غور کرو؛ لیکن کسی سے اس کا تذکرہ نہ کرنا، پیارے پیغمبر ﷺ کی پرورش سے فطرت سنور چکی تھی، توفیق الٰہی شامل ہوئی، اس لیے زیادہ غور و فکر کی ضرورت پیش نہ آئی اور دوسرے ہی دن بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہو گئے۔

حضرت فاطمہ سے نکاح

2ھ میں پیارے پیغمبر ﷺ نے ان کو دامادی کا شرف بخشا یعنی اپنی محبوب ترین صاحبزادی سیدۃ النساء حضرت فاطمہ زہراؓ سے نکاح کر دیا۔ حضرت فاطمہ زہراؓ

سے عقد کی درخواست سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان کے بعد حضرت عمرؓ نے کی تھی۔لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ جواب نہیں دیا، اس کے بعد حضرت علیؓ نے خواہش کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، تمھارے پاس مہر ادا کرنے کے لیے کچھ ہے؟ بولے ایک گھوڑے اور ایک ذرہ کے سوا کچھ نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھوڑا تو لڑائی کے لیے ہے البتہ ذرہ کو فروخت کر دو، حضرت علی بن ابی طالبؓ نے اس کو حضرت عثمان بن عفانؓ کے ہاتھ چار سو اسی درہم میں بیچا اور قیمت لاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ بازار سے عطر اور خوشبو خرید لائیں اور خود نکاح پڑھایا اور دونوں میاں بیوی پر وضو کا پانی چھڑک کر خیر و برکت کی دعا دی۔

رخصتی

نکاح کے تقریباً دس، گیارہ ماہ بعد باقاعدہ رخصتی ہوئی، اس وقت تک حضرت علی بن ابی طالبؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے، اس لیے جب رخصتی کا وقت آیا تو پیارے پیغمبر ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ایک مکان کرایہ پر لے لو؛ چنانچہ حارث بن النعمان کا مکان ملا اور حضرت علیؓ ملکہ جنت کو رخصت کرا کے اس میں لے آئے۔

فضائل ومناقب:

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا۔حضرت علی کو فرمایا:

" أَنْتَ أَخِي فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ "

آپ دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہیں۔

(جامع الترمذی ج:۲ص:۲۱۳مناقب علی ابن ابی طالب)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا:

أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلا أَنَّهُ لا نَبِيَّ بَعْدِي

(جامع الترمذی ج:۲ص:۲۱۴)

تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے تھی مگر میرے بعد کوئی (نیا) نبی نہیں۔

خلافت

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد تین دن تک مسند خلافت خالی رہی، اس عرصہ میں لوگوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہ سے اس منصب کے قبول کرنے کے لیے سخت اصرار کیا، انھوں نے پہلے اس بارِگراں کے اٹھانے سے انکار کر دیا؛ لیکن آخر میں مہاجرین وانصار کے اصرار سے مجبور ہوکر اٹھانا پڑا، اور اس واقعہ کے تیسرے دن 21/ ذی الحجہ دوشنبہ کے دن مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست اقدس پر بیعت ہوئی۔

شہادت

اس جانگداز اور اندوہناک سانحہ کی تفصیل یہ ہے کہ واقعہ نہروان کے بعد چند خارجیوں نے حج کے موقع پرجمع ہوکر مسائل حاضرہ پر گفتگو شروع کی اور بحث و

مباحثہ کے بعد بالاتفاق یہ رائے قرار پائی کہ جب تک تین آدمی علیؓ، امیر معاویہؓ اور عمرو بن العاصؓ صفحہ ہستی پر موجود ہیں دنیائے اسلام کو خانہ جنگیوں سے نجات نصیب نہیں ہوسکتی؛ چنانچہ تین آدمی ان تینوں کے قتل کرنے کے لیے تیار ہو گئے، عبدالرحمن بن ملجم نے کہا کہ میں علیؓ کے قتل کا ذمہ لیتا ہوں، اسی طرح نزال نے معاویہؓ اور عبداللہ نے عمرو بن العاصؓ کے قتل کا بیڑا اٹھایا اور تینوں اپنی اپنی مہم پر روانہ ہو گئے۔

کوفہ پہنچ کر ابن ملجم کے ارادہ کو قطام نامی ایک خوب صورت خارجی عورت نے اور زیادہ مستحکم کر دیا، اس مہم میں کامیاب ہونے کے بعد اس سے شادی کا وعدہ کیا اور جناب مرتضیٰ کے خون کا مہر قرار دیا۔ 19 رمضان 40ھ (660ء) میں تینوں نے ایک ہی روز صبح کے وقت تینوں بزرگوں پر حملہ کیا، امیر معاویہؓ اور عمرو بن العاصؓ اتفاقی طور پر بچ گئے امیر معاویہؓ پر وار اوچھا پڑا، عمرو بن العاصؓ اس دن امامت کے لیے نہیں آئے تھے، ایک اور شخص ان کا قائم مقام ہوا تھا وہ عمرو بن العاص کے دھوکا میں مارا گیا۔

جناب مرتضیٰ کا پیمانہ حیات لبریز ہو چکا تھا، آپ مسجد میں تشریف لائے اور ابن ملجم کو جو مسجد میں آکر سو رہا تھا، جگایا، جب آپ نے نماز شروع کی اور سر سجدہ میں اور دل راز و نیاز الٰہی میں مصروف تھا کہ اسی حالت میں شقی ابن ملجم نے تلوار کا نہایت کاری وار کیا، سر پر زخم آیا اور ابن ملجم کو لوگوں نے گرفتار کر لیا۔

حضرت علیؓ اتنے سخت زخمی ہوئے تھے کہ زندگی کی کوئی امید نہ تھی اس لیے حضرت حسنؓ اور حسینؓ کو بلا کر نہایت مفید نصائح کیے اور محمد بن حنفیہ کے ساتھ لطف و مدارت کی تائید کی، جندب بن عبداللہ نے عرض کیا امیر المومنین! آپ کے بعد ہم لوگ

امام حسنؓ کے ہاتھ پر بیعت کریں، فرمایا اس کے متعلق میں کچھ نہیں کہنا چاہتا تم لوگ خود اس کو طے کرو۔

اس کے بعد مختلف وصیتیں کیں، قاتل کے متعلق فرمایا کہ معمولی طور پر قصاص لینا، تلوار زہر میں بجھی ہوئی تھی اس لیے نہایت تیزی کے ساتھ اس کا اثر تمام جسم میں سرایت کر گیا اور اسی روز یعنی 20 / رمضان 40ھ جمعہ کی رات کو یہ فضل وکمال اور رشد و ہدایت کا آفتاب ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ و حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے تجہیز و تکفین کی اور پشتِ کوفہ پر نجف کی سر زمین میں دفن کیے گئے۔

شاعری

جناب علی المرتضیٰؓ کی طرف بہت سے اشعار بھی منسوب ہیں جن میں سے دو، چار احادیث صحیحہ میں بھی مذکور ہیں، مثلاً آپ کا وہ رجز یہ شعر جو معرکۂ خیبر میں آپ نے پڑھا تھا:

أَنا الَّذي سَمَتني أُمي حَيدَرَه

أَنا الَّذي سَمَتني أُمي حَيدَرَه
ضِرغامُ آجامٍ وَلَيثُ قَسوَرَه

میں وہی ہوں جس کا نام اس کی ماں نے حیدر رکھا ہے،
جھاڑیوں کا شیر اور ایک زبردست شیر،

عَبلُ الذِراعَينِ شَديدُ القِصَرَه

كَلَيثِ غاباتٍ كَريهِ المَنظَرَه

بازو مضبوط اور بہت مختصر، جنگلوں کے شیر کی طرح، شکل میں خوفناک۔

عَلى الأَعادي مِثلَ رِيحٍ صَرصَرَه

أَكيلُكُم بِالسَيفِ كَيلَ السَندَرَه

دشمنوں پر ایسے جیسے تیز ہوا (آندھی) کی گردش

میں تمہیں تلوار سے ماروں گا جیسے ببول کا درخت پیمانہ

أَضرِبُكُم ضَرباً يَبينُ الفَقَرَه

وَأَترُكُ القِرنَ بِقاعٍ جُزُرِهِ

میں تمہیں ایسی مار سے ماروں گا جو ریڑھ کی ہڈی کو ظاہر کرے

اور سینگ کو اس کے جزیرے کی تہہ میں چھوڑ دوں گا

أَضرِبُ بِالسَيفِ رِقابَ الكَفَرَه

ضَربَ غُلامٍ ماجِدٍ حَزَوَرَه

میں تلوار سے کافروں کے گردنیں ماروں گا

ایک بہادر نوجوان کی طرح سر پر ضرب لگاؤں گا

مَن يَترُكِ الحَقَّ يَقوِّم صِغَرَه

أَقتُلُ مِنهُم سَبعَةً أَو عَشَرَة

فَكُلَّهُم أَهلُ فُسوقٍ فَجَرَه

جوحق اور سچائی کو چھوڑ دیتا ہے اس کی اپنی جوانی سے فیصلہ کیا جائے گا۔

میں ان میں سے سات یا دس کو ماروں گا،

کیونکہ یہ سب بدکردار اور بدکار لوگ ہیں۔

(دیوان علی بن ابی طالب)

☆☆☆

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں آپ کی طرف یہ نعت بھی منسوب ہے:

اَمِنۡ بَعۡدِ تَكۡفِيۡنِ النَّبِيّ وَ دَفۡنِهٖ

اَمِنۡ بَعۡدِ تَكۡفِيۡنِ النَّبِيّ وَ دَفۡنِهٖ

بِاَثۡوَابِهٖ اٰسٰى عَلٰى هَالِكٍ ثَوٰى

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کپڑوں میں کفن دینے کے بعد میں اُس مرنے والے کے غم میں غمگین ہوں، جو خاک میں جا بسا

رَزَانَا رَسُوۡلُ اللّٰهِ فِيۡنَا فَلَنۡ نَّرٰى

بِذَاكَ عَدِيۡلًا مَا حُيِّيۡنَا مِنَ الرَّوٰى

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت کی مصیبت ہم پر نازل ہوئی،
اور اب جب تک ہم خود جی رہے ہیں، اُن جیسا ہرگز نہیں دیکھیں گے

وَكَانَ لَنَا كَالْحِصْنِ مِنْ دُوْنِ اَهْلِهٖ
لَهٗ مَعْقِلٌ حِرْزٌ حَرِيْزٌ مِنَ الرَّدٰى

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے لئے ایک مضبوط قلعہ تھے کہ
ہر دشمن سے پناہ اور حفاظت حاصل ہوتی تھی۔

وَكُنَّا بِمَرْاٰهُ نَرَى النُّوْرَ وَالْهُدٰى
صَبَاحًا مَسَاءً رَاحَ فِيْنَا اَوِ اغْتَدٰى

ہم جب اُن کو دیکھتے، تو سراپا نور و ہدایت کو دیکھتے
صبح بھی اور شام بھی، جب وہ ہم میں چلتے پھرتے، یا صبح کو گھر سے نکلتے۔

لَقَدْ غَشِيَتْنَا ظُلْمَةٌ بَعْدَ مَوْتِهٖ
نَهَارًا فَقَدْ زَادَتْ عَلٰى ظُلْمَةِ الدُّجٰى

اُن کی موت کے بعد ہم پر ایسی تاریکی چھا گئی
جس میں دن، کالی رات سے زیادہ تاریک ہو گیا۔

فَيَا خَيْرَ مَنْ ضَمَّ الْجَوَانِحُ وَالْحَشَا
وَيَا خَيْرَ مَيِّتٍ ضَمَّهُ التُّرْبُ وَالثَّرٰى

انسانی بدن اور اُس کے پہلو جتنی شخصیتوں کو چھپائے ہوئے ہیں

ان میں سب سے بہتر آپ ہیں اور آپ اُن تمام مرنے والوں میں
جن کو خاک نے چھپایا ہے سب سے بہتر ہیں۔

كَانَ اُمُوْرُ النَّاسِ بَعْدَكَ ضَمَّنَت
سَفِيْنَةٌ مَوْجٌ حِيْنَ فِي الْبَحْرِ قَدْ سَمَا

گویا معاملہ انسانی آپ کی موت کے بعد ایک کشتی میں پڑ گیا ہے
جو سمندر کے اندر اونچی موجوں میں گھری ہوئی ہے۔

فَضَاقَ فَضَاءُ الْاَرْضِ عَنْهُمْ بِرَحْبَةٍ
لِفَقْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِذْ قِيْلَ مَضٰى

زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہوگئی،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی وجہ سے جب یہ کہا گیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزر گئے۔

فَقَدْ نَزَلَتْ لِلْمُسْلِمِيْنَ مُصِيْبَةٌ
كَصَدْعِ الصَّفَا لَا لِلصَّدْعِ فِي الصَّفَا

مسلمانوں پر ایک ایسی مصیبت نازل ہوئی ہے۔
جیسے چٹان میں شگاف پڑ جائے، اور چٹان کے شگاف کی اصلاح کہاں ممکن ہے۔

فَلَنْ يَّسْتَقِلَّ النَّاسُ تِلْكَ مُصِيْبَةٌ
وَلَنْ يَّجْبِرَ الْعَظْمِ الَّذِيْ مِنْهُمْ وَهٰى

اس مصیبت کو لوگ برداشت نہیں کر سکیں گے،

اور وہ کمزوری جو پیدا ہوگئی ہے، اُس کی تلافی ممکن نہیں ہے۔

وَفِیْ کُلِّ وَقْتٍ لِلصَّلٰوۃِ یَھِیْجُہٗ
بِلَالٌ وَّیَدْعُوْا بِاسْمِہٖ کُلَّمَا دَعَا

اور ہر نماز کے وقت بلال ؓ ایک نیا ہیجان پیدا کر دیتے ہیں
جب کہ وہ (بلال ؓ) اُن کا نام لے کر پکارتے ہیں ۔

اَلَا طرق النَّاعِی بِلَیْلٍ فَرَاعَنِیْ
وَارقنِی لَمَا اسْتَقَرَّ مُنَادِیَا

موت کی خبر دینے والے نے رات مجھے چونکا دیا تو میں گھبرا گیا،
اور صبح کی آذان تک میری نیند اچاٹ رہی۔

☆☆☆

جگر گوشۂ رسول حضرت فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا

فاطمہ بنت محمد بن عبداللہ جن کا معروف نام فاطمۃ الزہراء ہے پیارے پیغمبر حضرت محمد بن عبداللہ ﷺ اور خدیجہ بنت خویلد کی بیٹی تھیں۔ تمام مسلمانوں کے نزدیک آپ ایک برگزیدہ ہستی ہیں۔آپ کی ولادت 20 جمادی الثانی بروز جمعہ بعثت کے پانچویں سال میں مکہ میں ہوئی۔آپ کی وفات اپنے والد حضرت محمد بن عبداللہ کی وفات کے کچھ ماہ بعد 632ء میں ہوئی۔آپ کے بہت سے القابات مشہور ہیں۔

ولادت اور خاندان

فاطمۃ الزہرا کی تاریخ پیدائش کے بارے میں اختلافات موجود ہیں۔مختلف روایات ان کی ولادت کو 608ء سے لے کر 615ء تک بتاتی ہیں۔ زیادہ مستند روایات یہ ہیں کہ آپ 20 جمادی الثانی بعثت کے پانچویں سال 615ء کو بروز جمعہ صبح صادق کے وقت مکہ میں پیدا ہوئیں۔طبری نے بھی بعثت کا پانچواں سال لکھا ہے۔

(مودۃ القربیٰ از سید علی ابن شہاب ہمدانی صفحہ 63

القاب اور کنیت

آپ کے مشہور القاب میں زہرا اور سیدۃ نساء العالمین (تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار) اور بتول ہیں۔مشہور کنیت ام الحسنین ہیں۔آپ کا مشہور ترین لقب سیدۃ نساء العالمین ایک مشہور حدیث کی وجہ سے پڑا جس میں پیارے پیغمبر ﷺ نے ان کو بتایا کہ وہ دنیا اور آخرت میں عورتوں کی سیدہ (سردار) ہیں۔اس کے علاوہ خاتونِ جنت، سیدۃ نساء اھل الجنۃ، وغیرہ بھی القاب کے طور پر ملتے ہیں۔

بچپن

حضرت فاطمہ الزہرا رضی للہ تعالیٰ عنہا کی ابتدائی تربیت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی للہ تعالیٰ عنہا نے کی۔ اس کے علاوہ ان کی تربیت میں اولین مسلمان خواتین شامل رہیں۔ بچپن میں ہی ان کی والدہ حضرت خدیجہ رضی للہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہو گیا۔ انھوں نے اسلام کا ابتدائی زمانہ دیکھا اور وہ تمام تنگی برداشت کی جو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابتدائی زمانہ میں قریش کے ہاتھوں برداشت کی۔

ایک روایت کے مطابق ایک دفعہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ میں حالتِ سجدہ میں تھے جب ابوجہل اور اس کے ساتھیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اونٹ کی اوجھڑی ڈال دی۔ حضرت فاطمہ رضی للہ تعالیٰ عنہا کو خبر ملی تو آپ نے آ کر ان کی کمر پانی سے دھوئی حالانکہ آپ اس وقت کم سن تھیں۔ اس وقت آپ روتی تھیں تو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو کہتے جاتے تھے کہ اے جانِ پدر رو نہیں اللہ تیرے باپ کی مدد کرے گا۔

(سیرت النبی از علامہ شبلی نعمانی صفحہ 186)

ان کے بچپن ہی میں ہجرتِ مدینہ کا واقعہ ہوا۔ ربیع الاول میں 10 بعثت کو ہجرت ہوئی۔ مدینہ پہنچ کر پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید بن حارثہ اور ابو رافع کو 500 درہم اور اونٹ دے کر مکہ سے حضرت فاطمہ رضی للہ تعالیٰ عنہا، حضرت فاطمہ بنت اسد، حضرت سودہ اور حضرت عائشہؓ کو بلوایا چنانچہ وہ کچھ دن بعد مدینہ پہنچ گئیں۔

شادی

حضرت فاطمہ رضی للہ تعالیٰ عنہا سے شادی کی خواہش کئی لوگوں نے کی۔ طبقات ابن سعد وغیرہ کے مطابق حضرت ابوبکرؓ نے اور بعد میں حضرت عمرؓ نے اپنے

لیے خواستگاری کی تو دونوں کو پیارے پیغمبر ﷺ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ مجھے اس سلسلے میں وحیِ الٰہی کا انتظار ہے۔ کچھ عرصہ بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی خواہش کا اظہار کیا تو پیارے پیغمبر ﷺ نے قبول کر لیا اور کہا مرحباً و اھلاً۔

بعض روایات کے مطابق پیارے پیغمبر ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے علی خدا کا حکم ہے کہ میں فاطمہ کی شادی تم سے کر دوں۔ کیا تمھیں منظور ہے۔ انھوں نے کہا ہاں چنانچہ شادی ہو گئی۔ ایک اور روایت میں حضرت عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا: اللہ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں فاطمہ کا نکاح علی سے کر دوں۔

(المعجم الکبیر از طبرانی ۱۰/۱۵۶)

جہیز

جہیز کے لیے پیارے پیغمبر ﷺ نے حضرت مقداد ابن اسود کو رقم دے کر اشیاء خریدنے کے لیے بھیجا اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدد کے لیے ساتھ بھیجا۔ انھوں نے چیزیں لا کر پیارے پیغمبر ﷺ کے سامنے رکھیں۔ اس وقت حضرت اسماء بنت عمیس بھی موجود تھیں۔ مختلف روایات میں جہیز کی فہرست میں ایک قمیص، ایک مقنع (یا خمار یعنی سر ڈھانکنے کے لیے کپڑا)، ایک سیاہ کمبل، کھجور کے پتوں سے بنا ہوا ایک بستر، موٹے ٹاٹ کے دو فرش، چار چھوٹے تکیے، ہاتھ کی چکی، کپڑے دھونے کے لیے تانبے کا ایک برتن، چمڑے کی مشک، پانی پینے کے لیے لکڑی کا ایک برتن (بادیہ)، کھجور کے پتوں کا ایک برتن جس پر مٹی پھیر دیتے ہیں، دو مٹی کے آبخورے، مٹی کی صراحی، زمین پر بچھانے کا ایک چمڑا،

ایک سفید چادر اور ایک لوٹا شامل تھے۔ یہ مختصر جہیز دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے برکت کی دعاء فرمائی۔ یہ جہیز اسی رقم سے خریدا گیا تھا جو حضرت علی نے اپنی زرہ بیچ کر حاصل کی تھی۔

(مسند احمد بن حنبل المستدرک الحاکم سنن نسائی)

اولاد

اللہ نے آپ کو دو بیٹوں اور دو بیٹیوں سے نوازا۔ دو بیٹے حضرت حسن بن علیؓ اور حضرت حسینؓ اور بیٹیاں زینب و ام کلثوم بنت علی رضی للہ تعالیٰ عنہما تھیں۔ ان کے دونوں بیٹوں کو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا بیٹا کہتے تھے اور بہت پیار کرتے تھے۔ اور فرمایا تھا کہ حسن اور حسین جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ ان کے نام بھی پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود رکھے تھے۔

وفات

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے کچھ ماہ بعد آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کی وفات کے متعلق بہت سی روایتیں ہیں لیکن صحیح بات وہی ہے جو زہری کے طریق سے عروہ سے بحوالہ حضرت عائشہؓ سے بیان ہوئی ہے کہ حضرت فاطمہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد چھ ماہ تک زندہ رہیں۔ آپ کی وفات بروز منگل 3 رمضان المبارک گیارہ ہجری میں ہوئی۔ جب آپ کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے اسماء بنت عمیس (زوجہ ابو بکر صدیق) کو وصیت کی کہ وہ انھیں غسل دیں۔

مندرجہ ذیل اشعار آپ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب ہیں:

مَاذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَۃَ اَحْمَدَ

مَاذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَۃَ اَحْمَدَ
اَلَّا یَشُمَّ مُدَی الزَّمَانِ غَوَالِیَا

جس نے ایک مرتبہ بھی احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربت کو سونگھ لیا، اُس پر تعجب کیا ہے اگر وہ ساری عمر کوئی اور خوشبو نہ سونگھے (یعنی عمر بھر اس کو کسی عطر کی ضرورت ہی نہ ہوگی)

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّھَا
صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ عُدْنَ لَیَا لِیَا

(حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی میں) وہ مصیبتیں مجھ پر ٹوٹی ہیں
یہ مصیبتیں دنوں پر ٹوٹتیں، تو دن راتوں میں تبدیل ہو جاتے۔

اِغْبَرَّ اٰفَاقُ السَّمَآءِ وَکُوِّرَتْ
شَمْسُ النَّھَارِ وَاَظْلَمَ الْعَصْرَانِ

آسمان کی پہنائیاں غبار آلود ہو گئیں، اور لپیٹ دیا گیا،
دن کا سورج، اور تاریک ہو گیا سارا زمانہ۔

وَالْاَرْضُ مِنْ بَعْدِ النَّبِیِّ کَئِیْبَۃٌ
اَسَفًا عَلَیْہِ کَثِیْرَۃَ الرَّجْفَانِ

اور زمین نبی کریمؐ کے غمِ فراق میں مبتلائے درد ہے،

اور اس پر زلزلہ کی کیفیت طاری ہے۔

فَلْيُبْكِهٖ شَرْقُ الْبِلَادِ وَ غَرْبُهَا

وَ لِيَبْكِهِ مُضَرٌ وَ كُلُّ يَمَانِ

اب آنسو بہائے مشرق بھی، اور مغرب بھی، ان کی جدائی پر

اور آنسو بہائے قبیلۂ مُضر اور یمن کا ہر شخص بھی۔

وَ لْيَبْكِهِ الطَّوْدُ الْمُعَظَّمُ جَوُّهٗ

وَالْبَيْتُ ذُوالْأَسْتَارِ وَالْأَرْكَانِ

بڑی قدر ومنزلت والا پہاڑ بھی آپ کی جدائی پر اشک بار ہو،

اور پردوں اور رُکنوں والا بیت اللہ بھی۔

يَا خَاتَمَ الرُّسُلِ الْمُبَارَكِ صِنْوَةً

صَلّٰى عَلَيْكَ مُنَزِّلُ الْقُرْاٰنِ

اے آخری رسولؐ! آپ پر برکت وسعادت کی جوئے فیض ہیں

آپؐ پر تو قرآن نازل کرنے والے نے بھی درود وسلام بھیجا ہے۔

(المواهب اللدنية للقسطلاني : 4/563۔)

حضرت صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا

حضرت صفیہ بنت عبد المطلب بن ہاشم پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپی تھیں۔ والدہ کا نام ہالہ بنت وہب جو حضرت آمنہ بنت وہب کی بہن تھیں اس لحاظ سے صفیہ بنت عبد المطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خالہ زاد بہن بھی تھیں نیز آپ سید الشہداء حضرت امیر حمزہؓ کی حقیقی بہن تھیں۔

ازدواجی حیثیت

حضرت صفیہؓ کا پہلا نکاح ابو سفیان بن حرب کے بھائی حارث بن حرب سے ہوا جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اس کے انتقال کے بعد آپ کا نکاح حضرت خدیجہ کے بھائی عوام بن خویلد سے ہو گیا۔

قبول اسلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے ساتھ ہی ہجرت سے قبل آپ نے اسلام قبول کرلیا۔ اور پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ آپ عشرہ مبشرہ میں شامل صحابی رسول حضرت زبیر بن عوام کی والدہ تھیں۔

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام پھوپھیوں میں یہ شرف صرف حضرت صفیہؓ کو حاصل ہے کہ انھوں نے اسلام قبول کیا اسد الغابہ میں ہے:

وَالصَّحِيْحُ اَنَّهٗ لَمْ يُسْلِمْ غَيْرُهَا۔

''یعنی صحیح یہ ہے کہ ان کے سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی پھوپھی ایمان نہیں لائیں۔''

دینی خدمات

غزوہ احد اورغزوہ خندق میں انھوں نے بڑی بہادری دکھائی۔ یہ بہت شیر دل اور بہادر خاتون تھیں، جنگ خندق کے موقع پر تمام مجاہدین اسلام کفار کے مقابلہ میں صف بندی کر کے کھڑے تھے اور ایک محفوظ مقام پر سب عورتوں بچوں کو ایک پرانے قلعہ میں جمع کر دیا گیا تھا اچانک ایک یہودی تلوار لے کر قلعہ کی دیوار پھاندتے ہوئے عورتوں کی طرف بڑھا۔اس موقع پر حضرت صفیہؓ اکیلی اس یہودی پر جھپٹ کر پہنچیں اور خیمہ کی ایک چوب اکھاڑ کر اس زور سے اس یہودی کے سر پر ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا اور وہ تلوار لیے ہوئے چکرا کر گرا اور مر گیا پھر اسی کی تلوار سے اس کا سر کاٹ کر باہر پھینک دیا یہ دیکھ کر جتنے یہودی عورتوں پر حملہ کرنے کے لیے قلعہ کے باہر کھڑے تھے بھاگ نکلے۔

اسی طرح جنگ احد کے موقعہ پر جب پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا سید الشہداء حضرت امیر حمزہؓ شہید ہو گئے ، اور ہندہ بنتِ عتبہ نے غزوۂ بدر میں مارے جانے والے اپنے باپ کے انتقام میں آپ کی لاش کے کان، ناک وغیرہ کاٹ کر کے بدترین مثلہ کیا۔اوراللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے عزیز از جان چچا سیّد الشہداء حضرت امیرحمزہؓ کے جسد مبارک کو اس حال میں دیکھا تو غم زدہ تو پہلے سے ہی تھے،لیکن چچا کی لاش اس حال میں دیکھ کر بہت زیادہ دُکھی ہو گئے۔

جب مسلمانوں کے انتشار، عارضی پسپائی اور حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زخمی ہونے کی خبریں مدینہ منوّرہ پہنچیں،تو جیسے بھونچال آ گیا۔ بیش تر خواتین میدانِ جنگ کی جانب دوڑ پڑیں، جن میں ایک عُمر رسیدہ، شیر دِل خاتون، حضرت صفیہ بنتِ

عبدالمطلبؓ بھی تھیں، جو ہاتھ میں نیزہ پکڑے میدانِ اُحد کی جانب جا رہی تھیں۔ راستے میں کچھ لوگوں کو میدانِ جنگ سے منہ موڑ کر مدینہ منورہ واپس آتے دیکھا، تو چہرہ غصّے سے سُرخ ہوگیا۔ غضب ناک انداز میں بولیں "تم کیسے مسلمان ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تنہا چھوڑ کر بھاگ نکلے؟" آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی پھوپھی، حضرت صفیہؓ کے آنے کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زبیرؓ کو منع کر دیا کہ میری پھوپھی صفیہ کو میرے چچا کی لاش پر مت آنے دینا ورنہ وہ اپنے بھائی کی لاش کا یہ حال دیکھ کر رنج و غم میں ڈوب جائیں گی مگر حضرت صفیہؓ پھر بھی لاش کے پاس پہنچ گئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لے کر لاش کو دیکھا تو: "اناللہ وانا الیہ راجعون"

پڑھا اور کہا کہ میں خدا کی راہ میں اس کو کوئی بڑی قربانی نہیں سمجھتی پھر مغفرت کی دعا مانگتے ہوئے وہاں سے چلی آئیں۔

(شرح العلامۃ الزرقانی ذکر بعض مناقب العباس ج4 ص490)

وفات وتدفین

آپ نے 20ھ میں تہتر برس کی عمر پا کر مدینہ میں وفات پائی، آپ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

ادبی ذوق

آپ شاعرہ تھیں اور بقول ابن اسحاق آپ کی سب آٹھ بہنیں برجستہ شعر کہتی تھیں۔ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فراق کے غم میں آپ نے بڑا پر اثر مرثیہ کہا۔ جسے یہاں پیش کیا جا رہا ہے:

ألا يا رسولَ الله كُنتَ رجاءَنا

أَلَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنْتَ رَجَائَنَا
وَكُنْتَ بِنَا بَرّاً وَلَمْ تَكُ جَافِيَا

یارسول اللہ! آپ ہی سے ہماری امیدیں وابستہ تھیں،
آپ ہم پر مہربان تھے، آپ سخت گیر نہ تھے۔

وَكُنْتَ رَحِيْماً هَادِياً وَمُعَلِّماً
لِيَبْكِ عَلَيْكَ الْيَوْمَ مَنْ كَانَ بَاكِيَا

آپ ہم پر شفقت فرمانے والے، ہماری رہنمائی فرمانے والے اور استاد تھے،
جسے رونا ہو اُسے چاہئے کہ وہ آج آپ کے لئے روئے۔

لَعَمْرُكَ مَا أَبْكِي النَّبِيَّ لِفَقْدِهٖ
وِلٰكِنْ لِمَا أَخْشَى مِنَ الْهَرَجِ آتِيَا

تمہاری زندگی کی قسم، میں نبی کریم ﷺ کے فراق پر نہیں رو رہی، لیکن مجھے آنے
والے ہنگامے کے ڈر سے رونا آتا ہے

كَانَ عَلٰى قَلْبِيْ لِذِكْرِ مُحَمَّدٍ
وَمَا خِفْتُ مِن بَعْدَ النَّبِيِّ الْمَكَاوِيَا

تھا میرے دل میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر، اور وہ جو میں نے بیٹھے ومحبوب نبی کے بعد

چھپایا۔

أَفَاطِمُ صَلَّى اللهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ
عَلَى جَدَثٍ, أَمْسَى بِيَثْرِبَ ثَاوِيَا

فاطمہ! اللہ رب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت نازل فرمائے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پر جو یثرب میں بنائی گئی ہے۔

فِدىً لِرَسُوْلِ اللهِ أُمِّي وَخَالَتِي
وَعَمِّي وَآبَائِي وَنَفْسِي وَمَالِيَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر، میری والدہ اور خالہ اور میرے چچا اور میرے باپ دادا اور میری جان اور مال قربان ہو۔

صَدَّقْتَ وَبَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ صَادِقاً
وَمُتَّ صَلِيْبَ الْعُوْدِ أَبْلَجَ صَافِيَا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا، پیغام حق پوری سچائی اور امانت کے ساتھ پہنچایا، اور موت کو گلے لگایا دین کو روز روشن کی طرح تابناک بنا کر۔

فَلَوْ أَنَّ رَبَّ النَّاسِ أَبْقَى نَبِيَّنَا
سَعِدْنَا وَلٰكِنْ أَمْرُهُ كَانَ مَاضِيَا

کاش ربّ العالمین نے ہمارے نبی کو برقرار رکھا ہوتا، تو ہماری خوش نصیبی ہوتی، لیکن جب اٹھالیا تو اس کا حکم اٹل ہے۔

أَرَى حَسَنًا أَيْتَمْتَهُ وَتَرَكْتَهُ

يَبْكِي وَيَدْعُو جَدَّهُ الْيَوْمَ نَائِيَا

میں دیکھتی ہوں حسن کو کہ اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یتیم کر دیا اور اسے چھوڑ دیا، وہ روتے ہیں اور آج اپنے دادا کو رو رو کر بلاتے ہیں۔

عَلَيْكَ مِنَ اللهِ السَّلامُ تَحِيَّةً

وَأُدْخِلْتَ جَنَّاتٍ, مِنَ الْعَدْنِ رَاضِيَا

آپ پر خدا کی طرف سے درود وسلام ہو، اور خوشی وسلامتی اور اطمینان کے ساتھ عدن کے باغوں میں داخل ہوں۔

(ذخائر العقبہ احمد بن عبد الله الطبري الصفحہ ۲۵۲:الدر النظيم حاتم العاملی ص ۱۹۸)

★★★

اسی طرح آپ کا ایک اور قصیدہ ہے:

أَعَيْنَيَّ جُودا بِدَمْعٍ سَجِمْ

أَعَيْنَـيَّ جُـودا بِـدَمْعٍ سَـجِمْ

يُبـادِرُ غَرْباً بِما مُنْهَدِمْ

اے میری آنکھوں سے بے ساختہ بہتے آنسو،

تباہ شدہ چیز کے ساتھ مغرب کی طرف جلدی کرنا۔

أَعَيْنَـيَّ فَاسْتَحْنِفِرا وَاسْكُبا

بِوَجْدٍ وَحُزْنٍ شَدِيدِ الْأَلَمْ

اے میری آنکھوں، چھلک کر آنسو بہادو آرزو اور شدید دکھ اور درد کے ساتھ۔

عَلى مَن اصْطَفَاهُ رَبِّ الْعِبادِ

وَرَبِّ السَّماءِ وَبارِي النَّسَمْ

جس کو تمام بندوں، تمام مخلوقات کے رب نے چنا،

جو آسمانوں کا رب اور تمام زندگی کا خالق، اور روحوں کو پیدا کرنے والا ہے۔

عَلَى الْمُرْتَضَى لِلْهُدَى وَالتُّقَى

وَلِلرُّشْدِ وَالنُّورِ بَعْدَ الظُّلَمْ

ہدایت اور تقویٰ کے لیے منتخب ہو والے پر،

اور ظلمت و اندھیرے کے بعد راستبازی اور روشنی دکھانے والے کے لیے۔

عَلَى الطَّاهِرِ الْمُرْسَلِ الْمُجْتَبَى

رَسُولٍ تَخَيَّرَهُ ذُو الْكَرَمْ

پاکیزہ، برگزیدہ رسول پر، ایک ایسا رسول جسے بزرگی والی ہستی نے منتخب کیا۔

★★★

اور اسی طرح آپ نے فرمایا:

أَرِقْتُ فَبِتُّ لَيلي كالسّلِيبِ

أَرِقْتُ فَبِتُّ لَيلي كالسّلِيبِ
لِوَجْدٍ فِي الجَوَانِحِ ذي دَبِيبِ!

میں بے خوابی میں رات گزارتی رہی، میری رات قیدیوں کی طرح کٹی۔

فَشَيَّبَنِي ، وَمَا شَابَتْ لِدّاتي،
فَأَمْسَى الرأس مِنّي كالعَسِيبِ

میرے دل کی دھڑکن میں عشق کے شدید احساس کی شدت میں!
میرے بال سفید ہو گئے، حالانکہ میری جڑیں ابھی جوان ہیں،
اور میرا سر یوں لگتا ہے جیسے خشک گھاس کی مانند ہو گیا ہو،

لِفَقْدِ المُصْطَفَى بالنّورِ حَقًّا،
رَسُولِ اللهِ، ما لَكَ مِنْ ضَرِيبِ

پیارے مصطفی ﷺ کی روشنی کے حقیقی فقدان کی وجہ سے،
اے رسول اللہ ﷺ، آپ کا کوئی ہمسر نہیں!

كَرِيمِ الخِيمِ أَرْوَعَ مَضْرَحِيٍّ
طَوِيلِ البَاعِ مَنْتَجَبٍ نَجِيبِ!

کریم الخیم شاندار مزار ہے،

لمبے فاصلے کا شایستہ، نیک اور معزز انتخاب!

ثِمَالِ المُعْدَمِينَ وَكُلِّ جَارٍ

وَمَأوَى كُلِّ مَضْطَهَدٍ غَرِيبِ

بے سہارہ محروموں کی پناہ اور ہر ہمسایہ کے مددگار،

اور ہر مظلوم اور اجنبی کی رہائش گاہ و پناہ گاہ۔

فَإما تُمْسِ في جَدَثٍ مُقيمًا

فَقِدْمًا عِشتَ ذا كَرَمٍ وَطيبِ!

اگر آپ ہمیشہ یہاں قیام فرمائیں، چاہے آپ قبر میں رہیں

آپ نے ہمیشہ سخاوت اور نیکی کے ساتھ زندگی گزاری!

وَكُنْتَ مُوَفَّقًا في كُلِّ أمْرٍ

وَفيما نَابَ مِنْ حَدَثِ الخُطُوبِ

اور آپ ہر معاملے میں کامیاب تھے

اور ہر مشکل اور حادثے پر قابو پاتے تھے۔

★★★

اور اسی طرح حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب ؓ نے کہا:

عَينِ جُودِی بِدَمْعَةٍ تَسْكَابِ

عَينِ جُودِي بِدَمْعَةٍ تَسْكَابِ
لِلنبِي المَطَهَّرِ الأَوَّابِ
اے آنکھو! وہ آنسو بہاؤ جو بہتا ہو،
پاک، توبہ کرنے والے نبی کے لیے جو سب پر فائق ہیں۔

وانْدُبِي المُصطَفَى فَعُمِّي وَخُصِّي
بِدُمُوعٍ غَزِيرَةِ الأَسرَابِ
اور مصطفیٰ کے غم میں میری آنکھیں ماتم کناں ہیں،
اُن آنسوؤں کے ساتھ جو ندیوں کی طرح بہتے ہیں۔

عينِ مَنْ تَنْدُبِينَ بَعْدَ نَبِيٍّ
خَصَّه اللهُ رَبّنا بالكِتَابِ
وہ آنکھیں جو نبی کے بعد روتی ہیں
جسے اللہ نے، ہمارے رب نے کِتاب کے ساتھ خاص مقام دیا

فَاتِحٍ خَاتِمٍ رَحِيمٍ رَءوفٍ،

صَادِقِ القِيلِ طَيِّبِ الأَثْوَابِ

کھولنے والا، ختم کرنے والا (مہر لگانے والا)، رحم کرنے والا، مہربان،

سچ بولنے والا، اچھے لباس والا۔

مُشْفِقٍ نَاصِحٍ شَفِيقٍ عَلَيْنَا

رَحْمَةٍ من إِلَهِنَا الوَهَّابِ

ہم پر شفقت کرنے والا، نصیحت دینے والا، مہربان

ہمارے اللہ کی طرف سے رحمت

رَحْمَةُ اللهِ وَالسّلامُ عَلَيهِ

وَجَزَاهُ المَلِيكُ حُسْنَ الثَوَابِ!

اللہ کی رحمت اور سلامتی اس پر ہو

اور اللہ تعالیٰ نے اسے بہترین اجر سے نوازا!

★★★

اور اسی طرح آپ نے کہا:

آبَ لَيلِي عَلَيَّ بالتّسْهَادِ

آبَ لَيلِي عَلَيّ با لتّسْهَادِ
وَجَفَا الجَنْبَ غَيرُ وَطْءِ الوِسَادِ

رات بھر مجھے شب بیداری کا غم لاحق رہا
اور میرا پہلو بستر و تکئے کے سہارے کے بغیر سخت تھک گیا ہے،

وَاعْتَرَتْنِي الهُمُومُ جِدًّا بوَهْنٍ
لأمُورٍ، نَزَلْنَ حَقًّا، شِدَادِ

غموں نے مجھے بڑی کمزوری کے ساتھ گھیر رکھا ہے
ان امور کی وجہ سے، جو واقعی سخت ہیں

رَحْمَةً كَانَ للبَرِيّةِ طُرًّا
فَهَدَى مَنْ أَطَاعَه للسّدَادِ

رحمت تھا جو مخلوق کے لیے بھائی چارے کی صورت لے کر آیا
اور اس نے انکو ہدایت و رہنمائی دی جو اس کی اطاعت کرتے ہیں

طَيّبُ العُودِ وَالضّرِيبَةِ وَالشّيمِ
مَحْضُ الأنسَابِ وَارِي الزّنَادِ

اچھی خوشبو والا، عمدہ نسل والا اور بہترین خاندانی نسبتوں والا

أَبْلَجٌ صَادِقُ السّجيةِ عَفٌّ

صَادِقُ الوَعْدِ مُنْتَهَى الرُّوّادِ!

صاف گو اور طبع سے مخلص، وعدے کا سچا اور رہنماؤں کے لیے نمونہ!

عَاشَ مَا عَاشَ فِي البَرِيّةِ بَرًّا

وَلَقَدْ كَانَ نُهْبَةَ المُرْتَادِ

جتنا عرصہ زندہ رہا، دنیا میں نیکی کی مثال رہا،

اور وہ واقعی مطلوبہ مقام پر پہنچا۔

ثُمّ وَلّى عَنّا فَقيدًا حَميدًا

فَجَزَاهُ الجِنَانَ رَبُّ العِبَادِ!

پھر وہ ہم سے دور ہو گیا، ایک قابل تعریف شخصیت کے طور پر

تمام مخلوقات کا رب اسے جنت الفردوس کی جزا دے! جنت الفردوس سے نوازے!

★★★

عاتکہ بنت عبد المطلب

عاتکہ بنت عبد المطلب بن ہاشم، پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری پھوپی ہیں، ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنت عمرو بن عائذ تھا ان کے اسلام لانے میں اختلاف ہے۔ ابن اسحاق اور علماء کی ایک جماعت کہتی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھو پیوں میں سوائے حضرت صفیہؓ کے باقی ایمان نہیں لائیں، اور بعض کا کہنا ہے کہ حضرت صفیہ، اروی، اور عاتکہ نے اسلام قبول کیا ہے۔ زیادہ قریب روایات اسلام نہ لانے کی ہیں۔واللہ اعلم؛

ان کا نکاح أبي أمية بن المغيرة المخزومي سے ہوا۔انھوں نے غزوہ بدر سے چند دن پہلے خواب دیکھا تھا، جب کافروں نے یہ خواب سنا تو خوب مذاق اڑایا کہ اب تو بنی ہاشم کی عورتیں بھی نبوت کرنے لگیں، لیکن نتیجہ وہی نکلا جو خواب میں دکھایا گیا تھا، خواب تھا کہ ایک سوار ہے جس نے کوہ"ابوقبیس" سے ایک پتھر اٹھایا اور رکن کعبہ پر کھینچ مارا ہے وہ پتھر ریزہ ریزہ ہو گیا اور ہر ریزہ قریش کے تمام گھروں میں جا گرا البتہ بنو زہرہ بچے رہے۔

(رحمۃ اللعالمین جلد دوم صفحہ 348 قاضی سلیمان منصور پوری)

حضرت عاتکہ بنت عبد المطلبؓ یہ بھی شاعرہ تھیں اور انہوں نے بھی پیارے پیغمبر کے فراق کے غم میں چند اشعار کہے ہیں اگرچہ ان کے اسلام لانے اور وفات کے بارے میں اختلاف ہے لیکن طبقات سعد میں ہے ان کی طرف یہ مرثیہ منسوب کیا گیا ہے، فرماتی ہیں:

أعَينَيّ جُودا بالدّموعِ السّوَاجِمِ

أعَينَيّ جُودا بالدّموعِ السّوَاجِمِ
عَلى المصطَفَى بالنّورِ من آل هاشمِ

اے میری آنکھو! آنسوؤں کی جھڑی لگا دو، بنو ہاشم کی اس چنی ہوئی ہستی پر
(اس فرزند پر آنسو بہاؤ) جو ایک نور سراپا تھا۔

عَلى المُصطَفَى بالحق والنّورِ والهُدى
وبالرّشدِ بَعدَ المندَباتِ العَظائمِ

اُس مصطفیٰ پر آنسو بہاؤ جو حق، نورِ ہدایت، اور رہنمائی لے کر آیا تھا،
اور اس کے ساتھ ساتھ ان کی فیاضی اور سخاوت (سونے پر سہاگہ) تھی۔

وَسُحّا عليهِ وَابكيا، ما بَكَيتُما،
عَلى المرتَضى للمُحكَماتِ العزَائمِ

اس کے لیے روئیں، اور جتنا چاہیں روئیں،
المرتضیٰ کے لیے، جسے اس کے پختہ عزم کے لیے چنا گیا ہے۔

على المرتضى للبرّ والعَدلِ والتّقَى،
وَللدّينِ والإسلامِ بعدَ المظَالِمِ

وہ جو چنا گیا تھا حسنِ سلوک، عدل گستری،

خدا ترسی اور دین اور اسلام کا نمونہ بننے کے لئے تاریکیوں کے بعد۔

على الطّاهرِ الميمونِ ذي الحلمِ

والنّدى وذِي الفَضْلِ وَالدّاعي لخيرِ

التراحمُ

اُس ذات پر آنسو بہاؤ جو پاکیزہ ترین اخلاق کا حامل تھا،

مبارک وجود تھا، حلم، سخاوت اور بردباری جس کی سرشت تھی،

بڑائی اس کی فطرت میں تھی، لوگوں پر ترس کھانے،

غم گساری کرنے کے لئے دوسروں کو ابھارتا تھا

أعَينَيَّ ماذا، بَعدَما قد فُجِعتُمَا

بهِ، تَبكيَانِ الدّهرَ من وُلدِ آدمِ

میری آنکھو! کیا ایسے شخص کے بعد بھی اولاد آدم میں ایسا کوئی رہ جاتا ہے جس کے مرنے کا غم ہوگا؟ اور جس پر رہتی دنیا تک آنسو بہائے جا سکیں۔

فَجُودا بسَجلٍ وانْدُبا كلّ شارِقٍ

رَبيعَ اليَتَامَى في السّنينَ البَوَازِمِ

لہٰذا اپنے الفاظ کے ساتھ سخاوت کرو اور ہر طلوع آفتاب پر نوحہ کرو

مشکلات کے سالوں میں یتیموں کی بہار پر

اور اسی طرح عاتکہ بنت عبد المطلب نے کہا:

یا عَینِ جودی، ما بقِیتِ، بعَبرَةٍ

يا عَينِ جودي، ما بقِيتِ، بعَبرَةٍ
سَحًّا على خَيرِ البَرِيّةِ أحْمَدِ
يا عَينِ فَاحْتَفلي وَسُحّي وَاسْجُمِي
وَابْكِي عَلى نُورِ البلادِ مُحَمّدِ!
أنَّى، لَكِ الوَيلاتُّ! مثلُ مُحَمّدٍ
فِي كُلِّ نَائِبَةٍ تَنُوبُ وَمَشهَدِ؟

اے آنکھ سخاوت کر، جب تک ہے، ایک آنسو کے ساتھ
اچھے انسان احمد پر بہاؤ!
اے آنکھ، جشن مناؤ، اور آنسو بہاؤ اور بہاؤ
اور زمین کے نور محمد پر روتی رہو!
کہاں! تم پر آفات ہوں! (ہلاکت ہو) ہے کوئی محمد کی مانند!
ہر مشکل میں تمہیں وہی نصیب اور منظر دیکھنے کو ملتا ہے؟

فَابْكِي المبارَكَ والموفَّقَ ذا التّقَى،
حَامي الحقيقةِ ذا الرّشادِ المرْشِدِ

مَنْ ذا يَفُكُّ عَنِ المغَلِّلِ غُلَّهُ

بَعدَ المغَيَّبِ في الضّريحِ الملحَدِ؟

مبارک، بابرکت اور کامیاب پر روئیں جو پرہیزگار ہے،

حق کا محافظ، اور رہنمائی کرنے والا،

کون ہے جو قید کی زنجیروں کو کھول سکے

اس کے بعد جو قبر میں غائب ہے؟

أمْ مَنْ لِكُلِّ مُدَفَّعٍ ذي حاجَةٍ

وَمُسَلْسَلٍ يَشكُو الحَدِيدَ مُقَيَّدِ؟

أمْ مَنْ لِوَحْيِ اللهِ يُتْرَكُ بَينَنَا

في كلِّ مُمْسَى لَيلَةٍ أو في غَدِ؟

فَعَلَيكَ رَحمَةُ رَبّنَا وَسَلامُهُ،

يا ذا الفَوَاضِلِ وَالنّدَى وَالسّودَدِ

هَلاّ فَدَاكَ الموتَ كُلُّ مُلَعَّنٍ

شَكْسٍ خلائقُهُ لَئِيمِ المَحْتِدِ؟

★★★

یا کوئی ہے جو ہر ایک ضرورت مند، قیدی کے لیے موجود ہے؟

اور لوہے کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے کے لیے شکایت سننے والا؟

یا کون ہے جو وحی الٰہی کے لیے ہمارے درمیان رہ گیا ہو،

ہر شام، رات، یا اگلے دن؟

تو آپ پر ہمارے رب کی رحمت اور سلامتی ہو،

اے خوبیوں، سخاوت اور شرافت کے مالک!

کیا ہر ایک ملعون شخص کی موت آپ کے لئے فدیہ اور قربانی نہیں بن سکتی،

جس کی پیدائش ناپاک اور بری ہے؟

اروی بنت عبد المطلب

اُروی بنت عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف القرشیہ الہاشمیہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی تھیں۔ عمیر بن وہب بن عبد بن قصی کی زوجہ تھیں جن سے طلیب بن عمیر پیدا ہوئے اس کے بعد کلدہ بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی سے نکاح ہوا۔ اروی بنت عبد المطلب کے اسلام کے بارے اختلاف ہے، ابن عبد البر اور العقیلی نے صحابہ میں ذکر کیا۔ ابن سعد نے ان کے اسلام اور مدینہ ہجرت کا ذکر بھی کیا۔ انکا نکاح عمیر بن قصي بن کلاب سے ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کے والد حضرت عبد اللہ کی حقیقی بہن تھیں ان کے بیٹے طلیب بن عمیر اسلام لائے اور اپنی ماں اروی بنت عبد المطلب کو اس کی خبر دی تو بولیں کہ تم نے جس شخص کی مدد کی وہ اس کا سب سے زیادہ مستحق تھا، اگر مردوں کی طرح ہم بھی استطاعت رکھتیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کرتیں اور آپ ﷺ کی طرف سے لڑتیں۔

طلیب بن عمیر رضی اللہ تعالی عنہ اسلام قبول کرنے کے بعد اپنی ماں اروی بنت عبد المطلب کے پاس آئے اور اسلام کی دعوت پیش کرتے ہوئے کہنے لگے، ماں! میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کر لی ہے، اب تمھیں اسلام قبول کرنے اور آپ اکی اتباع کرنے میں کیا چیز مانع ہے؟ جبکہ تمھارے بھائی سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ بھی مسلمان ہو چکے ہیں۔ ان کی ماں نے جواب دیا، میں اس انتظار میں ہوں کہ میری بہنیں کیا کرتی ہیں؟ پھر میں بھی ویسا ہی کروں گی۔

طلیب رضی اللہ تعالی عنہ نے پھر عرض کی، ماں! میں تمھیں خدا عزوجل کا

واسطہ دیتا ہوں کہ تم ضرور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو، انھیں سلام کرو، ان کی تصدیق کرو اور اس بات کی گواہی دو کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں (یعنی مسلمان ہوجاؤ)۔ بیٹے کی فریاد سن کر ماں کا دل پسیج گیا اور انھوں نے کہا، میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ اور مسلمان ہوگئیں۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب،کتاب النساء،ج4 ص343)

أَلَا يَا رَسُولَ اللهِ كُنْتَ حَبِيبَنَا

أَلَا يَا رَسُولَ اللهِ كُنْتَ حَبِيبَنَا

وكُنْتَ بِنَا بَرًّا ولمْ تَكُ جافِيَا!

وكُنْتَ بِنَا بَرًّا رَؤُفًا وَرَاحِمًا

لِيَبْكِ عليكَ اليومَ مَن كانَ باكِيا!

واقعی، اے اللہ کے رسول! آپ ہمارے پیارے تھے،

اور ہمارے ساتھ مہربان تھے، نہ کہ سخت دل!

اور آپ ہمارے ساتھ بھلے اخلاق اور مہربان اور رحم والے تھے،

چاہئے کہ آج وہی لوگ آپ پر آنسو بہائیں جو پہلے روتے تھے،

لَعَمْرُكَ مَا أَبْكِي النَّبِيّ لِموتِهِ!

ولكِنْ لِهَرْجٍ كانَ بَعدَكَ آتِيَا

آپ کی جان کی قسم، میں نبی ﷺ کی موت پر کبھی نہ روتا! لیکن اس افراتفری اور ھنگامہ کے لئے جو آپ کے بعد آئے گا۔

كَأَنَّ عَلَى قَلبِي لِذِكْرِ مُحَمَّدٍ،
ومَا خِفتُ مِن بعدِ النَّبِيِّ المَكَاوِيَا
أَفَاطِمَ صَلَّى اللهُ، رَبَّ مُحَمَّدٍ،
عَلَى جَدَثٍ أَمسَى بيَثرِبَ ثَاوِيا!
أبَا حَسَنٍ فَارَقْتَهُ وتَرَكْتَهُ
فَبَكِّ بحُزْنٍ آخرَ الدَّهرِ شَاجِيَا!

گویا میرے دل پر محمد ﷺ کے ذکر کا اثر ہے،
اور میں رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی چیز سے نہیں ڈرتا۔
اے فاطمہ، محمد ﷺ کے رب، اللہ جلّ جلالہ کی رحمت ہو، اس جسد (قبر) پر جواب یثرب میں سکون پاتا ہے!
اے ابوحسن تم اس سے جدا ہو گئے اور اسے چھوڑ دیا۔ اس لیے زمانے کے اختتام تک رنج وغم میں رونا!

فِدًى لِرَسُولِ اللهِ أُمِّي وَخَالَتِي
وَعَمِّي وَنَفْسِي قُصْرَةً ثمَّ خَالِيَا

صَبَرْتَ وَبَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ صَادِقًا
وقُمْتَ صَليبَ الدِّينِ أبْلَجَ صَافِيًا!
فَلَو أنَّ رَبَّ النَّاسِ أبقَاكَ بَينَنَا
سَعِدْنَا، وَلٰكِنْ أَمْرُنَا كَانَ مَاضِيًا!
عَلَيْكَ مِنَ اللهِ السَّلَامُ تَحِيّةً،
وَأُدخِلْتَ جَنَّاتٍ مِّنَ الْعَدْنِ رَاضِيًا!

رسول اللہ کے لیے میری ماں اور میری خالہ، اور میرے چچا اور خود میری جان بھی قربان! پھر ماموں بھی۔
آپ ﷺ نے صبر کیا اور پیغام سچائی کے ساتھ پہنچایا۔
آپ نے دین کے صلیب کو روشن اور صاف بنایا، اور ثابت قدم رہے!
اگر ربّ الناس تمہیں ہمارے درمیان رکھتا تو ہم خوش ہوتے،
لیکن ہمارا کام ختم ہو چکا تھا!
اللہ آپ پر سلامتی نازل کرے،
اور آپ کو عدن کے باغات میں خوشی کے ساتھ داخل کرے!

★★★

ہند بنت حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہا

ہند بنت حارث بن عبد المطلب بن ہاشم، صحابیہ ہیں اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بہن تھی۔ ابن سعد نے ذکر کیا کہ اس نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال پر افسوس کا اظہار کیا:

يا عينِ جودي بدمعٍ منكِ وَابتَدرِي!
كَمَا تَنَزّلَ مَاءُ الغَيثِ فَانْثَعَبَا
أو فيضُ غَرْبٍ عَلى عاديّةٍ طُوِيَتْ
في جَدْوَلٍ خَرِقٍ بالماءِ قدْ سَرِبَا
لَقَدْ أتَتْنِيَ مِنَ الْأَنْبَاءِ مُعْضِلَةٌ
أنّ ابنَ آمِنَةَ الْمَأمُونَ قدْ ذَهَبَا
أنّ المبَارَكَ وَالمَيْمُوْنَ في جَدَثٍ
قد أَلْحَفُوهُ تُرَابَ الأرْضِ وَالْحَدَبَا
أَلَيسَ أوسَطَكُمْ بيتًا وَأكرَمَكُمْ
خَالاً وَعَمًّا كَرِيمًا لَيسَ مُؤتَشَبَا

★★★

اے میری آنکھ، اپنے آنسوؤں بہانے میں سخی ہو اور جلدی کر!

جیسے بارش کا پانی اترتا ہے اور بہہ کر زمین کو تر و تازہ کرتا ہے۔

یا جیسے ایک تیز رفتار مغربی فیض جو عام لوگوں پر نازل ہوا۔

اور ٹوٹی ہوئی ندی نالوں میں پانی کے ساتھ بہہ گیا ہے۔

میرے پاس ایک افسوسناک خبر پہنچی ہے۔

کہ آمنہ کے صاحبزادے کا انتقال ہو گیا ہے۔

کہ وہ بابرکت اور خوش قسمت (شخصیت آج) قبر میں ہے۔

جن کو زمین اور ٹیلوں کی مٹی اور پتھروں نے ڈھانپ رکھا ہے۔

کیا وہ تم میں سب سے درمیانہ گھر والا، نسب میں تم میں سب سے زیادہ شریف اور تم میں سب سے زیادہ باعزت خالہ اور چچا والا نہیں تھے؟

(یعنی مادری اور آبائی نسب میں)، ایک اعلیٰ، شریف اور مہربان مگر دھوکہ باز نہیں تھے؟

(البغدادي محمّد بن سعد. الطبقات البر. ج. الجزء الأول. ص. 330)

☆☆☆

هند بنت أثاثه بن عباد بن المطلب رضی اللہ عنہا

ھند بنت اثاثہ بن عباس بن المطلب بن عبد مناف ،قریشی شاعرہ تھیں،جن کے اشعار زمانہ جاہلیت میں مشہور تھے۔غزوہ بدر کے بعد مسلمان ہوئیں ،ابا جندب سے ان کا نکاح ہوا جس سے ان کی بیٹی "ریطہ" پیدا ہوئیں۔

سنہ دس ہجری مطابق ۱۳۱ء میں آپ کا انتقال ہوا۔آپ مسطح بن اثاثہ ؓ کی بہن تھیں، پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فراق میں آپ نے مرثیہ کہا جو کہ پیش خدمت ہے:

أَشَابَ ذُؤَابَتِي وَأَذَلَّ رُكْنِي

أَشَابَ ذُؤَابَتِي وَأَذَلَّ رُكْنِي
بُكاؤُكِ، فاطِمَ، الميتَ الفقيدا

فَأَعْطَيتَ العَطاءَ فلَمْ تُكَدِّرْ
وَأَخْدَمْتَ الوَلائدَ وَالعَبيدَا

وكنت ملاذنا في كل لزب
إذا هبت شآمية برودا

میرے دکھ نے مجھے کمزور کر دیا اور میری ریڑھ کی ہڈی کو جھکا دیا
فاطمہ، تمہارا رونا اس مرحوم کے لیے لازم ہے
آپ نے فراخدلی کے ساتھ سخاوت کی اور کبھی خفا نہیں ہوئے
اور آپ نے یتیموں اور غلاموں کی خدمت کی
اور آپ ہر مشکل وقت میں ہمارا سہارا تھے
جب دمشق کی ٹھنڈی ہوائیں چلتی تھی

وَإنّك خَيرُ مَنْ رَكِبَ المطَايَا
وَأكْرَمُهُمْ إذا نُسِبُوا جُدُودَا!
رَسُولُ اللّهِ فَارَقَنَا، وَكُنّا
نُرَجّي أنْ يَكُونَ لَنَا خُلُودَا

أفَاطِمَ فَاصبرِي فَلَقَدْ أصَابَتْ
رَزِيئَتُكِ التّهَائِمَ وَالنُّجُودَا
وَأهْلَ البرّ وَالأبْحَارِ طُرًّا،
فَلَمْ تُخْطِئْ مُصِيبَتُهُ وَحيدًا

★★★★

اور بے شک آپ بہترین تھے اُن میں جو سواریوں پر سوار ہوئے،

اور سب سے زیادہ معزز ہو جب اُن کا نسب اجداد سے دیکھا جائے!

اللہ کے رسول ہم سے جدا ہو گئے،

اور ہم اُمید لگائے بیٹھے تھے کہ ہمارے لیے کوئی ابدیت وہمیشگی ہو گی۔

اے فاطمہ صبر کرو، بے شک تمھیں مصیبت نے گھیر لیا ہے،

تمہاری مصیبت نے نشیبی اور اونچے علاقوں کی قوموں اور خشکی اور سمندروں کے تمام لوگوں کو بھی ہلا کر رکھ دیا ہے۔

کیونکہ اس مصیبت میں تم تنہا نہیں ہو

☆☆☆

اور اسی طرح آپ نے کہا:

أَلا يَا عَيْنِ بَكِّي لاَ تَمَلِّي،

أَلا يَا عَيْنِ بَكِّي لاَ تَمَلِّي،

فَقَدْ بَكَرَ النَّعِيُّ بِمَنْ هَوِيتُ

وَقَدْ بَكَرَ النَّعِيُّ بِخَيْرِ شَخْصٍ،

رَسُولِ اللهِ حَقًّا مَا حَيِيتُ

اے آنکھو، رونا کبھی نہ چھوڑنا،

کیونکہ جس سے میں محبت کرتی تھی، اس کا جنازہ پہلے ہی آ گیا ہے۔

اور جس بہترین شخصیت کا جنازہ آیا،

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، میں سچ کہتی ہوں جب تک زندہ ہوں۔

وَلَو عِشْنَا، وَنَحْنُ نَرَاكَ فِينَا

وَأمرُ اللهِ يَترِكُ، مَا بَكَيتُ

فَقَدْ بَكَرَ النّعيُّ بِذَاكَ عَمْدًا

فَقَدْ عَظُمَتْ مُصِيبَةُ مَنْ نُعِيتُ

اور اگر ہم زندہ رہتے، اور ہم تمہیں اپنے درمیان دیکھتے

اور اللہ کا حکم ترک نہ کرتے، تو میں نہیں روتا

کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کی خبر دینے والا جان بوجھ کر جلدی کر گیا (اس لئے میں روتا ہوں)

کیونکہ جس کی وفات کی اطلاع دی گئی، اس کا صدمہ بہت بڑا ہے۔

وَقَدْ عَظُمَتْ مُصِيبَتَهُ وَجَلّتْ

وكُلَّ الجهْدِ بَعْدَكَ قدْ لَقيت

إلى رَبِّ البرِيّةِ ذَاكَ نَشْكُوا

فإنَّ اللهَ يَعْلَمُ مَا أُتِيت

أَفَاطِمُ إنّه قد هُدّ رُكْني

وَقَدْ عَظُمَتْ مُصِيبَةٌ من رُزِيتُ

اور اس کی جدائی کا صدمہ بہت بڑا اور نمایاں ہو گیا ہے

اس لئے آپ کے بعد ہر کوشش میں میں نے ناکامی کا سامنا کیا

ہم تمام مخلوقات کے رب کے حضور یہی شکایت کرتے ہیں

کیونکہ اللہ جانتا ہے کہ مجھے کیا دیا گیا ہے، اور میں نے کیا برداشت کیا ہے۔

اے فاطمہ! بے شک میری بنیاد ہلا دی گئی ہے،

اور جو مصیبت مجھے پہنچی وہ بہت بڑی ہے۔

اور اسی طرح ھند بنت اثاثہ نے فرمایا:

قَدْ كَانَ بَعْدَكَ أنباءٌ وهَنبَثَةٌ

قَدْ كَانَ بَعْدَكَ أنباءٌ وهَنبَثَةٌ

لَو كُنْتَ شاهدَها لم تَكثرِ الخُطَبُ

إنّا فَقَدْنَاكَ فَقْدَ الأرْضِ وَابلَها

فاحتلْ لقَومكَ وَاشهدهمْ ولا تغبِ

آپ کے جانے کے بعد سے خبریں اور آفتیں آتی رہی ہیں۔

اگر آپ ان کا مشاہدہ کرتے تو تقریریں اتنی زیادہ نہ ہوتیں۔

ہم نے تمہیں کھو دیا ہے جیسے زمین اپنی بارش کھو دیتی ہے۔
پس آپ اپنی قوم کے ساتھ حاضر رہیں، ان پر گواہی دیں اور غائب نہ رہیں۔

قَدْ كنتَ بدرًا ونورًا يُستَضاءُ بهِ
عَلَيكَ تُنزَلُ من ذي العزّةِ الكتبُ
وكانَ جبريلُ بالآياتِ يَحْضُرُنا
فغابَ عَنّا وكلُّ الغيبِ مُحتَجِبُ
فَقَدْ رُزِئتُ أبًا سَهلاً خَليقَتُهُ
مَحْضَ الضّرِيبَةِ والأعراق والنسبِ

★★★

تم بدر (ایک مکمل چاند) اور روشنی کی مانند تھے جس سے روشنی لی جاتی ہے
آپ پر عزت والی ذات اللہ تعالیٰ کی جانب سے کتابیں نازل کی جاتی رہیں
اور جبرائیل ہمارے پاس آیات لے کر حاضر ہوتے تھے
پھر وہ ہم سے غائب ہو گئے اور سارا غیب چھپا ہوا ہے
پس میں نے ایک آسان کردار کے باپ کو کھو دیا ہے، جس کی تخلیق
صرف خالص نسلوں اور نسب کے اعتبار سے ہے۔

☆☆☆

حضرت عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نُفیل رضی اللہ عنہا

عاتکہ بنت زید پیغمبر اسلام محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحابیہ تھیں اور ان کا تعلق قریش کے خاندان عدی سے تھا۔

سلسلۂ نسب

ان کا سلسلۂ نسب یہ ہے: عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی۔

جلیل القدر صحابی حضرت سعید بن زیدؓ (یکے از اصحاب عشرہ مبشرہ) ان کے حقیقی بھائی تھے اور حضرت عمر بن خطابؓ چچا زاد بھائی۔ مشہور صحابیہ حضرت فاطمہ بنت خطابؓ ان کی چچا زاد بہن اور بھاوج تھیں۔

ابتدائی زندگی

حضرت عاتکہؓ کے والد زید بن عمروؓ ان لوگوں میں سے تھے جو زمانہ جاہلیت میں ہی توحید کے قائل تھے۔ اور جن کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ قیامت کے دن تنہا ایک امت کے حیثیت سے اٹھیں گے۔

مشہور صحابی سعید بن زیدؓ ان کے بھائی تھے۔ حضرت زیدؓ کو حضور ﷺ کی بعثت سے چند سال قبل 605ء میں کسی دشمن نے قتل کر ڈالا تھا اور حضرت عاتکہؓ یتیم ہو گئی تھیں۔

ذاتی زندگی

پہلی شادی

ان کی پہلی شادی زید ابن الخطابؓ سے ہوئی جو اسلام لا چکے تھے اور ان سے عمر میں بڑے تھے۔ ان کی معیت میں حضرت عاتکہؓ نے مدینہ منورہ کی جانب 622ء میں ہجرت کی تھی۔ بعد میں دونوں میں طلاق ہوگئی۔ دسمبر 632ء میں جنگ یمامہ میں زید ابن الخطابؓ شہید ہو گئے۔

دوسری شادی

ان کی دوسری شادی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ بن ابی بکرؓ سے ہوئی۔ حضرت عبد اللہؓ کو ان سے اس قدر محبت تھی کہ ان کے عشق میں جہاد تک کو ترک کر دیا تھا۔ وہ بھی شوہر پر جان چھڑکتی تھیں اور ہمیشہ ان کے آرام کو اپنے آرام پر ترجیح دیتی تھیں۔

چونکہ انھوں نے حضرت عبد اللہؓ کو جہاد پر جانے کے لیے مجبور نہیں کیا تھا اس لیے ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عبد اللہؓ کو حکم دیا کہ وہ عاتکہؓ کو طلاق دے دیں۔ پہلے پہل تو وہ کچھ عرصہ ٹالتے رہے لیکن جب والد ماجد کی طرف سے سخت اصرار ہوا تو انھوں نے حضرت حضرت عاتکہؓ کو ''ایک'' طلاق دے دی۔ لیکن بیوی کے فراق نے انھیں نڈھال کر دیا اور انھوں نے یہ شعر کہے:

اعاتك لا انساك ماذرشاق

وما ناح قمري الحمام المطوق

اعاتك قلبي كل يوم وليلة

اليك بما تخفي النفوس معلق

ولم ارمثلي طلق اليوم مثلها

ولا مثلها في غير جرم تطلق

"اے عاتکہؓ جب تک سورج چمکتا رہے گا،

اور قمری بولتی رہے گی میں تجھے نہ بھولوں گا۔

اے عاتکہؓ میرا دل شب و روز بصد ہزار تمنا وشوق تجھ سے لگا ہوا ہے

مجھ جیسے آدمی نے اس جیسی خاتون کو کبھی طلاق نہ دی ہوگی،

اور نہ اس جیسی خاتون کو بغیر گناہ طلاق دی جاتی"

حضرت ابوبکر صدیقؓ بڑے نرم دل تھے، ان کے کانوں تک یہ اشعار پہنچے تو انھوں نے حضرت عبداللہؓ کو رجعت کرنے کی اجازت دے دی۔

اس کے بعد وہ ہر غزوے میں شریک ہونے لگے۔ طائف کے محاصرے میں ایک دن وہ دشمن کی طرف سے آنے والے ایک تیر سے سخت مجروح ہو گئے۔ اگر چہ یہ زخم اس وقت تو مندمل ہو گیا لیکن تیر کا زہر اندر ہی اندر کام کرتا رہا۔ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے کچھ عرصہ بعد شوال 11 ہجری میں یہ زخم عود کر آیا اور اسی کے صدمہ سے حضرت عبداللہؓ بن ابی بکرؓ نے وفات پائی۔ حضرت عاتکہؓ کو ان کی وفات سے سخت صدمہ پہنچا، مرحوم خاوند کی طرح وہ بھی شعر و شاعری میں درک رکھتی تھیں۔ اس موقع پر انھوں نے ایک پر درد مرثیہ کہا جس کے کچھ اشعار یہ ہیں۔

(طبقات الکبریٰ ج۸)

اليت لاينفك عني حزنية

عليك ولا ينفك جلدي اغبرا

للّٰه عينا من راي مثله فتي

اكرو احمي في الهياج و اصبرا

اذا شرعت فيه الاسنة خاضها

الي الموت حتي يدرك الموت احمر ا

مدي الدهر حين غنت حمامة ايكة

وما ترد الليل الصباح المنورا

"قسم کھا کر کہتی ہوں کہ تیرے غم میں میری آنکھ روئے گئی اور میرا جسم غبار آلود رہے گا زہے قسمت اس آنکھ کی جس نے تجھ جیسا جنگ جو اور ثابت قدم جوان دیکھا، اس پر تیر برستے تو ان کی بوچھاڑ میں گھستا ہوا وہ اس وقت تک موت کی طرف چلتا رہتا جب تک کہ خون کی ندیاں نہ بہا لیتا۔ زندگی بھر جب جنگلی کبوتر گنگنائے گا (روتی رہوں گی) اور جب تک رات پر صبح روشن آتی رہے۔"

تیسری شادی

کچھ عرصہ بعد حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت عاتکہؓ سے نکاح کر لیا۔ اس سے قبل انھوں نے شادی اور دنیاوی زندگی سے خود کو کنارہ کش کر لیا تھا۔ مگر حضرت عائشہ بنت ابی بکرؓ نے انھیں ایسا نہ کرنے کی تاکید کی۔

دعوت ولیمہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی شریک تھے، انھوں نے حضرت عاتکہؓ کو اوپر والے مرثیے کا پہلا شعر یاد دلایا تو وہ رونے لگیں۔ تاہم عمر فاروقؓ سے بھی ان کی وفاداری اور محبت ہمیشہ مثالی رہی۔

حضرت عمرؓ سے حضرت عاتکہؓ کا ایک بیٹا ہوا جن کا نام ایاد رکھا گیا۔ شادی کے بعد حضرت عاتکہؓ نے حضرت عمرؓ سے مسجد میں جا کر نماز پڑھنے کی اجازت مانگی اور حضرت عمرؓ خاموش رہے کیونکہ جس چیز کی اجازت خود نبی دے چکے تھے عمر اس سے کیسے منع کر سکتے تھے لہٰذا عاتکہ مسجد جا کر نماز ادا کرتی تھیں۔

نومبر 644ء میں حضرت عمر فاروقؓ نے شہادت پائی۔ اس موقع پر بھی انھوں نے ایک دردناک مرثیہ کہا اس کے چند اشعار یہ ہیں۔

من لنفس عادها احزانها

ولعين شفها طول السهد

وجسد لفف في الكفانه

رحمة الله علي ذاك الجسد

فيه تفجيع لمولي عازم

لم يدعه الله يمشي بسبب

"کون سمجھائے اس نفس کو جس کے غموں نے پھر اعادہ کیا ہے۔

اور اس آنکھ کو جس کو بیداری کی کثرت نے تکلیف دی ہے

اور اس جسم کو جو کفن میں لپیٹا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کی اس پر رحمت ہو،
مقروض اور نادار عزیزوں کو اس کا صدمہ ہے"

چوتھی شادی

حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت کے بعد حضرت عاتکہؓ کا نکاح حواری رسول حضرت زبیر بن عوامؓ سے ہوا۔ شادی میں انھوں نے دو شرطیں رکھیں۔ ایک یہ کہ زبیرؓ انھیں ماریں گے نہیں اور دوسرے یہ کہ انھیں مسجد جانے کی اجازت ہوگی۔ ایک شرط یہ بھی رکھی کہ ان کے حقوق سلب نہیں کیے جائیں گے۔

دسمبر 656ء میں حضرت زبیرؓ نے جنگ جمل کے موقع پر ابن جرموز کے ہاتھوں شہادت پائی۔ حضرت عاتکہؓ فرط غم سے نڈھال ہوگئیں اور بے اختیار ان کی زبان پر یہ مرثیہ جاری ہوگیا:

غدر ابن جرموز بفارس بهمة
يوم اللقاء وكان غير معزد
يا عمرو !لونبهته لوجدعه
لا طائشار عش الجنان ولا اليد
كم غمرة قد خاضها لم يثنه
عنا طرادك ياابن فقع القردد
ثكلتك امك ان ظفربمثله

ممن مضي ،ممن يروح و يغتدي
واللّٰہ ربك ان قتلت لمسلما
حلت عليك عقوبة المتعمد۔

★★★★★

ان کے سابقہ تمام شوہر شہید ہوئے تھے اور یہ مشہور ہو گیا تھا کہ جسے شہادت کا درجہ پانا ہو وہ حضرت عاتکہؓ سے شادی کر لے۔ چنانچہ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے بھی ان سے شادی کی خواہش ظاہر کی مگر انھوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ اے برادر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، میں آپ کو مرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی۔

پانچویں شادی

عاتکہ نے حضرت علیؓ سے تو شادی نہیں کی البتہ ان کے بیٹے حسین بن علیؓ سے شادی کر لی۔ حضرت حسینؓ ان سے تقریباً 25 برس چھوٹے تھے اور اتفاق یہ کہ واقعہ کربلا میں اکتوبر 680ء میں انھیں بھی شہادت نصیب ہوئی البتہ حضرت عاتکہؓ کا انتقال ان سے قبل ہی ہو چکا تھا۔

وفات

حضرت عاتکہؓ کا انتقال 672ء میں ہوا۔

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی کے صدمہ میں بھی آپ نے مندرجہ ذیل مرثیہ کہا تھا:

أمْسَتْ مرا كِبُهُ أوحَشَتْ،

أمْسَتْ مراكِبُهُ أوحَشَتْ،
وَقَدْ كانَ يَرْكَبُها زَينُهَا
وأمْسَتْ تُبَكي عَلى سَيّدٍ
تُرَدّدُ عَبْرَتَهَا عَينُهَا

شام ہی سے سواریاں متوحش ویران وبرباد ہوگئیں، جو کبھی ان پر شان وشوکت سے سوار ہوتے تھے تو سواری کی اُن سے زینت بڑھ جاتی تھی۔

اور شام ہی سے اب وہ اپنے آقا کے لیے رورہی ہیں۔ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بہہ رہی ہیں۔

وَأمْسَتْ نِساؤكَ ما تَسْتَفِيقُ
مِنَ الحُزْنِ يَعْتَادُها دَينُها

فرط رنج وغم سے آپ ﷺ کی بیویوں کو افاقہ تک نہیں، رہ رہ کے رنج بڑھتا ہے۔ (یعنی یہ غم ان کی عادت میں رچ بس گیا ہے)

وَأمْسَتْ شَوَاحِبَ مِثْلَ النَّصالِ
قَدْ عُطّلَتْ وكَبَا لَونُهَا!

اور وہ زرد پڑگئی ہیں، ان کی حالت اُس سوفار کی سی ہوگئی ہے جو بے کار ہوگیا ہو، اور

اس کا رنگ مدھم اور ماند پڑ گیا ہو!

يُعالِجْنَ حُزْنًا بَعِيدَ الذّهابِ،

وَفي الصّدْرِ مُكْتَنِعٌ حَينُهَا

وہ ایسے رنج وغم کے علاج میں مبتلا ہیں جو مٹنے والا نہیں،

اور سینے اور دل میں اُس کا درد راز کی طرح چھپا ہوا ہے۔

يُضَرِّبْنَ بالكّفّ حُرّ الوُجُوهِ

عَلى مِثْلِهِ جَادَها شُونُهَا

وہ اپنی ہتھیلیوں سے اپنے کھلے چہروں کو مارتی ہیں،

اس ہستی پر جن کے معاملات اور شان وشوکت کو فراخ دلی سے بنایا گیا۔

هُو الفَاضِلُ السّيّدُ المُصْطَفَى

عَلى الحَقّ مُجْتَمِعٌ دِينُهَا

وہ اعلیٰ، چنے ہوئے منتخب، برگزیدہ سردار تھے،

جو حق اور سچائی پر تھے اور اسی پر ان کا مذہب متحد ومجتمع ہے۔

فكَيفَ حَياتي بَعْدَ الرّسُولِ

وَقَدْ حَانَ مِنْ مِيتَةٍ حَينُهَا؟

تو پھر رسول اللہ ﷺ کے بعد میری زندگی کیسی ہوگی؟ جبکہ موت کا وقت آ چکا اور آپ انتقال فرما گئے ہیں۔

حضرت اُمِّ أیمن رضی اللہ عنہا

آپ کا نام "برکتہ بنت ثعلبہ" ہے۔آپ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عبد المطلب کی باندی تھیں۔ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے والد ماجد کی میراث میں سے ملی تھیں۔انھوں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بچپن میں بہت زیادہ خدمت کی ہے۔ یہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھانا کھلایا کرتی تھیں، کپڑے پہنایا کرتی تھیں، کپڑے دھویا کرتی تھیں۔ اعلان نبوت کے بعد جلد ہی انھوں نے اسلام قبول کر لیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا۔ ان کے بطن سے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے جن سے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس قدر زیادہ محبت فرماتے تھے کہ عام طور پر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "محبوب رسول" کہا کرتے تھے۔ خلافت عثمان غنیؓ میں وفات پائی۔

نام ونسب

برکتہ نام، اُمّ ایمن کنیت، اُمّ الظباء عرف، سلسلۂ نسب یہ ہے: برکتہ بنت ثعلبہ بن عمرو بن حصن بن مالک بن سلمہ بن عمرو بن نعمان۔

حبشہ کی رہنے والی تھیں اور عبداللہ (پدرِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی کنیز تھیں، بچپن سے عبد اللہ کے ساتھ رہیں اور جب انھوں نے انتقال کیا تو حضرت آمنہ کے پاس رہنے لگیں۔ اس کے بعد خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلقۂ غلامی میں داخل ہونے کا شرف حاصل کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انھی نے پرورش اور پرداخت کی تھی۔

نکاح

حارث بن خزرج کے خاندان میں عبید بن زید ایک شخص تھے، اُمّ ایمن کا انھی کے ساتھ عقد ہوا۔لیکن جب انھوں نے وفات پائی تو آنحضرت ﷺ نے زید بن حارثہ سے جومحبوبِ خاص تھے،نکاح پڑھایا، یہ بعثت کے بعد کا واقعہ ہے۔

(رواه مسلم فضائل أم أيمن 2454.)

اسلام

زید بن حارثہ چونکہ مسلمان ہو چکے تھے۔اُمّ ایمن نے بھی اسلام قبول کیا۔

حالات زندگی

جب مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو وہ بھی گئیں اور وہاں سے ہجرت کے بعد مدینہ واپس آئیں۔غزوۂ اُحد میں شرکت کی اس موقع پر وہ لوگوں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی تیمار داری کرتی تھیں،غزوۂ خیبر میں بھی شریک ہوئیں۔ 11ھ میں پیارے پیغمبر ﷺ نے انتقال فرمایا اُمّ ایمن سخت مغموم تھیں اور رورہی تھیں۔ابوبکر اورعمر رضی اللہ عنہما نے سمجھایا کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے خدا کے پاس بہتر چیز موجود ہے، جواب ملا:''یہ خوب معلوم ہے۔''اور یہ رونے کا سبب بھی نہیں رونے کا اصلی سبب یہ ہے کہ اب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ اورعمر رضی اللہ عنہ پر اس جواب کا اس قدر اثر ہوا کہ وہ بھی ان کے ساتھ مل کر زار و قطار رونے لگے۔

23ھ میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی، اُمّ ایمن کومعلوم ہوا تو بہت روئیں، لوگوں نے کہا: اب کیوں روتی ہو؟ بولیں:''اب اس لیے کہ اسلام کمزور پڑ گیا۔''

رسول اللہ کی پرورش

جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بی بی حلیمہ کے گھر سے مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور اپنی والدہ محترمہ کے پاس رہنے لگے تو ام ایمن جو آپ کے والد ماجد کی باندی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر داری و خدمت گزاری میں دن رات جی جان سے مصروف رہنے لگیں یہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھانا کھلاتی تھیں، کپڑے پہناتی تھیں، کپڑے دھوتی تھیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آزاد کردہ غلام اور منہ بولے بیٹے زید بن حارثہ سے ان کا نکاح کر دیا جن سے اسامہ بن زید پیدا ہوئے۔

حضرت ام ایمن پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کافی دنوں تک مدینہ میں زندہ رہیں اور ابو بکر صدیقؓ اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی اپنی خلافتوں کے دوران بی بی ام ایمنؓ کی زیارت و ملاقات کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے اور ان کی خبر گیری فرماتے تھے۔

ایک بار ام ایمنؓ نے آٹا چھانا اور اس کی چپاتیاں تیار کر کے، پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیں۔ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ بولیں ہمارے ملک میں اس کا رواج ہے میں نے چاہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بھی اس قسم کی چپاتیاں تیار کروں۔لیکن آپ نے کمال زہد و ورع سے فرمایا کہ آٹے میں چوکر ملالو پھر گوندھو۔

فضل وکمال

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چند حدیثیں روایت کی ہیں، راویوں میں حضرت

انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حنش بن عبداللہ صنعانی اور ابو یزید رضی اللہ عنہ مدنی داخل ہیں۔

اخلاق

پیارے پیغمبر ﷺ ان کی نہایت عزت کرتے اور فرماتے تھے کہ ام ایمن رضی اللہ عنہا میری ماں ہیں، اکثر ان کے مکان پر تشریف لے جاتے، ایک مرتبہ تشریف لائے تو انھوں نے شربت پیش کیا، پیارے پیغمبر ﷺ (کسی وجہ سے) متردّد ہوئے، اس پر ام ایمن رضی اللہ عنہا ناراض ہوئیں۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کرنے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک قسم کا ناز تھا، یہ خفگی اسی محبت کی خفگی تھی۔

انصار نے پیارے پیغمبر ﷺ کو بہت سے نخلستان دیے تھے، جب بنو قریظہ اور بنو نضیر پر فتح حاصل ہوئی تو آپ نے انصار رضی اللہ عنہم کو ان کے نخلستان واپس کرنا شروع کیے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے کچھ باغ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اور آپ نے ام ایمن رضی اللہ عنہا کو عطا فرمائے تھے، حضرت انس رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ان کے واپس کرنے سے انکار کر دیا، اس پر مصر رہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر اُن کو باغ سے دس گنا زیادہ عطا فرمایا۔

وفات

اُمِّ ایمنؓ 20 برس تک حضرت زید بن حارثہؓ کے نکاح میں رہیں۔ تقریباً

12 سال مکّے میں اور لگ بھگ 8 سال مدینہ منوّرہ میں دونوں میاں بیوی دن رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت پر مامور رہے۔ جنگِ موتہ میں حضرت زیدؓ کی شہادت کے بعد انھوں نے نکاح نہیں کیا۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے ابتدائی دَور میں مدینہ منوّرہ میں وفات پائی اور جنّت البقیع میں تدفین ہوئی۔

مندرجہ ذیل مرثیہ حضرت امّ ایمن نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت پر کہا:

عَينِ جُودي! فَإِنّ بَذْلَكِ لِلدّمْعِ

عَينِ جُودي! فَإِنّ بَذْلَكِ لِلدّمْعِ

شِفَاءٌ، فَأَكْثِري مِنَ البُكاءِ

اے آنکھ! آنسو بہانے میں سخاوت سے کام لو کیوں کہ تیرے آنسو بہانے میں شفا ہے اس لیے رونے میں کمی نہ کرو،

حِينَ قالوا: الرّسُولُ أمسى فَقيدًا

مَيّتًا، كانَ ذاكَ كُلَّ البَلاءِ!

جب لوگوں نے کہا: (آج ہم نے اس حال میں شام کی ہے کہ) رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے کھو گئے ہیں، رحلت فرما گئے ہیں، تو یہ سب سے بڑی آزمائش ومصیبت کا وقت تھا!

وَابْكِيا خَيرَ مَنْ رُزِئْناهُ في الدّنْـ

ـيَا وَمَنْ خَصّهُ بِوَحْيِ السّمَاءِ

اور اے دونوں آنکھوں! خوب روؤ، اس ہستی پر جو سب سے بہتر تھی اس دنیا میں، جس

کی جدائی کی مصیبت ہمیں دی گئی، ہم نے اس بہترین کو کھو دیا جس کو اس نے الٰہی وحی کے ساتھ منتخب کیا تھا،

بِدُمُوعٍ غَزِيرَةٍ مِنْكِ حَتَّى
يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيهِ خَيرَ القَضَاءِ

یہ رونا تمہاری طرف سے ہو بہت زیادہ آنسوؤں کے ساتھ، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنی بہترین قضاء وقدر سے فیصلہ کرے۔

فَلَقَدْ كَانَ ما عَلِمتُ وَصُولاً
وَلَقَدْ جَاءَ رَحْمَةً بالضّيَاءِ!

بالکل وہی تھا جس کا مجھے علم تھا کہ وہ صلہ رحمی کرتے تھے، اور وہ روشنی کی رحمت لے کر آئے تھے!

وَلَقَدْ كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ نُورًا
وَسِرَاجًا يُضِيءُ فِي الظّلْمَاءِ

اور اسی قدر نہیں بلکہ اس کے بعد آپؐ ایسے نور اور ایک ایسے چراغ تھے جو اندھیروں میں چمکے اور روشنی پھیلائے۔

طَيّبَ العُودِ وَالضّرِيبَةِ وَالمَعْـ
ـدِنِ وَالخِيمِ خَاتَمَ الأنبياءِ

خوبصورت عود، مہک دار خوشبو، پاک نسب، پاک عادت اور خاتم الانبیاء تھے۔

قصیدہ طلع البدر علینا

طلع البدر علینا

طَلَعَ البَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ

ثَنِيَّات الوَدَاعْ

وَجَبَ الشُّكْرُ

عَلَيْنَا مَا دَعَا لله دَاعْ

أَيُّهَا المَبْعُوثُ فينَا

جِئْتَ بالأَمْرِ المُطَاعْ

جِئْتَ شَرَّفْتَ المَدِينَة

مَرْحَباً يَا خَيْرَ دَاعْ

***

وداع کی وادیوں سے ہم پر پورا چاند طلوع ہوا ہے۔

شکرادا کرنا ہم پر فرض ہے جب تک کہ خدا کو پکارنے والا ہو۔

اے ہمارے بھیجے ہوئے رسول تم وہ حکم لے کر آئے ہو جس کی تعمیل ضروری ہے۔

تم نے آ کر شہر کو عزت بخشی، خوش آمدید اے بہترین پکارنے والے۔

طَـــــلَـــــعَ النُّـــورُ

المُبِـــيـــن نُورُ خَيْرِ المُرْسَـلِين

نُـــــــورُ أَمْـــــن وسَـــلاَم نُـــورُ

حَـــقٍّ ويَقِـــين

سَـــاقَــــــهُ اللهُ تَـــعــَالَى

رَحْـــمَـــــةً لِلْعَالَمِــين

فَــعَـــــلَى البَــــــرِّ شُعَاع

وعَـــلى البَحْر شُعَاعُ

***

روشن نور طلوع ہوا، بہترین رسولوں کا نور،

سلامتی اور امن کی روشنی، سچائی اور یقین کی روشنی،

اللہ تعالیٰ نے اسے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

زمین پر ایک کرن اور سمندر پر ایک کرن۔

مُرسَـــل بالحَـــق جَـــاءَ نُـــطْقهُ

وَحْيِ السَّـــمَاءُ

قَـــوْلُـــــهُ قَـــوْل فَـصِيح

يَتَحَدَّى البُلَغَاءَ

فِيهِ لِلجِسْمِ شِفَاء

فِيهِ لِلرُّوحِ دَوَاءٌ

أَيُّهَا الهَادِي سَلاماً

مَا وَعَى القُرآنَ وَاعٍ

***

ایک رسول حق کے ساتھ آیا، اس کی بات وتقریر ایک آسمانی وحی ہے۔
اس کے الفاظ فصیح ہیں، سب سے زیادہ فصیح وبلیغ کو چیلنج کرتے ہیں۔
اس میں جسم کے لیے شفا ہے، اسی میں روح کے لیے دوا ہے۔
اے رہبر وراہنما تجھ پر سلامتی ہو، جب تک قرآن کو سمجھنے والا سمجھے۔

جَاءَنَا الهَادِيْ

البَشِيرُ مطرق

العاني الأسيرُ

مُرْشِدُ السَّاعِي إِذَا

مَا أَخْطَأَ السَّاعِي المَسِيرُ

دِينُهُ حَقٌّ

صُـــــــــراحٌ دِيـــنُـــهُ مُلْـــكٌ

كَـــبـــيـــرٌ

هُـــــــوَ فِـــي الدُّنْـــــــيَا

نَـــــعِـــــــيمٌ وهُـــو فِـي

الأُخْـــرَى مَـــتَـــاعٌ

***

ہمارے پاس ہدایت دینے والا، بشارت دینے والا،

قیدیوں اور مظلوموں کو آزاد کرنے والا آیا ہے۔

وہ جو سالک کی رہنمائی کرتا ہے، جب سالک گمراہ ہو جاتا ہے۔

اس کا مذہب خالص سچ ہے، اس کا مذہب ایک عظیم مملکت ہے۔

وہ دنیا میں نعمت وسعادت ہے، اور آخرت میں لطف وسامانِ خوشی ہے۔

هَـــــاتِ هَـــــــدْيَ اللهِ

هَـــــاتْ يَا نَـــــبِـــــــيَّ

المُـــــعْجِـــزَاتْ

لَـــــيْـــــــسَ للاَّتِ

مَـــكَـانْ، لَيْـــــس

لِلعُزَّى ثَبَاتُ

وَحِّدِ اللهَ وَ وَحِّدْ

شَمْلَنَا بَعْدَ

الشَّتَاتُ

أَنْتَ أَلَّفْتَ

قُلُوباً شَفَّهَا طُولُ

الصِّرَاعْ

***

خدا کی ہدایت کو سامنے لاؤ، اُسے سامنے لاؤ، اے معجزات کے پیغمبر!

لات کے بتوں کے لیے کوئی جگہ نہیں،

عزّٰی کے بتوں کے لیے کوئی پائیداری نہیں!

صرف اللہ کو وحدہٗ لاشریک مانو،

اور ہمارے منتشر ہونے کے بعد ہماری صفوں کو متحد کرو!

آپ نے طویل جدوجہد سے بکھرے ہوئے دلوں کو ملایا ہے اور انہیں شفا دی ہے!

طَلَعَ البَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ

ثَنِيَّاتِ الوَدَاعْ

وَجَبَ الشُّكْرُ

عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ

أَيُّهَا المَبْعُوثُ فِينَا

جِئْتَ بِالأَمْرِ المُطَاعِ

جِئْتَ شَرَّفْتَ المَدِينَةَ

مَرْحَباً يَا خَيْرَ دَاعٍ

***

وداع کی وادیوں سے ہم پر پورا چاند طلوع ہوا ہے۔

شکر ادا کرنا ہم پر فرض ہے جب تک کہ خدا کو پکارنے والا ہو۔

اے ہمارے بھیجے ہوئے رسول تم وہ حکم لے کر آئے ہو،

جس کی تعمیل ضروری ہے۔

تم نے آ کر شہر کو عزت بخشی،

خوش آمدید اے بہترین پکارنے والے۔

ابو سفیان رضی اللہ عنہ بن الحارث بن عبد المطلب

حضرت ابو سفیانؓ بن حارث صحابی رسول تھے۔فتح مکہ، غزوہ حنین اور دوسرے تمام غزوات میں شریک رہے۔

نام ونسب

مغیرہ نام، ابو سفیان کنیت، نسب نامہ یہ ہے، ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن ہاشم ہاشمی، ماں کا نام غزنہ تھا، نانہالی شجرہ یہ ہے، غزنہ بنت قیس ابن طریف بن عبدالعزیٰ بن عامرہ بن عمیرہ بن دویعہ بن حارث بن فہر۔

ابوسفیان کے والد حارث پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی چچا تھے اور ابوسفیان نے حضرت حلیمہ سعدیہ کا دودھ پیا تھا، اس لیے وہ نسبی رشتے سے چچا زاد اور رضاعی رشتے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی تھے، سن میں بھی آپ کے برابر تھے، اس لیے دونوں میں غایت درجہ الفت ومحبت تھی۔ آپ بعد میں حضرت علی کے بہنوئی بنے جب جمانہ بنت ابی طالب سے شادی ہوئی۔ ان کے ایک بیٹے عبد اللہ بن ابوسفیان واقعہ کربلا میں حضرت امام حسینؓ کے ساتھ تھے۔

(ابن سعد:34/1)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسلام کی مخالفت

لیکن الفت ومحبت کا یہ رشتہ ظہور اسلام کے بعد ٹوٹ گیا، دوسرے عمائد قریش کی طرح ابوسفیان بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتنے خلاف ہو گئے کہ ان کی مخالفت دشمنی

اور عناد کے درجہ تک پہنچ گئی تھی۔ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت اور اسلام کے استیصال کو انھوں نے اپنا مقصدِ حیات بنالیا تھا؛ چنانچہ فتح مکہ سے پہلے مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان میں جس قدر معرکے ہوئے، ابو سفیان ان سب میں پیش پیش تھے، ان کی ساری قوتیں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسلام کے خلاف صرف ہوتی تھیں۔

شاعر تھے، اس لیے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو کہہ کر کوچہ و بازار میں سناتے پھرتے تھے طوطی اسلام حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان اشعار میں:

الا بلغ ابا سفيان عنى مغلغلة فقد
برح الخفاء
هجوت محمدا فاجبت عنه وعندالله
فى ذالك الجزاء

"ابوسفیان کو میری جانب سے یہ پیغام پہنچادو کہ پردہ اٹھ گیا،
تم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو کی، میں نے اس کا جواب دیا اور اس جواب میں خدا کے پاس میرے لیے جزا ہے"۔

میں انھیں کی ہجو کا ذکر کیا ہے، جس کا ذکر آگے آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

(اسد الغابہ، ۲۱۳۵)

اسلام

کامل بیس برس تک یہ معاندانہ روش قائم رہی، فتح مکّہ سے کچھ دنوں پہلے جب پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کی تیاریوں میں مصروف تھے اور مکہ میں آپ کی آمد

آمد کی خبر پھیل رہی تھی، ابوسفیان نے ایک دن اپنی بیوی سے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنا چاہتے ہیں، تم لوگ یہاں سے نکل چلو۔نیک خاتون نے جواب دیا عرب وعجم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطیع و منقاد ہوتے ہیں، لیکن تم اب تک اسی بغض و عداوت پر قائم ہو، حالانکہ تم پر ان کی امداد واعانت کا زیادہ حق ہے۔

بیوی کی بات دل میں اثر کر گئی، اسی وقت سواری کا انتظام کیا اور اپنے لڑکے جعفر کو ساتھ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں چل کھڑے ہوئے اس وقت مسلمانوں کا مقدمۃ الجیش مقام ابواء تک پہنچ چکا تھا، ابوسفیان اشتہاری مجرم تھے، ہر آن، جان کا خطرہ لگا ہوا تھا، ڈرتے ڈرتے چھپتے چھپاتے کسی طرح مسلمانوں کے لشکر گاہ تک پہنچے اور دفعتاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل ان کے گذشتہ اعمال کی وجہ سے سخت متنفّر تھا، اس لیے نظر پڑتے ہی منہ پھیر لیا، ابوسفیان اس رخ پر گئے، تو آپ نے دوسری طرف منہ پھیر لیا یہ دیکھ کر مسلمان انھیں پکڑنے کے لیے بڑھے، ابوسفیان سمجھے کہ اب کام تمام ہوا؛ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رحم و کرم، عفو و درگزر اور آپ کے ساتھ اپنی گوناگوں قرابتوں کا واسطہ دلا کر مسلمانوں کو روکا۔

ابوسفیان کی پوری زندگی پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت میں گذری تھی، انھوں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحقیر وتذلیل، مسلمانوں کی ایذارسانی اور اسلام کے استیصال کا کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا تھا، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں ان کے لیے کوئی جگہ باقی نہ رہ گئی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی طرح درگذر فرمانے پر آمادہ نہ تھے۔

آخر میں ابوسفیان نے امِ المومنین حضرت ام سلمہؓ کو درمیان میں ڈالا انھوں

نے پیارے پیغمبر ﷺ سفارش کی کہ، اپنے ابن عم کو مایوس نہ کیجئے، فرمایا: مجھے ایسے ابن عم کی ضرورت نہیں ہے، ابوسفیان سے کچھ بن نہ پڑتا تھا، گذشتہ زندگی پر سخت نادم اورشرمسار تھے، لیکن بارگاہِ نبوی ﷺ میں کوئی شنوائی نہ ہوئی۔

جب بالکل مایوس ہو گئے تو کہا خیرا گرعفو وکرم کا دروازہ بالکل بند ہو چکا ہے تو جان سے ہم بھی گذر جائیں گے، سوچا ہے یہیں اپنے کمسن بچہ کو ساتھ لے کر در بدر مارے مارے پھریں گے اور بھوک پیاس سے تڑپ تڑپ کر جان دے دیں گے۔

ابوسفیان لاکھ مجرم سہی پھر بھی چچیرے بھائی تھے، پیارے پیغمبر ﷺ کے کانوں تک اس عزم کی خبر پہنچی تو دل بھر آیا اورنفرت وحقارت کے سارے جذبات مہر ومحبت سے بدل گئے۔ ابوسفیان کوسامنے آنے کی اجازت ملی۔

دونوں باپ بیٹے عمامہ باندھے ہوئے سامنے لائے گئے اور السلام علیک یا رسول اللہ کہہ کر آگے بڑھے، پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا ان کے چہروں سے ڈھاٹا ہٹاؤ، صورت تو دکھائی دے، لوگوں نے ڈھاٹا ہٹا دیا، اوررسول اللہ ﷺ کو اثر پزیر کرنے کے لیے ان کا نسب بیان کیا، اس کے بعد باپ بیٹے دونوں کلمہ پڑھ کر مشرف باسلام ہو گئے۔

پیارے پیغمبر ﷺ نے ان کی ایک ہجو کی طرف اشارہ کرکے فرمایا ابوسفیان تم نے مجھ کو کب نکالا تھا، عرض کی یا رسول اللہ اب زیادہ ملامت کر کے شرمندہ نہ کیجئے۔

فرمایا اب کوئی ملامت نہیں اور حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ اپنے ابن عم کو لیجاؤ اوروضو اور سنت کی تعلیم دیکر میرے پاس لاؤ، حضرت علیؓ ساتھ لے گئے اورنہلا کر واپس لائے، پیارے پیغمبر ﷺ نے نماز پڑھائی، پھر مسلمانوں کو حکم دیا کہ اعلان

کردو کہ”ابوسفیان سے خدا اور رسول راضی ہوگیا اس لیے تم لوگ بھی راضی ہو جاؤ۔

[ابن سعد ج۴ص۳۴]

غزوات

اسلام کے بعد تلافی مافات کی فکر ہوئی، ابھی غزوۂ فتح نہیں ہوا تھا سب سے پہلے اس میں شریک ہوئے، پھر غزوہ حنین میں شمشیر ہاشمی کے جوہر دکھائے۔اس غزوہ میں جب مشرکین کے ریلے کی وجہ سے مسلمان پیارے پیغمبر ﷺ کے چاروں طرف سے منتشر ہو گئے اور ایک عام بے ترتیبی پھیل گئی، اس وقت بھی ابوسفیان اپنی جگہ پر جمے رہے اور شمشیر برہنہ گھوڑے کی پیٹھ سے موت کے منہ میں کود پڑے۔

حضرت عباسؓ نے یہ جانبازی دیکھ کر پھر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اپنے ابن عم اور بھائی کی خطاؤں کو معاف کردو، فرمایا میں نے معاف کر دیا، خدا ان کی تمام عداوتوں کو جو انھوں نے میرے ساتھ کی ہیں، معاف فرمائے اور شفقت برادرانہ میں ابوسفیان سے فرمایا میری عمر کی قسم تم میرے بھائی ہو، اس برادرانہ اور شفقت آمیز خطاب پر ابوسفیان نے قدم مبارک چوم لیے اور رہوار نبوی ﷺ کی لگام تھام کر مشرکین کے سامنے سینہ سپر ہو گئے۔ پیارے پیغمبر ﷺ نے اس فدویت وجان نثاری پر”اسد اللہ“ اور”اسد الرسول“ کا معزز لقب عطا کیا۔ طائف میں بھی ہمرکاب تھے، غرض قبول اسلام کے بعد کسی غزوہ میں ان کا قدم پیچھے نہیں رہا۔

وفات

پیارے پیغمبر ﷺ کی وفات تمام مسلمانوں کے لیے ایک مصیبت عظمیٰ تھی، ابوسفیان پر ایک کوہِ الم ٹوٹ پڑا، وہ اس حادثہ سے سخت متاثر ہوئے۔ ابھی یہ زخم مندمل

نہ ہونے پایا تھا کہ تھوڑے ہی دنوں کے بعد ان کے بھائی نوفل چل بسے، ان حوادث نے انھیں دنیا سے بالکل برداشتہ خاطر کر دیا، خدا سے دعا مانگتے تھے کہ خدایا! رسول اللہ ﷺ اور بھائی کے بعد زندگی بے مزہ اور دنیا بے لطف ہو گئی، اس لیے جلد دنیا سے اٹھا لے، خدا نے یہ دعا قبول کی اور اس دعا کے چند ہی دنوں کے بعد ایک معمولی اور اتفاقی واقعہ موت کا سبب بن گیا۔

حج کے موقع پر منیٰ میں سر منڈایا، سر میں ایک پھنسی تھی وہ اچھل گئی اس سے خون جاری ہو گیا اور ایسا جاری ہوا کہ کسی طرح نہ رکا، مدینہ واپس آ کر خود ہی اپنی قبر کھود کر اپنی پہلی منزل تیار کی۔

جب حالت زیادہ نازک ہوئی تو خویش و اقارب نے رونا دھونا شروع کیا، ان کا گریۂ و بکا سن کر فرمایا: اسلام کے بعد سے آج تک کوئی لغزش نہیں ہوئی، اس لیے رونا دھونا بند کرو، قبر کھودنے کے تیسرے دن وفات پا گئے حضرت عمرؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور ابوسفیان جنت البقیع رکن ابی طالب میں سپرد خاک کئے گئے۔

(ابن سعد)

حلیہ

صورۃ میں پیارے پیغمبر ﷺ کے ہم شبیہ تھے۔

اولاد

ابو سفیان نے مختلف اوقات میں متعدد شادیاں کیں اور ان سے بہت سی اولادیں ہوئیں، بیویوں میں جمانہ بنت ابی طالب، نغمہ، ام عمر اور دوام ولد تھیں، ان سے جعفر، ابو الہیاج عبد اللہ، جمانہ، حفصہ، عاتکہ، امیہ اور کلثوم بہت سی اولادیں تھیں

لیکن ان میں سے آیندہ کوئی اولاد باقی نہ رہی اور ابوسفیان کی نسل منقطع ہوگئی۔

فضائل اخلاق

قبول اسلام کے بعد تلافیِ مافات کے لیے ابوسفیان اسلامی تعلیم کا ایک پیکر مجسم بن گئے تھے، جہاد فی سبیل اللہ کے ولولے اور جوش کا اندازہ اوپر ہو چکا۔یہی جہاد مذہب کے ہر شعبہ میں تھا، شبانہ روز کا بڑا حصہ نماز میں گذرتا تھا۔گرمیوں کے طولانی دنوں میں صبح سے لے کر نصف النہار تک نمازیں پڑھتے تھے،نصف النہار کے وقت رک جاتے اور ظہر کے وقت سے لے کر پھر عصر تک یہ سلسلہ جاری رہتا، اس عبادت وریاضت کو دیکھ کر پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو"نوجوانانِ جنت کے سردار"کا لقب عطا فرمایا۔

(مستدرک حاکم۳/۲۵۵)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بچپن میں دلّی تعلق تھا،ظہور اسلام کے بعد درمیان میں یہ تعلق منقطع ہوگیا تھا اسلام قبول کرنے کے بعد پھر وہی لطف قائم ہوگیا، پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انھیں بہت محبوب رکھتے تھے:

كان حب قريش الى رسول الله ﷺ وكان شديدا عليه فلما اسلم كان احب الناس اليه،

یعنی قریش میں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ محبوب ابوسفیان تھے،اس کے بعد وہ آپ کے سخت دشمن ہو گئے، اس کے بعد جب اسلام لائے،تو پھر سب سے زیادہ محبوب ہو گئے۔

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انھیں فرطِ محبت میں"خیر اہلی"فرماتے تھے۔ابوسفیانؓ کو

بھی پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غایت درجہ الفت تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے ابوسفیان پر کوہِ الم ٹوٹ پڑا تھا، اکثر رویا کرتے تھے اور موت کی دعا مانگا کرتے تھے، اسی تاثر کی حالت میں ایک نہایت رقت انگیز مرثیہ کہا یہ مرثیہ حافظ ابن عبد البر نے نقل کیا ہے۔

أَرِقْتُ وَبَاتَ لَيْلِي لا يَزُولُ

أَرِقْتُ وَبَاتَ لَيْلِي لا يَزُولُ

وَلَيْلُ أَخِي الْمُصِيبَةِ فِيْهِ طُولُ

میری نینداچٹ ہوگئی، میری رات ختم ہونے پر نہیں آتی،

مصیبت زدہ کی رات دراز ہوتی ہی ہے۔

وَأَسْعَدَنِي الْبُكَاءُ وَذَاكَ فِيْمَا

أُصِيْبَ الْمُسْلِمُونَ بِهِ قَلِيْلُ

رونے سے مجھے سکون ملا، مگر مسلمانوں پر جو مصیبت پڑی ہے

اس کے لحاظ سے یہ رونا بہت معمولی ہے۔

لَقَدْ عَظُمَتْ مُصِيبَتُنا وَجَلَّتْ

عَشِيَّةَ قِيْلَ قَدْ قُبِضَ الرَّسُولُ

ہماری مصیبت اس وقت سے انتہائی بڑھ گئی ہے،

جب کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اٹھا لیا گیا ہے۔

فَأَصْبَحَت ارْضُنَا مِمَّا عَرَاهَا

تَكَادُ بِنَا جَوَانِبُهَا تَمِيْلُ

ہم نے صبح کی اس حال میں کہ ہم پر زمین کے کنارے تنگ ہو چکے تھے

فَقَدْنَا الوَحْيَ وَالتَّنْزِيلَ فِيْنَا

يَرُوْحُ بِهِ وَيَغْدُوْ جَبْرَئِيلُ

ہم نے اپنے اندر وحی اور وحی کے نزول کو کھو دیا،

جس کے ساتھ صبح و شام جبریل علیہ السلام آتے جاتے تھے۔

وَذِكْرِىٰ حَقِّ مَا سَالَتْ عَلَيْه

نُفُوْسُ النَّاسِ أَوْ كَادَتْ تَسِيْلُ

نَبِيٌّ كَانَ يَجْلُو الشَّكَّ عَنَّا

بِمَا يُوْحَى إِلَيْهِ وَمَا يَقُوْلُ

ایک نبی جو ہم سے شک دور کرتے تھے،

اس پر جو اس کی طرف وحی کیا جاتا تھا اور جو وہ فرماتے تھے۔

فَيَهْدِيْنَا فَلَا يَخْشَى عَلَيْنَا

ضَلَالاً وَالرَّسُوْلُ لَنَا دَلِيلُ

وہ ہماری رہنمائی فرماتے تھے، لہٰذا ہماری گمراہی کا خوف نہیں ہوتا تھا،

اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے لئے دلیل ہوتے تھے۔

اَصبْنَا بِالنَّبِيِّ وَقَدْ رَزَأْنَا

مُصِيبَتُنَا فَمَحْمَلُهَا ثَقِيل

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی کا غم پڑا ہے،

اُس مصیبت نے ہمیں گھیرا ہے جس کا تحمل مشکل ہے

فَلَمْ نَرَ مِثْلَهُ فِي النَّاسِ حَيًّا

وَلَيْسَ لَهُ مِنَ الْمَوْتٰى عَدِيل

ہم نے کسی زندہ کو ان جیسا نہیں پایا،

اور نہ وفات پانے والوں میں ان کا کوئی ہمسر ہے

أَفَاطِمُ إِنْ جَزِعْتِ فَذَاكَ عُذْرٌ

وَإِنْ لَمْ تَجْزَعِي فَهُوَ السَّبِيلُ

فاطمہ! اگر آپ غم مناتی ہیں تو آپ معذور ہیں،

اور اگر ماتم نہ کریں تو یہ اولیٰ ہے۔

فَقَبْرُ أَبِيكِ سَيِّدُ كُلِّ قَبْرٍ

وَفِيهِ سَيِّدُ النَّاسِ الرَّسُولُ

آپ کے والد کی قبر تمام قبروں کی سردار ہے،

جس کے اندر تمام انسانوں کے سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما رہے ہیں۔

صَلَاةُ اللّٰهِ مِنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ
عَلَيْهِ لَا تَحُوْلُ وَلَا تَزُوْلُ

اللہ جو مالک اور رحیم ہے، اس کی لاکھوں رحمتیں رسول اللہ پر نازل ہوں
اور مسلسل لگاتارتا قیامت نازل ہوتی رہیں۔

(كتاب معارف النعام وفضل الشور والأيام)

☆☆☆

اسد الغابہ کی روایت کے مطابق مندرجہ زیل اشعار بھی حضرت ابوسفیان بن الحارثؓ کے ہیں جو انہوں نے قبولیت اسلام کے بعد کہے تھے:

لَعَمْرُكَ اِنِّيْ يَوْمَ اَحْمِلُ رَايَةً

لَعَمْرُكَ اِنِّيْ يَوْمَ اَحْمِلُ رَايَةً
لِتَغْلُبَ خَيْلَ اللَّاتِ خَيْلَ مُحَمَّدٍ

تمہاری قسم! جب میں وہ جھنڈا اٹھائے ہوا تھا کہ
"لات" کی فوج محمد ﷺ کی فوج پر غالب آجائے۔

لَكَانَ مظلِمَ الْحَيْرَانِ اَظْلَمَ لَيْلَهُ
فَهٰذَا أَوَانِيْ حِيْنَ اَهْدِىْ فَاهْتَدِىْ

تو میں تاریکی میں پڑا ہوا حیران شخص تھا، جس کی رات تاریک ہو،
مگر اب میرا وقت آگیا ہے کہ مجھے ہدایت مل رہی ہے، اور ہدایت پا رہا ہوں۔

هَدَانِيْ هَادٍ غَيْرَ نَفْسِيْ وَدَلَّنِيْ
عَلَى اللّٰهِ مَا طَرَّدْتُهُ كُلَّ مُطَرَد

ہدایت دینے والے نے مجھے ہدایت دے دی ہے،
وہ ہادی جو میرے نفس کے علاوہ ہے،
اور انہوں نے مجھے اللہ کا راستہ دکھایا،
وہ راستہ جس سے میں ہر طرح سے گریز کر رہا تھا۔

أَصُدُّ وَأَنَائِيْ جَاهِدًا مِنْ مُحَمَّدٍ
وَاُدْعٰى وَاِنْ لَّمْ اَنْتَسِبْ مِنْ مُّحَمَّدٍ

اب میں پوری کاوش سے محمد ﷺ کی مدافعت کرتا ہوں،
اگر چہ اپنی نسبت محمد ﷺ نہیں کرتا ہوں مگر انہی کے گروہ میں مجھے پکارا جاتا ہے۔
(یعنی میں فخریہ طور پر خود محمد ﷺ کے قرب و رشتہ داری کا دعویٰ نہیں کرتا مگر لوگ انہی کے زمرہ میں مجھے سمجھنے لگے ہیں)۔

❁❁❁

ایک معمّر خاتون کی نعت

حضرت زید بن ارقم ؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر ؓ ایک رات حسب معمول مدینہ منورہ کی گلیوں میں گشت کر رہے تھے کہ ان کی نظر ایک جھونپڑی پر پڑی قریب گئے تو ایک بڑی بوڑھی عورت کو دیکھا جو روئی دھنکتے ہوئے یہ اشعار گاتی جا رہی تھی:

عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَاةُ الْاَبْرَارْ

عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَاةُ الْاَبْرَارْ

صَلّٰی عَلَیْكَ الْمُصْطَفَوْنَ الْاَخْیَارْ

محمد ﷺ پر پاکیزہ نفوس کا درود ہو،

پسندیدہ منتخب حضرات کا ان پر سلام ہو۔

قَدْ كُنْتَ قَوَّامًا بَكِيَّ الْاَسْحَارْ

یَا لَیْتَ شَعْرِیْ وَالْمَنَایَا اَطْوَارْ

هَلْ تَجْمَعُنِیْ وَ حَبِیْبِیْ الدَّارْ

میں راتوں کو جاگتی، سحری تک آنسو بہاتی رہوں۔

اے کاش! موت کی بھی شکلیں ہیں۔

کیا آپ مجھے اور میرے حبیب ﷺ کو دار آخرت میں ملائیں گے؟

حضرت عمرؓ نے جب یہ اشعار سنے تو رونے لگے۔

اور پھر آپ رضی اللہ عنہ نے ان کا دروازہ کھٹکھٹایا، اس نے کہا کون؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، اے اماں جان دروازہ کھولئے، میں عمر ہوں۔

کہنے لگیں اس وقت عمر کا مجھ سے کیا کام ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اماں دروازہ کھولئے، انہوں نے دروازہ کھولا، حضرت عمرؓ نے انہیں سلام کیا، اور کہا کہ اماں جان! آپ اپنے حبیب اپنے معشوق ﷺ کی یاد میں جو گا رہی تھیں مجھے پھر سنائیں، انہوں نے تھوڑا سا توقف کیا، اور پھر یہ اشعار سنائے:

عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَاۃُ الْاَبْرَارْ

صَلّٰی عَلَیْکَ الْمُصْطَفَوْنَ الْاَخْیَارْ

قَدْ کُنْتَ قَوَّامًا بَکِیَّ الْاَسْحَارْ

یَا لَیْتَ شَعْرِیْ وَالْمَنَایَا أَطْوَارْ

هَلْ تَجْمَعُنِیْ وَ حَبِیْبِی الدَّارْ

اور ان کے آخر میں اس دعایہ جملے کا اضافہ کر دیا:

وَعُمَرْ ! فَاغْفِرْ لَهٗ یَا غَفَّارْ

اورعمر! اے بخشنے والے اس کی بخشش فرمادے۔

حضرت عمرؓ روتے رہے اور پھر ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان سے رخصت ہو گئے۔

حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی نعتیں

حضرت حسّان بن ثابت الانصاری ؓ کا شمار جلیل القدر صحابہ ؓ میں ہوتا ہے، آپ کا نام پیارے پیغمبر ﷺ کی نعت کے ساتھ وابستہ ہے، انہوں نے نعت نبوی ؐ کے ذریعہ اسلام کی بیش بہا خدمت کی ہے ۔ اور اُس وقت کے تقاضے کے مطابق دشمنان اسلام کے مقابلہ میں ایک اہم مورچہ سنبھالے رکھا اور دشمن کی ہر ہجو کا رد کرتے رہے ۔

پیدائش ونسب

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی جلیل تھے ۔کنیت ابو ولید تھی ۔ اور شاعر رسول اللہ لقب تھا۔حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ،جلیل القدر صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ میں قبیلہ بنوخزرج کے ایک گھر میں پیدا ہوئے ۔

آپ ؓ کا سلسلۂ نسب یہ ہے: حسان بن ثابت بن منذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجارالانصاری الخزرجی بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج۔

حضرت حسان ؓ کی والدہ نے اسلام کا زمانہ پایا، اور مشرف بہ اسلام ہوئیں۔ ان کی والدہ ماجدہ کا نام فُریعۃ بنت خالد بن حبیش بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن خزرج بن کعب بن ساعدہ تھا۔

وہ بھی قبیلہ خزرج سے تھیں،اور حضرت سعد بن عبادہ ؓ سردارِ خزرج کی چچا زاد

بہن تھیں۔حضرت حسان نے ایک شعر میں ان کا نام ظاہر کیا ہے۔

امسی الجلابیب قد غروا وقد کثروا
وابن الفریعة امسی بیضة البلد

اسلام

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑھاپے اور حالتِ ضعیفی میں ایمان لائے، ہجرت کے وقت ان کی عمر 60 برس تھی۔آپؓ کی آدھی زندگی دورِ جاہلیت کی اور باقی آدھی عہدِ اسلامی کی یادگار ہے۔آپؓ کی دینی وعملی خدمات تاریخِ اسلام کا اہم باب ہیں۔قرآن حکیم کی فصاحت و بلاغت سن کر جو شعرا مسلمان ہو گئے، اس نے ان میں ایک نئی روح پھونک دی، حسان بن ثابتؓ بھی ان میں سب سے زیادہ حصہ لینے والے ہیں۔آپؓ سے چند احادیث مروی ہیں، جو کتب احادیث میں موجود ہیں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر چہ ضعف قلب اور عمر رسیدہ ہونے کے باعث کسی غزوے میں شامل نہ ہوئے، مگر اپنی شعر وشاعری اور زبان کے تیکھے استعمال سے دشمن کے خلاف مثبت پروپیگنڈے کے ذریعے خیال وعمل کی قوتوں کو مہمیز دیتے رہے۔ آپؓ طویل عمر اور تجربے کی وجہ سے دُور رَس نگاہ کے حامل اور صاحب بصیرت شخص تھے، جس کی نشان دہی آپؓ کے کلام میں جابجا محسوس ہوتی ہے۔آپؓ قریش کے اسلام دشمن شعرا کی ''ہجو'' کا مسکت جواب دیتے تھے۔اُس دور کا سوشل میڈیا' شعری کلام ہوا کرتا تھا۔کسی کے خلاف یا حمایت کے لیے اشعار کہے جاتے اور بہت جلد وہ پھیل جاتے اور زبان زدِ عام ہو جاتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات پر حضرت حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت نے بڑے پُر درد مرثیے لکھے۔ شاعری کے لحاظ سے عہدِ جاہلیت اور دورِ اسلامی کے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہترین شاعر تھے۔ کفار کی ہجو (بُرائی) اور مسلمانوں کی شان میں بے شمار اشعار کہے ہیں۔ شاعری ان کے خاندان میں نسلاً بعد نسلاً چلی آتی تھی۔ باپ، دادا، بیٹے عبدالرحمٰن اور پوتے سعید بن عبدالرحمٰن سب شاعر تھے، بلکہ اصحابِ مُذ ہَّبَات میں سے تھے، یعنی ایسے شاعر تھے کہ ان کی باتیں آبِ زر (سونے کے پانی) سے لکھی جائیں۔ شاعری آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت کا ایک مستقل عنوان ہے۔

عہدِ اسلام کی شاعری مبالغے سے خالی ہے۔ ظاہر ہے جو شعر مبالغے سے خالی ہو، وہ بالکل پھیکا، بے مزہ ہوگا۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ: ''اسلام جھوٹ سے منع کرتا ہے، اس وجہ سے میں نے اِفراط (بڑھا چڑھا کر بیان) کو جو جھوٹ کی ایک قسم ہے، بالکل چھوڑ دیا ہے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت کی ہجو دفاعِ دین پر مشتمل اور گالی گلوچ سے خالی ہے۔ اہلِ حق کی دینِ حق کے غلبے کی جدو جہد، جہاد کو واضح کرنے کے لیے تھی۔ صاحب ''الروائع'' نے آپ رضی اللہ عنہ کو شعرِ اسلامی کا بانی ومؤسس قرار دیا ہے۔ اس طرح وہ ایک تاریخ داں شاعر ثابت ہوئے۔ انھوں نے اپنے اشعار میں دین وسیاست کو جمع کیا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 50ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں وفات پائی۔

فضیلت

حضرت حسّان رضی اللہ عنہ کے لئے یہ فضیلت کیا کم ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں

اپنے منبر پر بٹھاتے تھے،اوران کے لئے تائید روح القدس کی دعاءفرماتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسْ"۔

اے اللہ! روح القدس کے ساتھ اس کی تائید فرما۔

امّ المومنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسان بن ثابت کے لیے مسجد میں منبر رکھوایا کرتے تھے، تاکہ اس پر کھڑے ہو کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے مفاخرت کریں۔یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں فخریہ اشعار پڑھیں یا حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے مدافعت کریں، یعنی کفار کے الزامات کا جواب دیں۔ یہ شک راوی کا ہے اور پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بھی فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ روح القدس سے حسان کی امداد فرماتے ہیں۔ جب تک کہ وہ دین کی امداد کرتے ہیں۔

ام المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسان رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ:

اِنَّ رُوْحُ الْقُدسِ مَعَ حَسَّان مَادَامَ يَنَافحُ عَنْ رَسُوْلِ الله ﷺ۔

"روح القدس ہمیشہ تیری مدد کرتے رہیں گے جب تک تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جواب دیتا رہے گا۔"

اور امّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلّی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ:

هَجَّاهُمْ حَسَّان فَشفٰى وَاشْتَفٰى

"حسان نے قریش کی ہجو کی تو مومنوں کے دلوں کو شفاء دی اور کافروں کی عزتوں کو تباہ کردیا۔"

حضرت براء بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسّان رضی اللہ عنہ کو ان الفاظ میں دعاء دی:

اِهْجِهِمْ او هَا جِمْهُمْ وَ جِبْرِيْلُ مَعَکَ۔

مشرکین کو ان کی ہجو کا جواب دو، جبرئیل علیہ السلام تمہارے ساتھ ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کے جانشین حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے نزدیک بھی حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا ایک مرتبہ تھا، انھیں مال غنیمت میں حصہ بھی دیتے رہے۔ خصوصا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے دورخلافت میں تو انھیں قاضی شعر بنایا تھا، جب حطیہ نے زباد بن بدر کی ہجو کی تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس معاملہ لے کر آئے، عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے اپنا فیصلہ نہیں سنایا کیونکہ شعر و شاعری سے انھیں واقفیت نہ تھی، لہٰذا انھوں نے حسان رضی اللہ عنہ سے اس سلسلے میں مشورہ لیا تھا اور انھیں اس معاملے کا قاضی بنایا۔

ایک دوسرے واقعے میں نجاشی حارثی نے کچھ افراد کی ہجو کردی تھی تو وہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کے پاس شکایت لے کر آئے، تو ان کے لیے بھی حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو ہی حکم اور قاضی بنایا۔ نیز حضرت حسان رضی اللہ عنہ، نعمان بن منذر کے دربار میں نابغہ جیسے شاعر پر پہلے ہی فوقیت لے چکے تھے۔

ھجری 9 میں بنوتمیم کا وفد آیا، جس میں زبرقان بن بدر نے اپنی قوم کی فضیلت میں چند اشعار پڑھے، پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تم اٹھ کے اس کا جواب دو، انھوں نے اسی ردیف وقافیہ میں برجستہ جواب دیا:

إِنَّ الذَوائِبَ مِن فِهرٍ وَإِخوَتَهُم
قَد بَيَّنوا سُنَّةً لِلناسِ تُتَّبَعُ
يَرضَى بِها كُلُّ مَن كانَت سَريرَتُهُ
تَقوى الإِلَهِ وَبِالأَمرِ الَّذي شَرَعوا
قَومٌ إِذا حارَبوا ضَروا عَدُوَّهُمُ
أَو حاوَلوا النَفعَ في أَشياعِهِم نَفَعوا
سَجِيَّةٌ تِلكَ مِنهُم غَيرُ مُحدَثَةٍ
إِنَّ الخَلائِقَ حَقّاً شَرُّها البِدَعُ
لا يَرقَعُ الناسُ ما أَوهَت أَكُفُّهُمُ
عِندَ الدِّفاعِ وَلا يوهونَ ما رَقَعوا
إِن سابَقوا النَّاسَ يَوماً فازَ سَبقُهُمُ
أَو وازَنوا أَهلَ مَجدٍ بِالنَدى مَتَعوا
إِن كانَ في النَّاسِ سَبَّاقونَ بَعدَهُمُ
فَكُلُّ سَبقٍ لِأَدنى سَبقِهِم تَبَعُ
وَلا يَضِنُّونَ عَن مَولىً بِفَضلِهِمِ

وَلا يُصيبُهُمُ في مَطمَعٍ طَبَعُ
لا يَجهَلونَ وَإِن حاوَلتَ جَهلَهُمُ
في فَضلِ أَحلامِهِم عَن ذاكَ مُتَّسَعُ
أَعِفَّةٌ ذُكِرَت في الوَحيِ عِفَّتُهُم
لا يَطمَعونَ وَلا يُرديهِمُ الطَمَعُ
كَم مِن صَديقٍ لَهُم نالوا كَرامَتَهُ
وَمِن عَدُوٍّ عَلَيهِم جاهِدٍ جَدَعوا
أَعطَوا نَبِيَّ الهُدى وَالبِرِّ طاعَتَهُم
فَما وَنى نَصرُهُم عَنهُ وَما نَزَعوا
إِن قالَ سيروا أَجَدُّوا السَيرَ جَهدَهُمُ
أَو قالَ عوجوا عَلَينا ساعَةً رَبَعوا
ما زالَ سَيرُهُمُ حَتّى اِستَفادَ لَهُم
أَهلُ الصَليبِ وَمَن كانَت لَهُ البِيَعُ
خُذ مِنهُمُ ما أَتى عَفواً إِذا غَضِبوا
وَلا يَكُن هَمَّكَ الأَمرُ الَّذي مَنَعوا

فَإِنَّ فِي حَربِهِم فَاترُك عَداوَتَهُم
شَرّاً يُخاضُ عَلَيهِ الصابُ وَالسَلَعُ
نَسمو إِذا الحَربُ نالَتنا مَخالِبُها
إِذا الزَعانِفُ مِن أَظفارِها خَشَعوا
لا فُرُحٌ إِن أَصابوا مِن عَدُوِّهِمُ
وَإِن أُصيبوا فَلا خورٌ وَلا جُزُعُ
كَأَنَّهُم فِي الوَغى وَالمَوتُ مُكتَنِعٌ
أُسدٌ بِبيشَةَ فِي أَرساغِها فَدَعُ
إِذا نَصَبنا لِقَومٍ لا نَدِبُّ لَهُم
كَما يَدِبُّ إِلى الوَحشِيَّةِ الذَرَعُ
أَكرِم بِقَومٍ رَسولُ اللهِ قائِدُهُم
إِذا تَفَرَّقَتِ الأَهواءُ وَالشِيَعُ
أَهدى لَهُم مِدحَتي قَلبٌ يُؤازِرُهُ
فيما يُحِبُّ لِسانٌ حائِكٌ صَنَعُ
فَإِنَّهُم أَفضَلُ الأَحياءِ كُلِّهِمِ

إِن جَدَّ بِالناسِ جِدُّ القَولِ أَو شَمِعوا

★★★

جب حضرت حسان ؓ نے ان کو انہیں کے سے اشعار میں جواب دیا تو ان لوگوں نے کہا کہ واللہ آنحضرت ﷺ کا خطیب ہمارے خطیب سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے، اور آپ ﷺ کا شاعر ہمارے شاعر سے بڑھا ہوا ہے۔

(طبقات ابن سعد ج۲ ص/۲۰۸)

اہل وعیال

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی کا نام سیرین رضی اللہ عنہا تھا جو ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہمشیرہ تھیں ان سے عبدالرحمٰن نامی ایک لڑکا پیدا ہوا، اس بنا پر عبدالرحمٰن اور ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ حقیقی خالہ زاد بھائی تھے۔

فضل وکمال

آپ نے پیارے پیغمبر ﷺ سے چند حدیثیں روایت کی ہیں، راویوں میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ، سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ، ابوسلمہ بن عبدالرحمن، عروہ بن زبیر، رضی اللہ عنہ ابو الحسن مولیٰ بنو نوفل، خارجہ بن زید بن ثابت، یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب اور دیگر حضرات ہیں۔

وفات

آنحضرت ﷺ کے بعد کافی عرصہ تک زندہ رہے 110 برس کی عمر پائی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے 50ھ یا 54ھ میں وفات پائی۔

جب 11ھ میں پیارے پیغمبر ﷺ نے انتقال فرمایا، تو مسلمانوں کے لیے اس سے بڑھ کے کوئی غم نہیں ہوسکتا تھا، چنانچہ حضرت حسان ؓ نے کئی پر درد مرثیے لکھے ہیں، جن کو انشاء اللہ ہم آگے تفصیل سے پیش کریں گے، پہلا قصیدہ ہے:

قصيدة. آلَيتُ حَلفَةَ بَرٍّ غَيرِ ذي دَخَلٍ

آلَيتُ حَلفَةَ بَرٍّ غَيرِ ذي دَخَلٍ
مِنّي أَلِيَّةَ بَرٍّ غَيرِ إِفنادِ
بِاللَهِ ما حَمَلَت أُنثى وَلا وَضَعَت
مِثلَ النَّبِيِّ رَسولِ الرَّحمَةِ الهادي

میں سچی قسم کھاتا ہوں، کسی بھی طرح کی آمیزش سے پاک، میری طرف سے ایک سچی قسم، ہر قسم کے جھوٹ سے پاک۔

خدا کی قسم آج تک نہ کوئی عورت حاملہ ہوئی اور نہ ہی کوئی بچہ پیدا ہوا۔ نبی رحمت، رسول ہادی کی طرح۔

وَلا مَشى فَوقَ ظَهرِ الأَرضِ مِن أَحَدٍ
أَوفى بِذِمَّةِ جارٍ أَو بِميعادِ
مِنَ الَّذي كانَ نوراً يُستَضاءُ بِهِ

مَبارَكَ الأَمرِ ذا حَزمٍ وَإِرشادِ

اور روئے زمین پر کبھی کوئی نہیں چلا،

پڑوسی کے وعدے یا عہد کی پاسداری کرنے والا زیادہ وفادار۔

اس ہستی کے مقابلے میں جو ہدایت کا نور تھا، جس سے روشنی حاصل کی جاتی تھی۔

اپنے معاملات میں برکت والا، حکمت والا اور رہنمائی کرنے والا۔

مُصَدِّقاً لِلنَّبِيِّينَ الأُلى سَلَفوا

وَأَبذَلَ النَّاسِ لِلمَعروفِ لِلجادي

خَيرَ البَرِيَّةِ إِنّي كُنتُ في نَهَرٍ

جارٍ فَأَصبَحتُ مِثلَ المُفرَدِ الصَّادي

پہلے آنے والے انبیاء کی تصدیق کرنے والا، اور نیکی کے کاموں میں ضرورت مندوں کو دل کھول کر دینے والا۔ سب سے بہتر مخلوق میں، بیشک پہلے میں بہتے دریا میں تھا، اور اب میں ایک پیاسے تنہا مسافر کی طرح ہوں۔

أَمسى نِسَاؤُكَ عَطَّلنَ البُيوتَ فَمَا

يَضرِبنَ فَوقَ قَفَا سِترٍ بِأَوتادِ

مِثلَ الرَواهِبِ يَلبَسنَ المُسوحَ وَقَد

أَيقَنَّ بِالبُؤسِ بَعدَ النِعمَةِ البادي

تمہاری عورتوں نے اس حال میں شام کی ہے کہ انہوں نے اپنا گھر چھوڑ دیا ہے، اس لیے وہ اب نہیں ماریں گی، پردے کے پچھلے حصے کو کھونٹے سے۔

راہباؤں کی طرح وہ ٹاٹ اوڑھتی ہیں،

اور ظاہری نعمت کے بعد انہیں مصائب کا یقین ہو گیا ہے۔

دفاعی نظمیں

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسلامی شاعری کا موضوع مدافعت عن الدین یا ہجو کفار ہے، انھوں نے بہت سے کفار کی ہجو لکھی ہے؛ لیکن اس کے باوجود ان کا کلام فحاشی سے بالکل پاک ہے۔حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہجو سب وشتم پر مشتمل نہ تھی؛ بلکہ مدافعت تھی اور وہ بھی بطریق احسن و بہ پیرایہ مناسب، صاحب اسد الغابہ لکھتے ہیں:

فكان حسان وكعب يعارضانهم، مثل قولهم في الوقائع والأيام والمآثر، ويذكرون مثالبهم

یعنی حسان و کعب مشرکین کی رزمیہ اور فخریہ نظموں کا جواب دیتے تھے اور ان کے مثالب کا تذکرہ کرتے تھے۔

حضرت حسانؓ بن ثابت نے ہجو گوئی اس طرح شروع کی کہ مشرکین میں ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب، عبداللہ بن زبعری، عمرو بن عاص، ضراء بن خطاب، پیارے پیغمبر ﷺ کی ہجو کرتے تھے، لوگوں نے حضرت علیؓ سے درخواست کی کہ آپ ان کے جواب میں ہجو لکھیں، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہو تو میں

آمادہ ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ہوئی تو فرمایا' علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کام کے لیے موزوں نہیں، اس کام کو انصار کریں گے جنھوں نے تلوار سے میری مدد کی ہے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے زبان پکڑ کر کہا میں اس کام کے لیے بخوشی آمادہ ہوں۔ ارشاد ہوا کہ قریش کی ہجو کس طرح کرو گے حالانکہ میں بھی انہی میں سے ہوں، عرض کیا:

لأسلنك منهم كما تسل الشعرة من العجي۔

میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح نکالوں گا جیسے آٹے سے بال نکالا جاتا ہے۔

(اسد الغابہ باب حسان بن ثابت:1/255)

فرمایا تو تم نسب ناموں میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مدد لینا ان کو قریش کے نسب میں اچھی واقفیت ہے۔ حضرت حسان بن رضی اللہ عنہ ثابت، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق کے پاس جاتے اور ان سے دریافت کرتے تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق بتاتے کہ فلاں فلاں عورتوں کو چھوڑ دینا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دادیاں ہیں، باقی فلاں فلاں عورتوں کا تذکرہ کرنا، چنانچہ انہوں نے ابوسفیان بن حارث کی ہجو میں یہ اشعار لکھے:

وَأَنَّ سَنَامَ الْمَجْدِ مِنْ آلِ هَاشِمٍ

بَنُوْ بِنْتِ مَخْزُوْمٍ وَوَالِدُكَ الْعَبْدُ.

اور شان وشوکت کا مقام ہاشم کے گھر سے ہے، جو مخزوم کی بیٹی کی اولاد ہیں، اور تمہارے باپ غلام ہیں۔

ومن ولدت أبناء زهرة منهم

كرام ولم يقرب عجائزك المجد.

اور جن میں سے زہرہ کے بیٹے پیدا ہوئے وہ معزّز ہیں، اور تمھاری بوڑھی عورتوں کے نزدیک شان وعظمت نہیں آئی۔

وَلَسْتَ كَعَبَّاسٍ وَلَا كَابْنُ أُمِّهِ

ولكن لئيم ليس يورى له زند.

اور نہ تو عباس جیسا ہے اور نہ اس کی ماں کے بیٹے جیسا، لیکن تو ناپاک ہے، جس کا کوئی پتہ نہیں ہوسکتا۔

وأن امرأ كانت سمية أمه

وسمراء مغمور إذا بلغ الجهد.

وانت هجين نيط فى آل هاشم

كما نيط خلف الراكب القدح الفرد

اور ایک ایسا شخص جس کی ماں سمیہ تھی اور سمراء، جس کی سیاہ جلد والی خوبصورتی اس وقت ماند پڑگئی تھی جب وہ اپنی طاقت تک پہنچی۔ اور آپ ہاشم کے خاندان سے منسلک ایک ہائبرڈ ہیں، جیسا کہ ایک اکیلا پیالہ سوار کے پیچھے جڑا ہوا ہو۔

جب سفیان بن حارث تک یہ اشعار پہنچے تو بولا کہ ان شعروں میں ابن قحافہ ابوبکرؓ صدیق کا حصہ ضرور ہے، ان اشعار میں انھوں نے حضرت عبد اللہ، ابو طالب، زبیر بن عبد المطلب، حضرت حمزہ، حضرت صفیہؓ، حضرت عباسؓ اور ضراء بن عبد المطلب کو مستثنیٰ کرکے ابوسفیان کی ماں سمیہ اور اس کے باپ حارث کی ماں سمراء پر طنز کیا

ہے۔ (اسد الغابہ:5/2)

اسی ابوسفیان کی ہجو میں کہتے ہیں:

هَجَوْتَ مُحَمَّداً فَأَجَبْتُ عَنْهُ
وَعِنْدَ اللهِ فِيْ ذَاكَ الْجَزَاءُ
هَجَوْتَ مُطَهَّراً بِرًّا حَنِيْفاً
أَمِيْنَ اللهِ شِيْمَتهُ الْوَفَاءُ

یہ پورا قصیدہ آنے والے صفحات میں لکھا جائے گا انشاء اللہ۔

(الاستیعاب،حسان بن ثابتؓ)

مشرکین پر ان شعروں کا جو اثر پڑتا تھا، اس کو آنحضرت ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

إن قوله فيهم أشد من وقع النبل

حسان کا شعر ان میں تیر ونشتر کا کام کرتا ہے۔

مدح

حضرت حسانؓ مدح اچھی لکھتے تھے، پیارے پیغمبر ﷺ کی مدح میں جو شعر لکھے ہیں اب ان کو بھی سننا چاہیے:

مَتٰى يَبْدُ فِي الدَّاجِيْ الْبَهِيْمِ جَبِيْنُهٗ
يَلُحْ مِثْلَ مِصْبَاحِ الدُّجٰى الْمُتَوَقِّدِ

جب تاریکی کے سمندر میں ان کی پیشانی ظاہر ہوتی تھی

تو وہ یوں چمکتی جیسے کوئی روشن اور دہکتا ہوا چراغ نمایاں کر دیا گیا ہو۔

فَمَنْ كَانَ اَوْ مَنْ يَكُوْنُ كَاَحْمَدٍ

نِظَامٌ لِحَقٍّ اَوْ نَكَالٌ لِمُلْحِدِ

پہلے لوگوں میں آپ ﷺ جیسا کوئی نہ گزرا، اور آئندہ بھی کون آپ جیسا ہوسکتا ہے،

آپ ﷺ حق کے محافظ اور باطل کا قلع قمع کرنے والے تھے۔

(دیوان حسان بن ثابت،ص٦٧)

شان رسالت ﷺ میں حضرتِ حسان بن ثابت (رضی اللہ عنہ) کے کہے گئے چند مایہ ناز خوبصورت اشعار ملاحظہ فرمائیں:

وَأَحسَنُ مِنكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي

وَأَجْمَلُ مِنكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ

كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

حضرت حسان بن ثابت ؓ کے مندرجہ بالا اشعار کو شعراء نے اردو کے قالب میں کچھ یوں ڈھالا ہے:

تجھ سے حسین تر کوئی دیکھا نہیں گیا

تجھ سا جمیل بھی کسی ماں نے نہیں جنا

ہر عیب سے بری تجھے پیدا کیا گیا
گویا جو تو نے چاہا تھا آخر وہی ہوا

کسی نے کہا:

نگاہوں نے نہ دیکھا ہے نہ ہرگز دیکھ پائیں گی
حسیں ایسا زمانے میں کہاں سے مائیں لائیں گی
خدا نے کر دیا انمول آقا تیری خلقت کو
کہ جلوہ دیکھ کر حوریں حسن کو بھول جائیں گی

کسی نے کہا:

جہاں میں تجھ سا چہرہ ہے نہ ہے خندہ جبیں کوئی
ابھی تک جن سکی نہ عورتیں تجھ سا حسیں کوئی
نہیں رکھی ہے قدرت نے میرے آقا کمی تجھ میں
جو چاہا آپ نے مولا، وہ رکھا ہے سبھی تجھ میں

کسی نے یوں کہا:

تجھ سا حسین آنکھ نے دیکھا نہیں کبھی
تجھ سا جمیل ماؤں نے اب تک نہیں جنا
ہر عیب سے بری تجھے پیدا کیا گیا
تو چاہتا تھا جس طرح ویسے ہی بنا

☆☆☆

نعت گوئی حضرت حسانؓ کی روح ورواں میں رچ بس گئی تھی ،جس عظمت و

محبت سے اور جس ادب و احترام سے انہوں نے نعت گوئی کا حق ادا کیا ہے وہ انہی کا حصّہ ہے۔اس لئے وہ بجا کہتے ہیں:

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِيْ
وَلٰكِنْ مُدِحَتْ مَقَالَتِيْ بِمُحَمَّدٍ

میں نے اپنے کلام سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح نہیں کی ، بلکہ میرے کلام کی مدح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ہوئی۔

حضرت حسّان رضی اللہ عنہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح ونعت ایمانی جذبہ اور محبت کے ساتھ لکھتے تھے ،ان کے اشعار بڑے جاندار اور پر کیف ہوتے تھے۔مثلاً ان کے یہ اشعار جو انہوں نے فتح مکّہ سے قبل حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے ، اور انہوں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں نا مناسب باتیں کی تھیں،حضرت حسّان رضی اللہ عنہ نے ان کا جواب دیتے ہوئے یہ اشعار کہے تھے:

قصیدۃ حسان بن ثابت فی مدح رسول اللہ ﷺ

شعراء کی عادت کے مطابق قصیدہ کے آغاز میں چند اشعار تشبیب کے ہیں ۔اور تشبیب کہتے ہیں قصائد کے آغاز میں نازک دلرباؤں کا تذکرہ کر کے سامعین کے دلوں کو گرمانے کو، یہاں پر بھی حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے بطور تشبیب کے چند اشعار پڑھے ہیں جن میں آبادیوں کی ویرانی کا ماتم، اور محبوباؤں وغیرہ کا ذکر کیا ہے:

قَالَ حَسَّانُ :

عَفَت ذاتُ الأَصابِعِ فَالجِواءُ

عَفَت ذاتُ الأَصابِعِ فَالجِواءُ
إِلى عَذراءَ مَنزِلُها خَلاءُ

افسوس کہ ذات الاصابع اور "الجوا" سے لے کر "عذرا" تک کے (تمام آبادیوں کے) نشانات مٹ گئے ہیں، اوران کی رہائش گاہیں خالی پڑی ہیں۔

دِيارٌ مِن بَني الحَسحاسِ قَفرٌ
تُعَفّيها الرَوامِسُ وَالسَماءُ

بنوالحس حاس (مشہور قبیلہ تھا) کے علاقے چٹیل میدان پڑے ہیں کہ ہوائیں اور بارشیں ان کا حلیہ بگاڑ رہی ہیں۔

وَكانَت لا يَزالُ بِها أَنيسٌ

خِلالَ مُروجَها نَعَمٌ وَشاءُ

ان میں ہمیشہ انسان رہا کرتے تھے، اوران کی چراگاہوں میں بکثرت، بکریاں اور مویشی چرا کرتے تھے، (آج ان آبادیوں کے نام ونشان مٹ چکے ہیں یہ ایسی چیز ہے جس پر زاروقطار رونا چاہئے)۔

فَدَع هَذا وَلَكِن مَنْ لِطَيفٍ

يُؤَرِّقُني إِذا ذَهَبَ العِشاءُ

چلئے! اس کو بھی جانے دیجئے! لیکن (محبوبہ کے) اس خیال کا کیا علاج کیا جائے جو عشاء کے بعد مجھے بے خواب رکھتا ہے۔ (جبکہ لوگ میٹھی نیند سو رہے ہوتے ہیں)۔

لِشَعثاءَ الَّتي قَد تَيَّمَتهُ

فَلَيسَ لِقَلبِهِ مِنها شِفاءُ

یہ شعسا کا خیال ہے جس نے اس (شاعر) کو مسحور اور فریفتہ کر رکھا ہے پس اس کے دل کو نہ شفا ہے اور نہ سکون وقرار۔

كَأَنَّ سَبيئَةً مِن بَيتِ رَأسٍ

يَكونُ مِزاجَها عَسَلٌ وَماءُ

(محبوب کا خمار عشق) گویا شراب ہے جو بیت رأس نامی جگہ سے لائی گئ ہو، اور اس میں شہد اور پانی ملایا جائے۔

نُوَلّيها المَلامَةَ إِن أَلَمنا

إذا ما كان مَقتٌ أَو لِحاءُ

وَنَشرَبُها فَتَترُكُنا مُلوكاً

وَأُسداً ما يُنَهنِهُنا اللِّقاءُ

اگر ہم سے کوئی لائق ملامت حرکت سرزد ہوتو ہم اسے شراب کی طرف منسوب کر دیتے ہیں، جیسے کہ کوئی مار کٹائی یا لڑائی جھگڑا اور گالم گلوچ کا واقعہ ہو۔

ہم وہ شراب پیتے ہیں تو وہ ہمیں (غم دنیا وعقبیٰ سے بے نیاز کر کے) بادشاہ بنا دیتی ہے۔اور ایسا شیر بہادر بنا دیتی ہے کہ ہمیں میدان کارزار کا مقابلہ ڈرپوک اور کمزور نہیں کرتا۔

یہاں تک تشبیب تھی، اب شاعر اپنے اصلی مقصد کی طرف آتے ہوئے قریش مکّہ کو للکارتے ہوئے کہتا ہے:

عَدِمْنَا خَيْلَنَا إِنْ لَّمْ تَرَوْهَا

تُثِيْرُ النَّقْعَ مَوْعِدُهَا كَدَاءُ

اللہ کرے کہ ہمارے گھوڑے باقی نہ رہیں اگر تم انہیں مکہ پر چڑھائی کرنے کے لئے مقام کداء کی طرف سے بڑھتے ہوئے غبار اڑاتے ہوئے نہ دیکھو۔

تُبَارِيْنَا الْاَعِنَّةَ مُصْعِدَاتٍ

عَلٰى أَكْتَافِهَا الأَسَلُ الظِّمَاءُ

ہمارے گھوڑے وادی کے اوپر والے حصے کی طرف چڑھتے ہوئے ایسی تیزی دکھاتے

ہیں کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ لگام سے مقابلہ کر رہے ہیں۔ نیز ہمارے گھڑ سواروں کے پاس خون کے پیاسے نیزے بھی اٹھائے ہوئے ہیں۔

تَظَلُّ جِيَادُنَا مُتَمَطِّرَاتٍ

تُلَطِّمُهُنَّ بِالْخُمُرِ النِّسَاءُ

ہمارے گھوڑے ہمیشہ دوڑتے ہوئے آنے کی وجہ سے پسینہ میں شرابور رہتے ہیں، ان کے منہ عورتیں اپنے سر کے دوپٹوں سے پونچھتی ہیں۔

فَإِمَّا تُعْرِضُوا عَنَّا اعْتَمَرْنَا

وَكَانَ الْفَتْحُ وَانْكَشَفَ الْغِطَاءُ

اے دشمنو! اگر تم ہمارے مقابلہ میں نہ آئے تو ہم عمرہ کر لیں گے، اور بالآخر فتح حاصل ہو جائے گی اور پردہ اٹھ جائے گا۔

وَإِلَّا فَاصْبِرُوا لِجِلَادِ يَوْمٍ

يُعِزُّ اللهُ فِيهِ مَنْ يَشَاءُ

ورنہ تم اس دن کی مار کے لیے صبر کرو جس دن اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا عزت دے گا۔

وَجِبْرِيلٌ رَسُولُ اللهِ فِينَا

وَرُوحُ الْقُدُسِ لَيْسَ لَهُ كِفَاءُ

اور (روح القدس) جبریل علیہ السلام کو اللہ کی طرف سے ہم میں بھیجا گیا ہے اور وہ روح القدس ہیں جن کا (کائنات میں) کوئی مد مقابل نہیں۔

وَقَالَ اللّٰهُ : قَدْ أَرْسَلْتُ عَبْدًا

يَقُولُ الْحَقَّ لَيْسَ بِهِ خِفَاءُ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ایک ایسے بندۂ خاص کو بھیجا ہے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو سچ کہتا ہے اس کی بات (اور رسول ہونے میں) میں کچھ شبہ نہیں ہے۔

شَهِدْتُ بِهٖ فَقُوْمُوْا صَدِّقُوْهُ

فَقُلْتُمْ لَا نَقُوْمُ وَلَا نَشَاءُ

میں ان پر ایمان لے آیا اور ان کی رسالت کی تصدیق کی، تم سے بھی کہا گیا کہ تم بھی اٹھو اور ان کی تصدیق کرو، لیکن (تم نے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا اور) تم کہنے لگے کہ نہ ہم اٹھیں گے، اور نہ ہم تصدیق کرنا چاہتے ہیں۔

وَقَالَ اللّٰهُ : قَدْ يَسَّرْتُ جُنْدًا

هُمُ الْأَنْصَارُ عُرْضَتُهَا اللِّقَاءُ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (اگر تم نہیں اٹھنا چاہتے تو مت اٹھو) میں نے (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کے لئے) ایک ایسا لشکر تیار کیا ہے انصار کا، جن کا مقصد کافروں سے مقابلہ کرنا ہے۔

لَنَا فِي كُلِّ يَوْمٍ مِنْ مَعَدٍّ

سِبَابٌ أَوْ قِتَالٌ أَوْ هِجَاءُ

ہر آئے دن ہماری قریش مکہ کے ساتھ ٹھنی رہتی ہے، کبھی زبانی گالم گلوچ کافروں سے

کبھی لڑائی میدان کارزار میں تو کبھی کافروں کی ہجو ہے۔

فَنَحْكُمُ بِالْقَوَافِيْ مَنْ هَجَانَا

وَنَضْرِبُ حِيْنَ تَخْتَلِطُ الدِّمَاءُ

جوشخص اشعار میں ہماری ہجو کرتا ہے ہم اشعار کے ذریعہ ہی اس کا جواب دیتے ہیں، اور جو ہمارے خلاف میدان جنگ میں اترتا ہے تو ہم تلواروں کی ضربیں بھی خوب دکھاتے ہیں۔

أَلَا أَبْلِغْ أَبَا سُفْيَانَ عَنِّيْ

مُغَلْغَلَةً فَقَدْ بَرِحَ الْخِفَاءُ

ہاں! میری طرف سے ابوسفیان کو یہ پیغام پہنچادو کیونکہ اس کے دل کے گندے خیالات سے پردہ ہٹ چکا ہے۔

یہاں ابوسفیان سے مراد ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب ہے جو پیارے پیغمبر ﷺ کے چچا زاد بھائی، اور سخت معاند تھے اس کے قصیدے کا جواب حضرت حسان رضی اللہ عنہ اس قصیدے میں دے رہے ہیں جو اس نے آپ ﷺ کی تنقیص میں لکھا تھا۔بعد میں فتح مکّہ کے موقع پر مسلمان ہوئے جیسے کہ پہلے ذکر ہوا۔

بِأَنَّ سُيُوْفَنَا تَرَكَتْكَ عَبْدًا

وَعَبْدَ الدَّارِ سَادَتُهَا الْإِمَاءُ

اسے یہ پیغام بھی پہنچادو کہ ہماری تلواروں نے تجھے ذلیل غلام بنادیا ہے، اورقبیلہ

عبدالدار کی سرداری باندیوں کے ہاتھ میں دے دی ہے۔

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَأَجَبْتُ عَنْهُ
وَعِنْدَ اللهِ فِي ذَاكَ الْجَزَاءُ

حسان نے کہا: کہ ابوسفیان! تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برائی کی تو میں نے اس کا جواب دیا اور اللہ تعالیٰ کے یہاں مجھے اس کا بدلہ دیا جائے گا۔

هَجَوْتَ مُحَمَّدً بِرًّا حَنِيفًا
رَسُوْلُ اللّٰهِ شَيْمَتُهُ الْوَفَاءُ

تو نے محمد ﷺ کی تنقیص کی؟ جو نیک، پاک دامن اور دین حنیف کے پیروکار ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے مقدس رسول ہیں، اور جن کی عادت و جبلّت وفاداری ہے۔

أَتَهْجُوْهُ وَلَسْتَ لَهُ بِكُفْءٍ
فَشَرُّكُمَا لِخَيْرِكُمَا الْفِدَاءُ

تمہاری مجال کیسے ہوئی کہ تم (ہمارے آقا) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (سبّ و شتم) کرو جبکہ تم تو خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس نعلین کے برابر بھی نہیں گردانے جاتے۔ بس پھر یہ بات ٹھہری کے تم میں بدتر کو تم میں سے بہتر (یعنی پیارے پیغمبر ﷺ) پر قربان ہوجانا چاہیے

هَجَوْتَ مُبَارَكًا بَرًّا حَنِيفًا
اَمِيْنَ اللّٰهِ شِيمَتُهُ الْوَفَاءُ

تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برائی کی جو بابرکت ہیں، نیک اور پرہیزگار ہیں، اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اللہ کے یہاں معتبر ہیں اور وفاداری ان کی خصلت ہے۔

فَمَنْ يَهْجُوْ رَسُوْلَ اللهِ مِنْكُمْ

وَيَمْدَحُهُ وَيَنْصُرُهُ سَوَاءُ

تم میں سے جو شخص حضور ﷺ کی برائی بیان کرے، اور دوسرا وہ شخص جو رسول اللہ ﷺ کی تعریف کرے، یا ان کی مدد کرے کیا یہ دونوں برابر ہیں؟۔

فَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَهُ وَعِرْضِي

لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ

پس میرے باپ دادا، اور میری عزت وآبرو (بیوی بچے) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو بچانے کے لیے تمہارے مقابلے میں ڈھال ہیں۔

لِسَانِيْ صَارِمٌ لَا عَيْبَ فِيْهِ

وَبَحْرِيْ لَا تُكَدِّرُهُ الدِّلَاءُ

میری زبان ایک تیز دھار تلوار کی طرح ہے جس میں کوئی عیب نہیں، اور میرا دریا ایسا سمندر فراواں ہے جس کو ڈول گدلا نہیں کرسکتے۔(یعنی کوئی میرا مقابلہ نہیں کرسکتا)۔

(اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم ص۱۳۹)

★★★

اَغَرُّ عَلَيۡهِ لِلنُّبُوَّةِ خَاتَمٌ

اسی طرح پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں آپ کا ایک اور قصیدہ ہے:

اَغَرُّ عَلَيۡهِ لِلنُّبُوَّةِ خَاتَمٌ

مِنَ اللّٰهِ مَشۡهُوۡدٌ، يَلُوۡحُ وَ يُشۡهَدُ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مہر نبوت چمک رہی ہے۔

جو اللہ کی طرف سے آپ کی سچائی کی وہ دلیل ہے، جو چمکتی ہے اور گواہی دیتی ہے

وَضَمَّ الۡاِلٰهُ اسۡمَ النَّبِيِّ اِلَى اسۡمِهٖ

اِذَا قَالَ فِي الۡخَمۡسِ الۡمُؤَذِّنُ اَشۡهَدُ

اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام گرامی اپنے نام مبارک سے مربوط کر دیا،

اسی لئے مؤذن پانچوں وقت اذان میں "اشھد" کہتا ہے۔

وَ شَقَّ لَهٗ مِنِ اسۡمِهٖ لِيُجِلَّهٗ

فَذُو الۡعَرۡشِ مَحۡمُوۡدٌ وَهٰذَا مُحَمَّدُ

اللہ تعالیٰ نے ان کی عزت میں اضافہ کرنے کے لئے اپنے نام سے اپنے پیغمبر کا نام

نکالا، پس عرش والا [خدا] محمود ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محمد ہیں۔

نَبِيٌّ اَتَانَا بَعۡدَ يَاۡسٍ وَ فَتۡرَةٍ

مِنَ الرُّسُلِ، وَالۡاَوۡثَانُ فِي الۡاَرۡضِ

تُعۡبَدُ

یہ ایسے نبیؐ ہیں جو ناامیدی اور انبیاء کے سلسلہء بعثت کے طویل وقفے کے بعد ہم تک آئے ہیں، اور اس وقت آئے جب زمین پر بتوں کی پرستش ہو رہی تھی۔

فَاَمۡسٰی سِرَاجًا مُسۡتَنِیۡرًا وَ هَادِیًا

یَلُوۡحُ كَمَا لَاحَ الصَّقِیۡلُ الۡمُهَنَّدُ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روشن چراغ، روشنی دینے والے اور ہادی بن کر آئے۔ جن کی ہدایت کی چمک ایسی ہے جیسے ہندی تلوار چمکتی ہے

وَاَنۡذَرَنَا نَارًا، وَ بَشَّرَ جَنَّةً

وَعَلَّمَنَا الۡاِسۡلَامَ، فَاللّٰهَ نَحۡمَدُ

آپ نے ہمیں جہنم کی آگ سے ڈرایا، جنت کی بشارت دی، اسلام سکھایا۔ پس اس نعمت پر اللہ ہی ہے جس کی ہم حمد کرتے ہیں

وَاَنۡتَ اِلٰهَ الۡخَلۡقِ رَبِّیۡ وَ خَالِقِیۡ،

بِذَالِكَ مَا عَمَّرۡتُ

فِی النَّاسِ اَشۡهَدُ

اور اے ساری مخلوق کے معبود! آپ ہی میرے رب اور خالق ہیں۔ میں زندگی بھر اس کی شہادت دیتا رہوں گا۔

تَعَالَيْتَ رَبَّ النَّاسِ

عَنْ قَوْلِ مَنْ دَعَا

سِوَاكَ اِلٰهًا اَنْتَ اَعْلٰى وَ اَمْجَدُ

اے سارے جہاں کے رب۔ تیری شان بڑی ہے اور تو بلند ہے،

اس شخص کے قول سے جو تیرے سوا کسی کو پکارتا ہے۔

تو بہت بلند اور بڑائیوں والا ہے

لَكَ الْخَلْقُ ، وَالنَّعْمَآءُ وَالْاَمْرُ كُلُّهُ

فَاِيَّاكَ نَسْتَهْدِىْ ،

وَ اِيَّاكَ نَعْبُدُ

حیات بخشی اور نفع رسانی اور ساری حکمرانی صرف تیری ہے۔

ہم تجھ ہی سے ہدایت مانگتے ہیں

اور تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔

☆☆☆

وَاللهِ رَبّی لا نُفارِقُ ماجِداً

اس انداز کا ایک اور قصیدہ نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے
جس کے چند اشعار یہ ہیں:

وَاللهِ رَبِّي لَا نُفَارِقُ مَاجِداً
عَفَّ الْخَلِيْقَةِ مَاجِدَ الْأَمْجَادِ

بخدا! ہم اس ذات گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کبھی روگردانی نہیں کریں گے،
جو تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ پاکباز اسلاف کے لئے قابل فخر ہے۔

مُتَكَرِّماً يَدْعُوْ إِلٰى رَبِّ الْعُلٰى
بَذَلَ النَّصِيْحَةَ رَافِعَ الْأَعْمَادِ

احسان فرمانے والے، خدائے بزرگ و برتر کی طرف بلانے والے،
خیر خواہ، بڑے سرچشم اور با مروّت۔

مِثْلَ الْهِلَالِ مُبَارَكاً ذَا رَحْمَةٍ
سَمْحَ الْخَلِيْقَةِ طَيِّبَ الْأَعْوَادِ

ماہ نو کی طرح بابرکت، سراپا رحمت،
نرم خو، عالی نسب عمدہ خوشبو والے ہیں۔

إِنْ تَتْرُكُوْهُ فَإِنَّ رَبِّيْ قَادِرٌ

أَمسَى يَعُودُ بِفَضْلِهِ الْعَوَّادِ

اگرتم لوگ ان کو چھوڑ بھی دو گے تو میرا رب قادر ہے،

وہ اپنے فضل و احسان سے پھر آپ کی طرف مائل ہے،

وَاللهِ رَبِّيْ لَا نُفَارِقُ أَمْرَهُ

مَا كَانَ عَيْشٌ يُرْتَجَى لِمَعَادِ

اوراس کے فضل سے آپ ﷺ کے دشمن آپ کے دوست بن کے رہیں گے۔

اللہ کی قسم جو میرا رب ہے! ہم ان کے دین کو نہیں چھوڑیں گے،

ورنہ آخرت میں کسی طرح کی سلامتی کی امید نہ رہے گی۔

لَا نَبْتَغِيْ رَبّاً سِوَاهُ نَاصِراً

حَتّٰى نُوَافِيَ ضَحْوَةَ الْمِيْعَادِ

ہم اللہ کے سوا کسی کو رب بنانا نہیں چاہتے،

اور نہ اس کے سوا کسی کو مددگار سمجھتے ہیں،

اورحشر تک ہم اس عقیدے پر رہیں گے۔

☆☆☆

بِطَيْبَةَ رَسْمٌ لِلرَّسُوْلِ وَمَعْهَدُ

پیارے پیغمبر ﷺ کی یاد میں

پیارے پیغمبر ﷺ کی وفات کے بعد حضرت حسّان ؓ نے جو آپ کی مدح میں مرثیہ کہا اس میں رقت انگیزی بہت ہے فرماتے ہیں:

بِطَيْبَةَ رَسْمٌ لِلرَّسُوْلِ وَمَعْهَدُ
مُنِيْرٌ وَقَدْ تَعْفُو الرُّسُوْمُ وَتَهْمَدُ

طیبہ میں رسول اللہ ﷺ کے روشن نشانات ہیں، اور آپ ؐ کا بصیرت افروز مرکز ہے،
دنیا کے نشانات مٹتے رہتے ہیں، اور پرانے ہوتے رہتے ہیں۔

وَلَا تَنْمَحِي الْآيَاتُ مِنْ دَارِ حُرْمَةٍ
بِهَا مِنْبَرُ الْهَادِيْ الَّذِيْ كَانَ يَصْعَدُ

لیکن نشانیاں آپ کے حرم پاک کی نہیں مٹ سکتیں،
جہاں ہادی ﷺ کا منبر ہے، جس پر آپ چڑھا کرتے تھے۔

وَوَاضِحُ آيَاتٍ وَبَاقِيْ مَعَالِمٍ
وَرَبْعٌ لَهُ فِيْهِ مُصَلًّى وَمَسْجِدُ

حرم نبوی میں ہمیشہ باقی رہنے والے نشانات ہیں،
جن میں سے وہ حصہ جہاں مسجد اور آپ کی سجدہ گاہ ہے۔

بِهَا حُجُرَاتٌ كَانَ يَنْزِلُ وَسْطَهَا
مِنَ اللهِ نُوْرٌ يُسْتَضَاءُ وَيُوْقَدُ

اس کے پہلو میں آپ ﷺ کے وہ حجرے ہیں
جہاں انوار کی بارش اور ہدایت کی کرنیں پھوٹا کرتی تھیں۔

مَعَالِمُ لَمْ تُطْمَسْ عَلَى الْعَهْدِ آيُهَا
أَتَاهَا الْبِلَى فَالْآيُ مِنْهَا تَجَدَّدُ

یہ وہ نشانات ہیں جو مرور زمانہ سے کبھی نہیں مٹیں گے،
بلکہ ہر لمحہ تازہ اور تا ابد زندہ رہنے والے آثار ہیں۔

عَرِفْتُ بِهَا رَسْمَ الرَّسُوْلِ وَعَهْدَهُ
وَقَبْرًا بِهِ وَارَاهُ فِي التُّرْبِ مِلْحِدُ

مسجد میں جایئے تو رسول اللہ ﷺ کی ایک ایک چیز یاد آئے گی،
اور آپ ﷺ کی قبر مبارک ہے جس لحد نے آپ کے جسم مبارک کو چھپایا ہوا ہے۔

ظَلِلْتُ بِهَا أَبْكِي الرَّسُوْلَ فَأَسْعَدَتْ
عُيُوْنٌ وَمِثْلَاهَا مِنَ الْجَفْنِ تُسْعِدُ

رسول اللہ ﷺ کے فراق پر میں رویا،
تو میری آنکھوں کی پلکیں بھیگنے میں میری مدد کر رہی تھیں۔

تَذَكَّرُ آلَاءَ الرَّسُوْلِ وَمَا أَرَى
لَهَا مُحْصِياً نَفْسِي فَنَفْسِي تَبَلَّدُ

رسول اللہ کے احسانات کہاں تک گنواؤں جو مجھ پر ہوئے،
اور کیسے انہیں شمار کروں عقل حیران ہے۔

مُفَجَّعَةٌ قَدْ شَفَّهَا فَقْدُ أَحْمَدٍ
فَظَلَّتْ لِآلَاءِ الرَّسُوْلِ تُعَدِّدُ

میرا نفس اس غم کی وجہ سے بے قرار ہے، اور احمدؐ کی جدائی نے اسے کمزور کر دیا ہے،
اور وہ حضور ﷺ کے انعامات کی کثرت کے بارے میں سوچ رہا ہے۔

وَمَا بَلَغَتْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ عَشِيْرَهُ
وَلَكِنَّ لِنَفْسِي بَعْضَ مَا فِيْهِ تَحْمَدُ

وہ کسی نعمت کے عشر عشیر کے بارے میں بھی نہیں سوچ پایا،
لیکن اس نے آپ کی صفات میں سے صرف چند ایک کو ہی بیان کیا ہے۔

أَطَالَتْ وُقُوْفاً تَذْرِفُ الْعَيْنُ جُهْدَهَا
عَلَى طَلَلِ الْقَبْرِ الَّذِي فِيْهِ أَحْمَدُ

اس نے لمبا وقوف اختیار کیا اور آنکھوں نے آنسو بھانے میں اپنی کوشش جاری رکھی،
اس روضہ کے کنارے جس میں احمد ﷺ آرام فرما رہے ہیں۔

فَبُوْرِكْتَ يَا قَبْرَ الرَّسُوْلِ وَبُوْرِكَتْ

بِلَادٌ ثَوَى فِيْهَا الرَّشِيْدُ الْمُسَدَّدُ

اے قبر رسول! تجھ پر برکتیں شب و روز نازل ہوں، اور بابرکت رہے، شہر کا وہ حصّہ
جس میں ستودہ صفات، توفیق بخش وتوفیق یافتہ ذات کا جسم اطہر رکھا گیا ہے۔

وَبُوْرِكَ لَحْدٌ مِنْكَ ضُمِّنَ طَيِّباً

عَلَيْهِ بِنَاءٌ مِنْ صَفِيْحٍ مُنَضَّدُ

اس قبر کی لحد بھی بابرکت ہے جس میں پاکیزہ ہستی کو سپرد خاک کیا گیا ہے،
اور اس پر چوڑے پتھروں کی سلیں رکھی گئی ہیں۔

تَهِيْلُ عَلَيْهِ التُّرْبَ أَيدٍ وَأَعْيُنٌ

عَلَيْهِ وَقَدْ غَارَتْ بِذَلِكَ أَسْعُدُ

جس وقت ہاتھ اور آنکھیں ان پر مٹّی (اور آنسو) ڈال رہے تھے
تو درحقیقت وہ سعادت کے ستارے کو مٹّی میں چھپا رہے تھے۔

لَقَدْ غَيَّبُوْا حِلْماً وَعِلْماً وَرَحْمَةً

عَشِيَّةَ عَلَّوْهُ الثَّرَى لَا يُوَسَّدُ

البتہ تحقیق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال سے لوگ پیکرِ حلم،
مجسمۂ علم، اور سراپائے رحمت سے محروم ہو گئے۔

وَرَاحُوْا بِحُزْنٍ لَيْسَ فِيْهِمْ نَبِيُّهُمْ
وَقَدْ وَهَنَتْ مِنْهُمْ ظُهُوْرٌ وَأَعْضُدُ

اور وہ لوٹے اس حال میں کہ ان کے نبی ﷺ ان میں نہیں رہے، آپ ﷺ کی جدائی کے غم سے ان کی کمریں جھک گئی ہیں اور اوسان خطا ہو گئے ہیں۔

يُبَكُّوْنَ مَنْ تَبْكِي السَّمٰوَاتُ يَوْمَهُ
وَمَنْ قَدْ بَكَتْهُ الْأَرْضُ فَالنَّاسُ أَكْمَدُ

وہ ایک ایسی ہستی کے غم میں رو رہے ہیں، جن پر آسمان
و زمین بھی گریہ کناں ہے، اور لوگ بے چینی اور بیقراری میں مبتلا ہیں۔

وَهَلْ عَدَلَتْ يَوْماً رَزِيَّةُ هَالِكٍ
رَزِيَّةَ يَوْمٍ مَاتَ فِيْهِ مُحَمَّدُ

کیا کسی دن ہلاک ہونے والے شخص کا غم اس دن کے غم کے برابر ہو سکتا ہے
جس دن حضرت محمد ﷺ کا وصال ہوا۔

تَقَطَّعَ فِيْهِ مُنْزَلُ الْوَحْيِ عَنْهُمْ
وَقَدْ كَانَ ذَا نُوْرٍ يَغُوْرُ وَيُنْجِدُ

آج لوگوں سے وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا،
اور ایک ایسی ہستی جدا ہو گئی جن کا نور زمین کے ہر حصہ تک پہنچ کر رہے گا۔

يَدُلُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ مَنْ يَقْتَدِيْ بِهِ
وَيُنقِذُ مِنْ هَوْلِ الْخَزَايَا وَيُرْشِدُ

جو شخص بھی آپ کی اقتدا کرتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے رحمٰن کا راستہ دکھاتے ہیں، اُسے رسوائی کی مصیبت سے نجات دلاتے ہیں، اور اس کی صحیح رہنمائی فرماتے ہیں۔

إِمَامٌ لَهُمْ يَهْدِيهِمُ الحَقَّ جَاهِداً
مُعَلِّمُ صِدْقٍ إِنْ يُطِيْعُوْهُ يَسْعَدُوْا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے امام ہیں پوری کوشش سے انہیں حق کا راستہ دکھاتے ہیں، انہیں سچائی کی تعلیم دیتے ہیں، اگر وہ آپؐ کی اطاعت کریں تو کامیاب ہو جائیں۔

عَفُوٌّ عَنِ الزَّلَّاتِ يَقْبَلُ عُذْرَهُمْ
وَإِنْ يُحْسِنُوْا فَاللهُ بِالْخَيْرِ أَجْوَدُ

آپ لغزشوں کو معاف فرمانے والے، عذر قبول فرمانے والے ہیں، اور اگر لوگ اچھا کام کریں تو اللہ تعالیٰ بہترین اجر عطا فرمانے والے ہیں۔

وَإِنْ نَابَ أَمْرٌ لَمْ يَقُوْمُوْا بِحَمْدِهِ
فَمِنْ عِنْدِهِ تَيْسِيْرُ مَا يَتَشَدَّدُ

اور اگر انہیں کوئی ناخوشگوار معاملہ درپیش آتا تو ان کی طرف سے اس سختی پر آسانی ملتی

فَبَيْنَا هُمُ فِيْ نِعْمَةِ اللهِ وَسَطَهُمْ

دَلِيْلٌ بِهِ نَهْجُ الطَّرِيْقَةِ يُقْصَدُ

آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی ایسی نعمت اور نشانی تھے

کہ آپ کے ذریعے سیدھے راستے کو حاصل کیا جاتا تھا۔

عَزِيْزٌ عَلَيْهِ أَنْ يَحِيْدُوْا عَنِ الْهُدٰى

حَرِيْصٌ عَلٰى أَنْ يَسْتَقِيْمُوْا وَيَهْتَدُوْا

یہ بات آپ ﷺ پر بہت شاق گزرتی تھی کہ لوگ راہ ہدایت سے ہٹ جائیں، اور آپ ﷺ اس بات پر حریص تھے کہ لوگ سیدھے اور ہدایت والے راستے پر آجائیں۔

عَطُوْفٌ عَلَيْهِمْ لَا يُثَنِّيْ جَنَاحَهُ

إِلٰى كَنَفٍ يَحْنُوْ عَلَيْهِمْ وَيَمْهَدُ

آپ لوگوں پر مہربان تھے، اور اپنی رحمت کے بازو ہر کسی پر پھیلائے رکھتے تھے، اور نرمی اور مہربانی والا معاملہ فرمایا کرتے تھے۔

فَبَيْنَا هُمْ فِيْ ذٰلِكَ النُّوْرِ إِذْ غَدَا

إِلٰى نُوْرِهِمْ سَهْمٌ مِنَ الْمَوْتِ مُقْصِدُ

ان (لوگوں) کے درمیان یہ نور (یعنی حضرت محمد ﷺ) موجود تھا کہ اچانک انہوں نے اس حال میں صبح کی کہ موت نے اس نور کو ان سے جدا کر دیا۔

فَأَصْبَحَ مَحْمُوْداً إِلَى اللّٰهِ رَاجِعاً

يُبَكِّيهِ جَفْنُ الْمُرْسَلَاتِ وَيَحْمَدُ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم قابل تعریف حالت میں اپنے رب کی طرف لوٹ گئے، لیکن آپ کے وصال کے غم میں انسان تو کجا فرشتے بھی اشک بہا رہے ہیں اور مدح سرا ہیں۔

وَأَمْسَتْ بِلَادُ الْحُرْمِ وَحْشاً بِقَاعُهَا

لِغَيْبَةِ مَا كَانَتْ مِنَ الْوَحْيِ تَعْهَدُ

اور بلاد حرم نے اس حال میں شام کی کہ اس کے علاقے ویران ہو گئے اور رونقیں ماند پڑ گئیں بسبب اس وحی کے انقطاع کے جو یہاں اترا کرتی تھی۔

قِفَاراً سِوَى مَعْمُورَةِ اللَّحْدِ ضَافَهَا

فَقِيدٌ تُبَكِّيهِ بَلَاطٌ وَغَرْقَدُ

البتہ وہ لحد اب بھی بارونق ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسد مبارک موجود ہے جبکہ مقام بلاط اور بقیع غرقد رو رہے ہیں

وَمَسْجِدُهُ فَالْمُوحِشَاتُ لِفَقْدِهِ

خَلَاءٌ لَهُ فِيهِ مَقَامٌ وَمَقْعَدُ

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد بھی گریہ میں ہے، اور وہ تمام جگہیں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشست و برخاست تھی اجنبی اور خالی خالی ہیں۔

وَبِالْجَمْرَةِ الْكُبْرَى لَهُ ثَمَّ أَوْحَشَتْ

دِيَارٌ وَعَرْصَاتٌ وَرَبْعٌ وَمَوْلِدُ

اور حجرہ کبریٰ بھی ویران پڑا ہے، اور اس کے آس پاس کے تمام علاقے،
مکانات، باغات اور زمینیں وحشت ناک محسوس ہو رہی ہیں۔

فَبَكِّي رَسُوْلَ اللهِ يَا عَيْنُ عَبْرَةً
وَلَا أَعْرِفَنْكِ الدَّهْرَ دَمْعَكِ يَجْمَدُ

پس اے آنکھ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی پر خوب آنسو بہا،
اور میں کبھی یہ نہ دیکھوں کہ تیرے آنسو خشک ہو رہے ہوں۔

وَمَا لَكِ لَا تَبْكِيْنَ ذَا النِّعْمَةِ الَّتِي
عَلَى النَّاسِ مِنْهَا سَابِغٌ يَتَغَمَّدُ

اور تجھے کیا ہوا ہے تو روتی کیوں نہیں حالانکہ نعمتوں کا فیضان برسانے والی ہستی
دنیا سے اٹھ گئی، جس کی نعمتیں لوگوں پر پوری طرح چھائی ہوئی ہیں۔

فَجُوْدِي عَلَيْهِ بِالدُّمُوْعِ وَأَعْوِلِي
لِفَقْدِ الَّذِي لَا مِثْلُهُ الدَّهْرَ يُوْجَدُ

اے آنکھ! اس ذات پر خوب آنسو بہا اور دل کھول کے رو،
اس ہستی کے کھو جانے پر جس کا مثل زمانے میں موجود نہیں۔

وَمَا فَقَدَ الْمَاضُوْنَ مِثْلَ مُحَمَّدٍ

وَلَا مِثْلُهُ حَتَّى الْقِيَامَةِ يُفْقَدُ

اور گذشتہ زمانہ میں لوگ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی کسی ہستی سے محروم نہیں ہوئے ،

اور نہ قیامت تک کسی ایسی ذات سے محروم ہو سکتے ہیں ۔

أَعَفَّ وَأَوْفَى ذِمَّةً بَعْدَ ذِمَّةٍ

وَأَقْرَبَ مِنْهُ نَائِلاً لَا يُنَكَّدُ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عفیف ترین ہستی کے مالک ، ہر وعدہ کو پورا کرنے والے ہیں، آپ سے بڑھ کر زمانہ میں کوئی ایسا سخی نہیں جو عطا بھی کرے اور احسان بھی نہ جتلائے ۔

وَأَبْذَلَ مِنْهُ لِلطَّرِيفِ وَتَالِدِ

إِذَا ضَنَّ مِعْطَاءٌ بِمَا كَانَ يُتْلِدُ

جب بڑے بڑے سخی بخل پر مجبور ہو جائیں

تو ایسے میں لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر عطا کرنے والا کوئی نہیں دیکھا ۔

وَأَكْرَمَ حَيًّا فِي الْبُيُوتِ إِذَا انْتَمَى

وَأَكْرَمَ جَدًّا أَبْطَحِيّاً يُسَوَّدُ

سب گھرانوں میں آپ کا گھرانہ زیادہ عزت والا ہے

اور آپ کے دادا ابطحی لوگوں میں سب سے بڑے سردار ہیں ۔

وَأَمْنَعَ ذِرْوَاتٍ وَأَثْبَتَ فِي الْعُلٰى

دَعَائِمَ عِزٍّ شَامِخاتٍ تُشَيَّدُ

آپ ﷺ عزت کی چوٹیوں پہ پہنچنے والے

اور بلندی کی بلند و بالا پہاڑوں پر ثابت قدم رہنے والے ہیں،

وَأَثْبَتَ فَرْعاً فِي الْفُرُوْعِ وَمَنْبِتاً

وَعُوداً غَذَاةُ الْمُزْنِ فَالْعُودُ أَغْيَدُ

آپ کا خاندان اپنی بنیاد اور شاخوں کے اعتبار سے اعلیٰ اور بے مثل ہے۔

رَبَاهُ وَلِيْداً فَاسْتَتَمَّ تَمَامُهُ

عَلَى أَكْرَمِ الْخَيْرَاتِ رَبٌّ مُمَجَّدُ

تربیت کی ہے اس کی بچپن ہی سے اور انہیں

کامل بشر کے سانچے میں ڈھالا ہے اس کی عظمت والے رب نے

تَنَاهَتْ وَصَاةُ الْمُسْلِمِيْنَ بِكَفِّهِ

فَلَا الْعِلْمُ مَحْبُوسٌ وَلَا الرَّأْيُ يُفْنَدُ

مسلمانوں کو ان کی طرف سے ایسا علم حاصل ہوا

جس میں نہ کج روی ہے، اور نہ جھوٹ کی آمیزش ہے

أَقُوْلُ وَلَا يُلْفَى لِمَا قُلْتُ عَائِبٌ

مِنَ النَّاسِ إِلَّا عَازِبُ الْعَقْلِ مُبْعَدُ

میں نے آپ ﷺ کی شان میں جو باتیں کی ہیں
ان کی مخالفت کوئی بیوقوف اور نادان شخص ہی کرسکتا ہے۔

وَلَيْسَ هَوَائِي نَازِعاً عَنْ ثَنَائِهِ
لَعَلِّي بِهِ فِيْ جَنَّةِ الْخُلْدِ أَخْلَدُ

میں ان کی تعریف میں جاری گفتگو کو ختم نہیں کرنا چاہتا،
ہوسکتا ہے اس کی برکت سے مجھے جنت میں ہمیشہ کا قیام نصیب ہوجائے۔

مَعَ الْمُصْطَفَى أَرْجُوْ بِذَاكَ جِوَارَهُ
وَفِيْ نَيْلِ ذَاكَ الْيَوْمِ أَسْعَى وَأَجْهَدُ

اور میں اس تعریف کے ذریعے
جنت میں آپ ﷺ کی معیت کا خواہش مند ہوں،
اور میں آج اسی کے حصول کی کوشش کررہا ہوں
اور اسی کا متمنّی ہوں۔

(دیوان حسان بن ثابت، ص۶۴)

★★★

ان اڑتالیس (۴۸) شعروں کے بعد ایک مرثیہ ۱۹ شعروں کا ہے جس کا مطلع ہے:

ما بالُ عَينِك لا تَنامُ كأنَّما

مَا بَالُ عَيْنِكَ لَا تَنَامُ كَأَنَّمَا
كُحِلَتْ مَآقِيهَا بِكُحْلِ الْأَرْمَدِ
تیری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ سوتی نہیں،
گویا اس کی پتلیوں کو آشوب کا سرمہ لگا دیا گیا ہے۔

جَزَعاً عَلَى الْمَهْدِيِّ أَصْبَحَ ثَاوِياً
يَا خَيْرَ مَنْ وَطِئَ الْحَصَى لَا تَبْعُدِ
آپ ﷺ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے،
اے زمین پر چلنے والے انسانوں میں سے بہترین آپ ہم سے دور نہ جائیں۔

وَجْهِي يَقِيكَ التُّرْبَ لَهْفِي لَيْتَنِي
غُيِّبْتُ قَبْلَكَ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ
ہائے کاش میرا چہرہ آپ ﷺ کے جسم اقدس کو مٹی سے بچا لیتا،
اور کاش کہ میں آپ سے پہلے بقیع الغرقد نامی قبرستان میں دفن کر دیا گیا ہوتا۔

بِأَبِي وَأُمِّي مَنْ شَهِدْتُ وَفَاتَهُ
فِي يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ النَّبِيُّ الْمُهْتَدِي
میرے ماں باپ اس ہدایت کے پیکر پیغمبر عالم پر قربان ہوں

جن کی وفات پیر کے دن ہوئی، اور اس وقت میں بھی حاضر تھا۔

فَظَلِلْتُ بَعْدَ وَفَاتِهِ مُتَبَلِّداً

مُتَلَدِّدًا يَا لَيْتَنِيْ لَمْ أُولَدِ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد میں غم والم کا نشان ہوں،

بے قراریوں کا جہان ہوں، ہائے کاش!

میری ماں نے مجھے یہ دن دیکھنے کے لئے جنا ہی نہ ہوتا۔

أَأُقِيْمُ بَعْدَكَ بِالْمَدِيْنَةِ بَيْنَهُمْ

يَا لَيْتَنِيْ صُبِّحْتُ سَمَّ الْأَسْوَدِ

کیا میں آقا کی وفات کے بعد مدینہ والوں میں زندہ رہوں (یہ بات میرے لئے

ناقابل برداشت ہے) کاش مجھے زہریلا سانپ ڈس لیتا اور میں بھی دنیا سے چلا جاتا

أَوْ حَلَّ أَمْرُ اللهِ فِيْنَا عَاجِلاً

فِيْ رَوْحَةٍ مِنْ يَوْمِنَا أَوْ فِيْ غَدِ

یا پھر جلد ہی اللہ ہم سب پر اپنے فیصلے کو آج یا کل نافذ کر کے ہمیں بھی اپنے پاس بلا لیتا

فَتَقُوْمُ سَاعَتُنَا فَنَلْقَى طَيِّباً

مَحْضاً ضَرَائِبُهُ كَرِيْمَ الْمَحْتِدِ

ہم پر قیامت قائم ہو جائے اور ہم پاکیزہ ہستی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کر لیں

جو کہ اعلیٰ صفات والے، بہترین حصائل وشمائل والے اور سنجیدہ طبعیت والے ہیں۔

يَا بِكْرَ آمِنَةَ الْمُبَارَكِ ذِكْرُهُ

وَلَدَتْكَ مُحْصَنَةٌ بِسَعْدِ الأَسْعَدِ

اے آمنہ کے مبارک بیٹے کہ جن کا ذکر مبارک ہے، آپ کو انہوں نے انتہائی پاکیزگی

اور عفت کے ساتھ جنم دیا، اور آپ دنیا کے لئے برکت کا جہاں ثابت ہوئے۔

نُوراً أَضَاءَ عَلَى الْبَرِيَّةِ كُلِّهَا

مَنْ يُهْدَ لِلنُّوْرِ الْمُبَارَكِ يَهْتَدِ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسا نور تھے جو ساری مخلوق پر چھا گیا،

اور جسے اس مبارک نور کی اقتداء نصیب ہوئی وہ ہدایت یافتہ ہو گیا۔

يَا رَبِّ فَاجْمَعْنَا مَعاً وَنَبِيَّنَا

فِيْ جَنَّةٍ تَثْنِيْ عُيُوْنَ الْحُسَّدِ

اے میرے رب! اے عظمت و بزرگی اور سرداری کے مالک! ہمیں اور ہمارے پیغمبر

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس جنت میں اکھٹا فرما دے جس کو دیکھ کر حاسدین کی آنکھیں چندھیا جائیں

فِيْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ وَاكْتُبْهَا لَنَا

يَا ذَا الْجَلَالِ وَذَا الْعُلَا وَالسُّؤْدَدِ

ہمیں جنت الفردوس میں اکھٹا کر دے اور اسے ہمارے مقدر میں لکھ دے

اے عظمت، جلال اور حاکمیت کے مالک

وَاللهِ أَسمَعُ مَا حَيِيتُ بِهَالِكٍ

إِلّا بَكَيتُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدِ

واللہ، میں نے اپنی زندگی میں جو کچھ بھی سنا، وہ سب برباد ہو،

نبی کریم حضرت محمد ﷺ کے لیے روئے بغیر

يَا وَيحَ أَنْصَارِ النَبِيّ وَرَهْطِهِ

بَعدَ المُغَيَّبِ فِيْ سَوَاءِ المُلْحَدِ

اے انصار نبی ﷺ اور اے ان کی پاکیزہ جماعت آقا ﷺ کے وصال کے بعد

تمہارے غم وحزن کی کیفیت کو بیان کرنا میرے بس سے باہر ہے

ضَاقَتْ بِالْأَنْصَارِ الْبِلَادُ فَأَصبَحُوْا

سُوْداً وُجُوْهُهُمْ كَلَونِ الْإِثْمِدِ

انصار کے لئے زمین تنگ ہو چکی ہے اور غم کی وجہ سے ان کے چہرے اثمد نامی سرمے

کی طرح سیاہ ہوئے پڑے ہیں

وَلَقَدْ وَلَدْنَاهُ وَفِيْنَا قَبْرُهُ

وَفُضُوْلُ نِعْمَتِهِ بِنَا لَمْ نَجْحَدِ

اور تحقیق آپ ﷺ ہم میں پیدا ہوئے اور ہمارے پاس ہی ان کی قبر ہے، اور ان کی

بہت سی نعمتیں ہم پر ہیں جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا

وَاللّٰهُ أَكْرَمَنَا بِهِ وَهَدٰى بِهِ
أَنْصَارُهُ فِيْ كُلِّ سَاعَةِ مَشْهَدِ

اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضور ﷺ کے ذریعہ ہدایت عطا فرمائی اور ہمیں عزت بخشی
ان کے حامی ہر لمحہ موجود ہیں۔

صَلَّى الْإِلٰهُ وَمَنْ يَحُفُّ بِعَرْشِهِ
وَالطَّيِّبُوْنَ عَلَى الْمُبَارَكِ أَحْمَدِ

اللہ تعالیٰ، اس کے عرش کے گرد عبادت کرنے والے فرشتے
اور تمام پاکیزہ لوگوں کا درود وسلام حضرت محمد ﷺ پر نازل ہو۔

فَرِحَتْ نَصَارٰى يَثْرِبُ وَيَهُودُهَا
لَمَّا تَوَارٰى فِي الضَّرِيحِ الْمُلْحَدِ

مدینہ کے عیسائی اور یہودی اس بات پر بہت خوش ہیں
کہ آقا ﷺ نے قبر کے مزار میں پردہ فرمالیا ہے۔

★★★

مصباح الدُّجیٰ

ایک دفعہ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ عائشہ صدیقہؓ سے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسّانؓ کے اس شعر کا پورا پورا مصداق اور حقیقی تصویر تھے:

مَتٰی یَبْدُ فِی الدَّاجِیْ الْبَہِیْمِ جَبِیْنُہٗ
یَلُحْ مِثْلَ مِصْبَاحِ الدُّجٰی الْمُتَوَقِّدِ

جب تاریکی کے سمندر میں ان کی پیشانی ظاہر ہوتی تھی
تو وہ یوں چمکتی جیسے کوئی روشن اور دہکتا ہوا چراغ نمایاں کر دیا گیا ہو۔

فَمَنْ کَانَ اَوْ مَنْ یَکُوْنُ کَاَحْمَدٍ
نِظَامٌ لِحَقٍّ اَوْ نَکَالٌ لِمُلْحِدِ

پہلے لوگوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا کوئی نہ گزرا،
اور آئندہ بھی کون آپ جیسا ہوسکتا ہے،
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق کے محافظ اور باطل کا قلع قمع کرنے والے تھے۔

(دیوان حسان بن ثابت،ص٦٧)

نَبِّ الْمَسَاكِيْنَ أَنَّ الْخَيْرَ فَارَقَهُمْ

مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

نَبِّ الْمَسَاكِيْنَ أَنَّ الْخَيْرَ فَارَقَهُمْ
مَعَ النَّبِيِّ تَوَلَّى عَنْهُمْ سَحَرَا

اے میرے دوست! مسکین اور غریب لوگوں کو بتا دو کہ
جب آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سحری کے وقت وصال فرمایا
تو خیر و برکت بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہی رخصت ہوگئی۔

مَنْ ذَا الَّذِيْ عِنْدَهُ رَحْلِيْ وَرَاحِلَتِيْ
وَرِزْقُ أَهْلِيْ إِذَا لَمْ يُؤْنِسُوا الْمَطَرَا

اب کون ہے جو میری سواری، زادراہ،
اور قحط کی حالت میں میرے گھر والوں کی روزی کا انتظام کرے گا۔

اَمْ مَنْ نُعَاتِبُ لَا نَخْشَى جَنَادِعَهُ
اِذَا اللِّسَانُ عَتَا فِي الْقَوْلِ اَوْ عَثَرَا

اب جب کبھی ہماری زبان غلطی کرے گی یا ٹھوکر کھائے گی
تو کون ایسا شخص ہے جو ہماری لغزشوں سے درگزر کرے گا۔

كَانَ الضِّيَاءَ وَكَانَ النُّوْرَ نَتْبَعُهُ

وَكَانَ بَعْدَ الإِلَهِ السَمْعَ وَالبَصَرَا

آپ ﷺ ہمارے لئے روشنی اور نور کا سامان تھے جن کی ہم پیروی کرتے تھے،

اور اللہ کے بعد آپ ﷺ ہی ہمارا سہارا اور ہماری سماعت اور بصارت تھے۔

فَلَيْتَنَا يَوْمَ وَارَوْهُ بِمَلْحَدِهِ

وَغَيَّبُوهُ وَأَلْقَوْا فَوْقَهُ المَدَرَا

کاش! جس دن لوگوں نے آپ ﷺ کو لحد میں اتارا،

اور آپ کی قبر مبارک پر مٹّی ڈالی، اور آپ ہم سے اوجھل ہو گئے۔

لَمْ يَتْرُكِ اللهَ خَلقاً مِن بَرِيَّتِهِ

وَلَمْ يُعِشْ بَعْدَهُ أُنْثَى وَلَا ذَكَرَا

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہ چھوڑتا،

اور آپ ﷺ کے بعد کوئی مرد وعورت زندہ نہ رہتے۔

ذَلَّتْ رِقَابُ بَنِي النَّجَّارِ كُلِّهِمُ

وَكَانَ أَمْراً مِنَ أَمْرِ اللهِ قَدْ قُدِرَا

قبیلہ بنونجّار کے سب لوگوں کی گردنیں جھک گئیں،

اور یہ اللہ کے فیصلوں میں سے ایک فیصلہ تھا جو پورا ہو کر رہا۔

(دیوان حسان بن ثابت،ص۱۰۲)

★★★

واللہ مَا حَمَلَتْ أُنْثَى ولا وَضَعَتْ

عن خالد بن يزيد عن سعيد، يعني ابن أبي هلال، أن حسان بن ثابت قال وهو يرثي رسول الله ﷺ۔

واللہ مَا حَمَلَتْ أُنْثَى ولا وَضَعَتْ
مِثْلَ النَّبِيِّ رَسُولِ الأُمّةِ الهَادي

واللہ! خدا کی قسم آج تک کوئی عورت حاملہ نہیں ہوئی، اور نہ ہی کسی کو جنم دیا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح، جو امت کے رسول اور ہادی ہیں

أَمَسَى نِسَاؤُك عَطّلنَ البيوتَ، فمَا
يَضربنَ خلْفَ قَفَا سِتْرٍ بأَوتَادِ

تمہاری عورتوں نے گھروں کو ویران کر دیا ہے، اور اب وہ
پردے کے پیچھے میخوں سے نہیں ٹھونکتیں۔

مِثلَ الرَّوَاهبِ يَلْبَسْنَ المُسُوحَ، وقد
أَيقَن بالبُؤسِ بَعْدَ النِّعْمَةِ البادِي!

راہباؤں کی طرح، وہ ٹاٹ پہنتی ہیں،
اور وہ ظاہری نعمت کے بعد بدحالی پر یقین کر چکی ہیں!

★★★

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ انصاری صحابی اور اپنے قبیلے کے سردار تھے ،آپ کی کنیت ، ابومحمد، ابورواحہ اور ابوعمرو ہے۔آپ نے بیعتِ عقبہ اولیٰ کے بعد ہی سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ میں تبلیغِ اسلام کے نتیجے میں دعوتِ حق قبول کر لی تھی ،آپ پڑھنا لکھنا جانتے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن رواحہ بن ثعلبہ الخزرجی الانصاری ؓ بیعت عقبہ ثانیہ میں شامل ہونے والے ان نقباء میں سے تھے جنہوں نے اعلانِ نبوت کے تیرھویں سال حج کے موقع پر منٰی کی گھاٹی میں مدینہ منورہ کے تقریباً 70 لوگوں کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔

آپ تجربہ کار شاعر بھی تھے ، اسی لیے مشرف با اسلام ہونے کے بعد اپنی شاعری کا رُخ مدحتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کفار کی مذمت کی جانب موڑ دیا تھا۔آپ نے غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ احزاب اور غزوہ خیبر سے جنگِ موتہ تک تمام غزوات میں شرکت کی۔غزوہ سویق میں جانے سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو مدینہ منورہ کا امیر مقرر فرمایا۔

ایک موقع پر پیارے پیغمبر ﷺ نے آپ کو تیس صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ اسیر بن عوام کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔آپ ہر معرکے میں روانگی کے وقت سب سے آگے ہوتے لیکن جب محاذ سے واپسی ہوتی تو سب سے پیچھے رہ جاتے۔

سن(6) ہجری میں آپ صلح حدیبیہ کے موقع پر پیارے پیغمبر ﷺ کے

ساتھ موجود تھے ، اللہ تعالیٰ نے صلح حدیبیہ کے چودہ سو(1400) مجاہدینِ اسلام کو ''اصحاب الشجر ۃ'' کے مبارک لقب سے سرفراز فرمایا۔

7ھ میں جب خیبر فتح ہوا تو بہت سا مالِ غنیمت ، زرعی زمینیں ، کھیت کھلیان اور باغات مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔اس موقع پر پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے تمام مالی وسائل کا تخمینہ لگانے کی ذمہ داری آپ ہی کو سونپی جو آپ نے اچھے طریقے سے سر انجام دی۔

جب خیبر کی اجناس پک جاتیں اور غلہ تیار ہو جاتا تو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو خیبر بھیج دیتے ۔آپ کھجور اور اناج کے ڈھیر کو دو برابر حصوں میں تقسیم کر دیتے ، پھر اختیار دیتے ہوئے فرماتے : اے یہودیو! جو حصہ تم کو پسند ہو، وہ لے لو۔ ایک مرتبہ یہودیوں نے اپنی عورتوں کے زیورات جمع کیے اور آپ کو دیتے ہوئے کہا: ہمارے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں اور تقسیم میں ہاتھ ہلکا رکھیں، یہ سن کر آپ جلال میں آ گئے اور فرمایا:'' اے یہودیو! جو (زیورات) تم دے رہے ہو وہ رشوت ہے اور رشوت مالِ حرام ہے جس کو ہم مسلمان نہیں کھاتے ۔''

ذوالقعدہ سن 7ھ میں عمرہ کے موقع پر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کی مہار تھامے ہوئے اشعار پڑھ رہے تھے ، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منع کیا تو پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:'' اے عمر! انھیں کہنے دو، یہ اشعار کفار پر تلوار کے وار سے زیادہ سخت اور کاری ہیں۔''

سن 8ھ جمادی الاولیٰ میں جنگِ موتہ کے موقع پر ایک (یا دو) لاکھ سے زیادہ رُومی افواج کے مقابلے میں 3000 مسلمانوں کی مختصر سی فوج نے اپنی جان پر کھیل کر

ایسی معرکہ آرائی کی کہ تاریخ اس کی مثال بیان کرنے سے قاصر ہے۔ جنگ سے پہلے آپ کے جذبات یہ تھے: ''اے لوگو! ہم شہید ہونے کے لیے نکلے ہیں، ہم دشمن کی کثرت اور طاقت دیکھ کر جنگ نہیں کرتے، ہم اُس دین کی خاطر لڑتے ہیں جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے ہمیں عزت عطا فرمائی، اب دو اچھی باتوں میں سے ایک ہوگی فتح یا شہادت!''

جنگ شروع ہوئی تو سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے پرچمِ اسلام تھام لیا اور اس دوران جامِ شہادت نوش کر لیا، اس وقت سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ لشکر میں دوسری جانب تھے اور تین دن سے کھانا نہیں کھایا تھا، آپ کے چچا زاد بھائی نے گوشت سے بھری ہوئی ہڈی پیش کی تو ایک لقمہ ہی کھایا تھا کہ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آ گئی، فوراً پرچمِ اسلام تھامے لشکرِ اسلام کی کمان سنبھال کر بے جگری سے دشمنوں پر ٹوٹ پڑے اور بالآخر لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

نام ونسب

عبداللہ بن رواحہ نام، ابو محمد کنیت، شاعر رسول اللہ ﷺ لقب، سلسلۂ نسب یہ ہے، عبداللہ بن رواحہ بن ثعلبہ بن امرؤ القیس بن عمرو بن امرؤ القیس اکبر بن مالک اغر بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج اکبر،

والدہ کا نام کبشہ بنت واقد بن عمرو بن اطنابہ تھا اور خاندان حارث بن خزرج سے تھیں جو حضرت عبداللہؓ کا پدر اعلیٰ تھا۔ حضرت عبداللہؓ بڑے رتبہ کے شخص تھے ان کے تذکرے میں ہے:

كان عظيم القدر فى الجاهليت والاسلام ۔

یعنی وہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں کبیر المنز لت ہے۔

(أسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ عبد اللہ بن رواحہ)

غزوات اور دیگر حالات

حضرت مقدادؓ بن اسود کندی سے رشتۂ اخوت قائم ہوا۔ بدر میں شریک تھے اور غزوہ ختم ہونے کے بعد اہل مدینہ کو فتح کی بشارت انہوں نے سنائی تھی، غزوہ خندق میں آنحضرت ﷺ ان کے رجز کے اشعار پڑھ رہے تھے۔

اَللّٰهُمَّ لَوْ لَا اَنْتَ ، مَا اهْتَدَيْنَا

وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

خداوندا! اگر تیری مدد نہ ہوتی تو ہم ہدایت نہ پاتے

اور نہ زکوۃ دیتے اور نہ نماز پڑھتے۔

فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا

وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا

تو تو ہم پر اپنی تسکین نازل فرما اور معرکہ میں ہم کو ثابت قدم رکھ

إِنَّ الْأُلَى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا

إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا

جن لوگوں نے ہم پر ظلم کیا ہے جب وہ فتنہ کا ارادہ کریں گے تو ہم اس کا انکار کریں گے

اسیر بن زارم یہودی ابو رافع کے بعد خیبر کا حاکم بنایا گیا تھا اور اسلام کی عداوت میں اس کا پورا جانشین تھا، چنانچہ اس نے غطفان میں دورہ کر کے تمام قبائل کو آمادہ کیا، پیارے پیغمبر ﷺ کو ان واقعات کی خبر ہوئی تو رمضان 6ھ میں عبد اللہ بنؓ رواحہ کو 30 آدمیوں کے ساتھ خیبر روانہ فرمایا۔

عبد اللہؓ نے خفیہ طور سے اسیر کے تمام حالات معلوم کیے اور پیارے پیغمبر ﷺ کو آ کر خبر دی، آپ نے اس کے قتل کے لیے حضرت عبد اللہ بنؓ رواحہ کو مقرر فرمایا اور 20 آدمی ان کی ماتحتی میں دیئے۔ حضرت عبد اللہؓ بن رواحہ اسیر سے ملے تو کہا کہ ہم کو امان دو، تم سے ایک بات کہنے آئے ہیں بولا کہو، حضرت عبد اللہؓ بن رواحہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو تمھارے پاس بھیجا ہے اور آپ کا ارادہ ہے کہ تم کو خیبر کا رئیس بنا دیں ،لیکن اس کے لیے خود تمھارا مدینہ چلنا ضروری ہے، وہ باتوں میں آ گیا اور 30 یہودیوں کو لے کر ان کے ساتھ ہوا، راستہ میں انھوں نے ہر یہودی پر ایک مسلمان کو متعین کیا اسیر کو کچھ شک ہوا اور اس نے پلٹنے کا ارادہ ظاہر کیا، مسلمانوں نے دھوکا بازی کے جرم میں سب کی گردنیں اڑا دیں اور یہ اٹھتا ہوا طوفان وہیں دب کر رہ گیا۔

(طبقات ابن سعد٦٦)

خیبر فتح ہونے کے بعد پیارے پیغمبر ﷺ نے پھلوں کا تخمینہ کرنے کے لیے انہی کو روانہ کیا تھا۔ عمرۃ القضا میں آنحضرت ﷺ مکہ تشریف لے گئے تو وہ اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے تھے اور یہ شعر پڑھ رہے تھے:

خلوا بني الكفار عن سبيله

خلوا فكل الخير مع رسوله

اے کافروں کے بیٹو! راستہ چھوڑ دو، راستہ سے ہٹ جاؤ

کیونکہ تمام بھلائی اس کے رسول کے پاس ہے۔

نحن ضربناكم على تأويله

كما ضربناكم على تنزيله

ضربا يزيل الهام عن مقيله

ہم نے تم کو قرآن کی تاویل اور تنزیل پر مارا ہے،

ایک ایسی ضرب کے ساتھ جس سے سر دھڑ سے الگ ہو گئے ہیں

ويذهل الخليل عن خليله

يا رب إني مؤمن بقيله

اور دوست دوستی بھول گئے ہیں، خدایا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے اقوال پر ایمان رکھتا ہوں۔

حضرت عمرؓ نے کہا! خدا کے حرم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو شعر پڑھتے ہو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بولے عمر! میں سن رہا ہوں، خدا کی قسم ان کا کلام کفار پر تیر ونشتر کا کام کرتا ہے، اس کے بعد ان سے فرمایا کہ تم کہو:

لا اله الا الله وحده نصر عبده واعز جنده وهزم الاحزاب وحده

عبداللہ ابن رواحہؓ نے اس کو کہا تو تمام صحابہ نے آواز ملا کر اس کو ادا کیا جس

سے مکہ کی پہاڑیاں گونج اٹھیں۔

(طبقات ابن سعد۸۸وکتب رجال)

غزوہ موتہ اور شہادت

جمادی الاولیٰ 8ھ میں غزوہ موتہ ہوا، پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بصریٰ کے رئیس کے پاس ایک نامہ بھیجا تھا، راستہ میں موتہ ایک مقام ہے وہاں ایک غسانی نے نامہ بر (سفیر) کو قتل کر دیا، سفیر کا قتل اعلان جنگ کا پیش خیمہ ہوتا ہے، اس بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ہوئی تو تین ہزار آدمی زید بنؓ حارثہ کی زیر امارت موتہ روانہ کیے اور یہ فرمایا کہ زید قتل ہو جائیں تو جعفرؓ امیر لشکر ہیں اور ان کے بعد عبداللہ ابن رواحہؓ سردار ہیں اور اگر وہ بھی قتل ہوجائیں تو جس کو مسلمان مناسب سمجھیں امیر بنالیں۔ لشکر تیار ہوا تو ثنیۃ الوداع تک پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود مشایعت کی۔

رخصت کے وقت اہل مدینہ نے ایک زبان ہوکر کہا کہ خدا آپ لوگوں کو صحیح سالم اور کامیاب واپس لائے، حضرت عبداللہ ابن رواحہؓ کی یہ آخری ملاقات تھی رونے لگے، لوگوں نے کہا رونے کی کیا بات ہے؟ کہا مجھے دنیا کی محبت نہیں، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ:

اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۔

(یعنی ہر شخص کو جہنم میں جانا ہے) اس بنا پر یہ فکر ہے کہ میں جہنم میں داخل ہوکر نکل بھی سکوں گا؟

سب نے تسکین دی اور کہا کہ خدا آپ سے پھر ملا دے گا، اس وقت حضرت عبداللہ ابن رواحہؓ نے فرمایا:

لكنني أسأل الرحمن مغفرة وضربة ذات فرغ تقذف الزبدا

لیکن میں خدا سے مغفرت اور ایک وار کا طالب ہوں جو کاری لگے۔

اوطعنة بيدى حران بجهزة بحربة تنقذ الاحشاء والكبدا

یا ایک نیزہ جو جگر تک چبھ جائے

حتى يقولوا اذا مرو اعلى جدتى يا ارشد الله من غاز وقد رشدا

یہاں تک کہ قبر پر گذرنے والے پکار اٹھیں کہ کیسا اچھا غازی تھا۔

اس کے بعد پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے آئے، آپ نے الوداع کہا ادھر مدینہ سے مسلمان روانہ ہوئے ادھر دشمن کو خبر ہو گئی، اس نے ہرقل کو خبر کر کے 2 لاکھ آدمی جمع کر لئے، مسلمانوں نے شام پہنچ کر معان میں دو رات قیام کیا اور یہ رائے قرار پائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی اطلاع دینی چاہیے۔

عبد اللہ بن رواحہؓ نے نہایت دلیری سے کہا کہ کچھ پروا نہیں، ہم کو لڑنا چاہئے، چنانچہ معان سے چل کر موتہ میں پڑاؤ ڈالا اور یہاں مشرکین سے مقابلہ ہو گیا، مسلمان صرف 3 ہزار تھے اور مشرکین کی طرف آدمیوں کا جنگل نظر آتا تھا۔

جب میدان کارزار گرم ہوا، پہلے زید بنؓ حارثہ نے گھوڑے سے اتر کر آتشِ جنگ مشتعل کی اور نہایت جانبازی سے مارے گئے، پھر جعفرؓ نے علم اٹھایا اور نہایت بہادری سے شہادت حاصل کی اس کے بعد عبد اللہ بن رواحہؓ رجز پڑھتے ہوئے بڑھے۔

يا نفس ان لم تقتلى تموتى ان تسلمى اليوم فلن تفوتى

اے نفس اگر قتل نہ ہوا تو بھی مرے گا اگر آج باقی ہے تو آئندہ فوت ہوگا

اوتبتلی فطال ماعوفت

یا عافیت کی درازی میں تیری آزمائش ہوگی۔

هذی حياض الموت فقد خلت وما تمنيت فقد اعطيت

اس لیے موت کے حوض خالی ہور ہے ہیں اور جو تیری تمنا تھی مل رہی ہے۔

پھر کہا اے نفس! بیوی بچے اور مکان کا خیال فضول ہے وہ سب آزاد ہیں، مکان اللہ اور رسول کا ہے دل کو سمجھا کر جھنڈا اٹھایا اور حسبِ ذیل رجز پڑھتے ہوئے میدان میں آئے:

يا نفس مالک تکر هين الجنته اقسم بالله لتنزلنه

اے نفس جنت میں جانے سے کراہت کیوں ہے خدا کی قسم تو ضرور اس میں داخل ہوگا۔

طائعة اولتک منه فطالما قد کنت مطمئنه

خواہ برضا اور رغبت خواہ جبر سے تو نہایت مطمئن تھا، حالانکہ

هل انت الانطفته فی شنه قنا جلب الناس وشدد اله

نہ تو مشک کا صاف پانی ہے (جو لوگوں کی پیاس بجھانے کے لیے ہے) اب لوگ پیاسے ہیں اور چیخ چیخ کر فریاد کر رہے ہیں۔

نیزہ لے کر حملہ کیا اسی اثنا میں ایک کافر نے اس زور سے نیزہ مارا کہ دونوں لشکروں کے درمیان پچھڑ گئے، خون چہرہ پر ملا اور پکارے "مسلمانو! اپنے بھائی کے

گوشت کو بچاؤ" یہ سن کر تمام مسلمان ان کو گھیرے میں لے کر مشرکین پر ٹوٹ پڑے اور روح مطہر ملاء اعلیٰ کو پرواز کر گئی۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۔

شہادت سے قبل موتہ میں ایک شب یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

إِذا أَدَّيتِني وَحَمَلتِ رَحلي

إِذا أَدَّيتِني وَحَمَلتِ رَحلي
مَسيرَةَ أَربَعٍ بَعدَ الحِساءِ
فَشَأنُكِ أَنعُمٌ وَخَلاكِ ذَمٌّ
وَلا أَرجِع إِلى أَهلي وَرائي
وَجاءَ المُسلِمونَ وَغادَروني
بِأَرضِ الشامِ مُشتَهِيَ الثَواءِ
وَرَدَّكِ كُلُّ ذي نَسَبٍ قَريبٍ
إِلى الرَّحمَنِ مُنقَطِعَ الإِخاءِ
هُنالِكَ لا أُبالي طَلعَ بَعلٍ
وَلا نَخلٍ أَسافِلُها رِواءِ

زید بن ارقم نے سنا تو رونے لگے، انھوں نے درہ اٹھایا اور کہا اس میں تمھارا

کیا نقصان؟ خدا مجھ کو شہادت نصیب کریگا، توتم آرام سے گھر جانا۔

پیارے پیغمبر ﷺ کو وحی کے ذریعہ دم دم کی خبریں مل رہی تھیں اور آپ مجمع کے سامنے بیان کر رہے تھے، حضرت جعفرؓ کی خبر بیان کرکے خاموش ہو گئے۔ انصار آپ کی خاموشی سے سمجھ گئے کہ شائد حضرت ابن رواحہؓ شہید ہوئے، تھوڑی دیر سکوت کے بعد بادیدۂ پرنم فرمایا کہ پھر عبد اللہ ابن رواحہؓ نے شہادت پائی، انصار اس خبر کے کب متحمل ہو سکتے تھے، تاہم آہ وزاری اور نالۂ وفریاد کی بجائے صرف حقیقی حزن وملال پر اکتفا کیا گیا کہ یہ بھی اس شہید ملت کی وصیت تھی۔

ایک مرتبہ بیہوش ہو گئے تھے، بہن نے جن کا نام عمرہ تھا نوحہ کیا کہ ہائے میرا پہاڑ ہائے ایسا، ہائے ویسا، افاقہ ہوا تو فرمایا کہ جو کچھ تم کہہ رہی تھیں مجھ سے اس کی تصدیق کرائی جاتی تھی کہ کیا تم ویسے تھے؟ اس بنا پر وفات کے وقت سب نے صبر کیا، صحیح بخاری میں ہے، "فلما مات لم تبك عليه" یعنی جب انھوں نے شہادت پائی تو نوحہ اور بین نہیں کیا گیا۔

(بخاری: 611و614واسد الغابہ: 3/157،158،159وطبقات ابن سعد9392)

اولاد

جیسا کہ اوپر گذر چکا، موتہ روانہ ہوتے وقت بیوی بچے موجود تھے، لیکن صاحب اسد الغابہ لکھتے ہیں، "فقتل ولم یعقب" یعنی ان سے نسل نہیں چلی۔

فضل وکمال

اس عنوان میں دو چیزیں قابل ذکر ہیں، کتابت اور شاعری۔ پیارے پیغمبر ﷺ کے کاتب تھے، لیکن یہ معلوم نہیں کہ لکھنا کب سیکھا تھا؟ شاعری میں مشہور تھے

اور دربارِ رسالت کے شاعر تھے، کفر پر مشرکین کو عار دلانا ان کا موضوع تھا۔

صاحب اسد الغابہ لکھتے ہیں۔ دربار نبوی کے شعرا حسان بن ثابتؓ، کعب بن مالکؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ تھے۔

حضرت کعب بنؓ مالک کافروں کو لڑائی سے ڈراتے تھے،

اور حسان بن ثابتؓ حسب نسب پر چوٹ کرتے تھے،

اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ ان کو کفر کا عار دلایا کرتے تھے۔

یعنی پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین شاعر تھے، حضرت حسانؓ، حضرت کعبؓ، حضرت ابن رواحہؓ، اول الذکر نسب پر طعن کرتے تھے دوسرے لڑائی سے دھمکاتے اور تیسرے کفر پر غیرت دلاتے تھے۔

شعر فی البدیہہ کہہ سکتے تھے، ایک روز مسجد نبوی کی طرف نکلے، پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہؓ کی جماعت کیساتھ تشریف فرما تھے، ان کو بلایا اور فرمایا مشرکین پر کچھ کہو انھوں نے اس مجمع میں کچھ اشعار کہے۔ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا تو مسکرائے اور فرمایا خدا تم کو ثابت قدم رکھے۔

حدیث میں چند روایتیں ہیں جو حضرت ابن عباسؓ، حضرت اسامہ بنؓ زید حضرت انسؓ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت نعمان بن بشیرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ کے واسطہ سے مروی ہیں، خود پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت بلالؓ سے روایتیں کیں۔

اخلاق و عادات

نہایت زاہد و عابد تھے، پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا عبداللہ بن رواحہؓ پر رحم کرے وہ انہی مجلسوں کو پسند کرتے تھے جن پر فرشتے بھی فخر کرتے ہیں۔

حضرت ابو درداءؓ کہتے ہیں کہ کوئی دن ایسا نہیں ہوتا جس میں میں عبد اللہ ابن رواحہؓ کو یاد نہ کرتا ہوں، وہ مجھ سے ملتے تو کہتے کہ آؤ تھوڑی دیر کے لیے مسلمان بن جائیں، پھر بیٹھ کر ذکر کرتے اور کہتے یہ ایمان کی مجلس تھی۔

ان کی بیوی کا بیان ہے کہ جب گھر سے نکلتے تو دو رکعت نماز پڑھتے اور جب واپس آتے اس وقت بھی ایسا ہی کرتے تھے، اس میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔

ایک سفر میں اتنی شدید گرمی تھی کہ آفتاب کی تمازت سے لوگ سروں پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے ایسی حالت میں روزہ کون رکھ سکتا ہے؟ لیکن پیارے پیغمبر ﷺ اور حضرت ابن رواحہؓ اس حالت میں بھی صائم تھے۔

(بخاری۲۶۱/۱)

احکام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر ذیل کا واقعہ شاہد ہے۔ پیارے پیغمبر ﷺ خطبہ دے رہے تھے حضرت ابن رواحہؓ پہنچے تو یہ ارشاد زبان پر تھا کہ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ جاؤ، مسجد کے باہر تھے، اسی مقام پر بیٹھ گئے، پیارے پیغمبر ﷺ خطبہ سے فارغ ہوئے تو کسی نے یہ خبر پہنچادی فرمایا: خدا اور رسول کی اطاعت میں خدا ان کی حرص اور زیادہ کرے۔

پیارے پیغمبر ﷺ سے نہایت محبت تھی اور آپ ﷺ کو بھی ان سے انس تھا، بیمار پڑے اور ایک دن بے ہوش ہو گئے تو سرور عالم ﷺ عیادت کو تشریف لائے اور فرمایا خدایا اگر ان کی موت آئی ہو تو آسانی کر ورنہ شفا عطا فرما۔

جوش ایمان کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ عبد اللہ بن ابی کی مجلس میں بیٹھے تھے پیارے پیغمبر ﷺ ادھر سے گذرے تو سواری کی گرد اڑ کر اہل مجلس پر پڑی۔

ابن ابی نے کہا کہ گرد نہ اڑاؤ، آپ وہیں اتر پڑے اور توحید پر ایک مختصر تقریر کی ،ابن ابی اب تک مشرک تھا، بولا یہ بات تو ٹھیک نہیں، جو کچھ آپ کہتے ہیں،اگر وہ حق ہے تو یہاں آ کر ہم کو پریشان کرنے کی ضرورت نہیں، البتہ جو آپ کے پاس جائے،اس کو خوشی سے ایمان کی دعوت دے سکتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ کو جوش آ گیا ،بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! آپ ضرور فرمائیں،ہم اس بات کو پسند کرتے ہیں۔

(الاصابۃ فی تمیز الصحابہ عبد اللہ ابن رواحہ/بخاری۶۵۶/۲)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت میں شعر کہا کرتے تھے اور یہ بھی حبِ رسول کا کرشمہ تھا ایک شعر بہت ہی اچھا کہا جس کا ترجمہ یہ ہے:

اگر آپ میں کھلی ہوئی نشانیاں نہ بھی ہوں،

جب بھی آپ کی صورت خبر (رسالت) دینے کے لیے کافی تھی۔

آپ نے اپنی شاعرانہ صلاحیتیں اسلام کے لئے وقف کر دی تھیں۔

ایک مرتبہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے دریافت فرمایا کہ جب تم شعر کہنا چاہتے ہو تو کیا کرتے ہو؟

عرض کیا کہ اس موضوع پر غور وفکر کرتا ہوں اور پھر شعر کہتا ہوں۔

پھر آپ نے برجستہ مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

إِنِّي تَفَرَّسْتُ فِيكَ الْخَيرَ أَعْرِفُهُ

إِنِّي تَفَرَّسْتُ فِيكَ الْخَيرَ أَعْرِفُهُ
وَاللهُ يَعلَمُ أَنْ مَا خَانَنِي الْبَصَرُ

میں نے آپ کو دیکھتے ہی جان لیا کہ آپ ﷺ کے اندر وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جن کا مجھے علم ہے۔اور اللہ جانتا ہے کہ میری نظر نے کوئی غلطی نہیں کی۔

أَنْتَ النَّبِيُّ وَمَنْ يُحرَمْ شَفَاعَتَهُ
يَومَ الحِسابِ فَقَدْ أَزْرَى بِهِ القَدَرُ

آپ ﷺ وہ نبی ہیں جن کی شفاعت سے قیامت کے روز
اگر کوئی محروم رہا تو اس کی تقدیر نے اس کو تباہ کر دیا۔
(یعنی محروم اور کوئی بدقسمت ہی آپ ﷺ کی شفاعت سے محروم رہے گا)

فَثَبَّتَ اللهُ مَا آتَاكَ مِنْ حَسَنٍ
تَثْبِيتَ مُوسَى وَنَصراً كَالَّذِي نُصِرُوا

اللہ نے آپ ﷺ کو جو خوبیاں عطا فرمائی ہیں،
ان کے ساتھ آپ کو ثابت قدم رکھے جیسے موسیٰ علیہ السلام کو ثابت قدم رکھا،
اور آپ کی ویسی مدد فرمائے جیسے حضرت موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کی مدد فرمائی تھی۔

جب آپؓ نے یہ شعر پڑھا:

تو پیارے پیغمبر ﷺ نے آپ کو یہ دعاء دی:

وَأَنْتَ فَثَبَّتَكَ اللهُ يَا بْنَ رَوَاحَة.

اے ابن رواحہ! تم کو بھی اللہ ثابت قدم رکھے۔

يَا آلَ هَاشِمَ إِنَّ اللهَ فَضَّلَكُمْ
عَلَى الْبَرِيَّةِ فَضْلاً مَا لَهُ غِيَرُ

اے ہاشم کے خاندان، بیشک اللہ نے تم پر احسان کیا ہے۔
تمام مخلوقات سے بڑھ کر ایک احسان جس کا کوئی برابر نہیں۔

وَلَوْ سَأَلْتَ أَوِ اسْتَنْصَرْتَ بَعْضَهُمْ
فِيْ جُلِّ أَمرِكَ مَا آوَوْا وَلَا نَصَرُوْا

اور اگر آپ نے ان میں سے کسی سے سوال کریں یا مدد مانگیں
اکثر معاملات میں، وہ آپ کو پناہ نہیں دیتے اور نہ ہی آپ کی مدد کرتے ہیں۔

فَخَبِّرُوْنِيْ أَثْمَانَ الْعَبَاءِ مَتَى
كُنْتُمْ بَطَارِيْقَ أَوْ دَانَتْ لَكُمْ مُضَرُ

پس مجھے بتاؤ چادروں کی قیمتوں کے بارے میں
جب تم بطاریق تھے یا جب مضر نے تم پر حق جمایا

نُجَالِدُ النَّاسَ عَنْ عُرْضٍ فَنَأْسِرُهُمْ
فِيْنَا النَّبِيُّ وَفِيْنَا تَنزِلُ السُّوَرُ

ہم لوگوں سے ان کی عزت کے لیے لڑتے ہیں اور انھیں اسیر کر لیتے ہیں۔
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان ہیں اور قرآن کی سورتیں
ہمارے درمیان نازل ہوئی ہیں۔

وَقَدْ عَلِمْتُمْ بِأَنَّا لَيْسَ يَغْلِبُنَا
حَيٌّ مِنَ النَّاسِ إِنْ عَزُّوا وَإِنْ كَثُرُوا

اور آپ جانتے ہیں کہ کوئی بھی زندہ انسانوں میں سے ہمیں شکست نہیں دے سکتا،
خواہ وہ کتنے ہی طاقتور یا بے شمار کیوں نہ ہوں۔

(دیوان عبد اللہ ابن رواحہؓ ص۹۴)

غزوۂ خندق کے موقع پر جب پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ خندق کھود رہے تھے تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اطہر پر عبداللہ ابن رواحہ کے یہ اشعار جاری تھے:

وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

اللہ کی قسم اگر اللہ نہ ہوتا (یعنی اس کی ہدایت، اور فضل ہم پر نہ ہوتا)
تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ اخلاص کے ساتھ صدقہ کر پاتے اور نہ عبادت کر پاتے۔

وَالْكَافِرُونَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا
إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا

کافر ہم پر تکبر، ظلم و زیادتی کے ساتھ چڑھ دوڑے ہیں،
جب وہ فتنہ (یعنی قتل، گمراہی اور سابقہ دین کی طرف پھیرنے)
کا ارادہ کریں تو آپ ہی ہماری حفاظت فرمائیں کہ ہم ان کے اس فتنہ کو قبول کریں۔

روایات میں آتا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ جملہ فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آواز بلند فرمائی، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی بلند آواز سے کہا "(اَبَیْنَا اَبَیْنَا)"

فَاغْفِرْ فِدَاءً لَكَ مَا اقْتَضَيْنَا

وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا

ہمارے دلوں پر سکینت کا نزول فرما،
دشمنوں سے اگر مڈبھیڑ ہو تو ہمیں ثابت قدم فرما۔

فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا

وَنَحْنُ عَنْ فَضْلِكَ مَا اسْتَغْنَيْنَا

تیرے فضل سے ہم مستغنی نہیں ہو سکتے (تو ہم پر اپنا فضل شامل حال فرما)

(دیوان عبد اللّٰہ ابن رواحہؓ ص٩٦)

★★★

اسی طرح غزوہ خندق کے موقع پر جب مسلمان پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں خندق سے مٹی نکال رہے تھے تو ان کی زبانوں پر حضرت عبداللہ ابن رواحہؓ کے یہ اشعار تھے:

اَللّٰھُمَّ إِنَّ الْعَیشَ عَیشُ الآخِرَۃ

فَارحَمِ الأنصارَ وَالمُھاجِرَۃ

اے اللہ! نہیں ہے عیشِ (دنیا کی کوئی حقیقت کہ یہ زائل ہونے والا ہے)

مگر (اصل) عیش تو آخرت کا عیش ہے

(جو حقیقی اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے)۔

تو انصار اور مہاجرین پر رحم فرما۔

وَالْعَنْ إِلَھِي عَضَلاً وَالقارَۃ

ھُم كَلَّفونا ثِقَلَ الحِجارَۃ

الٰہی تو قبیلہ عضل اور قارہ (یعنی بنوھون بن خزیمہ) پر لعنت فرما،

جنہوں نے ہمیں بھاری پتھر اٹھانے پر مجبور کیا۔

(دیوان عبد اللہ بن رواحہ ص۱۴۱)

❁❁❁

رُوْحِی الْفِدَاءُ لِمَنْ اَخْلَاقَهٗ شَهِدَتْ

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کی نعت کے یہ اشعار بھی بہت مشہور ومقبول ہیں:

رُوْحِی الْفِدَاءُ لِمَنْ اَخْلَاقَهٗ شَهِدَتْ
بِاَنَّهٗ خَيْرُ مَوْلُوْدٍ مِنَ الْبَشَرِ

میری روح اور میری جان اُس ہستی پر فدا ہے جن کے اخلاق اس بات پر شاہد ہیں
کہ وہ بنی نوعِ انسان میں افضل ترین ہیں۔

عَمَّتْ فَضَآئِلُهٗ كُلَّ الْعِبَادِ كَمَا
عَمَّ الْبَرِيَّةَ ضَوْءُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ

اُن کے فضائل وکمالات کا چشمہ، بلا امتیاز سب بندوں کے لئے عام ہیں
جس طرح سورج اور چاند کی ضیاء باریاں ساری مخلوق کے لئے عام ہیں

لَوْ لَمْ تَكُنْ فِيْهِ اٰيَاتٌ مُّبَيِّنَةٌ
كَانَتْ بَدِيْهَتُهٗ تُنْبِيْكَ بِالْخَبَرِ

اگر اُن کی صداقت پر مہرِ تصدیق ثبت کرنے والی واضح نشانیاں نہ بھی ہوتیں
تو خود (ان کا چہرۂ انور) اور اُن کی واضح شخصیت
ان کے پیغام کی صداقت کے لئے کافی تھی۔

اِنِّیْ تَفَرَّسْتُ فِيْكَ الْخَيْرَ اَعْرِفُهٗ

وَاللّٰہُ یَعۡلَمُ اَنۡ مَاخَانَنِی الۡبَصَرُ

میں نے غور کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اندر بھلائی دیکھ لی

(کہ آپ کے اندر وہ تمام خوبیاں موجود ہیں) جسے میں پہچانتا ہوں

اور خدا عزوجل جانتا ہے کہ میری آنکھوں نے مجھ سے خیانت نہیں کی۔

اَنۡتَ النَّبِیُّ فَمَنۡ یُّحۡرَمۡ شَفَاعَتَہٗ

یَوۡمَ الۡحِسَابِ فَقَدۡ اَزۡرٰی بِہِ الۡقَدَرُ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ نبی ہیں جن کی شفاعت سے جو شخص بروز قیامت محروم ہوا

تو اس کی تقدیر و قسمت نے اُس کو ذلیل و رسوا کر دیا۔

فَثَبَّتَ اللّٰہَ مَااَتَاكَ مِنۡ حَسَنٍ

تَثۡبِیۡتَ مُوۡسٰی وَ نَصۡرًا کَالَّذِیۡ نُصِرُوا

اللہ عزوجل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان خوبیوں و بھلائیوں کے ساتھ ثابت قدم رکھے

جیسے حضرت موسیٰ عَلَیۡہِ السَّلَام کو ثابت قدم رکھا،

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کرے جیسے ان کی مدد ہوئی۔

(وسیلۃ الاسلام، ج۱، ص۸۷۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ج۳، ص۴۰۰)

اسد الغابہ" کی روایت کے مطابق حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ مندرجہ ذیل تین اشعار بھی حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے ہیں:

وَفِیۡنَا رَسُوۡلُ اللّٰہِ یَتۡلُو کِتَابَہٗ

إِذَا انْشَقَّ مَعْرُوفٌ مِنَ الصُّبْحِ سَاطِعُ

اور ہم میں اللہ کے رسول ہیں جو اس کی کتاب کی اس وقت تلاوت کرتے ہیں، جب فجر کی روشنی پھوٹ کر پھیل جاتی ہے۔

أَرَانَا الْهُدَى بَعْدَ الْعَمَى فَقُلُوبُنَا
بِهِ مُوقِنَاتٌ أَنَّ مَا قَالَ وَاقِعُ

ہمیں انہوں نے گمراہی کے بعد ہدایت کا راستہ دکھایا۔ پس ہمارے دل اس امر پر یقین رکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ فرمایا وہ ضرور واقع ہوگا۔

يَبِيتُ يُجَافِي جَنْبَهُ عَنْ فِرَاشِهِ
إِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْكَافِرِينَ الْمَضَاجِعُ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات اس طرح گزارتے ہیں کہ آپ کا پہلو بستر سے جدا رہتا ہے (یعنی جاگ کر) جب کہ کافروں کے بوجھ سے ان کی خواب گاہیں بوجھل ہوئی رہتی ہیں۔

وَاعْلَمُ عِلْمًا لَيْسَ بِالظَّنِّ أَنَّنِي
إِلَى اللّٰهِ مَحْشُورٌ هُنَاكَ وَرَاجِعُ

اور یقین جانو، محض گمان نہیں، کہ میں وہاں خدا کے حضور محشور ہوں اور واپس آنے والا ہوں۔

(صحیح بخاری حدیث نمبر: 6151)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ

حضرت کعب بن مالکؓ ان جلیل القدر صحابہؓ میں سے ہیں جو بیت عقبہ ثانیہ میں شریک ہوئے ،آپ انصار مدینہ میں سے تھے۔غزوۂ تبوک کے موقع پر جو تین صحابہ پیچھے رہ گئے تھے،اور جن کی توبہ کی قبولیت کا ذکر اللہ نے سورۂ توبہ کے اندر فرمایا ان میں سے ایک حضرت کعبؓ بھی تھے۔بیعت عقبہ ثانیہ میں 70 آدمیوں کے ساتھ مکہ مکرمہ آ کر پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی اور اسلام قبول کیا۔

نام ونسب

کعب نام، ابوعبد اللہ کنیت، بنوسلمہ سے ہیں،نسب نامہ یہ ہے،کعب بن مالک بن ابی کعب عمرو بن قیس بن سواد بن منعم بن کعب بن مسلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن یزید بن حشم بن خزرج، والدہ کا نام لیلیٰ بنت زید بن ثعلبہ تھا اور بنو سلمہ سے تھیں۔جاہلیت میں ابوبشیر کنیت کرتے تھے،پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدل کر ابوعبداللہ کر دی، مالک کے یہی ایک چشم و چراغ تھے۔امام ابن ابی حاتم نے کعب کو اصحابِ صفہ میں شمار کیا ہے۔

(كتاب الجرح والتعديل : 160/3)

غزوات

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور انصار و مہاجرین میں برادری قائم کی توطلحہ بن عبیداللہ کو کہ جو عشرۂ مبشرہ میں سے تھے،ان کا بھائی بنایا۔

غزوہ بدر میں جلدی کی وجہ سے نہ جاسکے،ان کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ

رہ گئے تھے، لیکن پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کو کچھ نہ کہا۔

غزوۂ احد میں اپنے مہاجر بھائی کی طرح داد شجاعت دی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرد زرہ پہن کر میدان میں آئے، پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی زرہ زیب تن کیے ہوئے تھے، اس لڑائی میں 111 زخم کھائے۔

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق جب خبر اڑائی گئی تھی کہ شہید ہو گئے ہیں، صحابہؓ کو سخت تشویش پیدا ہوگئی، سب سے پہلے انھوں نے پہچانا اور بآواز بلند پکار اٹھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں ہیں، پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ خاموش رہو۔ (طبقات ابن سعد حصہ مغازی:22)

اُحد کے بعد جو غزوات پیش آئے، اُن میں انھوں نے نہایت مستعدی سے شرکت کی، یہ عجیب بات ہے کہ عہد نبوت کے پہلے غزوہ کی طرح آخری غزوہ کی شرکت کے شرف سے بھی محروم رہے، غزوۂ تبوک پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اخیر غزوہ ہے اور غزوہ عسرت کہلاتا ہے۔ (جس کا مفصل واقعہ صحیح بخاری میں مذکور ہے)۔

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ کسی غزوہ کا ارادہ کرتے تو صاف صاف نہ بتاتے؛ لیکن اس دفعہ خلاف معمول ظاہر کر دیا تھا، تاکہ مسلمان اس طویل اور مشکل سفر کے لیے تیار ہو جائیں۔ خود حضرت کعبؓ نے اس کے لیے دو اونٹ مہیا کیئے تھے، ان کا بیان ہے کہ میں کسی غزوہ میں اتنا قوی، تیار اور خوش حال نہ تھا جتنا اس دفعہ تھا۔ اس غزوہ میں نہ جانے کی وجہ سے انہیں پچاس دنوں تک مختلف پابندیوں کا سامنا کرنا پڑا۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شعراء کرام

امام محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ تین انصاری صحابی رسول اللہ ﷺ کی مدافعت میں اشعار پڑھا کرتے تھے، وہ حضرت حسان بن ثابت، عبداللہ بن رواحہ اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہم ہیں۔

اخلاق

صدق و راستی اُن کا خاص وصف تھا اور اس کو انھوں نے جس طرح اپنا یا اس سے زیادہ ہونا ناممکن ہے اسلام قبول کرنے کے بعد کبھی جھوٹ نہیں بولا، خود فرماتے ہیں:

واللہ ما تعمدت کذبة منذ قلت ذالک للرسول ﷺ الی یومی ھذا وانی لارجو ان یحفظنی اللہ فیما بقیٰ۔

(مسلم ج۲/۲۵۴)

غزوہ تبوک سے پیشتر کی زندگی نہایت پاک اور صاف گذری تھی، چنانچہ جب یہ واقعہ پیش آیا تو بنوسلمہ نے برجستہ کہا:

وَاللّٰہِ مَا عَلِمْنَاکَ کُنْتَ اَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ ھٰذَا!

یعنی خدا کی قسم تم نے اس سے پہلے تو کوئی گناہ نہ کیا تھا۔

وفات

حضرت کعبؓ کی تاریخِ وفات میں اختلاف ہے۔بعض کہتے ہیں 51ھ یا 50ھ یا 40ھ سے پہلے وفات ہوئی ہے جب کہ علامہ ابن حبان کہتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن 67 سال کی عمر میں آپ اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔

(الثقات لابن حبان،ص۲۲)

اولاد

عبد اللہ، عبید اللہ، عبد الرحمٰن، معبد اور محمد، قصر کعب کے ارکان خمسہ تھے۔ ان میں سے اول الذکر کو یہ شرف خاص تھا کہ جب ان کے والد نابینا ہو گئے تو یہ ان کے قائد اور راہ نما بنتے تھے۔ (بخاری، ج ۳/ ۶۳۴)

فضل وکمال

حدیث کی کتابوں میں 80 روایتیں ہیں جو ان سے مروی ہیں، اور خود پیارے پیغمبر ﷺ اور اسید بن حضیرؓ سے روایت کی ہے، راویوں میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ، حضرت جابرؓ، حضرت ابو امامہ باہلیؓ، حضرت امام باقرؓ، عمرو بن حکم بن ثوبان، علی بن ابی طلحہ، عمر بن کثیر بن افلح، عمر بن حکم بن رافع جیسے اکابر شامل ہیں۔

شاعری

مشہور شاعر تھے، طبیعت اچھی پائی تھی اور اشعار میں جدت تھی، جاہلیت میں شاعری کے انتساب سے مشہور تھے، ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ شعر کہنا کیسا ہے، فرمایا کچھ مضائقہ نہیں، مسلمان اس کی وجہ سے تلوار اور زبان دونوں سے جہاد کرتا ہے، جب یہ شعر کہا:

زعمت سخينة ان ستغلب ربها

فليغلبن مغالب الغلاب

سخینہ کا گمان ہے کہ اس کا معبود اس کو غالب کریگا

بہتر ہے وہ تمام غالب ہونے والوں کے غالب (خدا) پر غلبہ حاصل کریں

تو پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا: کہ اس سے تم نے خدا کو مشکور بنایا۔
ان کی شاعری کا موضوع کفار کو لڑائی سے ڈرانا اور مسلمانوں کا ان کے قلوب میں سکہ جمانا تھا۔کلام کے اثر کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ صرف دو بیعت کہے اور تمام قبیلۂ دوس مسلمان ہوگیا، وہ شعر یہ تھے:

قضینا تہامۃ کل وتر وخیبر ثمہ اغمدنا سیوفنا

تہامہ اور خیبر سے ہم نے کینہ کو دور کر کے تلواریں نیام میں کر لیں

نخرھا ولو نطقت لقالت قواطعھن دَوسا او ثقیفا

ہم اپنی تلواروں کو اختیار دیے ہوئے ہیں، اگر یہ تلواریں بول سکتیں تو کہتیں کہ اب ان کا نشانہ دوس ہوں گے یا ثقیف۔

دوسیوں نے سنا تو کہا کہ مسلمان ہو جانا بہتر ہے، ورنہ ثقیف کی طرح ہمارا بھی حشر ہوگا۔ آپ کا شمار مدینہ منورہ کے پانچ شعراء میں ہوتا ہے ۔غزوۂ حنین کے بعد طائف جاتے ہوئے آپ نے ایک قصیدہ پیارے پیغمبر ﷺ کی موجودگی میں پڑھا تھا جسے سماعت فرما کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

لَقَدْ شَکَرَ کَ اللّٰہُ عَلیٰ قَوْلِکَ ھٰذَا یَا کَعْب۔

اے کعب! اللہ تعالیٰ نے تمہارے اس قول کی قدر دانی فرمائی۔

وہ قصیدہ یہ ہے:

قَضَيْنَا مِنْ تِهَامَةَ كُلَّ رَيْبٍ

قَضَيْنَا مِنْ تِهَامَةَ كُلَّ رَيْبٍ
وخيبَر ثمَّ أَجْمَعْنَا السّيُوفا

جب تہامہ کی طرف سے ہم فارغ ہو چکے، اب دشمنوں کا وہاں کھٹکا نہیں رہا
اور خیبر سے بھی فارغ ہو چکے، پھر ہم نے اپنی تلواروں کو اکٹھا کیا۔

نُخَيِّرُهَا وَلَوْ نَطَقَتْ لَقَالَتْ
قواطِعُهُنَّ دوساً أو ثَقيفَا

ہم اپنی تلواروں کو اختیار دیے ہوئے ہیں، اگر یہ تلواریں بول سکتیں تو کہتیں
کہ اب ان کا نشانہ دوس ہوں گے یا ثقیف۔

فَلَسْتُ لِحَاضنٍ أنْ لَمْ تَرَوهَا
بِسَاحَةِ دارِكُمْ منّا أُلُوفَا

میں کسی کا محافظ نہیں ہوں اگر تم اسے نہ دیکھو،
تمہارے گھر کے آنگن میں ہم میں سے ہزاروں کو۔

وَنَنْتَزِعُ العُروشَ بِبَطْنِ وجٍّ
وتصبحُ دُورُكم منكمْ خَلُوفَا

اور ہم اکھاڑ پھینکیں گے تمہاری گھروں کی چھتیں درمیان سے پکڑ کر

اور تمہارے مکانات تمہارے لئے ہی ویران ہو جائیں گے

وَيَأتِيكُمْ لَنَا سَرعَانُ خَيْلٍ
يُغَادِرُ خَلْفَهُ جمعاً كَثيفَا

اور تمہارے پاس جلد ہی ہمارے تیز رفتار گھوڑے آئیں گے
بھاری تعداد میں ایک بڑی فوج کو پیچھے چھوڑتے ہوئے۔

إذا نزلُوا بسَاحَتِكُم سَمِعْتُمْ
لَهَا مِمَّا أنَاخَ بها رَجِيفَا

جب وہ تمہاری زمین پر اتریں گے تو تم سنو گے،
اس پر پڑنے والی لرزہ اور لرزشوں کی آواز کی گونج۔

بأيدِيهِمْ قَوَاضِبُ مُرهَفَاتٌ
يُزِرْنَ المُصْطَلِينَ بِهَا الحُتوفَا

ان کے ہاتھوں میں تیز آہنی تلواریں ہیں، جن سے وہ ان لوگوں کو موت کے گھاٹ
اتارتے ہیں جو ان سے مبارزت کرتے ہیں۔

كَأَمْثالِ العَقَائِقِ أَخْلَصَتْهَا
قُيُونُ الهندِ لم تُضْرَبْ كَتِيفَا

بہترین کانچ و موتیوں کی طرح صاف،
ہندوستان کے کاریگروں نے بنایا ہے انہیں بغیر کسی کھردراپن کے۔

تخالُ جَديَّةَ الأَبْطَالِ فيها

غَدَاةَ الزَّحْفِ جَادِيّاً مَدوفَا

تمہیں جنگ کے دن بہادروں کی سنجیدگی نظر آتی ہے

پیش قدمی کی صبح، ایک سنجیدہ، پرعزم، دلیر ہیرو کی طرح۔

أَجِدَّهُمُ أَليسَ لَهُمُ نَصِيحٌ

منَ الأَقْوامِ كانَ بِنَا عَرِيفَا

کیا میں نے کبھی انہیں ایسا نہیں پایا کہ ان کے پاس کوئی نصیحت کرنے والا ہو جو انہیں

نصیحت کرے؟، قوموں میں سے جو ہم سے واقفیت رکھتا ہو۔

يُخَبِّرهُمُ بِأَنَّا قَدْ جَمَعْنَا

عِتَاقَ الخَيلِ والنُّجُبَ الطُّروفَا

وہ انہیں بتاتا ہے کہ ہم نے خالص نسل کے

اچھے گھوڑے اور تیز رفتار اونٹ جمع کیے ہیں۔

وإِنَّا قَدْ أَتَيْنَاهُمُ بِزَحْفٍ

يُحِيطُ بِسُورِ حُصْنِهُمُ صُفُوفَا

ہم ایک فوج لے کر ان تک پہنچے ہیں،

ان کے قلعوں کے حصار کو صف بستہ فوج گھیرے ہوئے ہے۔

رَئِيْسُهُم النّبيُّ وكانَ صُلْباً

نَقِيَّ القَلْبِ مُصْطَبِراً عَزُوفَا

ان جواں مردوں کے سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو ایک پختہ کار انسان ہیں۔

دل کے پاک، صبر کرنے والے، پست باتوں سے بہت بلند۔

رَشِيدُ الأَمْرِ ذُو حُكْمٍ وَعِلْمٍ

وَحِلْمٍ لَمْ يكنْ نَزِقاً خَفِيفَا

جن کا معاملہ بہت سلجھا ہوا ہے۔ تدبر، علم

اور بردباری والے، اوچھی باتوں اور ہلکے پن سے بہت دور۔

نُطِيْعُ نَبِيَّنَا وَنُطِيعُ ربّاً

هُوَ الرَّحمٰنُ كَانَ بِنَا رَؤُوفَا

ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہیں اور اپنے رب کی اطاعت کرتے

ہیں جو کہ بہت رحم کرنے والا ہے اور ہم پر انتہائی شفقت فرمانے والا ہے۔

فإنْ تُلقُوا إلينا السِّلْمَ نَقْبَلْ

وَنَجْعَلْكُمْ لَنَا عَضُداً وَرِيفَا

اگر تم ہمارے سامنے صلح پیش کرو گے تو ہم قبول کریں گے

اور تمہیں اپنے لئے مددگار اور دوست بنائیں گے۔

وإنْ تَأْبَوا نُجَاهِدْكُمْ ونَصْبِرْ
وَلاَ يكُ أمرُنَا رَعِشاً ضَعِيفَا

اگر تم انکار کرو گے تو ہم تم سے جہاد کریں گے اور ثابت قدم رہیں گے۔
اور ہمارا عزم کبھی کمزور یا ڈگمگانے والا نہیں ہوگا۔

نُجَالِدُ مَا بَقِينَا أَو تُنِيبُوا
إلَى الإِسْلاَمِ إِذْعَاناً مُضِيفَا

ہم لڑتے رہیں گے جب تک تم باز نہ آؤ
اور اسلام قبول کرلو، فرمانبرداری کے ساتھ۔

نُجَاهِدُ لَا نُبَالِي مَنْ لَقِينَا
أَأَهْلَكْنَا التِّلادَ أَمِ الطَّرِيفَا

ہم جہاد کرتے ہیں، ہمیں کوئی پرواہ نہیں کہ ہم کس سے ملتے ہیں، اور کون ہمارے مقابلے میں آتا ہے؟ کیا ہم نے بلند مقامات، وراثت میں ملنے والی زمینیں تباہ کیں یا نئی زمینیں؟

وَكَمْ مِنْ مَعْشَرٍ أَلَبُوا عَلَيْنَا
صَمِيمَ الجِذْمِ مِنْهُمْ والحَلِيفَا

اور کتنے ہی گروہوں اور لوگوں نے ہم پر حملہ کیا
جس میں ان کے ساتھ قریبی رشتے دار اور حلیف بھی شامل تھے۔

أَتُونا لا يرونَ لَهُمْ كِفَاءً

فجدَّعْنَا المَسَامِعَ والأُنُوفَا

وہ ہمارے پاس آئے، اپنے لیے کوئی برابر نہ دیکھ کر۔

تو ہم نے ان کے کان اور ناک کاٹ ڈالے۔

بكلِّ مهنّدٍ لَيِّنٍ صَقِيلٍ

نَسُوقُهُمُ بها سَوْقاً عَنِيفَا

ہر نرم وملائم و چمکدار تلوار کے ساتھ

ہم انہیں بڑی سختی سے ہانکتے اور آگے بڑھاتے ہیں۔

لأمرِ اللهِ والإسلاَمِ حتَّى

يَقُومَ الدّينُ معتدلاً حَنِيفَا

اللہ کے حکم اور اسلام کی خاطر، یہاں تک کہ

سچا، سیدھا اور خالص دینِ متوازن قائم نہ ہو جائے۔

وتُنْسَى اللاَّتَ والعُزَّى وَوُدٌّ

ونَسْلُبُها القَلاَئِدَ والشُّنُوفَا

اور لات، عزّیٰ اور وَد کو بھلا دیا جائے گا۔

اور ہم ان سے ان کے ہار اور بالیاں (اور زیب و زینت) چھین لیں گے۔

فأمسوا قد أقرّوا واطمأنّوا
ومن لا يمتنع يقتل خسوفا

چنانچہ انہوں نے اس حال میں شام کی کہ وہ تسلیم کر کے اور محفوظ محسوس کر کے سو گئے۔
اور جو نہیں رکے گا اس کو گرہن لگے گا، اور وہ قتل کر دیا جائے گا۔

(تفسیر ابن کثیر : 1/57۔)

☆☆☆

یا عَیْنِ فَابْکِیْ بِدَمْعٍ ذَرَی

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات پر اپنے تاثرات کا اظہار ان اشعار میں فرمایا تھا:

یا عَیْنِ فَابْکِيْ بِدَمْعٍ ذَرَی

لِخَیْرِ الْبَرِیَّۃِ والْمُصْطَفَی

اے آنکھ آج اتنا رو کہ آنسوؤں کا تار بندھ جائے،

اس ذات پر جو کائنات میں سب سے برگزیدہ اور منتخب تھی۔

وبَکِّي الرَّسُولَ وحُقَّ الْبکاءُ

عَلَیْہِ لَدَی الحَرْبِ عِنْدَ اللِّقا

پیغمبر پر رو، ان پر رونا روا ہے، جب دشمن سامنے آئیں اور جنگ کی کھٹن گھڑی ہو۔

علی خَیْرِ مَنْ حَمَلَتْ نَاقَۃٌ

وأَتْقَی الْبَرِیَّۃِ عِنْدَ التُّقَی

اس پر رو، جن سے بہتر ذات کو کسی اونٹنی نے اپنے اوپر سوار نہیں کیا ہوگا،

اور وہ ذات جو اللہ کی مخلوقات میں سب سے زیادہ محتاط و پرہیز گار تھی۔

علی سَیِّدٍ ماجِدٍ جَحْفَلٍ

وَخَیْرِ الْأَنَامِ وخَیْرِ اللُّھا

ان پر رو جو سردار تھے، بلند کردار تھے، عظیم المرتبت تھے،
تمام مخلوق میں سب سے اعلیٰ تھے، اور سخاوت میں بے مثل تھے۔

لَهُ حَسَبٌ فوقَ كُلِّ الأَنامِ
مِنْ هاشِمٍ ذٰلِكَ المُرْتَجَى

آل ہاشم میں سے تھے، اور خاندانی عزت میں ان کا کوئی ہمسر نہ تھا،
ان سے سب کی امیدیں وابستہ تھیں۔

نُخَصُّ بما كانَ مِنْ فَضْلِهِ
وَكانَ سِرَاجاً لَنا فِي الدُّجى

ان کی داد و دہش سے ہم سرفراز ہوتے تھے،
وہ تاریکیوں میں ہمارے لئے چراغِ راہ تھے۔

وكانَ بَشِيراً لَنا مُنْذِراً
وَنُوراً لَنا ضَوْؤُهُ قَدْ أَضا

وہ خوشخبری سنانے والے، عذاب آخرت سے ڈرانے والے،
اور ایسی روشنی تھے جس سے سب ہی روشن تھے۔

فأَنْقَذَنا اللّٰهُ فِي نُورِهِ
وَنَجّى بِرَحْمَتِهِ مِنْ لَظَى

اللہ تعالیٰ نے ان کے صدقے اور ان کی بدولت ہمیں ان کی روشنیوں میں لا کر

(تاریکیوں) سے نجات دی، اور آگ کے عذاب سے بچایا۔

☆☆☆

ألا انْعِي النَّبِيَّ إلى العَالَمِينَا

ألا انْعِي النَّبِيَّ إلى العَالَمِينَا

جَمِيعاً ولاَسِيَّما المُسْلِمينا

کیا میں سارے عالم اور خاص کر مسلمانوں کے سامنے

اپنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی کا ماتم نہ کروں؟

ألا أنعِي النَّبيَّ لأَصْحابِهِ

وأَصْحَابِ أَصْحَابِهِ التَّابعينا

کیا میں ماتم نہ کروں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے سامنے

اور صحابہ کے ساتھیوں یعنی تابعین کے سامنے۔

ألا أنعِي النَّبيَّ إلى من هَدَى

مِنَ الجِنِّ ليلةَ إذْ تَسْمَعُونا

کیا میں اس نبی کا ماتم نہیں کرتا جس کی طرف انہیں ہدایت دی گئی تھی؟

جنوں میں سے اس رات کے لیے جب تم ہماری بات سنتے ہو

لِفَقْدِ النَّبيِّ إمَامِ الهُدَى

وَفَقْدِ المَلاَئِكَةِ المُنزَلِينا

بسبب کھونے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو امام ہدایت تھے، اور ہماری طرف اترنے والے فرشتوں کے کھو دینے کی وجہ سے۔

★★★

فَكَفَى بِنَا فَضْلاً عَلَى مَنْ غَيْرِنَا
حُبُّ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ إِيَّانَا

★★★

ہماری غیروں پر فضیلت کے لئے یہی بات کافی ہے،
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہم سے محبت ہے۔

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ

حضرت عباس بن مرداس رض فتح مکّہ سے تھوڑے دن قبل ایمان لائے ،آپ مؤلفۃ القلوب میں سے تھے۔شہروں میں رہنا زیادہ پسند نہیں کرتے تھے، اس لئے مکہ یا مدینہ میں زیادہ دنوں تک آپ کا قیام نہیں رہا۔

نام ونسب

عباس نام، ابوالفضل کنیت،نسب نامہ یہ ہے:عباس بن مرداس بن ابی عامر ابن حارثہ بن عبد بن عبس بن رفاعہ بن حارث بن حی بن حارث بن بہثہ بن منصور اسلمی،عباس اپنے قبیلہ کے سردار تھے۔

اسلام سے پہلے

حضرت عباس رض کی فطرت ابتدا ہی سے سلیم واقع ہوئی تھی؛چنانچہ زمانۂ جاہلیت میں بھی جب کہ سارے عرب میں بادہ وساغر کا دور چلتا تھا،ان کی زبان بادۂ ناب کے ذائقہ سے آشنا نہ ہوئی لوگوں نے پوچھا شراب کیوں نہیں پیتے اس سے جرأت وقوت پیدا ہوتی ہے، کہا میں قوم کا سردار ہوکر بے عقل بننا نہیں پسند کرتا، خدا کی قسم میرے پیٹ میں کبھی وہ چیز نہیں جاسکتی جو عقل وخرد سے بیگانہ بنادے۔

(اسد الغابہ:2/103)

اسلام

حضرت عباس رض کے اسلام کا واقعہ غیبی تلقین کا ایک نمونہ ہے،ان کے والد ضمار نام ایک بت کی پرستش کرتے تھے،ان سے کہا تم بھی اسے پوجا کرو، یہ تمھارے نفع و

نقصان کا مالک ہے؛ چنانچہ باپ کے حکم کے مطابق یہ بھی ضمار کو پوجنے لگے، ایک دن دوران پرستش میں ایک منادی کی آواز سنی، جو ضمار کی بربادی اور رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی منادی کررہی تھی، عباس سلیم الفطرت تھے، اتنا واقعہ تنبیہ کے لیے کافی تھا؛ چنانچہ فورا پتھر کو آگ میں جھونک دیا اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر مشرف باسلام ہو گئے۔

(سیرۃ ابن ہشام:253/2)

غزوات

اسلام لانے کے کچھ دنوں بعد اپنے قبیلہ کے نو سو مسلح آدمیوں کو لے کر پیارے پیغمبر ﷺ کی امداد کے لیے آگئے پھر فتح مکہ کی مسرت میں انھوں نے ایک پرزور قصیدہ کہا۔ فتحِ مکہ کے بعد حنین میں شریک ہوئے، پیارے پیغمبر ﷺ نے حنین کی غنیمت میں سے سو اونٹ مرحمت فرمائے۔ حنین کے بعد طائف اوراوطاس کے غزوات میں بھی ساتھ تھے، ہر جنگ کے خاتمہ پر پرزور قصائد کہتے تھے، ابن ہشام نے سیرۃ میں یہ قصائد نقل کیے ہیں، ان لڑائیوں کے علاوہ غزوات میں بھی شریک ہوئے، جنگ کے زمانہ میں آتے تھے اور اختتام جنگ کے بعد پھر لوٹ جاتے تھے۔

(ابن سعد،ص۱۷/۴)

وفات

ان کے زمانۂ وفات کی تعیین میں ارباب سیر خاموش ہیں، بصرہ کے صحرا میں قیام تھا اکثر شہر آیا جایا کرتے تھے۔

فضل وکمال

فضل وکمال کے اعتبار سے کوئی لائقِ ذکر شخصیت نہیں رکھتے تھے، تاہم ان کی روایات سے حدیث کی کتابیں بالکل خالی نہیں ہیں، ان کے لڑکے کنانہ نے ان سے روایت کی ہے۔

شعروادب

شاعری میں البتہ ممتاز حیثیت رکھتے تھے، غزوات کے سلسلہ میں بڑے پر زور قصائد لکھتے تھے ان کی شاعری میں جوشِ شجاعت کے ساتھ نور ہدایت کی بھی جھلک ہوتی تھی، اشعارِ ذیل میں اس کا ثبوت ہیں:

یا خاتم النباء انك مرسل بالحق، كل هدى البيعل هداك

اے خاتم المخبرین! تم حق کے ساتھ بھیجے گئے ہو اور خدا نے تم کو ہدایت کے تمام راستوں کی راہ دکھادی ہے۔

ان الا له بنى عليك محبة فى خلقه ومحمدا اسما كا

خدا نے تم کو اپنی مخلوق کی محبت کی بنیاد قرار دیا ہے، اور تمہارا نام محمد رکھا ہے۔

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں ان کے چند قصائد ہیں جن میں سے زیادہ معتبر آپ کا یہ قصیدہ ہے:

رَاَيْتُكَ يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ كُلِّهَا

رَاَيْتُكَ يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ كُلِّهَا

نَشَرْتَ كِتَابًا جَآءَ بِالْحَقِّ مُعَلِّمَا

اے کائنات ارضی کے سب سے بہتر متاع! میں نے دیکھ لیا کہ
آپ نے وہ احکام الٰہی پھیلائے جس نے حق کو بالکل آشکارا کر دیا۔

وَنَوَّرْتَ بِالْبُرْهَانِ اَمْرًا مُدَمَّسًا
وَ اَطْفَأْتَ بِالْبُرْهَانِ جَمْرًا مُضَرَّمَا

اور وہ شے جو آج تک تاریکیوں میں ڈوبی پڑی تھی، آپ نے اس کو برہانِ حق سے
روشن کر دیا، اور دہکتی ہوئی چنگاریوں کو اسی برہان سے بجھا دیا۔

فَمَنْ بَلِّغْ عَنِّيَ النَّبِيَّ مُحَمَّدًا
وَكُلُّ امْرِئٍ يُجْزٰى بِمَا قَدْ تَكَلَّمَا

اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک میرا یہ پیغام کوئی پہنچا دے،
اور ہر شخص اپنے قول کی جزا پاتا ہے۔

تَعَالٰى عُلُوًّا فَوْقَ عَرْشِ اِلٰهَنَا
وَكَانَ مَكَانُ اللّٰهِ اَعْلٰى وَاَعْظَمَهَا

عرش بریں پر خدائے بزرگ و برتر کی ذات بلند و بالا ہے،
اور خدا کا مقام (ہمارے تصوّرات و ادراکات سے) بلند تر ہے۔

★★★

حضرت کعب بن زُہیر رضی اللہ عنہ

کعب دو بھائی تھے، کعب اور بجیر ان کے باپ زہیر جاہلیت کے مشاہیر شعراء میں تھے، اس لیے شاعری ان دونوں کو وراثت میں ملی تھی۔ان کا شمار مخضرم شعرا میں ہوتا تھا۔

نام ونسب

کعب نام، باپ کا نام زہیر تھا،نسب نامہ یہ ہے،کعب بن زہیر بن ابی سلمٰی بن ریاح ابن قرط بن الحارث بن مازن بن خلاوۃ بن ثعلبہ بن ثور بن لاطم بن عثمان بن مزینہ المزنی۔

مدینہ روانگی

ظہور اسلام کے بعد پیارے پیغمبر ﷺ کا شہرہ سن کر دونوں کو آپ ﷺ سے ملنے اور آپ کی باتیں سننے کی خواہش ہوئی؛ چنانچہ دونوں بھائی آپ ﷺ سے ملنے کے لیے چلے، مقام ابرق الغراف پہنچ کر بجیر نے کعب سے کہا تم بکریاں لیے ہوئے یہیں ٹھہرے رہو، میں اس شخص کے پاس جا کر سنوں کیا کہتا ہے؟

چنانچہ بجیرؓ کعب کو چھوڑ کر خود آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے اسلام پیش کیا، دل میں عناد وسرکشی کا مادہ نہ تھا، اسی وقت مشرف باسلام ہو گئے، کعب کو ان کے اسلام کی خبر ہوئی تو انھوں نے جوشِ انتقام میں پیارے پیغمبر ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شان میں گستاخانہ اشعار کہنا شروع کر دیئے۔

حضرت کعب بن زہیرؓ قبل از اسلام اپنے اشعار میں پیارے پیغمبر ﷺ کی ہجو کیا کرتے تھے ،اور اپنے قصیدوں کی تشبیب میں مسلمان عورتوں کا تذکرہ کیا کرتے تھے جس سے مسلمانوں کو ذہنی اور قلبی اذیت ہوتی تھی ۔

پیارے پیغمبر ﷺ نے جب یہ اشعار سنے تو آپ ﷺ کو بڑی تکلیف پہنچی اور آپ ﷺ نے اعلان کر دیا کہ کعب جہاں ملے اس کا کام تمام کر دیا جائے ۔

آپ کے بھائی حضرت بجیرؓ پہلے ہی اسلام قبول کر چکے تھے ، بجیرؓ اس اعلان سے بہت گھبرائے انہوں نے حضرت کعب کو خط لکھا کہ جو شعراء پیارے پیغمبر ﷺ کو ایذا پہنچاتے تھے ، اور آپ ﷺ کی ہجو کیا کرتے تھے وہ قتل کر دیئے گئے ہیں ، اور جو بچ گئے ہیں وہ اپنی جان بچانے کے لئے دور دراز علاقوں کی طرف بھاگ گئے ہیں ۔

اس لئے اب تمھارے بچنے کی صرف یہی ایک صورت ہے کہ تم فوراً پیارے پیغمبر ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لو،اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جو شخص بھی تائب ہو کر آتا ہے،اور کلمہ:

''لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ''

پڑھ لیتا ہے آپ ﷺ اس کی توبہ قبول فر لیتے ہیں،اور آپ ﷺ کی بارگاہ میں اس کو معاف کر دیا جاتا ہے ۔اس لیے میرا خط پاتے ہی تم بلا تاخیر مشرف بہ اسلام ہو جاؤ۔

جب انہیں اپنے بھائی حضرت بجیرؓ کا خط ملا تو جواب میں انہیں کچھ اشعار لکھ

کر بھیج دیئے جن میں اسلام ترک کرنے کی تلقین تھی ۔

قبول اسلام

حضرت بجیرؓ نے ان کے اشعار کے جواب میں کچھ اشعار لکھ بھیجے ،جنہیں پڑھ کر حضرت کعب خوف زدہ ہو گئے، اور انہیں خود پر زمین تنگ محسوس ہونے لگی،اور اسی میں عافیت سمجھی کی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کرلیں ۔

اس لیے وہ خط پاتے ہی سیدھے مدینہ پہنچے اور مسجد نبویؐ میں داخل ہوئے، اس وقت رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کے حلقہ میں تشریف فرما ان سے گفتگو فرما رہے تھے کعب نے آپ کو دیکھا نہ تھا، قیاس وقرینہ سے پہچان کر آپ کے پاس آ کر بیٹھ گئے اور:

"اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ"

کہہ کر امان کے طالب ہوئے،آپ ﷺ نے پوچھا تم کون ہو،عرض کیا کعب بن زہیر،فرمایا تم ہی نے وہ اشعار کہے تھے،پھر حضرت ابوبکرؓ سے استفسار فرمایا،ابوبکر وہ کون سے اشعار ہیں؟ حضرت ابوبکر نے سنایا:

سَقَاكَ أبو بكرٍ بِكَأْسٍ رَوِيَةٍ
وَأَنْهَلَكَ المَأْمورُ مِنْهَا وعَلَكَا

تم کو ابوبکر نے ایک لبریز پیالہ پلایا
اور اس میں سب سے زیادہ لبریز پیالہ سے بار بار سیراب کیا

کعب نے کہا یا رسول اللہ میں نے اس طرح نہیں کہا تھا،فرمایا پھر کس طرح

کہا تھا؟انھوں نے ”ماموُر“ کے لفظ کو”مامون“ کے لفظ سے بدل کر سنا دیا،رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں اس قدر اظہار ندامت کافی تھا، آپ نے کعب کی گذشتہ خطاؤں سے درگزر فرمایا اور ارشاد ہوا،تم مامون ہو۔

قبول اسلام کے بعد انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے ایک قصیدہ نظم کیا ہے اگر آپ کی اجازت ہوتو پیش کروں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمائی ۔حضرات صحابہ کرام کی موجودگی میں حضرت کعبؓ نے اپنا مشہور ومعروف قصیدہ ”بَانَتْ سُعَادُ“ سنایا۔

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قصیدہ سے محظوظ ہوئے۔اس حسنِ تلافی سے کعب نے رضائے نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اورشہرتِ دوام کا خلعت حاصل کیا۔

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوش ہوکر ردائے مبارک عطا فرمائی ۔

یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ طائف سے واپس مدینہ منورہ تشریف لائے تھے۔

حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے زمانہ میں یہ چادر کعب کی اولاد سے بیش قرار رقم پرخریدی،اسی چادر کوخلفاء عید میں اوڑھ کر نکلتے تھے۔

(السیرۃ النبویہ ابن ہشام مؤلف: عبد الملک بن ہشام)

وہ قصیدہ یہ ہے:-

بَانَتْ سُعَادُ فَقَلْبِي الْيَوْمَ مَتْبُوْلُ

بَانَتْ سُعَادُ فَقَلْبِي الْيَوْمَ مَتْبُوْلُ
مُتَيَّمٌ إِثْرَهَا لَمْ يُجْزَ مَكْبُوْلُ

سعاد مجھے داغ مفارقت دے گئی ہے، اور میرا دل بڑا غمگین ہے
نہ ہی قید سے رہائی حاصل کرسکتا ہے اور نہ ہی خلاصی کی استقامت رکھتا ہے

وَمَا سُعَادُ غَدَاةَ الْبَيْنِ إِذْ رَحَلُوْا
إِلَّا أَغَنُّ غَضِيْضُ الطَّرْفِ مَكْحُوْلُ

جدائی کی صبح کو جب کہ سعاد نے کوچ کیا تو اس کی آواز سریلی،
نگاہ نیچی اور آنکھیں سرمگیں تھیں۔

هَيْفَاءُ مُقْبِلَةً عَجْزَاءُ مُدْبِرَةً
لَا يُشْتَكٰى قِصَرٌ مِنْهَا وَلَا طُوْلُ

وہ سامنے آتے ہوئے پتلی کمر والی اور پلٹتے وقت بھرے ہوئے اور
موٹے سرین والی ہے۔ نہ اس کے پست قد ہونے کی شکایت کی جاسکتی ہے
نہ دراز ہونے کی۔ یعنی میانہ قد متناسب الاعضاء ہے۔

تَجْلُوْ عَوَارِضَ ذِيْ ظَلْمٍ إِذَا ابْتَسَمَتْ
كَأَنَّهُ مُنْهَلٌ بِالرَّاحِ مَعْلُوْلُ

جب وہ مسکراتی ہے تو وہ ایسے چمکتے دمکتے دانت ظاہر کرتی ہے
کہ گویا ان کو دو بار شراب میں تر کیا گیا ہو۔ یعنی باوجود سفیدی کے سرخی مائل ہیں۔
شراب میں پانی ملانے سے اس کا رنگ خوشنما گلابی ہو جاتا ہے۔
یا یہ کہ اولاً و ثانیاً شراب ہی سے سیراب کئے گئے ہیں۔

شُجَّتْ بِذِيْ شَبَمٍ مِنْ مَاءِ مَحْنِيَةٍ
صَافٍ بِأَبطَحَ أَضحَى وَهُوَ مَشْمُوْلُ

وہ شراب ایسی ہے جس میں ٹھنڈے اور شفاف پانی کی آمیزش ہے، جو بطن وادی سے
نکالا گیا ہو، صبح کے وقت اور پھر اس پر بادشمال کا گزر ہوا ہو

تَنْفِي الرِّيَاحُ الْقَذَى عَنْهُ وَأَفْرَطَهُ
مِنْ صَوْبِ سَارِيَةٍ بِيْضٍ يَعَالِيْلُ

(وہ پانی ایسا ہے کہ) جس سے ہوائیں گندگی کو دور کرتی ہیں، اور اس سے پہلے (رات
ہی میں) سفید چمکتے ہوئے بادلوں نے (اس گھاٹ پر) بارش برسائی ہے۔

يا وَيحَها خُلَّةً لَو أَنَّها صَدَقَت
ما وَعَدَت أَو لَو أَنَّ النُصحَ مَقبولُ

سعاد بلحاظ دوستی کے کیا ہی ارجمند اور گرامی ہے۔ کاش وہ اپنے (وصل کے)
وعدوں کو سچ کر دکھاتی اور وہ میری نصیحت قبول کرتی۔

لٰكِنَّهَا خُلَّةٌ قَدْ سِيْطَ مِنْ دَمِهَا

فَجْعٌ وَوَلْعٌ وَإِخْلَافٌ وَتَبْدِيلُ

لیکن وہ محبوبہ ایسی ہے کہ عاشق کو تکلیف پہنچانا، ستم ڈھانا، وعدہ خلافی کرنا اور (یکے بعد دیگرے) اپنے عاشق تبدیل کرنا اس کے خون میں ملا دیا گیا ہے۔

فَمَا تَدُوْمُ عَلَى حَالٍ تَكُوْنُ بِهَا
كَمَا تَلَوَّنُ فِيْ أَثْوَابِهَا الْغُوْلُ

لہٰذا وہ کسی ایک حالت پر قائم نہیں رہتی کہ اسی ایک حال پر رہے
جیسا کہ چڑیل طرح طرح کے لباسوں میں ظاہر ہوتی ہے۔(یعنی ایک رنگ سے دوسرے رنگ میں اور ایک ہیئت سے دوسری ہیئت میں تبادلہ ہوتا رہتا ہے۔یعنی کبھی مہربان تو وصل کے وعدے اور کبھی غضب ناک تو آتش فراق کے صدمے۔)

وَمَا تَمَسَّكُ بِالْعَهْدِ الَّذِيْ زَعَمَتْ
إِلَّا كَمَا تُمْسِكُ الْمَاءَ الْغَرَابِيْلُ

محبوبہ اپنے عہد پر صرف اتنی دیر ہی قائم رہتی ہے جتنی دیر
چھلنیاں پانی کو روکتی ہیں۔ظاہر ہے کہ چھلنی میں پانی کا رہنا محال ہے۔
اسی طرح سعاد کا اپنے وعدوں پر قائم رہنا مشکل ہے۔

فَلَا يَغُرَّنَّكَ مَا مَنَّتْ وَمَا وَعَدَتْ
اِنَّ الْاَمَانِيَّ وَالْاَحْلَامَ تَضْلِيْلُ

تو (اے مخاطب) محبوبہ کا تمہیں امیدیں دلانا اور تم سے وعدے کرنا تمہیں دھوکے میں

نہ ڈالے، اس لئے کہ آرزوئیں اور خواب گمراہ کرنے والے ہوتے ہیں۔

كَانَتْ مَوَاعِيْدُ عُرْقُوْبٍ لَهَا مَثَلاً
وَمَا مَوَاعِيْدُهَا إِلَّا الْأَبَاطِيْلُ

عرقوب کے وعدے اس (محبوبہ) کے لئے مثال اور نمونہ ہو گئے،
اس کے تمام وعدے جھوٹ اور فریب کے سوا کچھ نہیں ہیں۔

عرقوب قوم عمالقہ کا ایک مرد تھا جو وعدہ خلافی میں ضرب المثل ہے۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ ایک روز عرقوب کے بھائی نے اس سے کھجوریں طلب کیں۔ عرقوب نے کہا جب سبز ہو جائیں گی تب دوں گا۔ سبز ہونے پر طلب کیں تو کہا کہ جب سرخ ہو جائیں تب دوں گا۔ سرخ ہونے پر کہا کہ جب خشک ہو جائیں تب دوں گا، اور خشک ہونے پر خود عرقوب نے رات ہی رات میں تمام کھجوریں کاٹ کر غائب کر دیں۔

أَرْجُوْ وَآمُلُ أَنْ يَعْجَلْنَ فِيْ أَبَدٍ
وَمَا لَهُنَّ طِوَالَ الدَّهْرِ تَعْجِيْلُ

میں امید کرتا ہوں کہ اس کی محبت (ایک نہ ایک دن) قریب آئے گی۔
تیری جانب سے کوئی بھلائی میرے خیال میں لمبے عرصے تک جلد نہیں آئے گی۔

فَلا يَغُرَّنَكَ ما مَنَّت وَما وَعَدَت
إِنَّ الأَمانِيَ وَالأَحلامَ تَضليلُ

پس نہ دھوکے میں ڈالے تجھے اس کا امید دلانا اور وعدہ کرنا،

اس لئے کہ بہت سی امیدیں اور وعدے سچے نہیں ہوتے، بلکہ گمراہ کن ہوتے ہیں

أَمسَت سُعَادُ بِأَرضٍ لَا يُبَلِّغُهَا
إِلَّا العِتَاقُ النَّجِيبَاتُ المَرَاسِيلُ

سعاد بوقت شب ایسی جگہ چلی گئی ہے کہ اس تک مجھے کوئی نہیں پہنچا سکتا،
سوائے تیز رفتار، عمدہ نسل، شریف الاصل اونٹنیوں کے۔

وَلَن يُبَلِّغَهَا إِلَّا عُذَافِرَةٌ
فِيهَا عَلَى الأَينِ إِرقَالٌ وَتَبغِيلُ

اور ہرگز ہرگز مجھے اس تک کوئی نہیں پہنچا سکتا سوائے مضبوط تیز رفتار اونٹنی کے، اور وہ بھی
ایسی ہو کہ تھکن اور درماندگی کے باوجود تیز چلے اور خوب دوڑے۔

مِن كُلِّ نَضَّاخَةِ الذِفرَى إِذَا عَرِقَت
عُرضَتُهَا طَامِسُ الأَعلَامِ مَجهُولُ

وہ ان اونٹنیوں میں سے ہے کہ جس کے کان کے پیچھے کی ہڈی یعنی کنپٹیوں سے بہت
زیادہ پسینہ نکلتا ہو، اور وہ اونٹنی ہمیشہ ایسے صحرائی مقامات کا قصد کرتی ہو جہاں راستے
کے نشانات مٹ چکے ہوں۔

تَرمي الغُيوبَ بِعَينَي مُفرَدٍ لَهَقٍ
إِذا تَوَقَّدَتِ الحُزّانُ وَالميلُ

وہ دور کی چیزوں کو اس طرح دیکھتی ہے جیسا ریوڑ سے بچھڑا ہوا

ایک اکیلا سفید جنگلی بیل دیکھتا ہے جب کہ سخت زمین
اور ریت کے ٹیلے بوجہ تمازت آفتاب تپنے اور چمکنے لگتے ہیں۔

ضَخمٌ مُقَلَّدُها فَعَمٌ مُقَيَّدُها
فِي خَلقِها عَن بَناتِ الفَحلِ تَفضيلُ

اس اونٹنی کی گردن موٹی اور پنڈلیاں پر گوشت ہیں اور وہ خلقت میں
ان اونٹنیوں سے جو اصیل اور قوی نر سے پیدا ہوئی ہوں افضل ہے۔

غلباء وجناء علكوم مذكرة
فی دفها سعة قدا مها ميل

وہ اونٹنی موٹی گردن، بڑے رخساروں اور مضبوط قویٰ والی ہے جیسا کہ نر اونٹ ہوتا ہے۔
اس کے دونوں پہلوؤں میں کشادگی ہے۔یعنی ایک دوسرے سے جدا رہتے ہیں۔
اور اس کی گردن مثل منارہ کے اٹھی ہوئی ہے۔

و جلدها من اطوم لا يويسه
طلح بضاحية المتنين مهزول

اس کی کھال کچھوے کی کھال کی طرح ایسی سخت ہے کہ لاغر چیچڑی اس کے پہلوؤں کو
نرم نہیں کرسکتی۔یعنی اس کا خون نہیں چوس سکتی اور نہ زخمی کرسکتی ہے۔

حَرفٌ أَخوها أَبوها مِن مُهَجَّنَةٍ
وَعَمُّها خَالُها قَوداءُ شِمليلُ

وہ اونٹنی قوی الجثہ پتلی کمر والی ہے۔ اس کا باپ اس کا بھائی ہے مطلب وہ عربی النسل ہے۔ اور اس کا چچا اس کا ماموں ہے، وہ دراز پشت لمبی گردن والی اور تیز رفتار ہے۔ یعنی اس کی نسل میں غیر کی آمیزش نہیں بلکہ محفوظ ہے۔

يَمشي القُرادُ عَلَيها ثُمَّ يُزلِقُهُ
مِنها لَبانٌ وَأَقرابٌ زَهاليلُ

چیچڑی اس ناقہ پر چلتی ہے تو اس کا صاف اور چکنا سینہ اور کوکھیں بوجہ موٹاپے اس کو پھسلا دیتے ہیں۔

عَيرانَةٌ قُذِفَت في اللَحمِ عَن عُرُضٍ
مِرفَقُها عَن بَناتِ الزورِ مَفتولُ

وہ اونٹنی تیز رفتاری میں گورخر کے مانند ہے۔ اس کے اطراف پر گوشت ہیں اور اس کی بٹی ہوئی کہنیاں سینہ سے علیحدہ رہتی ہیں،
(بازوں کا بٹا ہوا ہونا اور سینہ سے دور رہنا یہ اونٹنیوں کی عمدہ صفت ہے۔)

كَأَنَّ ما فاتَ عَينَيها وَمَذبَحَها
مِن خَطمِها وَمِن اللَحيَينِ بَرطيلُ

گویا اس کے چہرہ کا وہ حصہ جو جائے نکیل سے لے کر آنکھوں تک اور جبڑوں سے اس کے گلے تک ہے قوت وصلابت وطوالت میں مثل برطیل کے ہے۔
(بعض نسخوں میں بجائے فات کے قاب ہے)۔

تَمُرُّ مِثلَ عَسيبِ النَخلِ ذا خُصَلٍ

فِي غارِزٍ لَم تَخَوَّنَهُ الأَحاليلُ

وہ اونٹنی اپنی دم جو کھجور کی نورستہ شاخ کے مانند اور گچھے دار بالوں والی ہے

اپنے پستانوں پر (مکھیاں دور کرنے کے لیے) ہلاتی ہے۔

جس کو سوراخ پستان نے شیر دہی کی وجہ سے نہیں گھٹایا۔

قَنواءُ فِي حُرَّتَيها لِلبَصيرِ بِها

عِتقٌ مُبينٌ وَفِي الخَدَّينِ تَسهيلُ

وہ اونٹنی بلند اور خوشنما ناک والی ہے۔ اور اس کے دونوں کانو میں مرد بینا مبصر

(جو اونٹنیوں کے محاسن اور عیوب سے واقف ہو) کے لیے شرافت میں نمایاں ہے۔

اور اس کے دونوں رخساروں میں نرمی و نازکی ہے۔

تَخدي عَلى يَسَراتٍ وَهيَ لاحِقَةٌ

ذَوابِلٌ وَقعُهُنَّ الأَرضَ تَحليلُ

وہ اونٹنی بحالت بے پرواہی اس قدر تیز چلتی ہے کہ اپنے اگلے پاؤں کو ملا لیتی ہے۔

اپنے خشک اور لاغر پاؤں سے جو زمین کو بہت ہی کم

صرف قسم کو حلال کرنے کے لیے چھوتے ہیں۔

سُمرُ العُجاياتِ يَترُكنَ الحَصى زِيَماً

لَم يَقِهِنَّ رُؤوسَ الأُكْمِ تَنعيلُ

اس کے ستے ہوئے سخت پاؤں گندم گوں نیزے میں جو کنکریوں کو چلنے میں اڑاتے اور پراگندہ کرتے ہیں نعل بندی بلند ٹیلوں کی چوٹیوں سے اس کے پاؤں کو نہیں بچاتی۔
(یعنی ٹیلوں کی چوٹیوں پر کثرت سے چلنے اور وہاں کے پتھروں سے ٹکرا ٹکرا کر اس کے نعل باقی نہیں رہتے۔ البتہ اس کے سخت سم ہی تاب لا سکتے ہیں)

یَوماً یَظَلُّ بِهِ الحَرباءُ مُصطَخِماً
كَأَنَّ ضاحِيَهُ بِالنارِ مَملولُ

وہ ناقہ ایسے دن میں تیز رفتاری کرتی ہے کہ جب شدت حرارت سے گرگٹ بھی جو گرمی کی برداشت کا عادی ہے اس طرح جل اٹھتا ہے گویا اس کا ظاہر جسم دھوپ کی تیزی و تپش آفتاب سے بھوبل میں دبی ہوئی روٹی کی مانند ہو جاتا ہے۔

كَأَنَّ أَوبَ ذِراعَيها وَقَد عَرِقَت
وَقَد تَلَفَّعَ بِالقورِ العَساقيلُ

اس کے اگلے پاؤں کی تیز حرکت جبکہ وہ شدت گرمی سے پسینہ لے آتی ہے
اور اس وقت کہ چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کو سراب ڈھانک لیتی ہے
(یعنی ایک دراز قامت ادھیڑ عمر عورت کے دونوں ہاتھوں کی تیز حرکت کے مشابہ ہے جب کہ وہ اپنے مردہ بچے کے غم میں بسرعت سینہ کوبی کر رہی ہو۔)

وَقالَ لِلقَومِ حاديهِم وَقَد جَعَلَت
وُرقُ الجَنادِبِ يَركُضنَ الحَصى قيلوا

شدت گرمی سے تنگ آ کر حدی خوان بھی پکار اٹھا کہ قیلولہ کرو۔ درآں حالیکہ خاکستری رنگ کی مکھیاں بھی گرمی کی تاب نہ لا کر بیٹھنے کے ارادے سے سنگریزوں پر پاؤں مارنے لگتی ہیں۔ لیکن ان کے جل اٹھنے کی وجہ سے پاؤں ہٹا لیتی ہیں۔

شَدَّ النهارُ ذِراعاً عَيطلٍ نَصَفٍ

قامَت فَجاوَبَها نُكدٌ مَثاكيلُ

وہ ناقہ دن چڑھتے تیز گرمی میں تیزی سے پاؤں چلاتی ہے۔
جس طرح ایک دراز قد ادھیڑ عورت اپنے بچے کے مرنے پر سینہ کوبی کرتی ہے۔
اور جب اس کو دوسری عورتیں جن کے بچے زندہ نہ رہتے ہوں رو کر جواب دیتی ہیں،
تو وہ تیز تیز ہاتھ سینہ پر مارنے لگتی ہے۔

نَوّاحَةٌ رَخوَةُ الضَبعَين لَيسَ لَها

لَمّا نَعى بِكرَها الناعونَ مَعقولُ

اس ناقہ کے پاؤں کی تیز حرکت اس نوحہ کرنے والی عورت کے ہاتھوں کے مانند ہے جس کے ہاتھ کثرت غم واندوہ سے ڈھیلے پڑ گئے ہوں۔ خصوصا اس وقت کہ موت کی خبر دینے والوں نے اس کے اکلوتے بچے کے مرنے کی خبر دی ہو۔
جس کو سن کر اس کی عقل زائل ہو گئی ہو۔

تَفري اللِبانَ بِكَفَّيها وَمِدرَعِها

مُشَقَّقٌ عَن تَراقيها رَعابيلُ

وہ عورت بسبب شدت غم اپنے ہاتھوں سے سینہ کو پیٹتی ہے
اور اس کی قمیص سینہ پر سے پھٹ کر پرزے پرزے ہوگئی ہے۔

يَسْعَى الْوُشَاةُ بِجَنْبَيْهَا وَقَوْلُهُمْ
إِنَّكَ يَا بْنَ أَبِي سُلْمَى لَمَقْتُوْلُ

(اس کے باوجود کہ وہ اتنی دور چلی گئی) چغل خور اور مفسد لوگ اس ناقہ کے ارد گرد
یہ کہتے ہوئے دوڑے کہ، اے ابی سلمٰی کے بیٹے، اب تمہیں قتل کر دیا جائے گا۔
کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان تیرے قتل کے لیے صادر ہو چکا ہے۔
(یعنی پہلے ہی میں فراق میں مغموم اور تکالیف سفر سے دردمند تھا۔
اب طرہ یہ کہ میرے حاسدوں نے مجھے میرے قتل کا حکم سنایا۔
اب میرے دل کا اضطراب حد تحریر سے باہر ہے۔)

وَقَالَ كُلُّ خَلِيْلٍ كُنْتُ آمُلُهُ
لَا أُلْفِيَنَّكَ إِنِّيْ عَنْكَ مَشْغُوْلُ

سب سے زیادہ تکلیف دہ امر یہ ہے کہ میرا ہر وہ دوست جس سے میں نے حفاظت اور
اعانت کی امید رکھی تھی وہ یہ کہنے لگا کہ میں تجھ کو اس آفت سے نہیں بچا سکتا۔
کیونکہ میں اپنے ہی کاموں میں مصروف ہوں تو اپنے بچاؤ کی آپ تدبیر کر لے۔

فَقُلْتُ خَلُّوْا طَرِيْقِيْ لَا أَبَا لَكُمْ
فَكُلُّ مَا قَدَّرَ الرَّحْمٰنُ مَفْعُوْلُ

جب میں نے ان کی بے التفاتی دیکھی، تو میں نے کہا کہ، میرا راستہ چھوڑ دو، تمہارا باپ نہ رہے، رحمٰن نے میرے لئے جو کچھ مقدر کر رکھا ہے، وہی ہو کر رہے گا۔

كُلُّ ابْنِ أُنْثٰى وَإِنْ طَالَتْ سَلَامَتُهُ
يَوْماً عَلٰى آلَةٍ حَدْبَاءَ مَحْمُوْلُ

ہر عورت زادہ، خواہ اس کی صحت وسلامتی کتنی ہی دراز کیوں نہ ہو جائے، ایک دن ضرور میت والی چار پائی پر اٹھایا جائے گا۔

أُنْبِئْتُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ أَوْعَدَنِيْ
وَالْعَفْوُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ مَأْمُوْلُ

مجھے بتایا گیا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری موت کا فرمان جاری فرما دیا ہے، حالانکہ آپ اللہ کے رسول اور رحمت للعالمین ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عفو و درگزر کی امید کی جاتی ہے

فَقَدْ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ مُعْتَذِرًا
اَلْعُذْرُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَقْبُوْلُ

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ان الزامات کی عذر خواہی کے لیے آیا ہوں۔ جو مجھ پر عائد کئے گئے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقتضائے کرم وکمال رحمت سے عذر خواہ کے عذر کو قبول فرماتے ہیں۔

مَهْلاً هَدَاكَ الَّذِيْ أَعْطَاكَ نَافِلَةَ

الْقُرْآنِ فِيهَا مَوَاعِيظٌ وَتَفْصِيلُ

(یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے مہلت دیجئے (کہ میں اپنی صفائی پیش کرسکوں) اللہ کی ذات آپ کو مزید ہدایت بخشے، جس نے نبوت کے علاوہ آپ کو قرآن مجید عطا فرمایا ہے، جس میں مواعظ اور تفصیل ہے۔ (یعنی ہر قسم کی نصیحتیں اور حق و باطل یا حرام و حلال کی تفصیل وتمیز موجود ہے۔)

لَا تَأْخُذَنِّي بِأَقْوَالِ الْوُشَاةِ وَلَمْ
أُذْنِبْ وَلَوْ كَثُرَتْ عَنِّي الْأَقَاوِيلُ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان چغل خوروں کی بات پر مجھ سے مواخذہ نہ فرمایئے اگرچہ مجھ پر بہت سی باتیں بطور تہمت اور افترا لگائی گئی ہیں لیکن حقیقتاً میں نے کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کیا ہے۔

لَقَدْ أَقُومُ مَقَاماً لَوْ يَقُومُ بِهِ
أَرَى وَأَسْمَعُ مَا لَوْ يَسْمَعُ الْفِيلُ

خدا کی قسم! میں ایسی بارعب مجلس میں حاضر ہوں اور ایسی عجیب وغریب باتیں دیکھ اور سن رہا ہوں کہ اگر کوئی ہاتھی بھی اس مقام پر ہو اور ان باتوں کو دیکھے اور سنے تو ضرور کانپنے لگے۔

لَظَلَّ يُرْعَدُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ لَهُ
مِنَ الرَّسُولِ بِإِذْنِ اللهِ تَنْوِيلُ

اگر ہاتھی بھی اس مجلس میں کھڑا ہوتا تو آپ کی عظمت وشوکت سے کانپنے لگتا، مگر جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو بحکم خداوندی امان عنایت فرماتے۔

حَتّٰى وَضَعْتُ يَمِيْنِيْ لَا أُنَازِعُهُ

فِيْ كَفِّ ذِيْ نَقِمَاتٍ قِيْلُهُ الْقِيْلُ

یہاں تک کہ اس مجلس میں میں نے اپنا سیدھا ہاتھ بغیر کسی پس وپیش کے بیعت کرنے کے لئے بدلہ لینے والی ہتھیلی میں دے دیا، جسے میں چھڑانے والا نہیں ہوں، کیونکہ آپ کی بات ہی اصلی بات ہے۔

لَذَاكَ أَهَيْبُ عِنْدِيْ إِذْ أُكَلِّمُهُ

وَقِيْلَ إِنَّكَ مَسْبُوْرٌ وَمَسْؤُوْلُ

خدا کی قسم! جس وقت میں آپ سے گفتگو کر رہا ہوں تو آپ میرے نزدیک (جھاڑی میں بیٹھے ہوئے شیر سے زیادہ) ہیبت والے ہیں، اور کہا جا رہا ہے کہ اے کعب! تجھ سے یہ باتیں منسوب ہیں، اور تجھ سے سوال کیا جائے گا۔

مِنْ ضَيْغَمٍ مِنْ ضِرَاءِ الْأُسْدِ مُخْدِرَةً

بِبَطْنِ عَثَّرَ غِيْلٌ دُوْنَهُ غِيْلُ

اس وقت آپ میرے لئے گھنے جنگل میں رہنے والے شیر سے بھی زیادہ ہیبت ناک تھے، جس کا کچھار بطن عثر میں ہو جو شیروں کا بن ہے، اور وہاں درختوں کی جھاڑیاں ایک دوسرے کے قریب اور متصل ہوں۔

يَغْدُوْ فَيَلْحَمُ ضِرْغَامَيْنِ عَيْشُهُمَا
لَحْمٌ مِنَ الْقَوْمِ مَعْفُوْرٌ خَرَاذِيْلُ

(آپ اُس شیر سے زیادہ ہیبت ناک ہیں) جو صبح کو (شکار کے ارادے سے)
نکلتا ہے تا کہ وہ اپنے دونوں بچوں کو گوشت کھلائے، جن کی خوراک گوشت ہے
اس انسان کی جو مٹّی میں ملا ہوا ٹکڑے ٹکڑے کیا ہوا پڑا ہے۔

آدم خور شیر زیادہ غضبناک ہوتا ہے اور انسان اسی سے زیادہ ڈرتا ہے۔
گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینے سے زیادہ غصہ کا اظہار ہوتا ہے۔

إِذَا يُسَاوِرُ قِرْناً لَا يَحِلُّ لَهُ
أَنْ يَتْرُكَ الْقِرْنَ إِلَّا وَهُوَ مَفْلُوْلُ

جب وہ شیر اپنے مدّ مقابل پر چھلانگ لگاتا ہے تو اس وقت اس کے لئے
یہ حلال نہیں کہ وہ اس کو بغیر ٹکڑے کیے صحیح وسالم چھوڑ دے
یا اس کو زمین پر گرا کر ہلاک کئے بغیر چھوڑ دے۔

مِنْهُ تَظَلُّ حَمِيْرُ الْوَحْشِ ضَامِرَةً
وَلَا تُمَشِّي بِوَادِيْهِ الْأَرَاجِيْلُ

وہ شیر ایسا قوی ہے کہ اس کے خوف سے جنگل کے دوسرے تمام درندے
شکار سے خاموش ہیں، اور خوف کے مارے اس کی وادی میں
پیادہ لوگ بھی چلنے کی ہمت نہیں کرتے۔

وَلَا يَزَالُ بِوَادِيْهِ أَخُوْ ثِقَةٍ
مُطَرَّحُ الْبَزِّ وَالدِّرْسَانِ مَأْكُوْلُ

جس شخص کو اپنی طاقت پر پورا بھروسہ ہو، ایسے بڑے بڑے بہادر
اس (شیر) کی وادی میں ہمیشہ کھایے ہوئے، اور زمین پر ہتھیار،
سامان اور کپڑے پھٹے ہوئے پڑے رہتے ہیں۔

إِنَّ الرَّسُوْلَ لَسَيْفٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ
مُهَنَّدٌ مِنْ سُيُوْفِ اللهِ مَسْلُوْلُ

بیشک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسی تلوار ہیں کہ جن سے راہِ حق کی
روشنی حاصل کی جاتی ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دشمنوں کے لئے اللہ کی تلواروں
میں سے ایک عمدہ نیام سے نکلی ہوئی ہندی تلوار ہیں۔

فِيْ عُصْبَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَالَ قَائِلُهُمْ
بِبَطْنِ مَكَّةَ لَمَّا أَسْلَمُوْا زُوْلُوْا

جماعت قریش میں سے ایک کہنے والے نے کہا،
کہ جب اسلام قبول کرلیا ہے تو اب وادی مکّہ سے (مدینہ کی طرف) منتقل ہو جاؤ۔

زَالُوْا فَمَا زَالَ أَنْكَاسٌ وَلَا كُشُفٌ
عِنْدَ اللِّقَاءِ وَلَا مِيْلٌ مَعَازِيْلُ

صحابہ کرام ہجرت کر کے چلے گئے تو یہ ایسے لوگ نہ تھے کہ جنگ کے موقع پر کمزور اور

بے تلوار اور بے ہتھیار ثابت ہوں (بلکہ مضبوط، ماہر جنگجو تھے)۔

شُمُّ الْعَرَانِيْنِ أَبْطَالٌ لَبُوْسُهُمْ
مِنْ نَسْجِ دَاوُدَ فِي الْهَيْجَا سَرَابِيْلُ

وہ اونچی ناکوں والے بہادر ہیں، میدان جنگ میں ان کے لباس
حضرت داؤد علیہ السلام کی زرہیں ہیں۔

بِيْضٌ سَوَابِغُ قَدْ شُكَّتْ لَهَا حَلَقٌ
كَأَنَّهَا حَلَقُ الْقَفْعَاءِ مَجْدُوْلُ

یہ زرہیں صیقل کی ہوئیں بڑی چمکیلی اور لمبی لمبی ہیں، جن کے حلقے
باہم مضبوط پیوست ہیں، گویا وہ قفعاء بوٹی (گوکھرو) کے بٹے ہوئے حلقے ہیں،
جو مضبوطی سے بنے ہوئے ایک دوسرے سے وابستہ ہوتے ہیں۔

زرہ کا طویل ہونا درازی قد پر چمکدار ہونا، صفائی اور مستعدی پر اور ظاہری صفائی، باطنی آراستگی پر اور صحابہ کا ان صفات سے متصف ہونا ان کے سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمال پر دلالت کرتا ہے۔

يَمْشُوْنَ مَشْيَ الْجِمَالِ الزُّهْرِ يَعْصِمُهُمْ
ضَرْبٌ إِذَا عَرَّدَ السُّوْدُ التَّنَابِيْلُ

وہ صحابہ (انتہائی بہادری اور دلیری کے ساتھ میدان جنگ کی جانب) چلتے ہیں
جیسا کہ سفید اونٹ (تیزی اور وقار کے ساتھ) چلتے ہیں،

اور ان کی ضرب شمشیر (جو دشمنوں پر پڑتی ہے) تو ان کو
(دشمن کے حملے سے) بچاتی ہے، جب کہ سیاہ رنگ اور پست قامت لوگ
میدان جنگ سے بھاگ جاتے ہیں۔

لَا يَفْرَحُوْنَ إِذَا نَالَتْ رِمَاحُهُمْ
قَوْماً وَلَيْسُوْا مَجَازِيْعاً إِذَا نِيْلُوْا

وہ صحابہ ایسے عالی ظرف کے مالک ہیں کہ جب ان کے نیزے
کسی مدّمقابل قوم کو چھیدتے ہیں، تو وہ اس پر اترانے نہیں لگتے،
اسی طرح اگر وہ (دشمن کی طرف سے) زخم خوردہ ہو جائیں
تو وہ جزع فزع بھی نہیں کرتے۔

لَا يَقَعُ الطَّعْنُ إِلَّا فِيْ نُحُوْرِهِمْ
مَا إِنَّ لَهُمْ عَنْ حِيَاضِ الْمَوْتِ تَهْلِيْلُ

(صحابہ ایسے ہیں کہ وہ جنگ سے منہ نہیں موڑتے اس لئے دشمنوں کے)
وہ نیزے صرف ان کے سینوں ہی میں پیوست ہوتے ہیں،
اور وہ موت کے گھاٹوں سے پسپائی اختیار نہیں کرتے۔
یعنی سختیوں سے ڈر کر پیچھے نہیں ہٹتے۔

(قصیدہ بانت سعادص ۸۲-شرح قصیدہ بردہ شریف،ص۱۶)

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ

نام ونسب

آپ کا نام سواد، باپ کا نام قارب تھا، زمانہ جاہلیت میں کہانت کا پیشہ کرتے تھے۔حضرت سواد بن قارب ؓ کا تعلق ابن الکلبی کے بقول یمن کے مشہور قبیلہ دوس سے ہے، جبکہ ابن ابی خیثمہ کے مطابق ان کا تعلق قبیلہ بنوسدوس سے ہے۔

حلیہ: صورۃً نہایت حسین وجمیل تھے۔

اسلام

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق ؓ کے دور خلافت میں یہ حضرت عمرؓ کے پاس گئے، آپ نے پوچھا اب بھی تم کو کہانت میں کچھ دخل ہے، چونکہ اسلام کہانت کا مخالف تھا اور حضرت سوادؓ کے زنگِ کہانت کو اسلام کے صیقل نے بالکل صاف کر دیا تھا، اس لیے اس سوال سے قدرۃً حضرت سوادؓ کو تکلیف ہوئی۔

برہم ہوکر جواب دیا، سبحان اللہ! خدا کی قسم اس وقت جس طرح آپ نے میرا استقبال کیا ویسا میرے کسی ساتھی نے نہ کیا تھا، حضرت عمرؓ نے اس برہمی پر فرمایا سبحان اللہ! جس کفر وشرک میں ہم مبتلا تھے وہ تمھارے کہانت سے کہیں بڑھ کر تھا۔

(یعنی ہماری اسلام کے قبل کی حالت تم سے بھی بدتر تھی، اس لیے تم کو اس سوال پر بگڑنا نہ چاہیے)۔میں نے تمھارا واقعہ سنا ہے، وہ مجھ کو بہت عجیب وغریب معلوم ہوا، اس لیے میں اس کو خود تمھاری زبان سے سننا چاہتا ہوں، حضرت عمرؓ کی

خواہش پر انہوں نے اپنے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

قال نعم يا أمير المؤمنين بينما أنا ذات ليلة بين النائم واليقظان إذ أتاني رئي فضربني برجله وقال قم يا سواد بن قارب، واسمع مقالتي واعقل إن كنت تعقل، إنه قد بعث رسول من لؤي بن غالب يدعو إلى الله وإلى عبادته ثم أنشأ يقول:

اے امیر المؤمنین! ایک رات میں نیم خوابی کی حالت میں تھا کہ میرا دوست جن میرے پاس آیا، اس نے میرا پاؤں ہلایا اور کہا: سواد بن قارب اٹھو! اگر تم عقل رکھتے ہو تو سمجھو اور عقل سے کام لو۔ لوئ بن غالب کے خاندان (یعنی قبیلہ قریش) میں ایک عظیم الشان رسول مبعوث ہوئے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کی عبادت کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اس کے بعد اس نے یہ تین شعر پڑھے:

عَجِبْتُ لِلْجِنِّ وَ تَطْلَا بِهَا

وَشَدِّهَا الْعَيْسُ بِاَقْتَابِهَا

مجھے تعجب ہوتا ہے جنات پر، اور ان کی خبریں تلاش کرنے پر،

اور اونٹوں پر کجاوے باندھنے پر (یعنی سفر کرنے پر۔

تَهْوِيْ إِلٰى مَكَّةَ تَبْغِي الْهُدٰى

مَا صَادِقُ الْجِنِّ كَكِذَّابِهَا

وہ مکّہ کی طرف لپکتے ہیں ہدایت کی تلاش میں،

اور سچے جنّات جھوٹے جنّات کی طرح نہیں ہوتے۔

(یعنی یوں تو جنات جھوٹ بولتے رہتے ہیں مگر یہ خبر سچّے جنات کی ہے اس لئے اس پر یقین کیا جائے)۔

فَارْحَلْ إِلَى الصَّفْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ
لَيْسَ قُدَّامُهَا كَأَذْنَابِهَا

پس اے سواد بن قارب! تو بنی ہاشم کے برگزیدہ شخص کے پاس سفر کر کے جاؤ،
ان میں سے جو آگے نکل گیا وہ پیچھے رہ جانے والوں کی مثل نہیں۔

قال قلت دعني أنام فإني أمسيت ناعسا. قال فلما كانت الليلة الثانية أتاني فضربني برجله وقال قم يا سواد بن قارب واسمع مقالتي، واعقل إن كنت تعقل، إنه بعث رسول من لؤي بن غالب يدعو إلى الله وإلى عبادته، ثم أنشأ يقول:

فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی بات پر توجہ نہیں دی اور کہا کہ چھوڑ میاں! مجھے سونے دو۔ جب دوسری رات آئی تو وہ پھر میرے پاس آیا، اور مجھے پاؤں سے ٹھوکر مار کر کہنے لگا کہ اے سواد بن قارب اٹھو اور میری بات سنو۔اور اگر عقلمند ہوتو میری بات سمجھو،لویّ بن غالب میں رسول مبعوث ہوئے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کی عبادت کی طرف بلاتے ہیں،اور پھراس سے ملتے جلتے اشعار پڑھے، جوگذشتہ رات پڑھے تھے کہنے لگا:

عَجِبْتُ لِلْجِنِّ وَتَحْيَارِهَا

وَشَدِّهَا الْعَيْسُ بِأَكْوَارِهَا

میں جنوں کی حیرت اور تعجب پر حیران ہوں

اور اونٹوں پر ان کے کجاووں کے باندھنے پر۔

تَهْوِيْ إِلٰى مَكَّةَ تَبْغِي الْهُدٰى

مَا مُؤْمِنُو الْجِنِّ كَكُفَّارِهَا

مکہ کی طرف جاتے ہیں ہدایت کی طلب میں

نہیں ہیں مؤمن جن، ان کے کافروں کی طرح

فَارْحَلْ إِلَى الصَّفْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ

بَيْنَ رَوَابِيهَا وَأَحْجَارِهَا

پس اے سواد بن قارب! تو بنی ہاشم کے برگزیدہ شخص کے پاس سفر کر کے جاؤ،

اس کے ٹیلوں اور پتھروں کے درمیان۔

قال قلت دعني أنام، فإني أمسيت ناعسا، فلما كانت الليلة الثالثة أتاني فضربني برجله.وقال: قم يا سواد بن قارب، فاسمع مقالتي، واعقل إن كنت تعقل، إنه قد بعث رسول من لؤي بن غالب يدعو إلى الله وإلى عبادته ثم أنشأ يقول:

تیسری رات پھر وہ آیا اور اسی طرح کی گفتگو کی: اور کہا:

عَجِبْتُ لِلْجِنِّ وَتَحْسَاسِهَا

وَشَدِّهَا الْعَيْسُ بِأَحْلَاسِهَا

تَهْوِيْ إِلٰى مَكَّةَ تَبْغِي الْهُدٰى

مَا خير الْجِنُّ كَأَنْجَاسِهَا

فَارْحَلْ إِلَى الصَّفْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ

وَاسمِ بِعَيْنَيْكَ إِلٰى رَأْسِهَا

مجھے جنوں اوران کی چالوں پر تعجب ہوتا ہے،اوران کے اونٹوں پر زینوں کے کسنے پر
وہ ہدایت کی تلاش میں مکہ کی طرف دوڑتے ہیں۔
اچھے جن نہیں ہوتے گندے جنوں کی طرح،
تو ہاشم کے برگزیدہ ہستی کی طرف روانہ ہو
اور اپنی آنکھوں سے ان کے چہرے کو دیکھو۔

اس کی مسلسل تین رات کی تلقین سے میرے دل میں اسلام کی محبت جا گزین ہوگئی، چنانچہ صبح ہوتے ہی میں نے اپنی اونٹنی تیار کی اور مکّہ کی طرف روانہ ہوگیا، راستہ میں معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ چلے گئے ہیں، چنانچہ میں مدینہ پہنچا،معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں، میں اونٹنی باندھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد صحابہ کا مجمع تھا عرض کیا یا رسول اللہ کچھ میری داستان بھی سن جائے، حضرت ابوبکرؓ نے کہا قریب آکر بیان کرو۔حضرت ابوبکرؓ کے کہنے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب بیٹھا، اورعرض کیا کہ یا رسول

اللہ ﷺ میری بات سنئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی بات کہو، اور اپنے جن دوست کے آنے کا قصّہ سناؤ، میں نے نظم میں قصّہ سناتے ہوئے کہا:

أَتَانِي نَجِيِّي بَعْدَ هَدْءٍ وَرَقْدَةٍ،

أَتَانِي نَجِيِّي بَعْدَ هَدْءٍ وَرَقْدَةٍ،
وَلَمْ يَكُ فِيمَا قَدْ عَهِدْتُ بِكَاذِبِ

رات کو جب سکون اور نیند کا وقت ہوا تو میرا سرگوشی کرنے والا دوست (جن) میرے پاس آیا، اور میں نے جہاں تک آزمایا وہ جھوٹ نہیں بولتا تھا۔

ثَلَاثَ لَيَالٍ قَوْلُهُ كُلَّ لَيْلَةٍ:
أَتَاكَ رَسُولٌ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ

مسلسل تین راتیں آتا رہا، اور ہر رات یہی بات دہراتا رہا کہ قبیلہ قریش سے ایک عظیم الشان رسول تیرے پاس تشریف لائے ہیں۔

فَشَمَّرْتُ عَنْ ذَيْلِي الْإِزَارَ، وَوَسَّطَتْ
بِيَ الدِّعْلِبُ الْوَجْنَاءُ بَيْنَ السَّبَاسِبِ

چنانچہ میں نے کمر ہمّت چست باندھی، اور بڑے بڑے رخساروں والی اونٹنی مجھے بیابانوں اور جنگلوں کے درمیان لئے پھرتی رہی۔ (یعنی بیابانوں کی مسافت طے کر حاضر ہوا ہوں)۔

فَأَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ لَا رَبَّ غَيْرُهُ

وَأَنَّكَ مَأْمُونٌ عَلٰى كُلِّ غَائِبِ

پس میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں،

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کی ہر بات پر امین ہیں۔

وَأَنَّكَ أَدْنَى الْمُرْسَلِينَ وَسِيلَةً

إِلَى اللهِ، يَا ابْنَ الْأَكْرَمِينَ الْأَطَايِبِ

اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (افضل الرسل ہیں لہٰذا) تمام رسولوں سے بڑھ کر قرب الی اللہ کا ذریعہ ہیں، اے سب سے بڑھ کر پاکیزہ، اور سب سے بڑھ کر معزز حضرات کے بیٹے۔ (یعنی پاکیزہ نسب والے ہیں)

فَمُرْنِيْ بِمَا يَأْتِيكَ، يَا خَيرَ مَنْ مَشىٰ

وَإِنْ كَانَ فِيمَا جَاءَ شِيْبُ الذَّوَائِبِ

پس اے وہ ذات! جو روئے زمین پر چلنے والوں میں سے سب سے بہتر ہیں، آپ کے پاس جو احکام آتے ہیں ہمیں ان کا حکم فرمایئے، خواہ ان احکام کی تعمیل اتنی دشوار ہو کہ اس کی وجہ سے سر کے بال سفید ہو جائیں۔

وَكُنْ لِيْ شَفِيعاً يَوْمَ لَا ذُوْ شَفَاعَةٍ

سِوَاكَ، بِمُغْنٍ عَنْ سَوادِ بنِ قَارِبِ

اور میرے لئے سفارشی بن جایئے جس دن کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کوئی شفاعت کرنے والا سواد بن قارب کے کام نہیں آئے گا۔

جب میں نے پوری سرگزشت سنائی اوراسی وقت خلعتِ اسلام سے سرفراز ہو گیا تو فرماتے ہیں:

فَفَرِحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ بِمَقَالَتِيْ فَرْحًا شَدِيْدًا، حَتّٰى رئي الْفَرْحُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ.

پس پیارے پیغمبر ﷺ اور آپ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین میرے اسلام لانے پر بہت خوش ہوئے یہاں تک کہ ان کے چہرے خوشی سے کھل گئے۔

اس غیر معمولی مسرت کا سبب یہ تھا کہ عربوں میں کاہنوں کی بڑی وقعت تھی اورانہیں ایک طرح کی مذہبی سیادت حاصل تھی، اس لیے عوام پر ان کے اسلام کا اثر بہت اچھا پڑتا تھا۔

جب حضرت سواد بن قارب ؓ نے یہ واقعہ سنایا تو امیر المؤمنین حضرت عمر ؓ تیزی سے اٹھے، اوران سے لپٹ گئے، اورفرمایا کہ میں یہ واقعہ خودتمہاری زبان سے سننا چاہتا تھا۔

فضل وکمال

مذہبی حیثیت سے ان کا کوئی پایہ نہ تھا لیکن زمانہ جاہلیت میں بہت ممتاز حیثیت رکھتے تھے،کہانت میں جو زمانہ جاہلیت کا بڑا معزز علم تھا، یدِ طولیٰ رکھتے تھے، شاعر بھی تھے؛چنانچہ حضرت عمر ؓ کوخواب کی داستان نظم ہی میں سنائی تھی۔

(مستدرک حاکم،۳/۶۰۸،دلائل النبوۃ۲/۳۱۳۲اطیب النغم ص۱۱)

حضرت عبد اللہ بن زبعری رضی اللہ عنہ کی نعت

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن زبعری صحابی رسول تھے۔قریش کے بڑے آتش بیان شاعر تھے۔

نام ونسب

عبد اللہ نام، باپ کا نام زبعری تھا،نسب نامہ یہ ہے،عبد اللہ بن زبعری بن قیس بن عدی بن سہم ،بن عمرو بن مصیص قرشی سہمی۔

اسلام سے پہلے

قبولِ اسلام سے پہلے عبد اللہ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سخت دشمن تھے،ان کا زور ومال ان کی قوت وطاقت ان کی شاعری اورزبان آوری سب مسلمانوں کی ایذا رسانی کے لیے وقف تھی،قریش کے بڑے آتش بیان شاعر تھے،اس کا مصرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو تھی۔

(استیعاب:1/367)

احد کے مشرک مقتولین کا نہایت زبردست مرثیہ کہا تھا حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب دیا۔

(سیرۃ ابن ہشام:2/43)

اسلام

فتحِ مکہ کے بعد جب معاندین اسلام کا جتھا ٹوٹا تو عبد اللہ اورہبیر بن وہب نجران بھاگ گئے،عبد اللہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ پر بہت سے وار کر چکے تھے،عبد اللہ کے

فرار پر انھیں بدلہ لینے کا موقع ملا؛ چنانچہ انھوں نے یہ شعر کہا:

لَا تَعْدُ مَنَّ رَجُلًا احلك بغمنه نجران فی عیش احذلئیم

ایسا شخص معدوم نہ ہو، جس کے بغض نے تم کو نجران کی ناپسندیدہ اور مکروہ زندگی میں مبتلا کر دیا ہے۔

عبد اللہؓ نے سنا تو نجران سے لوٹ آئے اور پیارے پیغمبر ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر مشرف باسلام ہو گئے، گذشتہ خطاؤں پر سخت نادم وشرمسار تھے، پیارے پیغمبر ﷺ سے ان کی معافی چاہی، آپ ﷺ نے معاف کر دیا اور اب وہی زبان جو کلمۂ شہادت پڑھنے کے قبل تیرونشتر کی طرح مسلمانوں کے دلوں پر ہجو کے چر کے لگاتی تھی، نعتِ رسول ﷺ کے پھول برسانے لگی۔

تمام ارباب سیر نے ان کے نعتیہ اشعار لکھے ہیں، ہم طوالت کے خیال سے انھیں قلم انداز کرتے ہیں، حافظ ابن حجر کے بیان کے مطابق آنحضرت ﷺ نے نعت کے صلہ میں انھیں ایک حلہ میں مرحمت فرمایا تھا۔

(اصابہ تذکرۂ عبد اللہ بن زبعری واستیعاب:367/1)

غزوات

قبولِ اسلام کے بعد متعدد غزوات میں شریک ہوئے اور جہاد فی سبیل اللہ کا شرف حاصل کیا۔

جب اسلام قبول کیا تو اپنی پچھلی زندگی پر اظہار ندامت کرتے ہوئے فرمایا:

یارَسولَ المَلیکِ إنَّ لِسانی

يا رَسولَ المَليكِ إنَّ لِساني
راتِقٌ ما فَتَقتُ إذ أَنا بورُ
اے خدائے برتر و حاکم کے پیغمبر! میری زبان آج اس چاک کا رفو کر رہی ہے،
جو میں نے اس وقت چاک کیا تھا جبکہ میں ہلاکت کے راستے پر تھا۔

إذ أُبارى الشَيطانَ في سَنَنِ الغَيِّ
وَمَن مالَ مَيلَهُ مَثبُورُ
اور جبکہ میں گمراہی کے راستے پر شیطان کے ساتھ دوڑ رہا تھا،
اور جو بھی شیطان کے راستہ پر گامزن ہوگا، ہلاک ہو کر رہے گا۔

آمَنَ اللَّحمُ وَالعِظامُ لِرَبّي
ثُمَّ قَلبِي الشَّهِيدُ أَنتَ النَّذِيرُ
گوشت اور ہڈیاں میرے رب پر ایمان لے آئیں
پھر میرا دل گواہی دیتا ہے کہ تو ڈرانے والا ہے۔

إنَّنِي عَنكَ زاجِرٌ ثَمَّ حَيّا
مِنْ لُؤَى وَكُلُّهُمْ مَغْرُورُ
بیشک میں تجھ سے روکنے والا ہوں، لوئی قبیلے سے جڑے ہوؤں کو

اور وہ سب کے سب فریب میں پڑے ہوئے ہیں، مغرور ہیں۔

إِنَّ ما جِئنا بِهِ حَقُّ صِدقٍ

ساطِعٌ نورُهُ مُضِيءٌ مُنيرُ

بلا شبہ آپ جو دین لائے ہیں، وہ صداقت وحقانیت کا دین ہے

جس کی روشنی پھیل رہی ہے، اور وہ اُجالا پھیلا رہی ہے۔

جِئتَنا بِاليَقينِ وَالبِرِّ وَالصِدقِ

وَفي الصِدقِ وَاليَقينِ سُرورُ

آپ جو دین لائے ہیں، وہ یقین، بھلائی، اور سچائی کا دین ہے،

اور سچائی اور یقین میں مسرتیں پنہاں ہیں۔

أَذهَبَ اللهُ ضَلَّةَ الجَهلِ عَنا

وَأَتانا الرَخاءُ وَالمَيسورُ

اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ جاہلیت کی گمراہی ہم سے دور کر دی،

اور فراغت وخوشحالی عطا فرمائی۔

(عبد اللہ بن الزبعری)

★★★

مَنَعَ الرقادَ بِلابِلٌ وَهُمومُ

مَنَعَ الرقادَ بِلابِلٌ وَهُمومُ
وَاللَيلُ مُعتَلِجُ الرَواقِ بِهيمُ

تشویش اور اندیشوں نے نیند اچاٹ کر دی ہے،
شب تاریک کے سیاہ پردے روشنی کی ایک جھلک بھی اندر نہیں آنے دیتے۔

مِمّا أَتاني أَنَّ أَحمدَ لامَني
فيهِ فَبِتُّ كَأَنَّني مَحمومُ

یہ کیفیتِ غم اس لئے ہے کہ احمد ﷺ کے متعلق سنا ہے کہ وہ مجھ سے ناراض ہیں،
لہٰذا میری رات اس سوچ میں گزر رہی ہے جیسے میں بخار میں مبتلا ہوں۔

يا خَيرَ مَن حَمَلَت عَلىٰ أَوصالِها
عَيرانَةٌ سُرُحُ اليَدَينِ غَشومُ

اے وہ ذات جس سے بہتر شخصیت آج تک کسی اونٹنی نے اپنی پشت پر نہیں بٹھائی،
وہ اونٹنی جس کی ہڈیاں مضبوط، قدم تیز اور اتنے وزنی ہیں جو زمین پر پڑتے ہیں
تو زمین پر نشان بن جاتے ہیں۔

إِنّي لَمُعتَذِرٌ إِلَيكَ مِنَ الَّذي
أَسدَيتُ إِذ أَنا في الضَّلالِ أَهيمُ

میں معذرت خواہ ہوں ان لغزشوں پر جو مجھ سے گمراہی کی حالت میں سرزد ہوئیں تھیں،
کیونکہ میں گمراہی میں بھٹک رہا تھا۔

أَيامَ تَأمُرَني بِأَغوى خُطَّةٍ
سَهمٌ وَتَأمُرَني بِها مَخزومُ

اس وقت جبکہ قبیلہ سہم والے گمراہ ترین چال چلنے پر مجبور کر رہے تھے،
اور قبیلہ مخزوم والے بھی یہی سازش کر رہے تھے۔

وَأَمُدُّ أَسبابَ الرَدى وَيَقودُني
أَمرُ الغُواةِ وَأَمرُهُمُ مَشؤُومُ

اور برائی کے اسباب طویل ہو گئے ہیں اور تو میری رہنمائی فرما
فریب دینے والوں کا معاملہ اور ان کے منحوس حکم سے

فَاليَومَ آمَنَ بِالنَبِيِّ مُحَمَّدٍ
قَلبِي وَمُخطِئُ هَذِهِ مَحرُومُ

آج وہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا ہے، میرا دل غلط ہے یہ محروم ہے

مَضَتِ العَداوَةُ وَانقَضَت أَسبابُها
وَدَعَت أَواصِرُ بَينَنا وَحُلومُ

دشمنی ختم ہوئی، اور دشمنی کے اسباب ختم ہوئے،
ہمارے اور آپ کے درمیان کا وہ دور ختم ہوا، جبکہ تعلقات منقطع تھے۔

فَاغْفِرْ فِدًى لَكَ وَالِدَايَ كِلَاهُمَا
زَلَلِي فَإِنَّكَ رَاحِمٌ مَرْحُومُ

لہٰذا معاف فرما دیجئے میرا گناہ، میرے ماں باپ دونوں آپ پر قربان ہوں،
کیونکہ آپ رحم کرنے والے ہیں، اور آپ خود موردِ رحمت ہیں۔

وَعَلَيْكَ مِنْ عِلْمِ الْمَلِيكِ عَلَامَةٌ
نُورٌ أَغَرُّ وَخَاتِمٌ مَخْتُومُ

خدائے بزرگ و برتر کے حکم کی علامت آپ کے وجود سے ظاہر ہے،
آپ کا وجود ایک روشنی ہے، جس نے اُجالا پھیلایا،
اور مہرِ نبوّت ہے جو ثبت کر دی گئی ہے۔

أَعْطَاكَ بَعْدَ مَحَبَّةٍ بُرْهَانَهُ
شَرَفاً وَبُرْهَانُ الْإِلٰهِ عَظِيمُ

اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی محبت کے بعد برھان اور دلیل عطا فرمائی،
اللہ کی عزت اور شہادت عظیم ہے

وَلَقَدْ شَهِدْتُّ بِأَنَّ دِيْنَكَ صَادِقٌ
حَقٌّ وَأَنَّكَ فِي الْعِبَادِ جَسِيمُ

اور میں نے گواہی دی ہے کہ آپ کا دین سچّا ہے، ٹھیک ہے
اور یہ کہ آپ بندوں میں عظمت والے ہیں۔

وَاللهُ يَشْهَدُ أَنَّ أَحْمَدَ مُصْطَفٰى

مُستَقبِلٌ فِي الصَّالِحِيْنَ كَرِيْمُ

اللہ گواہ ہے کہ بیشک احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مستقبل کے راست بازوں میں کریم ہیں

قَوْمٌ عَلَا بُنْيَانُهُ مِنْ هَاشِمٍ

فَرْعٌ تَمَكَّنَ فِي الذُرِى وَأُرُوْمُ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی قوم سے اٹھے ہیں جس کی بنیاد ہاشم سے ہے

ایک شاخ جو الضرا اور ارم میں منظم ہوتی تھی۔

(عربی میں نعتیہ کلام، ص۹۷)

★★★

عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ

حضرت عبد اللہ بن انیس جہنیؓ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے تھے۔

نام ونسب

عبد اللہ نام، ابو یحییٰ کنیت، قبیلۂ قضاعہ سے ہیں، سلسلۂ نسب یہ ہے، عبد اللہ بن انیس بن اسعدی بن حرام بن خبیب بن مالک بن غنم بن کعب بن تیم بن نفاثہ بن ایاس بن یربوع بن برک بن وبرہ برک بن وبرہ کی اولاد قبیلہ جہنہ میں مل گئی تھی اس لیے جہنی کے نام سے مشہور ہوئی عبد اللہ اسی سبب سے جہنی کہلاتے ہیں۔

اسلام

بیعت عقبہ ثانیہ سے پہلے مسلمان ہوئے اور مکہ جا کر پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی اور وہیں مقیم ہو گئے، پھر مہاجرین کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی اس لیے مہاجری انصاری کہلاتے ہیں، جوش ایمان شروع ہی سے بہت تھا، مدینہ میں حضرت معاذ بن جبلؓ کے ہمراہ جا کر بنوسلمہ کے بت توڑے۔ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شام اور پھر خانۂ کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی۔

غزوات

بدر، احد اور بعد کے غزوات میں شامل ہوئے، خالد بن نبیح العنبری اسلام کا ایک دشمن تھا پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ذریعہ سے اس کو قتل کرایا۔ آپ نے

بہت سی مہموں میں کفار کا مقابلہ کیا۔ سریہ عبد اللہ بن انیس میں آپ کے ذمہ خالد بن سفیان کا خاتمہ کرنا تھا جو مسلمانوں کے خلاف چڑھائی کرنے کے لیے لشکر تشکیل دے رہا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ جب اپنی مہم سے کامیاب لوٹے تو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو ایک عصا دیا۔ جو آپ کی وصیت کے مطابق وفات کے وقت آپ کے ساتھ ہی دفن کر دیا گیا تھا۔

(الرحيق المختوم)

وفات

54ھ میں حضرت امیر معاویہؓ کے دور میں انتقال فرمایا، یہ ابوقتادہؓ کی وفات کے 15 روز بعد کا واقعہ ہے۔

لیلۃ الجہنی

عبادت گزار تھے، مسجد نبوی سے مکان دور تھا اس لیے یہاں روزانہ آنے سے معذور تھے، ایک مرتبہ لیلۃ القدر میں جاگنا چاہتے تھے؛ لیکن اس کے لیے کوئی تاریخ متعین نہیں تھی اس لیے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ ایک تاریخ متعین فرما کر دیں تاکہ اس روز مسجد نبوی پہنچ کر شب بیداری کرسکوں، آپ نے رمضان کی 23 ویں شب متعین کر دی؛ چونکہ اس کی تعیین حضرت عبد اللہؓ کی وجہ سے ہوئی تھی اس لیے اہل مدینہ نے اس کی نسبت کے ساتھ ان کا نام لیلۃ الجہنی رکھ دیا۔

(اسد الغابہ جلد2 صفحہ 199حصہ پنجم)

اولاد

حسب ذیل اولاد چھوری، عطیہ، عمرو، ضمرہ، عبد اللہ، خلدۃ

تَطَاوَلَ لَيلِي واعْتَرَتْنِي القَوَارِعُ

تَطَاوَلَ لَيلِي واعْتَرَتْنِي القَوَارِعُ
وَخَطْبٌ جَلِيلٌ لِلْبَلِيَةِ جَامِعُ!

طویل ہوئی میری راتیں، اور مصیبتوں نے گھیر لیا
اور ایک بڑا سانحہ، جو آفتوں کو جمع کرنے والا ہے!

غَدَاةَ نَعَى النَّاعِي إلَينَا مَحَمَّدًا
وتِلْكَ الَّتِي تَسْتَكُّ منْها المسَامِعُ

صبح کے وقت جب اعلان کرنے والے نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی خبر ہم تک پہنچائی
اور وہ خبر ایسی تھی جس سے کان بہرے ہو گئے

فلَو رَدَ مَيتًا قَتْلُ نَفْسِي قَتَلْتُهَا!
وَلكِنَّهُ لا يَدْفَعُ المَوتَ دَافِعُ

اگر خود کو مارنے سے مُردوں کو واپس لایا جا سکتا ہے تو میں خود کو مار ڈالتا!
لیکن موت کو کوئی چیز ٹال نہیں سکتی۔

فآليتُ لاَ أُثنِي عَلى هُلْكِ هَالِكٍ
مِن الناسِ، مَا أَوفَى ثَبِيرٌ وفَارِعُ

میں نے قسم کھائی ہے کہ میں کبھی بھی ایک ہلاک ہونے والے انسان کے ہلاک ہونے

پر تعریف نہیں کرتا، لوگوں میں جو سب سے زیادہ وفادار اور بلند ہیں۔

وَلَكِنَّنِي بَاكٍ عَلَيهِ وَمُتْبِعٌ

مُصِيبَتَهُ. إِنِّي إِلَى اللهِ رَاجِعٌ!

لیکن مَیں اُس کے لیے رو رہا ہوں اور اُس کی آفت ومصیبت کا پیچھا کر رہا ہوں۔

بے شک میں اللہ کی طرف لوٹنے والا ہوں!

وَقَدْ قَبَضَ اللهُ النّبِيّينَ قَبْلَهُ

وَعَادٌ أُصِيبَتْ بِالرُّزَى وَالتَّبَابِعُ

اور اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے نبیوں کو قبض کر لیا تھا

اور اس کا اعادہ کیا گیا جس کی وجہ سے مصیبت اور تباہی کا سامنا کرنا پڑا

فَيَا لَيتَ شِعْرِيّ مَن يَقُومُ بِأَمْرِنا؟

وَهَلْ فِي قُرَيشٍ مِن إمَامٍ يُنازَعُ؟

ہائے، کاش مجھے معلوم ہوتا کہ ہمارے معاملات کون سنبھالے گا!

اور کیا قریش میں کوئی ایسا لیڈر ہے جسے چیلنج کیا جا سکے؟

ثَلاثَةُ رَهْطٍ مِنْ قُرَيشٍ هُمُ هُمُ

أَزِمّةُ هَذَا الأَمْرِ، واللهُ صَانِعُ

تین افراد قریش کے ہیں، یہی ہیں

اس معاملے کی باگ ڈور سنبھالنے والے، اور اللہ ہی بنانے والا ہے

عَلِيٌّ أَوِ الصِّدِّيقُ أَو عُمَرٌ لَهَا
وَلَيسَ لَهَا بَعْدَ الثلاثَةِ رَابعٌ!

علیؓ، یا ابوبکرؓ، یا عمرؓ اس کے لیے ہیں۔ اور ان تینوں کے بعد کوئی چوتھا نہیں!

فَإِن قَالَ مِنَّا قَائِلٌ غَيرَ هٰذِهِ
أَبَينَا، وَقُلْنَا: اَللّٰهُ رَاءٍ وَسامعٌ

اگر ہم میں سے کوئی اس کے علاوہ کچھ کہے۔ ہم انکار کرتے ہیں، اور کہتے ہیں: خدا سب کچھ دیکھنے والا اور سننے والا ہے۔

فَيَا لقُرَيشٍ! قَلَدُوا الأَمْرَ بَعْضَهم
فَإِنَّ صَحيحَ القَولِ لِلنَّاسِ نافِعٌ

اے قریش! تم نے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ایک فیصلہ کر کے
اپنے معاملات ان میں سے بعض کے سپرد کر دیئے ہیں۔
کیونکہ لوگوں کے لئے صحت مند باتیں ہی مفید ہوتی ہیں۔

وَلا تُبْطِئُوا عَنْها فَوَاقًا فَإِنَّهَا
إِذَا قُطِعَتْ لَمْ يُمْنَ فيهَا المَطَامِعُ

اس کے تعاقب میں ایک لمحے کے لیے بھی تاخیر نہ کرو
کیونکہ اگر یہ منقطع ہو جائے تو خواہشات پوری نہیں ہوں گی۔

امام زین العابدین، علی بن الحسین رضی اللہ عنہ

علی بن حسین جو زین العابدین (عابدوں کی زینت) اور امام الساجدین (سجدہ کرنے والوں کا امام) کے نام سے مشہور ہیں، اپنے والد حسین ابن علی، تایا حسن ابن علی اور دادا علی بن ابی طالب کے بعد اثنا عشری میں چوتھے امام اور اسماعیلی شیعیت میں تیسرے امام مانے جاتے ہیں۔

علی بن حسین سانحۂ کربلا میں موجود تھے، اس وقت ان کی عمر 23 یا 25 سال تھی، لیکن بیماری کی وجہ سے لڑائی میں شریک نہ ہو سکے۔ یہ اس سانحے میں بچ جانے والے واحد مرد تھے۔ ان کو دمشق میں یزید کے سامنے لے جایا گیا، کچھ دن بعد ان کو دیگر خواتین کے ساتھ واپس مدینہ جانے دیا گیا، جہاں انھوں نے چند اصحاب کے ساتھ خاموشی سے زندگی بسر کی۔

ولادت

مشہور قول کے مطابق علی بن حسین سنہ 38 ہجری میں پیدا ہوئے نیز 33 ہجری قمری 36 ہجری قمری، اور 37 ہجری قمری بھی منقول ہیں۔

ولادت کا مہینہ جمادی الثانی، میں جمعہ، یا جمعرات کا دن اور تاریخ 15 ذکر کی جاتی ہے جبکہ 9 شعبان اور 5 شعبان بھی نقل ہوئی ہے۔

نسب، لقب، کنیت

علی بن حسین بن علی بن ابی طالب، معروف بہ امام سجاد اور امام زین العابدین

کنیت ولقب

امام علی بن الحسین کی کنیات "ابو الحسن"، "ابو الحسین"، "ابو محمد" اور "ابو عبد اللہ" ہیں۔ آپ کے القاب میں زین العابدین، سید الساجدین، سجاد، ہاشمی، علوی، مدنی، قرشی اور علی اکبر شامل ہیں۔

زین العابدین اور حضرات خلفائے راشدین

ابو حازم کہتے ہیں کہ علی بن حسین سے کسی نے پوچھا کہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کیا مرتبہ تھا؟ انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: جو تقرب ان کو آج اس روضہ میں حاصل ہے ایسا ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی تھا۔

محمد بن علی بن حسین نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ ان کے پاس عراق سے کچھ لوگ آئے اور انھوں نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا تذکرہ سبّ وشتم کے ساتھ کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرنے لگے، (والعیاذ باللہ) حضرت علی بن حسین نے ان عراقیوں سے کہا: کیا تم ان مہاجرین اوّلین میں سے ہو جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا:

﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَاناً وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ أُوْلَئِكَ هُمُ الصَّادِقُوْنَ﴾۔ (الحشر:۸)

اہل عراق نے کہا: ہم ان لوگوں میں سے نہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ حضرت علی بن حسین نے پھر کہا: کیا تم لوگ ان لوگوں میں سے ہو جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُوا الدَّارَ وَالإِيْمَانَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوْتُوا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ ۔ (الحشر:۹)

اہل عراق نے کہا، ہم ان لوگوں میں سے بھی نہیں جن کے بارے میں اللہ نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ اس کے بعد حضرت زین العابدین نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں نے خود اقرار کیا کہ تم آیات میں مذکور دونوں فریقوں میں سے نہیں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں سے بھی نہیں جن کے بارے میں اللہ نے یہ ارشاد فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ جَاؤُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُونَا بِالْإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَّحِيْمٌ﴾ ۔ (الحشر:۱۰)،

پھر فرمایا: تم لوگ میرے پاس سے اٹھ جاؤ، اللہ تمھارا گھر قریب نہ کرے، تم

اپنے آپ کو اسلام کے لبادے میں چھپاتے ہو جب کہ تم اہل اسلام میں سے نہیں ہو۔ جعفر بن محمد نے اپنے والد سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے والد کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا مجھے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بتائیں۔ انھوں نے فرمایا: صدیق کے بارے میں پوچھ رہے ہو؟

اس آدمی نے کہا آپ انھیں "صدیق رضی اللہ عنہ" کہہ رہے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: تیری ماں تجھے گم کر دے! مجھ سے بہتر یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین وانصار نے ان کو "صدیق رضی اللہ عنہ" کہا ہے، پس جو ان کو صدیق نہ کہے، اللہ اس کی بات کو سچا نہ کرے، جاؤ! ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرو اور انھیں عزیز رکھو، اس کی تمام ذمہ داری میری گردن پر ہے۔

یحییٰ بن سعید کہتے ہیں علی بن حسین المعروف زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ناحق شہید کیا گیا ہے۔

تحصیل علم اور علمی مقام

امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے کبار صحابہ کرام وتابعین عظام سے کسب فیض کیا، آپ نے امہات المومنین میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا، اپنے والد حضرت حسین رضی اللہ عنہ، اپنے چچا حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابو رافع، مسور بن مخرمہ، زینب بنت ابی سلمہ، سعید بن مسیب، سعید بن مرجانہ، مروان بن حکم، ذکوان، عمرو بن عثمان بن عفان اور عبید اللہ بن ابی رافع رحمہم اللہ وغیرہ سے حدیث شریف کا علم حاصل کیا اور اپنے جد امجد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مرسل روایت کرتے ہیں۔

عبادت

مالک بن انس سے مروی ہے کہ علی بن الحسین دن رات میں ایک ہزار رکعت نماز بجا لاتے تھے حتی کہ دنیا سے رخصت ہوئے چنانچہ آپ کو زین العابدین کہا جاتا ہے۔

(الطبقات: 5/216 سیر اعلام النبلا:4/397)

ابن عبد ربّہ لکھتا ہے: علی بن الحسین جب نماز کے لیے تیاری کرتے تو ایک لرزہ آپ کے وجود پر طاری ہو جاتا تھا۔ آپ سے سبب پوچھا گیا تو فرمایا: "وائے ہو تم پر! کیا تم جانتے ہو کہ میں اب کس ذات کے سامنے جا کر کھڑا ہونے والا ہوں! کس کے ساتھ راز و نیاز کرنے جا رہا ہوں!؟

وصال

خانوادہ نبوت کے اس چشم و چراغ نے ساری زندگی سنتِ نبوی اور حضرات صحابہ کرام کے نقش قدم پر چل کر بالآخر داعی اجل کو لبیک کہا۔

ان کے سنہ وفات کے بارے میں اختلاف ہے، مگر صحیح قول کے مطابق زین العابدین بروز منگل 14 ربیع الاول 94 ہجری میں دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے، جنت البقیع میں جنازہ پڑھا گیا اور وہیں پر مدفون ہوئے۔

آپ سے منسوب یہ نعت ہے جو پیارے پیغمبر ﷺ کی شان میں کہی ہے:

اِنۡ نِلۡتَ یَا رَوۡحَ الصَّبَا یَوۡمًا اِلٰی اَرۡضِ الۡحَرَمۡ

اِنۡ نِلۡتَ یَا رَوۡحَ الصَّبَا یَوۡمًا اِلٰی اَرۡضِ الۡحَرَمۡ

بَلِّغۡ سَلَامِیۡ رَوۡضَۃً فِیۡھَا النَّبِیُّ الۡمُحۡتَرَمۡ

اے بادِ صبا! اگر تیرا گزر سرزمینِ حرم تک ہو

تو میرا سلام اُس روضہ کو پہنچا، جس میں نبیِ محترم تشریف فرما ہیں

مَنۡ وَّجۡھُہٗ ، شَمۡسُ الضُّحٰی ، مَنۡ خَدُّہٗ بَدۡرُ الدُّجٰی

مَنۡ ذَاتُہٗ نُوۡرُ الۡھُدٰی ، مَنۡ کَفُّہٗ بَحۡرُ الۡھِمَمۡ

وہ، جن کا چہرۂ انور مہرِ نیمروز ہے، اور جن کے رخسارِ تاباں ماہِ کامل

جن کی ذات نورِ ہدایت ہے، جن کی ہتھیلی سخاوت میں دریا

قُرۡاٰنُہٗ بُرۡ ھَا نُنَا فَسۡخًا لِاَدۡیَانٍ مَّضَتۡ

اِذۡ جَآءَنَا اَحۡکَامُہٗ کُلَّ الصُّحُفُ، صَارَ الۡعَدَمۡ

اُن کا (لایا ہوا) قرآن ہمارے لئے واضح دلیل ہے جس نے ماضی کے تمام دینوں کو

منسوخ کر دیا

جب اس کے احکام ہمارے پاس آئے تو (پچھلے) سارے صحیفے معدوم ہو گئے

اَكْبَادُنَا مَجْرُوحَةٌ مِنْ سَيْفِ هِجْرِ الْمُصْطَفٰى

طُوبٰى لِاَهْلِ بَلْدَةٍ فِيهَا النَّبِيُّ الْمُحْتَشَمُ

ہمارے جگر زخمی ہیں فراقِ مصطفیٰ کی تلوار سے

خوش نصیبی اُس شہر کے لوگوں کی ہے جس میں نبیٔ محتشم ہیں

يَا لَيْتَنِيْ كُنْتُ كَمَنْ يَّتَّبِعُ نَبِيًّا عَالِمًا

يَوْمًا وَ لَيْلًا دَائِمًا ، وَارْزُقْ كَذَالِكَ بِالْكَرَمِ

کاش میں اُس کی طرح ہوتا جو نبی کی پیروی علم کے ساتھ کرتا ہے

دن اور رات ہمیشہ (اے خدا) یہی صورت اپنے کرم سے عطا فرما

يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ اَنْتَ شَفِيْعُ الْمُذْنِبِيْنَ

اَكْرِمْ لَنَا يَوْمَ الْحَزِيْن، فَضْلًا وَجُوْدًا وَالْكَرَمِ

اے رحمتِ عالم! آپ گنہگاروں کے شفیع ہیں

ہمیں قیامت کے دن فضل وسخاوت، اور کرم سے عزت بخشیئے

یَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ اَدْرِكْ لِزَيْنِ الْعَابِدِيْنَ
مَحْبُوْسِ اَيْدِى الظَّالِمِيْنَ فِى الْمَوْكَبِ
وَالْمُزْدَحَمِ

اے رحمتِ عالم! زین العابدین کوسنبھالئے
وہ ظالموں کے ہاتھوں میں گرفتار حیرانی وپریشانی میں ہے

★★★

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام نعمان بن ثابت بن زوطا بن مرزبان ،اور کنیت ابوحنیفہ تھی۔ بالعموم امام اعظم ابوحنیفہ کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں۔آپ تمام ائمہ کے مقابلے میں سب سے بڑے مقام ومرتبے پر فائز ہیں۔اسلامی فقہ میں امام اعظم ابوحنیفہ کا پایہ بہت بلند ہے۔آپ نسلاً عجمی تھے۔آپ کی پیدائش کوفہ میں (80ھ بمطابق 699ء میں ہوئی سنہ وفات 150ھ 14 جون 767ء) ہے۔

آپ سنی حنفی فقہ (اسلامی فقہ) کے بانی تھے۔آپ ایک تابعی،مسلمان عالم دین، مجتہد، فقیہ اور اسلامی قانون کے اوّلین تدوین کرنے والوں میں شامل تھے۔آپ کے ماننے والوں کو حنفی کہا جاتا ہے۔

امام ابوحنیفہؒ سے متعلق بشارات

امام اعظم ابوحنیفہؒ کے فضائل ومناقب میں شیخ جلال الدین سیوطی (شافعی-مقلد) (849-911ھ) اپنی کتاب:

"التبييض الصحيفه في مناقب الإمام أبي حنيفه"

میں اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ قرآن کی اس پیشین گوئی کے بڑے مصداق امام اعظم ابوحنیفہ النعمانؒ ہیں۔

وَإِن تَتَوَلَّوۡاْ يَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَيۡرَكُمۡ ثُمَّ لَا يَكُونُوٓاْ أَمۡثَٰلَكُم

(محمد:۳۸)

اور اگر تم منہ پھیرو گے تو وہ تمہاری جگہ اور لوگوں کو لے آئے گا اور وہ تمہاری

طرح کے نہیں ہوں گے۔

حدیث میں ہے کہ جب پیارے پیغمبر ﷺ سے:

(وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ) (الجمعہ:۳)

کی نسبت سوال کیا گیا کہ وہ دوسری قوم کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے حضرت سلمان فارسیؓ کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: اس کی قوم اور فرمایا: خدا کی قسم اگر ایمان ثریا پر جا پہنچے تو فارس کے لوگ وہاں سے بھی اس کو اتار لائیں گے۔

شجرہ نسب

مورخ ابن خلکان نے امام اعظمؒ کا شجرۂ نسب اس طرح نقل کیا ہے ابو حنیفہ النعمان بن ثابت بن زُوْطیٰ بن ماہ اور زُوطیٰ کو زاء کے پیش اور طا کے زبر اور آخر میں یاء مقصورہ کے ساتھ ضبط کیا ہے، لیکن امام صاحب کے پوتے نے جو شجرۂ نسب اپنے دادا کا خود بیان کیا ہے وہ اس طرح ہے اسمٰعیل بن حماد بن النعمان بن ثابت بن النعمان بن المرزبان۔

علامہ شبلی کا خیال یہ ہے کہ جب زوطیٰ اسلام لائے ہوں گے تو ان کا نام نعمان رکھ دیا گیا ہوگا اس لیے جب اسمٰعیل نے اپنا شجرہ نسب بیان کیا تو اپنے دادا کا اسلامی نام ہی کا ذکر کیا ہے۔

صحیح روایات کی بنا پر یہ طے شدہ ہے کہ امام صاحب کے والد ماجد کی ولادت اسلام ہی پر ہوئی ہے، خطیب بغدادی نے جو کچھ اس کے خلاف لکھا ہے وہ محض بے اصل اور ان کے مشہور تعصب پر مبنی ہے، غالباً اسی خیال کی تائید کے لیے انھوں نے

حسبِ ذیل روایت بھی نقل کی ہے:

كان ابو حنيفة اسمه عتيك بن زوطرة فسمى نفسه النعمان واباه ثابتاً :

ابوحنیفہ کا نام عتیک اوران کے والد کا زوطرۃ تھا پھرانھوں نے اپنا نام نعمان اوراپنے والد کا ثابت بدل دیا تھا۔

اس کا راوی اساجی مختلف فیہ ہونے کے علاوہ مشہور متعصب ہے تاہم اگراس کو صحیح تسلیم کرلیا جائے تو غالباً ثابت کو زوطرۃ ان کے والد زوطی کی مناسبت سے کہا گیا ہوگا۔ ہمارے نزدیک نام ونسب کے فیصلہ کے لیے نسب سے زیادہ معتبر شہادت خود اہل خاندان ہی کی ہوسکتی ہے لہٰذا یہاں اسمٰعیل کے بیان کے خلاف جو بیانات بھی ہیں وہ سب مرجوح یا قابلِ توجہ ہوں گے۔ اسمٰعیل یہ بھی نقل فرماتے ہیں کہ ہمارے پردادا ثابت زمانہ طفولیت میں حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے آپ نے اُن کے اوران کی اولاد کے حق میں برکت کی دعا فرمائی تھی اورہمیں امید ہے کہ ان کی یہ دعاء ہمارے حق میں ضرور قبول ہوئی ہوگی۔

وہ کہتے ہیں کہ ثابت کے والد نعمان وہی ہیں جو حضرت علیؓ کی خدمت میں ھدیہ لے کر حاضر ہوئے تھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام اعظمؒ کے خاندان کو حضرت علیؓ سے ہمیشہ خاص تعلق رہا ہے اوراسی بنا پر انھوں نے ثابت اوران کی اولاد کے لیے خصوصیت سے دعافرمائی ہوگی، اسمٰعیل یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ہم فارسی النسل ہیں، ہمارے باپ دادا سب آزادلوگ تھے اس کے بعد قسم کھا کر کہتے ہیں:

والله ما وقع علينا رق قط

خدا کی قسم ہے غلامی کی ذلت میں ہم کبھی مبتلاء نہیں ہوئے۔

اُن کے اس تاکیدی بیان سے اس غلط شہرت کی تردید ہوتی ہے جو امام صاحب کے دادا کے متعلق پیدا ہوگئی تھی کہ وہ بنی تیم اللہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ اسمٰعیل امام اعظمؒ کے پوتے ہیں،اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اُن کو اپنے دادا کے حالات کی بھی پوری تحقیق نہ ہوگی،اسلامی عہد میں رقیۃ کی غلط فہمی پیدا ہوجانا وہ بھی عجم کے نسب میں کچھ بعید نہیں ہے اور واقعہ کی حقیقت منکشف ہوجانے کے بعد غلط فہمیوں کے اسباب بیان کرنے کی مفت دردسری اٹھانا بھی غیر ضروری ہے۔

ہمارے نزدیک اس افواہ کو شہرت دینے میں بہت بڑا دخل اس خلش کو بھی ہے جو امام اعظمؒ سے رقابت کے سلسلہ میں بعض علماء کو پیدا ہوگئی تھی۔

علامہ کوثری نے مشکل الآثار کی ایک روایت کی مدد سے یہ ثابت کیا ہے کہ آپ کو مولیٰ حلیف کے معنی میں کہا گیا تھا،اگر بالفرض تاریخ سے صحیح طور پر آپ کا اولادِ موالی ہونا ثابت ہوجاتا تو اسلامی نقطۂ نظر سے یہ اتنا بڑا عیب بھی نہ تھا جس کی مدافعت کرنا ہمارے لیے ضروری ہوتا لیکن افسوس یہ ہے کہ عصبیت کی آنکھ جب خشم آلود ہوجاتی ہے تو وہ کوئی ہنر اپنے حریف میں دیکھنا پسند نہیں کرتی۔

مولد ومدفن

آپ کی پیدائش کوفہ میں اور وفات بغداد میں ہوئی ہے،علمی پایہ کے لحاظ سے کوفہ ہمیشہ ممتاز شہر رہا ہے،علامہ کوثری نے نصب الرایہ کے مقدمہ میں اس کی مختصر تاریخ

لکھی ہے،ہم اس کا خلاصہ یہاں درج کرتے ہیں۔

کوفہ ایک اسلامی شہر ہے جو عہدِ فاروقی 17 ھ میں بحکم امیر المومنین تعمیر کیا گیا تھا،اس کے ارد گرد فصحاءِ عرب بسائے گئے اور ان کے تعلیمی نظم ونسق کے لیے سرکاری طور پر حضرت ابنِ مسعودؓ کو بھیجا گیا،ان کی علمی منزلت اس سے ظاہر ہے کہ حضرت عمرؓ نے اہلِ کوفہ کو یہ لکھا تھا کہ ابن مسعودؓ کی مجھے یہاں خود بھی ضرورت تھی لیکن تمھاری ضرورت کو مقدم سمجھ کر تمھاری تعلیم کے لیے ان کو بھیج رہا ہوں۔

انھوں نے یہاں بیٹھ کر عہدِ عثمانؓ کے آخری دور تک لوگوں کو قرآن پاک اور دین کے مسائل کی تعلیم دی،ان کی تعلیمی جدوجہد کا یہ نتیجہ ہوا کہ بعض محدثین کے بیان کے مطابق اس نوآباد شہر میں چار ہزار علماء ومحدثین پیدا ہو گئے۔حتیٰ کہ جب حضرت علیؓ کوفہ میں داخل ہوئے تو علم کی یہ شان دیکھ کر بے ساختہ بول اٹھے،اللہ تعالیٰ ابنِ مسعودؓ کا بھلا کرے انھوں نے تو اس بستی کو علم سے بھر دیا۔

کوفہ بحالتِ موجودہ ہی کیا کم تھا کہ اس مدینۃ العلم کی آمد نے اُسے اور چار چاند لگا دیئے،ایک سعید بن جبیرؓ تنہا یہاں ابنِ عباسؓ کے علوم کا ایسا نسخہ موجود تھے کہ جب کوفہ والے اُن کے پاس کوئی فتویٰ پوچھنے جاتے تو وہ فرماتے کیا تمھارے یہاں سعید بن جبیرؓ موجود نہ تھے یعنی ان کے ہوتے ہوئے یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی۔

شعبیؒ کے علم کا یہ عالم تھا کہ حضرت ابنِ عمرؓ جب ان کو مغازی پر بحث کرتے ہوئے دیکھتے تو فرماتے میں ان غزوات میں پیارے پیغمبر ﷺ کے ساتھ شریک رہ چکا ہوں مگر ان کی یاداشت ان کو مجھ سے بھی زیادہ ہے۔

ابراہیم نخعیؒ کا تو کہنا ہی کیا ہے،ابنِ عبد البر کہتے ہیں کہ اہلِ نقد کے نزدیک

ان کے سب مراسیل صحیح سمجھے جاتے ہیں،انھوں نے ابوسعید خدریؓ اورحضرت عائشہؓ وغیرہ کا زمانہ پایا ہے۔ابوعمران نے اُن کو اپنے زمانہ کے تمام علماء سے افضل کہا ہے . 95ء میں جب ان کی وفات ہوئی تو ابوعمران نے ایک شخص سے کہا آج تم نے سب سے زیادہ فقیہ شخص کو دفن کر دیا،اس نے کہا کیا حسن بصریؒ سے بھی زیادہ انھوں نے کہا ایک حسن بصریؒ سے نہیں ؛ بلکہ تمام اہل بصرہ ،اہل کوفہ،اہل شام اوراہل حجاز سے بھی۔

شعبیؒ کہا کرتے تھے کہ ابراہیم فقہ کے گھوارہ میں تو پیدا ہی ہوئے تھے،اس کے بعد وہ ہمارے پاس آئے اور ہماری وہ حدیثیں جو بے غبار تھیں اپنی فقہ میں شامل کرکے اپنے ساتھ لے گئے۔

مسروقؒ جو کبارتابعین میں ہیں فرماتے ہیں پیارے پیغمبر ﷺ کے صحابہؓ کا خلاصہ میں نے ان چھ اشخاص میں دیکھا، حضرت علیؓ،عبد اللہ بن مسعودؓ،عمر،زید بن ثابت، ابوالدرداء اورابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہم، پھرنظر ڈالی تو ان سب کے علم کا خلاصہ پہلے دوشخصوں میں پایا ، یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ میں۔

حضرت معاذ بن جبلؓ نے جو زبانِ رسالت سے" اَعْلَمُ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ " کا تمغا حاصل کر چکے تھے اپنے خاص شاگرد عمرو بن میمون کو حکم دیا تھا کہ تحصیلِ علم کے لیے تم حضرت ابنِ مسعودؓ کی خدمت میں کوفہ جاؤ۔

کوفہ کی علمی قدرومنزلت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ مصر میں آنے والے صحابہ کرامؓ کی تعداد محمد بن ربیع جیزی اورسیوطی تین سو سے زیادہ پیش نہیں کر سکے، اس کے بالمقابل صرف ایک کوفہ میں عجلی پندرہ 1500 سوصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا

قیام لکھ رہے ہیں، جن میں ستر 70 صحابہ بدری تھے۔عراق کے بقیہ شہروں میں بسنے والے صحابہ کا ابھی ذکر نہیں ہے (اور یہ تعداد بھی کم ہے ورنہ جو مقام مرکزی چھاؤنی بنا دیا گیا ہو معلوم نہیں کہ وہاں کتنے اور صحابہ کا گذر ہوا ہوگا)۔

رامہرمزی اپنی کتاب الفاصل میں قابوس سے نقل فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا یہ کیا بات ہے کہ آپ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کو چھوڑ کر علقمہ کے پاس جایا کرتے ہیں، یہ ابنِ مسعودؓ کے شاگرد تھے،فرمایا: اے جانِ پدر بات یہ ہے کہ میں پیارے پیغمبر ﷺ کے صحابہؓ کو خود ان کے پاس مسائل دریافت کرنے کے لیے آتا دیکھتا ہوں۔

شریح جو یہاں کے قاضی تھے اُن کے حق میں حضرت علیؓ کا یہ ارشاد ہے: اے شریح! اٹھو اور فیصلہ کرو کیونکہ تم عرب میں سب سے بڑھ کر قاضی ہو،ان کے علاوہ تینتیس 33 / اشخاص یہاں اور بھی ایسے موجود تھے جو صحابہؓ کی موجودگی میں اربابِ فتویٰ سمجھے جاتے تھے۔

اس دور کے بعد دوسرا دور اِن حضرات کے تلامذہ کا شروع ہوتا ہے ان کا عدد بھی ہزاروں سے متجاوز تھا،امام ابوبکر جصاصؒ لکھتے ہیں کہ دیر جما جم میں حجاج سے جنگ کرنے کے لیے ایک عبد الرحمٰن بن الاشعث کے ساتھ جو جماعت نکلی تھی اس میں چار ہزار کی تعداد صرف قراء تابعین کی تھی۔

رامہرمزی انس بن سیرینؒ سے نقل کرتے ہیں جب میں کوفہ پہنچا تو اس وقت وہاں چار ہزار حدیث کے طلبہ اور چار سو فقہاء موجود تھے (یہ عفان بن مسلم، امام احمد اور بخاری وغیرہ کے شیخ ہیں) علی بن مدینی ان کے متعلق لکھتے ہیں کہ ان کی عادت تھی

کہ اگر حدیث کے کسی حرف میں ان کو ذرا شبہ پڑ جاتا تو اسے سرے سے ترک کر دیا کرتے تھے۔ (تقریب)

اب اندازہ فرمایئے کہ جب اس سخت شرط کے ساتھ پچاس ہزار حدیثوں کا ذخیرہ ان کو کوفہ میں مل سکتا ہے تو، حدیث کے لحاظ سے کوفہ کا مرتبہ کیا ہوگا۔

نیز عفان بن مسلم سے ناقل ہیں کہ جب ہم کوفہ پہنچے تو ہم نے وہاں صرف چار ماہ اقامت کی، حدیث کا وہاں یہ چرچا تھا کہ اگر ہم ایک لاکھ حدیثیں لکھنا چاہتے تو لکھ لیتے مگر ہم نے صرف پچاس ہزار حدیثوں ہی پر اکتفاء کیا اور صرف وہی حدیثیں جمع کیں جو جمہور کے نزدیک مسلّم تھیں۔ اسی لیے مسلم ائمہ وحفاظ کو بھی طلبِ حدیث کے لیے کوفہ کا سفر کرنا ناگزیر ہو گیا تھا، اگر آج بھی آپ رجال کی کتابیں کھول کر بیٹھیں تو ہزاروں راوی آپ کو کوفہ کے نظر آئیں گے، جن کی روایات سے صحیحین اور غیر صحیحین بھری پڑی ہیں، حتیٰ کہ خود امام بخاریؒ فرماتے ہیں میں شمار نہیں کرسکتا کہ حدیث حاصل کرنے کے لیے کتنی بار کوفہ گیا ہوں۔

(مقدمہ فتح الباری:2/194)

خلاصہ یہ ہے کہ مدینہ کو اگر مہبطِ وحی ہونے کا فخر حاصل تھا تو کوفہ کو ہزاروں صحابہؓ کے مرجع ومسکن ہونے کا بجا فخر حاصل تھا، یہی وجہ ہے کہ محدّثین کو دیگر بلادِ اسلامیہ کے ساتھ اہلِ کوفہ کا تعامل بھی بڑی اہمیت سے نقل کرنا پڑا ہے، یہاں تک کہ امامِ ترمذی نے فقہ کا کوئی باب کم چھوڑا ہے جہاں اعتنا کے ساتھ اہلِ کوفہ کا مذہب نقل نہ کیا ہو۔ یہ ہے امام ابوحنیفہؒ کا مولد اور ان کا علمی گہوارہ جس کے آغوش میں رہ کر ان کی علمی پرورش ہوئی ہے کون کہہ سکتا ہے کہ جو فقہ اس سرزمین میں مدون کی گئی ہو وہ سرِ

موبھی کتاب وسنت سے تجاوز کرسکتی ہے۔

ابتدائی زندگی

ابتدائی ذوق والد ماجد کے تتبع میں تجارت تھا۔لیکن اللہ نے ان سے دین کی خدمت کا کام لینا تھا،لہٰذا تجارت کا شغل اختیار کرنے سے پہلے آپ اپنی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے۔آپ نے بیس سال کی عمر میں اعلیٰ علوم کی تحصیل کی ابتدا کی۔

آپ نہایت ہی ذہین اور قوی حافظہ کے مالک تھے۔آپ کا زُہد وتقویٰ فہم و فراست اور حکمت و دانائی بہت مشہور تھی۔آپ نے اپنی عمر مبارک میں 7 ہزار مرتبہ ختم قرآن کیا۔ رات کے دونفلوں میں پورا قرآن حکیم ختم کرنے والے امام اعظم ابوحنیفہؒ دن کو علم پھیلاتے اور رات کو عبادت کرتے، ان کی حیات مبارکہ کے لاتعداد گوشے ہیں۔ ائمہ حدیث آپ کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایک طرف آپ علم کے سمندر ہیں اور دوسری طرف زُہد وتقویٰ اور طہارت کے پہاڑ ہیں۔ ابوحنیفہ میانہ قد، خوش رو اور موزوں جسم کے مالک تھے۔گفتگو نہایت شیریں کرتے آواز بلند اور صاف تھی اور فصاحت سے ادا کرتے تھے۔ اکثر خوش لباس رہتے تھے۔سرکاری وظیفہ خواری سے دور رہے۔حریت فکر، بے نیازی اور حق گوئی ان کا طرہ ءامتیاز تھا۔

امام ابوحنیفہؒ کی تابعیت

امام ابوحنیفہؒ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کا آخری دور پایا ہے۔کئی صحابہ رضی اللہ عنہم کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت بھی کی ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھنے پر تو تمام علماء کا

اتفاق ہے۔ابن سعدؒ، خطیب بغدادیؒ، بیہقیؒ، ابن جوزیؒ، ابوموسی المدینیؒ، جصاصؒ، قدوریؒ، صیمریؒ، نوویؒ، المزیؒ، ولی عراقیؒ، زین عراقیؒ، ابن حجر عسقلانیؒ، ابن ناصر الدین دمشقیؒ، ابن عبد الہادیؒ، کے علاوہ لاتعداد ائمہ محدثین فقہا مؤرخین نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ کی زیارت کا ذکر کیا ہے۔

حافظ ذہبی لکھتے ہیں:

"مولده سنة ثمانين راى انس بن مالک غير مرة لما قدم عليهم الكوفة "

حضرت امام کی پیدائش سنہ 80ھ میں ہوئی، آپ نے حضرت انس بن مالک (93ھ) کو جب وہ کوفہ گئے تو کئی دفعہ دیکھا۔

("أبو حنيفہ الامام اعظم"۔ طبقات الحفاظ۔ ج 1۔ ص 168)

البتہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے میں اختلاف ہے۔

لیکن دوسرے صحابی حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ سے صحیح سند سے روایت کرنا بھی ثابت ہے۔جو ان کتب میں موجود ہے۔

1- جامع بیان العلم- ابن عبد البرؒ

2- مسند ابی حنیفہؒ، ابن المقریؒ

3- مسند ابی حنیفہؒ، ابونعیم اصفہانیؒ

4- الانتصار، الجعابیؒ (بحوالہ مناقب موفق)

اور حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کو دیکھنے کا ذکر ابن سعدؒ، البیہقیؒ نے مدخل میں، ابوموسیٰ المدینیؒ نے الرباعی فی التابعین میں، ابن عبد البرؒ نے استغنا فی الکنی

میں بھی کیا ہے۔

یہ تو دوسرے مسالک کے ائمہ کا ذکر ہے، ورنہ ائمہ احناف کے تقریباً تمام فقہاء، محدثین، مورخین کا امام ابوحنیفہؒ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے دیکھنے اور اُن سے روایت کرنے پر اتفاق ہے۔

امام اعظمؒ کے سفر

امام اعظم نے علم حدیث کے حصول کے لیے تین مقامات کا بطورِ خاص سفر کیا۔ آپ نے علم حدیث سب سے پہلے کوفہ میں حاصل کیا کیونکہ آپ کوفہ کے رہنے والے تھے اور کوفہ علم حدیث کا بہت بڑا مرکز تھا۔ گویا آپ علم حدیث کے گھر میں پیدا ہوئے، وہیں پڑھا، کوفہ کے سب سے بڑے علم کے وارث امام اعظم خود بنے۔ دوسرا مقام حرمین شریفین کا تھا۔ جہاں سے آپ نے احادیث اخذ کیں اور تیسرا مقام بصرہ تھا۔

اساتذہ

علم الادب، علم الانساب اور علم الکلام کی تحصیل کے بعد علم فقہ کے لیے امام حماد کے حلقہ درس سے فیض یاب ہوئے۔ آپ علم فقہ کے عالم ہیں۔ آپ کے شیوخ و اساتذہ کی تعداد چار ہزار بتائی جاتی ہے۔ جن سے وہ وقتاً فوقتاً اکتساب علم کرتے رہے۔ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق کی شاگردی کا فخر بھی انھیں حاصل ہے۔ خود امام ابوحنیفہ کا قول ہے کہ:

”میں نے کوفہ وبصرہ کا کوئی ایسا محدث نہیں چھوڑا جس سے میں نے علمی

استفادہ نہ کیا ہو"

(امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت)

درس وتدریس

آپ نے تحصیل علم کے بعد جب درس وتدریس کے سلسلہ کا آغاز کیا تو آپ کے حلقہ درس میں زبردست اژدھام ہوتا اور حاضرین میں اکثریت اُس دور کے جید صاحبان علم کی ہوتی۔

علامہ کروری نے آپ کے خاص تلامذہ میں آٹھ سو فقہاء، محدثین اور صوفیا و مشائخ کا شمار کیا ہے۔ یہ ان ہزارہا انسانوں کے علاوہ تھے۔ جو ان کے حلقہ درس میں شریک ہوتے رہتے تھے۔ آپ نے فقہ حنفیہ کی صورت میں اسلام کی قانونی و دستوری جامعیت کی لاجواب شہادت مہیا کی اور اس مدت میں جو مسائل مدوّن کیے ان کی تعداد بارہ لاکھ ستر ہزار سے زائد ہے۔ آپ کی تالیف پر اجماع ہے۔ اور صحابہ سے نقل روایت بھی ثابت ہے۔ آپ شریعت کے ستون تھے۔

مورخ خطیب بغدادی نے امام کے پوتے اسماعیل سے روایت کیا ہے کہ ''میں اسماعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن مرزبان ہوں ہم لوگ نسلاً فارس سے ہیں۔'' امام صاحب کے دادا ثابت بچپن میں حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے انھوں نے ان کے خاندان کے حق میں دعائے خیر کی تھی۔ ''ہمیں امید ہے۔ وہ دعا بے اثر نہیں رہی۔''

تجارت ان کا ذریعہ معاش تھا۔ تجارت سے ہی رزق حلال کماتے دولت کی کمی نہ تھی۔ لیکن ان کی دولت و ثروت کا فائدہ طلبہ اور حاجت مندوں ہی کو پہنچتا۔

فروخت کیے جانے والے کپڑے کے محاسن اور عیوب آپ برابر بیان کرتے اور خرابی کو کبھی نہ چھپاتے، اور اپنے شاگردوں کی اکثر مالی امداد کرتے۔

تلامذہ

حضرت امام ابو حنیفہؒ کے ایک ہزار کے قریب شاگرد تھے جن میں چالیس افراد بہت ہی جلیل المرتبت تھے اور وہ درجۂ اجتہاد کو پہنچے ہوئے تھے۔ وہ آپ کے مشیرِ خاص بھی تھے۔ ان میں سے چند کے نام یہ ہیں:

امام ابو یوسفؒ

امام محمد بن حسن شیبانیؒ

امام حماد بن ابی حنیفہؒ

امام زفر بن ہذیلؒ

امام عبد اللہ بن مبارکؒ

امام وکیع بن جراحؒ

امام داؤد بن نصیرؒ

علاوہ ازیں قرآن حکیم کے بعد اہل سنت و الجماعت کی صحیح ترین کتاب صحیح بخاری کے مؤلف امام محمد بن اسماعیل بخاری اور دیگر بڑے بڑے محدثین کرام آپ کے شاگردوں کے شاگرد تھے۔

حلیہ واخلاق

خطیب بغدادی ابو نعیم سے نقل کرتے ہیں کہ ابو حنیفہؒ خوش رو، خوش

لباس،خوشبو پسند کرنے والے خوش مجلس،نہایت کریم النفس اوراپنے رفقا کے بڑے ہمدرد تھے۔

امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں کہ امام صاحب کا قد میانہ تھا نہ بہت کوتاہ نہ زیادہ دراز، گفتگو نہایت شیریں، آواز بڑی دلکش اور بڑے قادرالکلام تھے۔

عمر،امام اعظمؒ کے پوتے فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہؒ کسی قدر دراز قامت تھے،آپ کے رنگ پر گندم گونی غالب تھی، اچھالباس پہنتے، عام طور پر اچھی حالت میں رہتے،خوشبو کا اتنا استعمال کرتے تھے کہ آپ کی نقل حرکت کا اندازہ خوشبو کی مہک سے ہوجاتا تھا۔

(خطیب :13/331330)

آپ ریشم کی تجارت کرتے تھے،قیس بن الزبیع بیان کرتے ہیں کہ امام صاحب مشائخ اورمحدثین سے ایک رقم لے کر اُن کے لیے بغداد سے سامان خریدتے اورکوفہ لاکر اُسے فروخت کردیتے اورسال بہ سال اس کا نفع اپنے پاس جمع رکھتے اوراس نفع سے محدثین کے خوردونوش لباس وغیرہ کی ضروریات مہیا کرتے ،اس سے جو بچ رہتا وہ اُن کے حوالہ کردیتے اور کہتے کہ اسے اپنی دیگر ضروریات میں صرف کرلو اورخدا کا شکرادا کرومیرے شکر کی ضرورت نہیں ؛ کیونکہ میں نے یہ مال اپنے پاس سےتوتم کو دیا نہیں تمھارے ہی مال کا نفع ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر کرم ہے کہ اس نے اس کا ذریعہ مجھے بنادیا۔

حسن بن زیاد کہتے ہیں کہ اہلِ مجلس میں سے ایک شخص پر امام صاحب نے خستہ لباس دیکھا اس سے کہا بیٹھ جاؤ، جب محفل برخاست ہوگئی اور یہ تنہا رہ گیا تو فرمایا

مصلٰی اٹھا کر جو اس کے نیچے تم کو ملے وہ لے لو،اس نے جائے نماز اٹھائی تو نیچے ہزار درہم تھے،آپ نے فرمایا یہ لے لو اور اپنا لباس درست کرلو، وہ بولا میں خود صاحبِ وسعت ہوں، مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے،فرمایا تو پھر اپنا حال ایسا بناؤ کہ تمھیں دیکھ کر تمھارے بھائی کو غم نہ ہو،حدیث تم کو معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندہ پر اپنے نعمت وکرم کے آثار دیکھنا پسند کرتا ہے۔

جعفر بن عون بیان کرتے ہیں کہ ابو حنیفہؒ کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے ایک ریشمی کپڑا، آپ سے مانگا آپ نے ایک کپڑا اس کے لیے نکالا تو وہ بولی میں بڑھیا عورت ہوں اور یہ معاملہ امانت کا ہے،مناسب ہے کہ آپ کو جتنے میں پڑا ہے اسی قیمت میں میرے ہاتھ فروخت کردیجئے فرمایا چار درہم دیدے، اُس نے کہا بڑھیا کا مذاق نہ بنایئے اور ٹھیک ٹھیک قیمت بتادیجئے،آپ نے فرمایا میں نے دو کپڑے خریدے تھے اور ایک ہی کپڑے سے چار درہم کم میری پوری قیمت وصول ہو گئی تھی،اب یہ کپڑا مجھے چار درہم میں بچ رہا ہے۔

ابن مبارک نے سفیان ثوریؒ سے پوچھا،ابو حنیفہؒ غیبت کرنے سے بہت دور رہتے ہیں حتیٰ کہ اپنے دشمن کی غیبت بھی نہیں کرتے ،سفیانؒ نے جواب دیا ابو حنیفہؒ اس سے بالاتر ہیں کہ اپنی نیکیوں پر اپنے دشمن کو مسلط کریں (کہ وہ قیامت کے دن اپنی غیبت کے بدلہ میں ان کی نیکیاں لے لے)۔

(خطیب :363/13)

اس قسم کے واقعات ایک دو نہیں بہت ہیں مفصل تذکروں میں دیکھے جا سکتے ہیں ان چند واقعات میں امام صاحب کی صرف ہمدردی اور مساوات قابلِ غور نہیں ہے،

دنیا میں سخی اور کریم اور بھی گذرے ہیں دیکھنا تو یہ ہے کہ یہاں آپ نے صرف ہمدردی نہیں کی ؛ بلکہ بے منت ہمدردی کرنے کے اصول بھی بتلا دیئے، ہمدردی کا اخفا،محتاج کو ندامت کا خطرہ بھی نہ گذر سکے،سرِ دست اس کی حاجت رفع ہوجائے اورآئندہ کے لیے اس کوسوال کی عادتِ بد بھی نہ پڑنے پائے، یہ ایک قیمتی سبق ہے جو ان چند واقعات سے ہم کو ملتا ہے۔

طبقۂ امام اعظمؒ

ابنِ خلکان لکھتے ہے کہ امام صاحبؒ نے چار صحابہؓ کو پایا ہے،انس بن مالکؓ اورعبداللہ بن ابی اوفیؓ کوکوفہ میں،سہل بن سعد الساعدیؓ کو مدینہ منورہ میں اورابو الطفیل عامر بن واثلہؓ کومکہ مکرمہ میں۔

حافظ ذہبی خود امام صاحبؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے انس بن مالکؓ صحابی کو بارہا دیکھا ہے،حافظ ابنِ حجرؒ ان کے ساتھ اوربہت سے دیگر حفاظ حدیث نے حضرت انسؓ کی رؤیت تسلیم کی ہے،خلاف جو کچھ ہے،وہ روایت کے ثبوت وعدم ثبوت میں ہے، ہمارے نزدیک ایک ایسے شخص کے متعلق جوصحابہؓ ہی کے عہد میں پیدا ہوا ہورؤیت تو درکنارروایت کا دعویٰ بھی بعید نہیں ؛ بلکہ بہت ہی قرین قیاس تھا؛لیکن کیا کیا جائے جن پر امام صاحب کا اولادِ احرار ہونا بھی شاق ہو ان پر آپ کا طبعاً تابعین میں شمار ہونا کیوں شاق نہ ہوتا، اس لیے یہ بھی ایک معرکۃ الآرمسئلہ بن کر رہ گیا ہے۔

متوسط قول یہ ہے کہ رؤیت سے تو انکار نہ کیا جائے اور روایت کا قطعی طور پر دعویٰ نہ کیا جائے،اس کے سواء جو کچھ ہو وہ افراط وتفریط کا میدان ہوگا۔

تحصیلِ علم

زفر بن حذیل روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام اعظمؒ سے سنا ہے کہ مجھے علمِ کلام کا پہلے اتنا شوق تھا کہ میں اس علم میں شہرۂ آفاق ہوگیا تھا۔

حماد بن ابی سلیمان کے متعلق (حماد ابراہیم نخعی کے خاص تلامذہ میں تھے) تاریخ اصبہان میں ابوالشیخ ذکر کرتے ہیں کہ ایک دن نخعیؒ نے ان کو ایک درہم کا گوشت لانے کے لیے بازار بھیجا، زنبیل ان کے ہاتھ میں تھی ادہر سے ان کے والد کہیں گھوڑے پر سوار آرہے تھے یہ صورت دیکھ کر انھوں نے ان کو ڈانٹا اور زنبیل لے کر ہاتھ سے پھینک دی۔ جب ابراہیم نخعیؒ کی وفات ہوگئی تو حدیث کے طلبہ ان کے والد (مسلم بن یزید) کے دروازہ پر آئے اور دستک دی، یہ چراغ لے کر باہر نکلے تو انہوں نے کہا ہمیں آپ کی ضرورت نہیں، آپ کے فرزند حماد کی ضرورت ہے یہ خفیف ہوکر اندر تشریف لے آئے اور حماد سے کہا جاؤ بھئی باہر جاؤ، اب مجھے معلوم ہوگیا کہ یہ مقام تمھیں ابراہیم کی زنبیل کی بدولت ہی نصیب ہوا ہے۔

ابنِ عدی نے الکامل میں نقل کیا ہے کہ حماد فرماتے تھے میں قتادہ، طاؤس اور مجاہدؒ سے ملا ہوں، جب ابراہیم نخعیؒ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کے مسائل کا حل کس سے کیا کریں تو انھوں نے حماد ہی کا نام لیا تھا)۔

حماد کے فرزند کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے والد کسی سفر میں باہر تشریف لے گئے تھے، جب واپس تشریف لائے تو میں نے پوچھا کہ اس اثناء میں آپ کو زیادہ یاد کس کی رہی، میرا خیال تھا وہ یہی فرمائیں گے تیری؛ لیکن انھوں نے ابوحنیفہؒ کا نام لیا اور فرمایا کہ اگر مجھے یہ قدرت ہوتی کہ میں ابوحنیفہؒ سے ایک لمحہ کے لیے بھی اپنی نظر

جدا نہ کروں تو نہ کرتا۔

ماخذِ علم

خطیب بغدادی روایت کرتا ہے کہ امیر المومنین ابوجعفر نے امام صاحبؒ سے پوچھا آپ نے کن صحابہ کا علم حاصل کیا ہے،فرمایا عمر بن الخطابؓ،علی بن ابی طالبؓ، عبد اللہ بن مسعودؓ اورعبداللہ بن عباسؓ اوران کے شاگردوں کا،فرمایا آپ نے تو بہت صحیح اور پختہ علم حاصل کیا، یہ ہستیاں بہت مبارک اور بڑی مقدس ہستیاں تھیں۔

حضرت عمرؓ کی شان تو خود پیارے پیغمبرﷺ کے اس فرمان سے ظاہر ہے کہ میرے بعد اگر کوئی شخص نبی ہوتا تو عمر ہوتے۔حضرت علیؓ تو وہ ہیں جن کو آپ نے خود اپنے دستِ مبارک سے قاضی بنا کر بھیجا تھا،رہ گئے عبد اللہ بن مسعودؓ اورابن عباسؓ ان کی قرآن دانی اورقرآن فہمی امت میں ضرب المثل ہو چکی ہے اب سوچئے کہ جوعلم اتنے جامع اورمضبوط مآخذ سے حاصل کیا گیا ہوگا وہ کتنا عمیق اورکتنا مستحکم ہو سکتا ہے۔نفسیاتی طریق پربھی مسائل حنفیہ کا مرجع یہی اصحاب ہونے چاہئیں۔

کوفہ جو امام اعظمؒ کا مسکن تھا،حضرت عمرؓ ہی کا بسایا اورآباد کیا ہوا تھا، پھر جو صحابی اہلِ کوفہ کی تعلیم وتربیت کے لیے سرکاری طور پر مقرر کیے گئے وہ ابن مسعودؓ ہی تھے، حضرت علیؓ کا تو کوفہ دارالخلافت ہی رہ چکا تھا اس لیے اہل کوفہ کے لیے ان اصحاب میں علمی کشش کے علاوہ ایک فطری کشش بھی موجود تھی۔

کسی مجتہد کے متعلق یہ خیال قائم کرنا کہ اس کے استفادہ کا مطلب یہ تھا کہ وہ ہر ہر جزئی میں ایک مقلد کی طرح اتباع کرتا ہوگا ،انتہا درجہ کی ناواقفیت ہے ؛ بلکہ اس کا مطلب یہی ہوسکتا ہے کہ ان کے زیر تربیت رہ کر اس کا جوعلمی مذاق اوراندازِ طبیعت

قائم ہو چکا تھا، وہ ان حضرات ہی سے ملتا جلتا تھا، اس کے اصولِ استنباط ،اصولِ فکر، مصالح ومضار پر غور وخوض کا زاویۂ نظر سب انھی سے متحد تھا، اس لیے دونوں کے مجتہدات اور مسائل میں ایک قسم کی یک رنگی اور یکسانیت پیدا ہوجانا بھی ضروری امر تھا۔

اصول وعقائد

یحییٰ بن ضریس کہتے ہیں میں سفیانؒ کے پاس حاضر تھا ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ آپ کو امام صاحب پر کیا اعتراض ہے انھوں نے فرمایا اعتراض کیا ہوتا میں نے خود انھیں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں سب سے پہلے قرآن کو لیتا ہوں، اگر کوئی مسئلہ اس میں نہیں ملتا تو پھر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تلاش کرتا ہوں، اگر کتاب اللہ اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں میں نہیں ملتا تو میں پھر صحابہ کے اقوال تلاش کرتا ہوں اور ان میں جو زیادہ پسند آتا ہے اسے اختیار کرلیتا ہوں، مگر ان کے اقوال سے باہر نہیں جاتا، ہاں جب تابعین کا نمبر آتا ہے تو پھر ان کا اتباع کرنا لازم نہیں سمجھتا جیسا انھوں نے اجتہاد کیا میں بھی اجتہاد کرلیتا ہوں۔

امام ابو یوسفؒ روایت کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا خراسان میں دو قسم کے لوگ سب سے بدتر ہیں، جہمیۃ اور مشبہہ، ابو یوسفؒ سے دوسری جگہ اس طرح منقول ہے کہ امام صاحب جہم بن صفوان کی مذمت کیا کرتے تھے اور اس کی باتوں پر نکتہ چینی فرماتے تھے۔

عبد الرحمن حمانی کہتے ہیں: میں نے ابوحنیفہؒ کو یہ فرماتے خود سنا ہے کہ جہم بن صفوان کافر ہے۔ ابوسلیمان جوزجانی اور معطی بن منصور رازی کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ

اور ان کے تلامذہ میں کسی نے قرآن کے مخلوق ہونے کے بارے میں کوئی لفظ زبان سے نہیں نکالا ،ہاں بشر مریسی اورابن ابی داوٗد نے اس مسئلہ میں بحث شروع کی اورانہوں ہی نے امام صاحبؒ کے تلامذہ کو بدنام کیا۔

محدثین کی نظروں میں امام اعظمؒ کی ثقاہت

امام ابوداوٗدؒ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ مالکؒ پر رحمت نازل فرمائے اپنے وقت کے امام تھے ،شافعیؒ پر رحمت نازل فرمائے اپنے وقت کے امام تھے،ابوحنیفہؒ پر رحمت نازل فرمائے اپنے زمانہ کے امام تھے۔

(جامع بيان العلم:2/163)

امام احمدؒ جب کبھی امام ابوحنیفہؒ کے کوڑے کھانے اور قضاء قبول نہ کرنے کا واقعہ ذکر فرماتے تو رو پڑتے تھے اورامام صاحب کے لیے دعاء رحمت فرماتے تھے۔

حسن بن علی حلوانی شبابۃ سے نقل کرتے ہیں کہ امام صاحب کے بارے میں شعبہ اچھا خیال رکھتے تھے۔

علی بن مدینی کہتے ہیں کہ امام صاحب سے ثوری،ابن مبارک،حماد بن زید، ہشیم، وکیع ،عباد،جعفر بن عون جیسے اجلہ محدثین نے روایت کی ہے ،وہ ثقہ ہیں،ان کی روایت میں کوئی سقم نہیں۔

یحییٰ بن معین سے پوچھا گیا اے ابو زکریا(ان کی کنیت ہے)کیا ابوحنیفہؒ حدیث کے بارے میں سچے شمار ہوتے تھے انھوں نے فرمایا نہایت سچے اور بالکل صحیح روایت کرنے والے تھے۔ایک مرتبہ اُن سے دریافت کیا گیا: کیا ابوحنیفہ کبھی خلافِ واقع بھی حدیث روایت کرتے تھے؟ فرمایا محدثین ابوحنیفہؒ اوران کے تلامذہ کے حق

میں بڑی زیادتی کرتے ہیں، اُن کی شان اس سے کہیں ارفع واعلیٰ تھی۔

خطیب یحییٰ بن معین سے نقل کرتا ہے کہ ابوحنیفہؒ کے نزدیک حدیث روایت کرنے کے لیے یہ شرط تھی کہ وہ سننے کے بعد سے برابر یاد رہنی چاہیے اگر یاد نہ رہے تو اس کو روایت کرنا درست نہ سمجھتے تھے۔ایک مرتبہ امام صاحب کے متعلق ان سے دریافت کیا گیا تو دوبار فرمایا ثقہ ہیں ثقہ ہیں،ایک مرتبہ یہ کہا کہ حدیث وفقہ میں ثقہ اور سچے ہیں اور خدا کے دین کے بارے میں بھروسا کے قابل ہیں۔

خارجہ بن مصعب اورابووہب عابد کہتے ہیں کہ جوشخص مسح علی الخفین کا قائل نہ ہو یا ابوحنیفہؒ پرنکتہ چینی کرے وہ بلاشبہ ناقص العقل ہے۔

حافظ ابن حجر شافعی نے امام صاحب کے مناقب نقل کرکے یحییٰ بن معین سے اس کے خلاف کوئی نقل پیش نہیں کی اورآخر تذکرہ میں لکھا ہے کہ امام صاحبؒ کے مناقب بہت ہیں اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہواور جنت فردوس میں ان کو جگہ دے،ذہبی نے مناقب امام پر مستقل ایک تصنیف لکھی ہے۔

فقہ حنفی کا امتیاز

اس عنوان پر علامہ کوثری مصری نے زیلعی کے مقدمہ میں ایک مختصر مقالہ سپرد قلم کیا ہے،ہم یہاں اس کا اختصار ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔فقہ حنفی صرف ایک شخصی رائے نہیں ؛ بلکہ چالیس علما کی جماعتِ شوریٰ کی ترتیب دادہ ہے،امام طحاویؒ اسناد کے ساتھ نقل کرتے ہیں کہ امام صاحب کی یہ جماعت شوریٰ چالیس افراد پر مشتمل تھی جن میں ممتاز ہستیاں یہ تھیں: ابو یوسف، زفر بن الہذیل،داؤد الطائی، اسد بن عمرو، یوسف بن خالد السمتی، (یہ امام شافعیؒ کے شیوخ میں ہیں) یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدۃ۔

خطیب نے امام ابو یوسفؒ کے تذکرہ میں ان اسماء کا اوراضافہ کیا ہے،عافیہ ازدی قاسم بن سعن،علی بن مسہر، جان،مندل۔

اسد بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ امام صاحب کی خدمت میں پہلے ایک مسئلہ کے مختلف جوابات پیش کیے جاتے پھر جو اس کا سب سے زیادہ تحقیقی جواب ہوتا آپ ارشاد فرماتے اس کو لکھ لو۔ اسی طرح ایک ایک مسئلہ تین تین دن زیر بحث رہتا، اس کے بعد کہیں وہ لکھا جاتا تھا۔

صمیری بیان فرماتے ہیں کہ امام صاحب کے تلامذہ امام صاحب کے ساتھ مسائل میں بحث وتمحیص کرتے اگر اس وقت قاضی عافیہ بن یزید موجود نہ ہوتے تو آپ فرماتے ،اُن کے آنے تک ابھی مسئلہ کا فیصلہ ملتوی رکھو جب وہ تشریف لے آتے اور وہ بھی دوسروں کی رائے سے اتفاق کر لیتے تو امام صاحبؒ فرماتے اب اس کو لکھ لو، جب تک مسئلہ تحقیق وتفتیش کے یہ مراحل طے نہ کر لیتا آپ اس کو لکھنے سے منع کرتے ۔

یحییٰ بن معینؒ التاریخ والعللؒ میں لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ نے ایک دن امام ابو یوسفؒ سے فرمایا: اے یعقوب! جو کچھ مجھ سے سنا کرو اسے فوراً ہی نہ لکھ لیا کرو کیونکہ کبھی ایک مسئلہ کے متعلق میری رائے آج کچھ ہوتی ہے اورکل کچھ ہوجاتی ہے۔ اس روایت سے موفق مکی کے بیان کی تائید ہوتی ہے کہ امام صاحب کا مسلک شورائی مسلک ہے،اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ امام صاحب نے اپنے تلامذہ پر اپنے مسائل تسلیم کرنے کے متعلق کبھی جبر نہیں کیا ؛ بلکہ ہمیشہ اس کی پوری آزادی دی کہ وہ بہت خوشی سے اپنی اپنی رائے پیش کریں پھر اس پر خوب جرح وقدح ہو،اس کے بعد اگر سمجھ میں آجائے تو اس کو قبول کرلیں۔

مذکورہ بالا بیان سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ امام صاحبؒ کی مجلسِ شوریٰ نقلی وعقلی ہر دو لحاظ سے بہت مکمل مجلس تھی، اس میں اگر حفاظ ومحدّ ثین ،عربیت وتفسیر کے جاننے والے شامل تھے تو زفرین ہذیل جیسے میزان عقل پر تولنے والے بھی موجود تھے انھی اہل علم وفہم علماء کے تبادلہ خیالات کا نتیجہ تھا کہ مسئلہ کا ہر پہلو اتنا صاف ہوجاتا تھا اس کے مصالح ومضار سب اس طرح سامنے آجاتے تھے کہ زمانہ کی ہر ضرورت کی اس میں پوری پوری رعایت ہوجاتی تھی۔

خطیب امام ابو یوسفؒ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ کسی شخص نے وکیعؒ سے کہا ابو حنیفہؒ نے اس مسئلہ میں غلطی کی ہے،وکیع نے فرمایا: ابوحنیفہؒ غلطی کیسے کرسکتے ہیں، جبکہ ان کے ساتھ ابو یوسفؒ وزفرؒ جیسے قیاس کے ماہر یحییٰ بن ابی زائدہ،حفص بن غیاث، حبان ومندل جیسے حفاظ حدیث اور قاسم بن معن جیسے لغت وعربیت کے جاننے والے، داوٗد طائی اور فضیل بن عیاض جیسے زاہد ومتقی شامل ہوں، اگر وہ غلطی کھائیں گےتو کیا یہ لوگ ان کی اصلاح نہ کریں گے۔

دراصل فقہ حنفی کی عام مقبولیت کا منجملہ دیگر اسباب کے ایک سبب یہ بھی تھا، مگر اس کا یہی کمال محدثین کی نظروں میں موجب نقصان بن گیا تھا، ظاہر ہے کہ عام محدثین کا طور فکر بالکل اس سے جدا گانہ تھا،وہ اس تمام غور وخوض کو رائے کی مداخلت تصور کرتے تھے ،اور وہ اس میں بڑی حد تک معذور بھی تھے، کیونکہ آئین شریعت کی اس طرح ترتیب وتشکیل کا امت میں یہ پہلا قدم تھا اُسے اوپری نظروں سے دیکھا جانا چاہیے تھا۔

یہ دوسری بات ہے کہ پھر شدہ شدہ دوسرے اماموں کو بھی اس ترتیب کی

ضرورت محسوس ہوئی حتیٰ کہ کوئی امام ایسا نہیں رہا جس کی فقہ بالآخراسی مرتب شکل پر نہ آ گئی ہومگر (البادی اظلم) کے قاعدہ کے موافق اصحاب الرای کا اولین مخاطب صرف حنفیہ رہ گئے۔

(ربیعہ بن ابی عبد الرحمٰن جو امام مالکؒ کے استاد ہیں اپنی اسی خدمت کی وجہ سے ربیعۃ الرای کے لقب سے مشہور ہو گئے تھے،عبد العزیز بن ابی سلمہ کہتے تھے اے اہلِ عراق ،تم تو ربیعہ الرای کہتے ہو اور خدا کی قسم ہے میں نے ان سے بڑھ کر کوئی حافظ حدیث نہیں دیکھا۔ ابنِ سعد فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ اور کثیر الحدیث شخص تھے اس کے باوجود ان کی طرف رائے کی نسبت اتنی مشہور ہوگئی کہ ان کا لقب ہی ربیعۃ الرائ پڑ گیا تھا۔)

یہ مسئلہ بہت اہم اور طویل الذیل ہے کہ فقہ حنفی کے امتیازی اصول کیا کیا ہیں اور کیا اُن کو مداخلتِ رائے سے تعبیر کیا جا سکتا ہے،ان تمام کا استقصاء اس مختصر تذکرہ میں نہیں کیا جا سکتا،مثال کے طور پر یہاں ہم صرف ایک دو مثالیں پیش کرتے ہیں جن پر غور کرنے کے بعد آپ فقہ حنفی کی گہرائی معلوم کرسکیں گے اور اس کے بعد یہ یقین کرنا بھی آسان ہوجائے گا کہ محدثین کی فقہ حنفی سے برہمی اور حنفیہ کی معذوری دونوں اپنی اپنی جگہ بجا ہیں۔

امام شاطبیؒ ابن عبد البر سے نقل کرتے ہیں کہ بہت سے محدثین امام صاحب پر طعن کرنا اس لیے جائز سمجھتے تھے کہ ان کے نزدیک آپ نے بہت سی صحیح اخبارآحاد کو ترک کر دیا تھا؛ حالانکہ امام صاحب کا ضابطہ یہ تھا کہ آپ پہلے خبر واحد کا اُس باب کی دوسری احادیث کے ساتھ موازنہ کرکے دیکھتے ،قرآن کریم کے بیان سے بھی ان

کوملاتے اگر وہ قرآن کریم اوران احادیث کے بیان کے مطابق ہوجاتیں تو ان پرعمل کرلیتے ورنہ انھیں شاذ قرار دیتے اورعمل نہ کرتے۔

(الموافقات:3/24)

اس میں شبہ نہیں کہ حنفیہ نے اکثر مواضع میں اصول کو جزئیات پر قربان نہیں کیا، جب کسی بات میں ان کے نزدیک صاحبِ شریعت سے ایک قاعدہ کلیہ ثابت ہو گیا تو پھر انھوں نے اس کے برخلاف جزئیات کو عموماً قابلِ عمل سمجھا ہے،مثلاً انسانی حاجت کے لیے بیٹھنے کا ایک آئین یہ ہے کہ قبلہ کو اپنے سامنے یا پشت کی جانب نہ رکھنا چاہیے، اس ضابطہ کو حنفیہ نے پہلے منقول اور معقول ہر طریق پر جانچا تولا جب اُن کے نزدیک ادب واحترام کا یہ آئین ثابت ہوگیا تو حضرت ابنِ عمرؓ کے صرف ایک جزئی واقعہ کی بنا پر کہ انھوں نے ایک بار پیارے پیغمبر ﷺ کو قضاء حاجت کے لیے قبلہ کی جانب پشت کیئے ہوئے بیٹھے دیکھا تھا، اس ضابطہ کلیہ کی تاویل نہیں کی ؛ بلکہ اس واقعہ ہی کی کوئی توجیہ کرلینا زیادہ مناسب سمجھا۔

دوسری مثال نماز میں بات کرنے کا مسئلہ ہے،عام طور پر احادیث سے نماز میں بات کرنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے،قرآن کریم میں بھی یہاں کسی استثناء کی طرف ادنیٰ اشارہ نہیں ملتا صرف ایک ذوالیدین کی حدیث ہےجس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ نماز میں کسی کو سہواً اور کسی کو عمداً کچھ بات چیت کرنے کی نوبت آ گئی تھی اس کے باوجود ان کی نمازوں کو فاسد نہیں سمجھا گیا۔

دیگر ائمہ نے اس ایک جزئی واقعہ کی وجہ سے اصل قاعدہ ہی کی تخصیص وتوجیہ شروع کردی ہے،حنفیہ نے یہاں بھی قاعدہ میں کوئی تخصیص نہیں کی ؛ بلکہ اس کو بدستور

اپنے عموم پر قائم رکھا ہے اوراس ایک واقعہ ہی کی کوئی توجیہ تاویل کرنا مناسب خیال کیا ہے،اس قسم کی بہت سی مثالیں ہیں جہاں حنفیہ نے قاعدہ کلیہ کے مقابلہ میں جزئیات ہی کی تاویل کا راستہ اختیار کرلیا ہے۔

ضابطہ ہمیشہ ایک رہتا ہے اور جزئیات منتشر، اس لیے تاویل کرنے والوں کی صف میں زیادہ پیش پیش حنفیہ ہی نظر آنے لگے، اب آپ کو اختیار ہے کہ اس کا نام ترکِ حدیث رکھ لیجئے یا عمل بالحدیث رکھیے،اسی قسم کے امتیازات ہیں جن کی بنا پر ہر دور میں امت کا نصف حصہ اسی فقہ پر عمل پیرا رہا ہے اوراسی اصول نظر کی وجہ سے حنفی فقہ میں اتنی لچک ہے کہ اتنی دوسری فقہ میں نہیں اگر علما انسانوں کی ضرورت اور دینِ حنیف کی سہولت دونوں کو پیش نظر رکھتے تو ان کو حنفی کتاب الحیل پر اتنا غصہ نہ آتا اور نہ وہ حنفیہ کو محض رائے کا مقلد قرار دیتے۔

امام اعظمؒ کا علمی پایہ

شداد بن حکیم فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہؒ سے بڑھ کر میں نے کوئی عالم نہیں دیکھا،مکی بن ابراہیم نے امام صاحب کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے عالم تھے۔

وکیع فرماتے ہیں میں کسی عالم سے نہیں ملا جو ابو حنیفہؒ سے زیادہ فقیہ ہو، اوران سے بہتر نماز پڑھتا ہو۔نظر بن شمیل کہتے ہیں لوگ علمِ فقہ سے بے خبر پڑے ہوئے تھے، ابوحنیفہؒ نے آکرانھیں بیدار کیا ہے۔

یحییٰ بن سعید القطان فرماتے ہیں ہم خدا کے سامنے جھوٹ نہیں بول سکتے،واقعی بات یہ ہے کہ ابو حنیفہؒ سے بہتر فقہ ہم نے کسی کی نہیں سنی اور اس لیے ان

کے اکثر اقوال ہم نے بھی اختیار کر لئے ہیں۔

یحییٰ بن معینؒ کہتے ہیں کہ فتویٰ میں یحییٰ بن سعید کوفیوں کا قول اختیار کیا کرتے تھے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں جسے علمِ فقہ میں مہارت حاصل کرنا ہو اُسے لازم ہے کہ ابوحنیفہؒ اور ان کے تلامذہ کو نہ چھوڑے ؛ کیونکہ تمام لوگ فقہ میں اُن کے محتاج ہیں۔

یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ فقہ تو بس امام ابوحنیفہؒ ہی کی ہے۔

جعفر بن ربیع کہتے ہیں میں پانچ سال ابوحنیفہؒ کی خدمت میں رہا، اُن جیسا خاموش انسان میں نے نہیں دیکھا، ہاں جب ان سے فقہ کا کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو اس وقت کھل جاتے اور دریا کی طرح بہنے لگتے تھے۔

عبداللہ بن داؤد فرماتے ہیں کہ اہلِ اسلام پر فرض ہے کہ وہ اپنی نمازوں کے بعد امام ابوحنیفہؒ کے لیے دعا کیا کریں اور ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ انھوں نے امت کے لیے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں اور مسائل فقہ جمع کر کے رکھ دیے ہیں۔

روح بن عبادہ کہتے ہیں کہ میں ابن جریج کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ انھیں امام صاحبؒ کے وفات کی خبر پہنچی: انھوں نے فوراً "اناللّٰہ" کہا اور فرمایا افسوس کیسا عجیب علم جاتا رہا، اسی سال ابن جریج کا بھی انتقال ہو گیا۔

علم فقہ کا انتخاب

جو شخص امام صاحبؒ کے مناظرات وحالات سے ذرا بھی واقف ہے وہ اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ امام صاحب کو جمیع علوم میں پوری دستگاہ حاصل تھی علمِ کلام سے آپ کی ابجد شروع ہوتی ہے اور حدیث وتفسیر وفقہ تو آپ کا مشغلہ ہی تھا۔

مؤرخ ابن خلکان آپ کے متعلق یہ لکھتا ہے:

ولم یکن یعاب بشئی سوی قلة العربیة

یعنی آپ پر قلتِ عربیت کے سوا اور کوئی نکتہ چینی نہیں کی گئی۔

اس کے اسباب بھی جو کچھ ہیں وہ تحقیق کے بعد کچھ نہیں رہتے؛ لیکن ہم اس سلسلہ میں ان چند اسباب کو ظاہر کرنا مناسب سمجھتے ہیں جن کی بنا پر امام صاحب نے دیگر علوم کی بجائے علم فقہ کو اپنا دائمی مشغلہ بنالیا تھا، اگر چہ یہ بات اپنی جگہ طے شدہ ہے کہ جو شخص حدیث وقرآن نہیں جانتا وہ فقہ سے بھی کوئی مجتہدانہ مذاق نہیں رکھ سکتا۔ ہمارے نزدیک اس موقع پر اختیاری اسباب کے ساتھ ساتھ کچھ قدرتی اسباب بھی ایسے پیدا ہو گئے تھے جن کی وجہ سے فقہ ہی آپ کا سب سے بڑا مشغلہ ہوجانا چاہیے تھا۔

مناقب موفق اور تاریخ خطیب میں مذکور ہے کہ ابراہیم نخعیؒ کی وفات کے بعد علمِ فقہ کی مہارت کے لحاظ سے جن پر نظریں پڑتی تھیں وہ حماد بن ابی سلیمان مفتی کوفہ تھے، جب تک یہ بقید حیات رہے لوگ ان کی وجہ سے دوسروں سے بے نیاز رہے؛

لیکن جب ان کی وفات ہوگئی تو اب اس کی ضرورت محسوس ہونے لگی کہ لوگوں کی ضروریات پورا کرنے کے لیے ان کا کوئی دوسرا جانشین ہو۔ادھر ان کے تلامذہ کو یہ اندیشہ ہونے لگا کہ ان کے محترم استاد کا نام اور ان کا علم کہیں ختم نہ ہوجائے۔

حماد کے ایک فرزند تھے جو اچھے عالم تھے، ان پر اتفاق ہو گیا کہ انھیں اپنے والد کی مسند پر بٹھا دیا جائے، ابوبکر نہشلی اور ابو بردۃ وغیرہ جو ان کے شاگرد تھے اب ان کے پاس آنے جانے لگے؛ لیکن ان حضرات پر شعر وسخن کا ذوق غالب تھا یہ اس جگہ کو نبھا نہ سکے۔

پھر لوگوں کا خیال ابوبکر نہشلی کی طرف گیا ان سے درخواست کی گئی تو انھوں نے انکار کر دیا۔اس کے بعد ابو بردہ کی خدمت میں یہ مسند پیش کی گئی مگر انھوں نے بھی انکار کیا۔آخر کار لوگوں نے امام صاحبؒ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا میرا دل یہ نہیں چاہتا کہ علم فنا ہو جائے اس لیے ان کی درخواست کو منظور کر لیا اور مسند افتاء پر بیٹھ گئے۔

(مناقب موفق:1/1)

واقعہ یہ ہے کہ جب مفتی کوفہ کی مسند پر بیٹھنے کے لیے قدرت نے امام صاحب ہی کو انتخاب کیا ہو تو اس جگہ کوئی دوسرا کیسے بیٹھ سکتا تھا۔ یہ واضح رہنا چاہیے کہ یہ امام ابوحنیفہؒ وہی ہیں جن کے سامنے جب منصبِ قضا پیش کیا گیا تو حکومت کی ہر سختی برداشت کرنے کے لیے تیار ہو گئے مگر منصبِ قضا قبول نہ کیا۔

اور یہی ہیں کہ جب ان سے ایک آزاد علمی خدمت کی درخواست کی گئی تو فوراً قبول کرنے کے لیے تیار ہو گئے،بہرحال اس روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کچھ اتفاقاتِ سماویہ کی بنا پر علم کی جو مسند امام صاحب کے لیے مخصوص ہو چکی تھی وہ علمِ نبوت ہی کی گہرائیوں میں شناوری کی مسند تھی،اس لیے قدرتی طور پر آپ کا مشغلہ فقہ ہی بن جانا چاہئے تھا۔

حافظ ابنِ عبد البرؒ ابو یوسفؒ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھ سے اعمشؒ نے ایک مسئلہ دریافت کیا،اس وقت میرے اور اُن کے سوا وہاں کوئی اور موجود نہ تھا،میں نے اس کا جواب دیا،انھوں نے فرمایا اے یعقوب ! یہ جواب تم نے کس حدیث سے اخذ کیا ہے میں نے کہا اُسی حدیث سے جو آپ نے مجھ سے بیان فرمائی

تھی انھوں نے فرمایا: یعقوب! یہ حدیث تو مجھے تمھاری پیدائش سے بھی پہلے سے یاد تھی مگر میں آج تک اس کا یہ مطلب نہ سمجھ سکا تھا۔

اسی قسم کا ایک واقعہ امام اعمش اور امام صاحب کے درمیان بھی پیش آیا ہے، عبیداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ میں اعمش کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا ایک شخص ان کے پاس آیا اور ایک مسئلہ دریافت کیا وہ اس کا جواب نہ دے سکے، دیکھا تو وہاں ابو حنیفہؒ بھی بیٹھے ہوئے تھے فرمایا اے نعمانؒ! اس کے متعلق تم کچھ بولو، انھوں نے فرمایا اس کا جواب یہ ہے۔ اعمشؒ نے فرمایا کہاں سے کہتے ہو؟ امام صاحبؒ نے فرمایا اسی حدیث سے جو آپ نے ہم سے روایت کی تھی، اس پر اعمش نے کہا:

نحن الصیاد لة وانتم الاطباء

تم لوگ اطباء ہو اور بھئی ہم تو عطار ہیں

یعنی عطار کے پاس صرف دواؤں کا اسٹاک ہوتا ہے وہ اس کی ترکیب وخواص نہیں جانتا، اطباء ان کے اثرات اور ترکیب بھی جانتے ہیں۔

خطیب بغدادی امام ابو یوسفؒ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دن ان سے اعمش نے پوچھا کہ آپ کے استاد نے عبداللہ کا یہ مسئلہ کیوں ترک کر دیا کہ باندی کے آزاد ہونے سے اُس پر طلاق ہوجاتی ہے، انھوں نے فرمایا کہ حضرت عائشہؓ کی اسی حدیث کی بنا پر جو آپ نے اُن سے بواسطہ ابراہیم واسود کے نقل فرمائی تھی کہ حضرت بریرہؓ جب آزاد ہوئیں تو ان کی آزادی طلاق نہیں سمجھی گئی؛ بلکہ ان کو یہ اختیار دیا گیا کہ اگر وہ چاہیں تو اپنے پہلے نکاح کو قائم رکھیں اور چاہیں تو فسخ کر دیں اس پر اعمشؒ نے کہا بلاشبہ ابو حنیفہؒ نہایت سمجھدار شخص ہیں۔ امام ابو یوسفؒ کہتے ہیں کہ اعمش کو امام صاحبؒ کا یہ

استنباط بہت پسند آیا تھا۔

(خطیب :13/341)

امام ترمذیؒ اپنی جامع میں غسلِ میت کے مسئلہ کی تحقیق کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وکذالک قال الفقهاء وهم اعلم بمعانی الحدیث

فقہانے اس حدیث کا یہی مطلب بیان کیا ہے اور حدیث کے مطالب یہی لوگ زیادہ سمجھتے ہیں۔

ان روایات سے ظاہر ہے کہ حدیث وفقہ دوعلاحدہ چیزیں نہیں ،فرق ہے تو یہ کہ محدث کے نزدیک الفاظِ حدیث کا حفظ مقدم ہوتا ہے اورفقیہ کے نزدیک ان کے معانی کا فہم مقدم۔ نیز یہ بھی ظاہر ہے کہ امام صاحب نے شغلِ فقہ صرف امت کے نفع کی خاطر اختیار فرمایا تھا اور بجا اختیار فرمایا تھا۔ الفاظِ حدیث تو محفوظ ہو ہی چکے تھے اب جس خدمت کی ضرورت تھی وہ استخراج واستنباطِ مسائل اور ان کی آئینی تشکیل وترتیب ہی کی تھی ،محدثین ہزاروں موجود تھے،لیکن فقہ کا یہ مقام خالی پڑا ہوا تھا ،اس لیے امام صاحب نے اس خالی گوشہ کو پُر کرنا زیادہ ضروری سمجھا۔

اس کا یہ مطلب ہرگزنہیں تھا کہ امام صاحب فنِ حدیث وقرآن سے نا آشنا تھے، ابھی آپ معلوم کر چکے ہیں کہ محدثین اگر الفاظ حدیث کے ذمہ دار ہیں تو فقہا اس کے صحیح استعمال کے جاننے والے ہیں،وہ عطار ہیں تو یہ اطباء، فقہ کا تمام تاروپودقرآن وحدیث سے ہی قائم ہے۔

ابن خلدون لکھتے ہے کہ کبار ائمہ کی قلت روایت کو ان کی علمِ حدیث سے بے

بضاعتی کی دلیل سمجھنا کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا کیونکہ شریعت کا مآخذ کتاب وسنت ہی ہے،لہٰذا جوشخص بھی شرعی مسائل کے استنباط وترتیب کا ارادہ کرے گا اس کے لیے کتاب وسنت کے سوااورکوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔امام صاحب کی قلتِ روایت کا مبنیٰ اس علم سے بے بضاعتی نہ تھی ؛ بلکہ درحقیقت روایت وتحمل کے وہ شرائط تھے جن کا معیار آپ نے عام محدثین سے بہت بلند قائم کیا تھا،اس لیے آپ کے لیے روایت کا میدان بھی زیادہ وسیع نہیں رہا تھا۔

امام صاحب کےعلمِ حدیث میں ماہر اورمجتہد ہونے کی بڑی دلیل یہ ہے کہ محدثین کے درمیان آپ کی فقہ ہمیشہ بنظرِ اعتبار دیکھی گئی ہے، ایک طرف جہاں امام احمد وامام شافعیؒ کا مسلک نقل کیا گیا ہے اسی کے پہلو بہ پہلو امام صاحب کا مسلک بھی نقل کیا گیا ہے، یہ اس بات کی صریح دلیل ہے کہ محدثین کے نزدیک آپ کی فقہ بھی اسی درجہ پر معتبر تھی جیسا کہ دیگر فقہاء ومحدثین کی۔

خلاصہ یہ کہ ردوقبول کے اعتبار سے اس کا زیرِ بحث رہنا اس کی دلیل ہے کہ آپ کی فقہ بھی دیگر محدثین کی فقہ کی صف میں رہنے کے قابل تھی، یہ دوسری بات ہے کہ اگر ایک جماعت اسے قبول کرتی رہی تو دوسری جماعت ترک کرتی رہی۔

امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ حدیث کی صحیح مراد اوراس میں مسائل کے مآخذ امام صاحب سے زیادہ جاننے والا میں نے کوئی شخص نہیں دیکھا بعض مرتبہ میں آپ کی رائے چھوڑ کر کسی حدیث کے ظاہر پہلو کو اختیار کرلیتا تو بعد میں مجھے تنبہ ہوتا کہ حدیث کی صحیح مراد سمجھنے میں امام صاحب کی نظر مجھ سے زیادہ گہری تھی۔

(جامع بیان العلم:2/149)

اسرائیل جو مسلم ائمہ حدیث میں ہیں امام صاحب کی مدح میں بطریقِ تعجب فرماتے ہیں نعمان کیا خوب شخص ہیں جو احادیث مسائل فقیہ سے متعلق ہیں وہ ان کو کیسی محفوظ ہیں اور کیسی خوبصورتی سے وہ ان سے مسائل فقہ استنباط فرماتے ہیں یہی وجہ تھی کہ محدثین میں وکیع اور یحییٰ بن سعید القطان جیسے اشخاص امام اعظم کی فقہ کے مطابق فتویٰ دیتے تھے۔

حافظ ابنِ عبد البر یحییٰ بن معین سے نقل کرتے ہیں۔

وکان (وکیع) یفتی برأی ابی حنیفة وکان یحفظ حدیث کله وکان قد سمع من ابی حنیفة حدیثا کثیرا ۔

وکیع امام صاحب کی فقہ کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے اور آپ کی روایت کردہ تمام حدیثیں یاد کیا کرتے تھے اور انہوں نے آپ سے بہت سی حدیثیں سنی تھیں۔

(جامع بیان العلم:149/2)

امام صاحب کے اساتذۂ محدثین کی جو تعداد علماء نے لکھی ہے وہ ہزاروں تک پہنچتی ہے؛ لیکن چونکہ دیگر محدثین کی طرح خود امام نے باضابط روایتِ حدیث کے حلقے قائم نہیں کیے اور ترویج فقہ کو ترجیح دی، اس لیے بعد کے زمانہ میں آپ کی شانِ محدثیّت نظری بن کر رہ گئی۔

اہم تصانیف

آپ کی چند مشہور کتب درج ذیل ہیں:

اصول دین-عقائد:

1-فقہ اکبر-بروایت، امام حماد بن ابی حنیفہؒ

2- فقہ اکبر- بروایت، امام ابو مطیع بلخیؒ

3- العالم والمتعلم - بروایت ، امام ابو حفص مقاتل السمرقندیؒ

4- الرسالہ الی البتی

یہ مشہور فقیہ اور امام عثمان البتیؒ کی طرف بعض مسائل کی وضاحت کے سلسلہ میں لکھا۔

5- الوصایا- ابو حنیفہؒ

امام صاحب نے اصول دین ، قضاء وغیرہ سے متعلق اپنے تلامذہ کو وصیتیں کیں۔

الوصیہ الی اصحابہ

الوصیہ الی ابویوسف قاضی

الوصیہ الی یوسف السمتی

الوصیہ الی حماد بن ابی حنیفہ

الوصیہ الی نوح بن ابی مریم

حدیث:

کتاب الآثار- ابوحنیفہ النعمانؒ

حدیث کی قدیم ترین اور صحیح روایات پر مشتمل کتاب ہے۔اس کو ائمہ کی بڑی تعداد نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت کیا ہے۔

اس کے علاوہ امام صاحب کی روایت کردہ احادیث کو جلیل القدر ائمہ نے

مسانید، اربعین، وحدان، موسوعہ کی شکل میں جمع کیا۔

فقہ:

امام ابوحنیفہؒ نے قرآن وسنت سے ہزاروں مسائل نکالے اور فقہ کی تدوین فرمائی۔جن کو ان کے تلامذہ کی جماعت نے ان کی زیرنگرانی کتب میں لکھا۔

امام صاحب کے تلامذہ نے ان مسائل کو امام صاحب سے روایت بھی کیا اور اُن پر اپنی آراء کا بھی اضافہ کیا، جس کی تکمیل امام محمد بن حسن شیبانیؒ نے فرمائی، انھوں نے ان مسائل کو 6 کتب میں بیان کیا۔ یہ کتب ظاہر الروایۃ کہلاتی ہیں۔ جو فقہ حنفی کی بنیاد ہیں۔

1۔کتاب الاصل (المبسوط) 2۔جامع الصغیر 3۔جامع الکبیر 4۔السیر الصغیر 5۔السیر الکبیر 6۔الزیادات

دیگر تصانیف:

اس کے علاوہ امام صاحب کی تصانیف جو ہم تک نہیں پہنچ سکیں۔

كتاب الصلاة

المناسك

كتاب الرهن

الشروط

الفرائض

كتاب الاجاء

كتاب السير

كتاب الرأي

اختلاف الصحابة

كتاب الجامع

كتاب السير

الكتاب الأوسط

فقہ حنفی

امام اعظم اپنا طریق اجتہاد و استنباط یوں بیان کرتے ہیں: ''میں سب سے پہلے کسی مسئلے کا حکم کتاب اللہ سے اخذ کرتا ہوں، پھر اگر وہاں وہ مسئلہ نہ پاؤں تو سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے لیتا ہوں، جب وہاں بھی نہ پاؤں تو صحابہ کرامؓ کے اقوال میں سے کسی کا قول مان لیتا ہوں اور ان کا قول چھوڑ کر دوسروں کا قول نہیں لیتا اور جب معاملہ ابراہیم شعبی، ابن سیرین اور عطاء پر آجائے تو یہ لوگ بھی مجتہد تھے اور اس وقت میں بھی ان لوگوں کی طرح اجتہاد کرتا ہوں۔'' آپ کے اجتہادی مسائل تقریبًا بارہ سو سال سے تمام اسلامی ملکوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس لیے بڑی بڑی عظیم اسلامی سلطنتوں میں آپ ہی کے مسائل، قانون سلطنت تھے اور آج بھی اسلامی دنیا کا بیشتر حصہ آپ ہی کے فقہی مذہب کا پیروکار ہے۔

مقام فقہ حنفی

حضرت ضرار بن صرد نے کہا، مجھ سے حضرت یزید بن ہارون نے پوچھا کہ

سب سے زیادہ فقہ (سمجھ) والا امام ثوری ہیں یا امام ابوحنیفہ؟ تو انھوں نے کہا کہ: ابو حنیفہ (حدیث میں) افقہ (سب سے زیادہ فقیہ) ہیں اور سفیان (ثوری) تو سب سے زیادہ حافظ ہیں حدیث میں۔ حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ نے فرمایا: امام ابوحنیفہ لوگوں میں سب سے زیادہ فقہ (سمجھ) رکھنے والے تھے۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں: "جو شخص فقہ حاصل کرنا چاہتا ہے وہ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کو لازم پکڑے کیونکہ تمام لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ کے خوشہ چین (محتاج) ہیں۔"

(مناقب الامام ابی حنیفہ ص27)

محدثین کے ذکر میں اسی کتاب میں آگے امام ابوداؤد فرماتے ہیں:

"ان ابا حنیفة کان اماما"۔

ترجمہ: بے شک ابوحنیفہ (حدیث میں) امام تھے۔

(تذکرۃ الحفاظ دار الکتب العلمی: صفحہ ۱۶۸ جلد ۱ بیان: أبو حنیفہ الامام اعظم)

حق گوئی

جہاں تک ملکی سیاست کا تعلق ہے انھوں نے کبھی کسی خلیفہ کی خوشامد یا ملازمت نہ کی۔ ہمیشہ حق اور اہل حق کا ساتھ دیا۔ یزید نے ان کو مشیر بنانا چاہا تو آپ نے صاف انکار کر دیا۔ اور کہا کہ "اگر یزید کہے کہ مسجدوں کے دروازے گن دو تو یہ بھی مجھے گوارا نہیں۔" امام محمد نفس الزکیہ اور ابراہیم کے خروج کے موقع پر انھوں نے ابراہیم کی تائید کی تھی۔ منصور نے انھیں بلا کر عہدہ قضا پر فائز کرنا چاہا لیکن آپ کے مسلسل انکار پر اول بغداد کی تعمیر کے موقع پر انھیں اینٹیں شمار کرنے کے کام پر لگایا اور بعد میں قید خانہ میں ڈال دیا۔

عظمت ابوحنیفہ

ایک دفعہ حضرت امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ کے شاگردوں کے مابین جھگڑا پیدا ہوگیا۔ ہر گروہ اپنے امام کی فضیلت کا دعویدار تھا۔ حضرت امام ابوعبداللہ نے دونوں کے درمیان فیصلہ کیا اور اصحاب شافعی سے فرمایا: پہلے تم اپنے امام کے اساتذہ گنو۔ جب گنے گئے تو 80 تھے۔ پھر انھوں نے احناف سے فرمایا: اب تم اپنے امام کے اساتذہ گنو جب انھوں نے شمار کیے تو معلوم ہوا وہ چار ہزار تھے۔ اس طرح اساتذہ کے عدد نے اس جھگڑے کا فیصلہ کر دیا۔ آپ فقہ اور حدیث دونوں میدانوں میں امام الائمہ تھے۔

وفات

150ھ میں بغداد میں ان کا انتقال ہوا۔ پہلی بار نماز جنازہ پڑھی گئی تو پچاس ہزار آدمی جمع ہوئے جب آنے والوں کا سلسلہ جاری رہا تو چھ بار نماز جنازہ پڑھائی گئی آپ ملکہ خیزراں کے مقبرہ کے مشرق کی جانب دفن ہوئے۔ اس دور کے ائمہ اور فضلا نے آپ کی وفات پر بڑے رنج کا اظہار کیا۔

ابن جریج مکہ میں تھے۔ سن کر فرمایا ”بہت بڑا عالم جاتا رہا“

شعبہ بن الحجاج نے کہا ”کوفہ میں اندھیرا ہوگیا“

عبداللہ بن مبارک بغداد آئے تو امام کی قبر پر گئے اور رو کر کہا ”افسوس تم نے دنیا میں کسی کو جانشین نہ چھوڑا“

الپ ارسلان نے ان کی قبر پر قبہ بنوایا۔

پیارے پیغمبر ﷺ کی شان میں آپ کی نعت پیش کی جارہی ہے:

يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُكَ قَاصِدًا

يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُكَ قَاصِدًا

اَرْجُوْا رِضَاكَ وَاحْتَمِي بِحِمَاكَ

اے سرداروں کے سردار! میں آپ کے حضور آیا ہوں،

آپ کی خوشنودی کا امیدوار، آپ کی پناہ کا طلب گار

وَاللّٰهِ يَا خَيْرَ الْخَلَائِقِ اِنَّ لِيْ

قَلْبًا مَشُوْقًا لَا يَرُوْمُ سِوَاكَ

اللہ کی قسم اے بہترین خلائق،! میرا دل

صرف آپ کی محبت سے لبریز ہے، وہ آپ کے سوا کسی کا طالب نہیں۔

اَنْتَ الَّذِيْ لَوْ لَاكَ مَا خُلِقَ امْرُءٌ

كَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرٰى لَوْ لَاكَ

آپ اگر نہ ہوتے تو پھر کوئی شخص ہرگز پیدا نہ کیا جاتا،

اور اگر آپ مقصود نہ ہوتے تو یہ مخلوقات پیدا نہ ہوتیں

اَنْتَ الَّذِيْ لَمَّا تَوَسَّلَ اٰدَمُ

مِنْ زَلَّةٍ بِكَ فَازَ وَهُوَ اَبَاكَ

آپ وہ ہیں کہ جب حضرت آدمؑ نے آپ کا توسّل اختیار کیا اپنی لغزش پر،

تو کامیاب ہوئے، حالانکہ وہ آپ کے جدّ بزرگوار ہیں

وَبِكَ الْخَلِيْلُ دَعَا فَعَادَتْ نَارُهٗ

بَرْدًا وَّقَدْ خَمَدَتْ بِنُوْرِ سَنَاكَ

اور آپ ہی کے وسیلے سے حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ نے دعاء کی

تو اُن کی آگ سرد ہوگئی، وہ آگ آپ کے نور کی برکت سے بجھ گئی

وَدَعَاكَ اَيُّوْبٌ لِضُرٍّ مَّسَّهٗ

فَاُزِيْلَ عَنْهُ الضُّرُّ حِيْنَ دَعَاكَ

اور حضرت ایوبؑ نے اپنی بیماری میں آپ کے وسیلے سے دعاء کی

تو اُن کی دعاء مقبول ہوئی، اور بیماری دور ہوگئی۔

وَبِكَ الْمَسِيْحُ اَتٰى بَشِيْرًا مُّخْبِرًا

بِصِفَاتِ حُسْنِكَ مَادِحًا لِعُلَاكَ

اور آپ ہی کے ظہور کی خوشخبری لے کر حضرت مسیحؑ آئے،

انھوں نے آپ کے حسن و جمال کی مدح وثنا کی، اور آپ کے رتبۂ بلند کی خبر دی۔

وَكَذَاكَ مُوْسٰى لَمْ يَزَلْ مُتَوَسِّلًا

بِكَ فِي الْقِيٰمَةِ مُحْتَمِيْ بِحِمَاكَ

اور اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی آپ کا وسیلہ اختیار کئے رہے،

اور قیامت میں بھی آپ ہی کی حمایت کے طلب گار رہیں گے۔

وَهُوْدٌ وَيُوْنُسُ مِنْ بَهَاكَ تَجَمَّلَا
وَ جَمَالُ يُوْسُفَ مِنْ ضِيَاءِ سَنَاكَ

اور حضرت ھودؑ، اور حضرت یونسؑ نے بھی آپ ہی کے حُسن سے زینت پائی،
اور حضرت یوسفؑ کا جمال بھی آپ ہی کے جمال باصفا کا پرتَو تھا۔

قَدْ فُقْتَ يَا طٰهٰ ، جَمِيْعَ الْاَنْبِيَآءِ
طُرًّا فَسُبْحٰنَ الَّذِىْ اَسْرَاكَ

اے طٰہٰ لقب! آپ کو تمام انبیاء پر برتری حاصل ہوئی،
پاک ہے وہ جس نے ایک رات کو اپنے ملکوت کی سیر کرائی

وَاللّٰهِ يَا يٰسِيْنُ مِثْلُكَ لَمْ يَكُنْ
فِي الْعٰلَمِيْنَ وَ حَقِّ مَنْ اَنْبَاكَ

خدا کی قسم! اے یٰسین لقب! آپ جیسا تو تمام مخلوق میں نہ کوئی ہوا ہے نہ ہوگا،
قسم ہے اُسی کی جس نے آپ کو سربلند کیا۔

عَنْ وَّصْفِكَ الشُّعَرَآءُ يَا مُدَّثِّرُ
عَجَزُوْا وَكَلُّوْا مَنْ صِفَاتِ عُلَاكَ

اے کملی والے! آپ کے اوصافِ جمیلہ بیان کرنے سے بڑے بڑے شعراء
عاجز رہ گئے، آپ کے اوصاف عالیہ کے سامنے زبانیں بند ہو جاتی ہیں۔

بِكَ لِيْ قُلَيْبٌ مُغْرَمٌ يَا سَيِّدِيْ
وَ حُشَاشَةٌ مَحْشُوَّةٌ بِهَوَاكَ

میرے سرکار! میرا حقیر دل آپ ہی کا شیدا ہے،
اور میرے اندر تو آپ ہی کی محبت بھری ہوئی ہے

يَا اَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ ، يَا كَنْزَ الْوَرٰى
جُدْ لِيْ بِجُوْدِكَ وَارْضِنِيْ بِرِضَاكَ

اے تمام موجودات سے بزرگ و برتر! اے حاصلِ کائنات!
مجھے اپنی بخشش و عطا سے نوازیئے، اور اپنی خوشنودی کی مسرت بخش دیجئے

اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ
لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ فِي الْاَنَامِ سِوَاكَ

میں آپ کے جود و کرم کا طلب گار ہوں، کہ اس جہان میں
ابوحنیفہ کے لئے آپ کے سوا اور کوئی نہیں ہے

صَلّٰى عَلَيْكَ اللّٰهُ يَا عَلَمَ الْهُدٰى
مَا حَنَّ مُشْتَاقٌ اِلٰى مَثْوَاكَ

اے ہدایت کے علَمِ سربلند! مشتاقانِ زیارت کے شوقِ بے حد کے مطابق،
قیامت تک اللہ کا درود و سلام آپؐ پر نازل ہوتا رہے۔

أَسَفِي عَلَى فَقْدِ الرَّسُولِ طَوِيلُ

أَسَفِي عَلَى فَقْدِ الرَّسُولِ طَوِيلُ
أَسَفٌ مَدَى الأَيَّامِ لَيسَ يَزُولُ

رسول کے کھو جانے کا میرا غم دیرپا ہے۔
ایک ایسا دکھ جو عمر بھر برداشت کرنا پڑے گا اور کبھی ختم نہیں ہوگا۔

رُزْءٌ تَكَادُ الأَرْضُ مِنْهُ وَالسَّمَا
هَذِي تميدُ لَهُ وَتِلْكَ تَمِيلُ

اتنی بڑی آفت کہ زمین و آسمان اس کے سامنے تقریباً کانپ اٹھے۔
یہ اس کے لیے جھول رہا ہے اور وہ جھک رہا ہے۔

غَمَرَ القُلُوبَ بِحُزْنِهِ وبِوَجْدِهِ
فَلِكُلِّ قَلْبٍ لَوعَةٌ وعَوِيلُ

اس کے غم اور آرزو نے دلوں کو غم اور وجد سے بھر دیا۔
پس ہر دل میں ایک سوز ہے اور آہ و بکا ہے

بِأَبِي وَأُمِّي مَن ثَوى فِي تُرْبَةٍ
وَالحُزْنُ فِي قَلْبِي عَلَيهِ يَجُولُ

میرے ماں باپ اس پر قربان، جو مٹی میں سو گیا،

اور غم میرے دل میں اس کے لیے گردش کر رہا ہے۔

والجَوُّ أَظْلَمَ بَعدَ مَوتِ المُصطَفَى

والعَينُ أَدْمُعُهَا عَلَيهِ تَسِيلُ

اور اس برگزیدہ ہستی کی موت کے بعد ماحول مزید تاریک ہو گیا،

اور روتے ہوئے اس پر آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

أَسَفًا عَلَى مَن جَاءَنَا بِهِدَايَةٍ

وعَلَيهِ حَقًّا أُنْزِلَ التَّنْزِيلُ

ہائے افسوس! اس پر جو ہمارے پاس آئے ہدایت کے ساتھ

اور اس پر واقعی وحی نازل ہوئی۔

وَلَهُ الإِلٰهُ أَتَى بِتَأْيِيدٍ لَهُ

وعَلَيه مِنْهُ شَاهِدٌ وَدَلِيلُ

اور اس کے لیے اللہ نے حمایت لائی ہے،

اور اس پر اس کی جانب سے گواہی اور دلیل موجود ہے۔

يا نَفْسُ لَا بِالْمَوتِ تَعْتَبِرِي وَلَا

تُصْغِي لِذِي نُصْحٍ لَكِ سَيقُولُ

اے نفس! نہ موت سے تو نے عبرت لی

اور نہ اس کی بات سنی جو تمہیں نصیحت کرے گا

يَا نَفْسُ بَعْدَ الْمُصْطَفَى أَفَتَطْمَعِي
فِي الْخُلْدِ كَلاَّ مَا إليه سَبِيلُ

اے جان! مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کیا تو آرزو رکھتی ہے
ہمیشہ رہنے کی؟ نہیں، اس کی طرف کوئی راستہ نہیں ہے۔

يَا نَفْسُ كَمْ تَعْصِي إِلَهَكِ جَهْرَةً
وَالقَلْبُ مِنِّي بالذُّنُوبِ عَلِيل

اے نفس! تو کتنی کھلم کھلا اپنے خدا کی نافرمانی کرتا ہے!
اور میرا دل گناہوں سے بیمار ہے۔

يَا نَفْسُ تُوبِي مِن ذُنُوبِكِ إِنَّهُ
مَن يَعْصِ رَبِّ العَرْش فَهُو ذَلِيلُ

اے جان! تو اپنے گناہوں سے توبہ کر، بے شک،
عرش کے مالک کی نافرمانی کرنے والا ذلیل ہے۔

يَا نَفْسُ كَمْ تَعْصِي وَرَبُّكِ نَاظِرٌ
وَيَرَى فِعَالَكِ والدَّجَى مَسْدُولُ

اے نفس! تو کتنی نافرمانی کرتا ہے جبکہ تیرا رب دیکھ رہا ہے!
وہ تاریک رات میں بھی تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔

يَا نَفْسُ لاَ تَرْجَي البَقاءَ فإِنَّهُ
سَيفُ المَنَايَا في الوَرَى مَسْلُولُ

اے جان، دوام کی امید نہ رکھ، کیونکہ
موت کی تلوار بنی نوع انسان کے درمیان کھینچی ہوئی ہے۔

كَيفَ الطَّرِيقُ إلى النَّجَاةِ وإنَّنِي
بِقُيُودِ ذَنْبِي دَائِمًا مَغْلُولُ

جب میں ہمیشہ کے لیے اپنے گناہ کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہوں
تو میں نجات کا راستہ کیسے تلاش کر سکتا ہوں؟

مَا حِيلَتِي إلاَّ البُكَاءُ وقَدْ غَدَا
حُزْنِي عَلَى قُبْحِ الذُنُوب يَطُولُ

رونا ہی میرا سہارا ہے، کیونکہ
گناہوں کی بدصورتی پر میرا غم طول پکڑ گیا ہے۔

مِنْ بَعْدِ مَوتِ المُصْطَفَى هَلْ لامْرِئٍ
فِي الدَّهْرِ يَومًا لِلْبَقَاءِ سَبِيلُ

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرنے کے بعد کیا کسی کے لیے
دنیا میں ایک دن کے لئے بھی بقا کا کوئی راستہ ہے؟

وَهُوَ النَّبِيُّ الْمُصْطَفٰى

والمُجْتَبٰى

وَنَبِيُّ حَقٍّ لِلْوَرَى

وَرَسُولُ

وہ بنی نوع انسان کے لئے منتخب،

برگزیدہ اور چنا ہوا نبی ہے

اور لوگوں کے لیے ایک سچا نبی

اور خدا کا رسول ہے

صَلّٰى عَلَيْهُ

اللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهُ

مَا حَنَّ مُشْتَاقٌ وسَارَ دَلِيلُ

خدائے بزرگ و برتر

اس پر رحمت و برکت نازل کرے۔

جب تک ایک دل چاہتا ہے

اور ایک راہنما راستہ دکھاتا ہے۔

★★★

لَو جَرَى الدَمع عَلَى قَدْرِ المصاب

لَو جَرَى الدَمع عَلَى قَدْرِ المصاب
شَابَهَتْ أَجْفَانُنَا سَحَّ السَّحَابُ
اگر مصیبت کی شدت کے مطابق آنسو بہتے تو
ہماری پلکیں بادلوں کی بارش سے مشابہہ ہو جاتیں۔

مَاتَ خَيرُ الخَلْقِ مَن قَدْ خَصَّهُ
رَبُّهُ بِالصَّحْبِ مِن خَيرِ صِحَابُ
فوت ہو گیا وہ جو مخلوق میں بہترین تھا،
وہ جسے اس کے رب نے بہترین ساتھیوں سے نوازا تھا۔

كُلُّ حَيٍّ ذَائِقٌ كَأْسَ الفَنَا
هٰكَذَا المَسْطُورُ فِي أُمِّ الْكِتَابُ
ہر جاندار کو موت کا پیالہ چکھنا ہے۔
اسی طرح یہ بات کتابِ مقدس میں درج ہے۔

أَيُّهَا النَّاسُ لَكُمْ بِالمُصْطَفَى
أُسْوَةٌ فَالْمَوْتُ يُدْنِي لِلذَّهَابُ
اے لوگو، تمہارے لیے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بہترین نمونہ ہیں،

موت قریب ہے لے جانے کے لیے۔

فَثِقُوا بِاللّٰهِ وَارْضَوا وَخُذُوا
مَا قَضَى اللّٰهُ بِصَبْرٍ وَاحْتِسَابْ

خدا پر بھروسہ رکھو، اور راضی رہو،
اور صبر اور اجر کی امید کے ساتھ خدا نے جو حکم دیا ہے اسے قبول کرو۔

وَاعْلَمُوا أَنَّ النَّبِي الْمُصْطَفَى
شَافِعٌ مُشَفَّعٌ يَومَ الْمَآبْ

اور جان لو کہ برگزیدہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت فرمانے والے ہیں،
جن کی شفاعت قیامت کے دن قبول کی جائے گی۔

فَعَلَيهِ اللّٰهُ صَلِّ دَائِمًا
كُلَّمَا أَمْطَر قَطْرٌ مِنْ سَحَابْ

اس پر خدا کی رحمتیں ہمیشہ رہیں،
جب بھی بارش کا ایک قطرہ بادلوں سے گرے۔

★★★

كَيفَ تَلْتَذُ جُفُونِى بِالْمَنَام

كَيفَ تَلْتَذُّ جُفُونِي بِالْمَنَام
بَعْد شُرْبِ المُصْطَفَى كَأْسَ الحِمَامْ

میری پلکیں نیند کی لذّت سے کیسے لطف اندوز ہوسکتی ہیں
مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موت کا پیالہ پینے کے بعد

أَمْ لِقَلْبِي رَاحَةٌ مِن بَعْدِهِ
وجُفُوِين بالبكاء سَحَّتْ دَوَامْ

یا میرے دل کو اس کے بعد سکون ملے گا؟
جبکہ دونوں آنکھیں مسلسل رونے کی وجہ سے خشک ہوگئی ہوں؟

إن يَكُنْ غَابَ عَنِ الدُّنْيَا فَفِي
جَنَّةِ المأْوَى لَهُ أعْلَى مَقَامْ

اگر وہ اس دنیا سے چلا گیا تو جنت الماوٰی میں جو کہ اعلٰی ترین مقام ہے،
اس کا مقام بلند ہوگا۔

لَكِنِ المَقْدُورُ حَتْمٌ لاَزِمٌ
مَا لَنَا مِن بأسِهِ مِن اعْتِصَامْ

لیکن جو مقدر ہے وہ لازمی اور ناگزیر ہے۔

﴿ تالیف: مولانا محمد موسیٰ شاکر غفر اللہ لہٗ ولوالدیہ ﴾

ہمارے پاس اس کی طاقت سے کوئی پناہ نہیں ہے۔

لَيسَ في الدنيا بُكَاءٌ لامرِئٍ

بَعْدَ موتِ المُصطَفَى خَيرِ الأنَامْ

اس دنیا میں کسی انسان کے لیے بنی نوع انسان کی برگزیدہ ہستی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فوت ہونے کے بعد روئے جانے والا کوئی اور حقیقی رنج نہیں ہے۔

أحمدُ الهادِي الشفيعُ المرتَضَى

في البَرايَا سَيّدُ الرُسلِ الكِرَامْ

احمد ہادی، شفیع اور پسندیدہ تمام مخلوقات میں،

رسولوں کے سردار، عزت والے

فَعلَيْهُ الله صَلَّى كُلَّمَا

هَلَّ وَبْلٌ مِن رَفِيعَاتِ الغَمامْ

پس اللہ ان پر اپنی رحمت نازل کرے، جب بھی اونچے اونچے بادلوں سے موسلا دھار بارش کے چھوٹے، بڑے قطرے برسیں۔

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ

امام محمد بن ادریس شافعیؒ جو امام شافعی کے لقب سے معروف ہیں، سنی فقہی مذہب شافعی کے بانی ہیں۔ ان کے فقہی پیروکاروں کو شافعی (جمع شوافع) کہتے ہیں۔

نام و لقب

آپ کا نام محمد ہے، کنیت ابوعبد اللہ ہے۔ مورخین اور محدثین کے نزدیک"امام محمد بن ادریس الشافعی" کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔ آپ کے نسب میں ایک صحابی حضرت شافع بن سائبؓ ہوئے ہیں جن کی وجہ سے آپ کو شافعی کہا جاتا ہے۔

(ابن حجر عسقلانی: الاصابہ فی تمیز الصحابۃ جلد 3 صفحہ 60 تا 61۔)

لقب ناصر الحدیث ہے۔ الحافظ ذہبی نے غزہ میں ولادت کے سبب آپ کا ایک لقب غزی بھی لکھا ہے۔ قتیبہ بن سعید نے آپ کو امام کے لقب سے یاد کیا ہے۔ امام اسحاق بن راہویہ جو امام محمد بن اسماعیل بخاری کے شیوخ میں سے ہیں، نے بھی آپ کو امام کے لقب سے یاد کیا ہے۔

امام شافعیؒ کا عرصہ حیات مسلم دنیا کے عروج کا دور یعنی اسلامی عہد زریں ہے۔ خلافت عباسیہ کے زمانہ عروج میں بغداد میں مسلک شافعی کا بول بالا اور بعد ازاں مصر سے عام ہوا۔ مذہب شافعی کے پیروکار زیادہ تر مشرقی مصر، صومالیہ، ارتریا، ایتھوپیا، جبوتی، سواحلی ساحل، یمن، مشرق وسطیٰ کے کرد علاقوں میں، داغستان، فلسطین، لبنان، چیچنیا، قفقاز، انڈونیشیا، ملائیشیا، سری لنکا کے کچھ ساحلی علاقوں میں، مالدیپ، سنگاپور، بھارت کے مسلم علاقوں، میانمار، تھائی لینڈ، برونائی اور فلپائن میں پائے جاتے ہیں۔

نسب نامہ

امام شافعی کا نسب اُن کے تلمیذ رشید ربیع بن سلیمان مرادی نے یوں بیان کیا ہے :ابوعبد اللہ محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف قرشی مطلبی ہاشمی بن قُصَّیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خُزیمہ بن مُدرِکہ بن اِلیاس بن مُضر بن نزار بن مَعَد بن عدنان۔

یہی نسب نامہ مؤرخ اسلام علامہ ابن کثیر الدمشقی نے البدایۃ والنہایۃ میں بیان کیا ہے۔محقق ابن ندیم (متوفی 384ھ) نے الفہرست لابن ندیم میں امام شافعی کا یہی نسب بیان کیا ہے۔اسی طرح امام بیہقی (متوفی 458ھ) نے مناقب الشافعی میں یہی نسب بیان کیا ہے۔امام الحافظ ذہبی (متوفی 748ھ) نے سیر اعلام النبلا میں یہی نسب بیان کیا ہے ۔ امام جلال الدین سیوطی (متوفی 911ھ) نے حسن المحاضرۃ میں امام شافعی کا یہی نسب بیان کیا ہے۔

(امام جلال الدین سیوطی: حسن المحاضرۃ فی تاریخ ملوک مصر والقاہرہ ج 1 ص303/304۔ ابن العماد الحنبلی: شذرات الذھب فی اخبار من ذھب ج 3 صفحہ 20)

والدین

امام شافعی کے والد ادریس بن عباس قرشی مطلبی ہاشمی ہیں۔ امام شافعی کے نسب میں سائب صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔سائب بن عبید غزوہ بدر میں گرفتار ہونے کے بعد اسلام لائے ۔ بنی ہاشم کا علَم اِن کے ہاتھ میں تھا۔فدیہ اداء کرکے مسلمان ہو گئے اور لوگوں نے اِس پر تعجب کیا تو کہنے لگے : میں نے مسلمانوں کو

اُن کے حق سے محروم کرنا پسند نہیں کیا۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ ظاہری طور پر پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہت رکھتے تھے۔ ایک بار سائب بیمار ہوئے تو عمر فاروقؓ اُن کی عیادت کو گئے۔ شافع نے اپنے والد سائب کے ہمراہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرفِ ملاقات کو حاصل کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شافع بن سائب کو دیکھ کر فرمایا: "آدمی کی سعادت مندی ہے کہ وہ باپ کے مشابہ ہو" عثمان بن شافع تابعی ہیں جو امام شافعی کے پردادا ہیں۔

امام شافعیؒ کی والدہ فاطمہ بنت عبد اللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب تھیں۔ امام شافعیؒ کی والدہ ہاشمیہ تھیں مگر خطیب بغدادی اور قاضی عیاض مالکی نے لکھا ہے کہ امام شافعیؒ کی والدہ قبیلہ بنو الاَزد سے تھیں جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ہے کہ: بنوالاَزد عرب کے عنصر ہیں۔

ولادت اور ابتدائی حالات

مشہور روایات کے مطابق امام شافعیؒ کی ولادت بروز جمعہ 27 ماہِ رجب 150ھ مطابق: 28 اگست 767ء۔ وفات: 30 رجب 204ھ/ 19 جنوری 820ء) میں بمقام غزہ بلاد الشام (موجودہ فلسطین) میں ہوئی۔

ربیع بن سلیمان مرادی کہتے ہیں کہ: امام شافعی اُس سال پیدا ہوئے جس سال امام ابوحنیفہ فوت ہوئے۔

امام شافعی کا اپنا قول ہے کہ میری ولادت 150ھ میں ملک شام کے شہر غزہ میں ہوئی اور 2 سال کی عمر میں مجھے مکہ لایا گیا، یعنی 152ھ مطابق 769ء میں۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں عسقلان میں پیدا ہوا اور دو سال کا ہوا تو میری والدہ مجھے مکہ لے آئیں۔ دونوں روایات میں تطبیق یوں ہوتی ہے کہ قریہ غزہ عسقلان کے جوار میں ہی واقع ہے اور آپ 152ھ کے وسط میں مکہ مکرمہ لائے گئے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ میں یمن میں پیدا ہوا اور میری والدہ کو خطرہ ہوا کہ کہیں میرا نسب یمن میں ضائع نہ ہو جائے اِس لیے 10 سال کی عمر میں مجھے مکہ لے آئیں۔ مراد اِس سے یہ تھی کہ کہیں لوگ اِس بچہ کو قریش کے علاوہ کسی دوسرے قبیلہ کا خیال کریں گے۔

امام شافعی کی والدہ فاطمہ بیان کرتی ہیں جس زمانہ میں شافعی مادرِ شکم میں ہی تھے تو میں نے خواب دیکھا کہ سیارہ مشتری میرے جسم سے نکلا اور مصر میں جا گرا اور اُس کی روشنی وہاں سے ہر شہر میں پہنچی۔ معبروں نے بتایا کہ تم سے ایک عالم پیدا ہوگا جس کا علم مصر سے تمام شہروں میں عام ہو جائے گا۔

حلیہ و ہیئت

مزنی کا بیان ہے کہ امام شافعی سے زیادہ خوبصورت آدمی میں نے نہیں دیکھا، دونوں رخسار ہلکے پھلکے سے تھے، جب داڑھی پر ہاتھ رکھتے تو ایک قبضہ سے زائد نہ ہوتی تھی۔ حناء کا استعمال کیا کرتے تھے، عطریات اور خوشبو بہت پسند فرماتے تھے۔ جس ستون سے سہارا لے کر مجلس درس کے لیے بیٹھا کرتے، ایک ملازم اُس ستون پر خوشبو لگایا کرتا تھا۔ طبیعت میں نفاست و نزاکت بہت زیادہ تھی۔ لباس اور غذاء کا خاص اہتمام فرماتے۔ قوتِ حافظہ کے لیے لوبان کا استعمال کثرت سے کیا کرتے تھے،

اِسی وجہ سے ایک سال تک مرض نکسیر میں مبتلا رہے۔

(آداب الشافعی: صفحہ 35۔)

مورخ اسلام علامہ ابن کثیر الدمشقی لکھتے ہیں کہ امام شافعی سفید رنگ، خوبصورت، دراز قد، اور با رُعب انسان تھے اور شیعوں کی مخالفت میں حناء یعنی مہندی کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔ بال گھنگھریالے تھے اور خوشنما لباس زیب تن کرتے تھے۔ زعفرانی کے قول کے مطابق خضاب بھی استعمال کرتے تھے۔

ابتدائی تعلیم

امام شافعی نے مکہ مکرمہ میں مکتب سے تعلیم کی ابتدا فرمائی۔ بعد ازاں مدینہ منورہ میں تحصیل علم کیا۔ مکہ مکرمہ میں ہی آپ نے تیر اندازی، شہ سواری کے ساتھ ساتھ مکتبی تعلیم کے بعد بنو ہذیل میں رہتے ہوئے زبان عربی اور اشعار عرب میں خوب مہارت حاصل کر لی۔ اِسی دوران میں آپ نے اپنے چچا محمد بن شافع اور مسلم بن خالد الزنجی (متوفی 181ھ) سے حدیث کا سماع کیا۔ امام شافعی اپنے زمانہ طالب علمی کے متعلق خود بیان کرتے ہیں کہ:

بچپن میں میری ساری توجہ دو باتوں کی طرف ہی تھی: تیر اندازی اور تحصیل علم۔ تیر اندازی میں مجھے اِتنی مہارت ہو گئی تھی کہ دس میں دس نشانے صحیح بیٹھتے تھے۔ اِسی زمانہ میں مجھے گھوڑے کی سواری کا شوق بھی ہو گیا تھا۔ تیر اندازی اور شہ سواری کے موضوعات پر کتاب "السبق والرمی" لکھی جو اپنے موضوع میں عربی ادب کی پہلی کتاب تھی۔ تحصیل علم میں آپ مکملاً منہمک رہتے اور باوجود بحالت یتیمی وغریبی کے شب و روز پڑھنے میں مشغول رہا کرتے تھے۔

فرماتے ہیں کہ میں یتیم تھا، والدہ میری کفالت کیا کرتی تھیں۔ میرے پاس معلم کی خدمت کے لیے رقم نہیں تھی، مگر ایسی صورت پیدا ہوگئی کہ معلم اُس کے بغیر پڑھانے پر راضی ہوگیا، وہ بچوں کو جو سبق دیتا تھا میں زبانی یاد کرلیتا تھا اور اُس کی عدم موجودگی میں بچوں کو پڑھا دیا کرتا تھا، میری اِس بات پر معلم بہت خوش ہوا اور مجھے مفت تعلیم دینے پر راضی ہوگیا۔

اِسی دوران میں اپنے چچا (محمد بن شافع) اور مسلم بن خالد الزنجی وغیرہ سے حدیث کی روایت کرتا تھا۔ میں علما کی مجلس درس میں احادیث اور مسائل سن کر یاد کرلیتا تھا چونکہ میری والدہ کے پاس اتنی رقم نہیں رہتی تھی کہ کاغذ خرید سکوں اِس لیے اِدھر اُدھر سے ہڈیاں، ٹھیکرے اور کھجور کے پتے چن کر انھی پر لکھ لیا کرتا تھا۔ سات سال کی عمر میں قرآن اِس طرح حفظ کرلیا تھا کہ اُس کے معانی ومطالب مجھ پر عیاں ہو گئے تھے البتہ دو مقام سمجھ میں نہ آ سکے اُن میں سے ایک" دَسَّاھاً " ہے۔ دس سال کی عمر میں موطاء امام مالک یاد کرلی تھی۔

احمد بن ابراہیم الطائی الاقطع نے مزنی سے امام شافعیؒ کا قول نقل کیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے سات سال کی عمر میں قرآن حفظ کرلیا تھا اور جب موطاء امام مالک حفظ کی تب میں دس سال کا تھا۔

مکہ مکرمہ میں امام شافعی نے قرات قرآن مجید کی تعلیم مقری اسماعیل بن قسطنطین سے حاصل کی بعد ازاں عبداللہ ابن کثیر سے قرآت قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ امام شافعی خود فرماتے ہیں کہ: میں لوگوں میں نماز کے لیے قرآن کی قرات تیرہ سال کی عمر میں کرنے لگا تھا اور موطاء امام مالک بالغ ہونے سے قبل حفظ

کر چکا تھا۔ اور بعد ازاں حدیث و فقہ کی تعلیم بھی وہیں کے فقہا و محدثین سے حاصل کی۔

فتویٰ دینے کی اجازت

ربیع بن سلیمان مرادی کہتے ہیں کہ امام شافعی کو 15 سال کی عمر میں فتویٰ دینے کی باقاعدہ اجازت مل چکی تھی، جبکہ وہ ابھی مکہ مکرمہ میں ہی مقیم تھے۔ یہ اجازت انھیں مسلم بن خالد الزنجی نے دی تھی۔ یہ واقعہ غالباً 165ھ کا ہے۔

امام شافعی امام مالکؒ کی مجلس درس میں

فرماتے ہیں کہ مکتب کی تعلیم کے بعد میں قبیلہ بنو ہذیل میں چلا گیا جو فصاحت و بلاغت میں عرب میں مشہور تھا اور سترہ سال تک اِس طرح اُن کے ساتھ رہا کہ سفر و حضر میں اُن کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ مکہ مکرمہ میں واپس آ کر اُن کے اشعار سنانے لگا۔ اِس زمانے میں عربی زبان کا ادب اور شعر و شاعری کا میرے ذوق پر بہت غلبہ تھا۔

مگر یہاں ایک دم سے زندگی نے رخ بدلا اور ایک بزرگ کی نصیحت سے مدینہ منورہ جا کر امام مالکؒ کی شاگردی اختیار کر لی۔ خود فرماتے ہیں کہ:

اُس زمانہ میں آل زبیر کے ایک صاحب میرے پاس سے گذرے اور کہنے لگے کہ یہ بات مجھے بہت گراں گذر رہی ہے کہ تم اِس فصاحت اور ذکاوت کے ہوتے ہوئے تفقہ سے محروم رہو اور تم کو دینی سیادت حاصل نہ ہو۔ میں نے کہا کہ تحصیل فقہ کے لیے کس کے پاس جاوں؟ انھوں نے کہا:

هذا مالك سيد المسلمين اليوم

آج کے دور میں مسلمانوں کے سردار امام مالکؒ ہیں ۔اُن کا اشارہ مدینہ منورہ کے امام مالکؒ کی جانب تھا۔

اِس کے بعد میں نے امیر مکہ سے ایک خط امام مالک کے نام اور ایک خط امیر مدینہ کے نام لیا اور مدینہ پہنچا۔ امیر مدینہ کو امیر مکہ کا خط دے کر کہا کہ آپ یہ خط کسی کے ذریعہ سے امام مالکؒ تک پہنچا کر اُن کو بلائیں اور میرے بارے میں سفارش کریں۔ امیر مدینہ نے کہا کہ کیا اچھا ہو کہ ہم خود ہی آپ کے ساتھ اُن کی خدمت میں حاضر ہوں اور اُن کے دروازے پر اِتنی دیر بیٹھیں کہ وادی عقیق کا گردو غبار ہم پر پڑے، پھر اندر اجازت ملے۔

بہر حال عصر کے بعد امیر مدینہ اپنے حشم و خدام کو لے کر نکلا اور میں بھی ساتھ تھا۔ ہم سب وادی عقیق میں پہنچے جہاں امام مالکؒ کا مکان تھا اور اجازت چاہی۔ اندر سے کنیز نے کہا کہ شیخ کہتے ہیں کہ اگر آپ کو مسائل معلوم کرنے ہیں تو ایک کاغذ پر لکھ کر بھیج دیں، میں جواب دے دوں گا۔ امیر مدینہ نے کہا کہ ایک ضرورت کے سلسلہ میں امیر مکہ نے خط لکھا ہے، کنیز یہ سن کر اندر چلی گئی، تھوڑی دیر کے بعد خود امام مالکؒ باہر آئے اور امیر مدینہ نے امیر مکہ کا خط دیا۔ امام مالکؒ نے خط پڑھنا شروع کیا اور جب سفارشی عبارت پر آئے تو کہا: ”سبحان اللہ! رسول اللہ ﷺ کا علم وسیلوں اور سفارشوں سے حاصل کیا جانے لگا ہے۔“

میں نے دیکھا کہ امیر مدینہ امام مالکؒ سے بات کرتے ہوئے گھبرا رہا ہے تو خود آگے بڑھ کر کہا کہ میں مطلبی آدمی ہوں (یعنی آل مطلب سے) اور میرا واقعہ یہ ہے (یعنی اشارہ اُس سفارش کی جانب تھا)۔ امام مالک نے میری باتیں سن کر تھوڑی دیر

میری طرف دیکھا اور نام پوچھا، میں نے بتایا کہ میرا نام محمد ہے، امام مالکؒ نے نے کہا کہ: "محمد! اللہ سے خوف کرو اور گناہوں سے بچو، کیونکہ آئندہ تم بہت باحیثیت بنو گے۔" پھر کہا: ٹھیک ہے تم کل آنا اور اپنے ساتھ ایسے آدمی کو لانا جو تمھارے لیے موطاء امام مالک پڑھے، میں نے کہا کہ میں خود اُس کی قرأت کروں گا۔ چنانچہ میں امام مالکؒ کے حلقہ درس میں شامل ہوکر موطاء امام مالک زبانی پڑھتا تھا اور کتاب میرے ہاتھ میں ہوتی تھی۔ بعض اوقات امام مالکؒ کی ہیبت سے پڑھنا بند کر دیتا تو پڑھنے کی فرمائش کرتے۔ اِس طرح میں نے چند دنوں میں موطاء امام مالک پڑھ لی اور امام مالک کی وفات تک مدینہ منورہ میں مقیم رہا۔

اِس سلسلہ میں کہ امام شافعیؒ کیسے امام مالک کی شاگردی میں پہنچے، ایک دوسری روایت مصعب بن ثابت الزبیری کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ: شافعیؒ مدینہ منورہ آنے کے بعد مسجد میں بیٹھ کر اشعار سناتے تھے، ایک دن میرے والد نے اُن سے کہا کہ تم اپنی قریشیت کے لیے صرف اِتنے پر راضی ہو کہ شاعر بن جاو؟ امام شافعیؒ نے کہا کہ پھر کیا کروں؟۔ والد نے بتایا کہ تم فقہ کی تعلیم حاصل کرو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ" اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ اچھا معاملہ کرنا چاہتا ہے اُس کو تفقہ فی الدین عطاء فرماتا ہے۔" اِس کے بعد امام شافعیؒ امام مالکؒ کی خدمت میں پہنچے اور اُن سے تعلیم حاصل کی۔

کچھ دنوں بعد امام شافعیؒ نے میرے والد ثابت بن عبد اللہ بن الزبیر سے بیان کیا کہ امام مالکؒ کہتے ہیں کہ:" ہمارا مسلک وہ ہے جس پر ہمارے شہر والے ہیں اور جس پر راشدین مہدیین ائمہ المسلمین ہیں۔" اُن کے اِس قول کا کیا مطلب ہے؟

میرے والد نے اُن کو بتایا کہ دین کے بارے میں معیار اور حجت رسول اللہ ﷺ، پھر ابوبکر، عمر اور عثمان رضوان اللہ علیہم ہیں جن کا اِنتقال مدینہ منورہ میں ہوا ہے۔ اِس کے بعد امام شافعیؒ نہایت انشراح کے ساتھ امام مالک کے درس میں شریک ہونے لگے۔

(ترتیب المدارک: جلد 1 صفحہ 384 تا 385۔)

مورخین کے کسی قول سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ امام شافعی کس سال مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ آئے البتہ خود امام شافعی کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ امام مالک کی وفات تک مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ امام مالک کی وفات ماہ ربیع الاول 179ھ مطابق جون 795ء میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ یہ مسلّمہ ہے کہ جب 179ھ میں امام مالک کی وفات ہوئی تب امام شافعی کی عمر 29 سال تھی۔ تو اِس سے مراد یہ ہے کہ 179ھ تک امام شافعی مدینہ منورہ میں مقیم تھے۔

امام شافعیؒ امام محمد بن حسن شیبانیؒ کی مجلس درس میں

مورخین کے مطابق آپ کی امام محمد بن حسن شیبانیؒ سے ملاقات الرقہ سے واپسی پر 187ھ مطابق 803ء میں بغداد شہر میں ہوئی تھی۔ امام محمد بن حسن شیبانی امام اعظم ابوحنیفہؒ کے تلمیذ خاص تھے اور عراق میں اُن کے علم و تفقہ کے نمائندہ خاص اور مبلغ و ناشر تھے۔ قاضی ابو یوسف صاحب امام شافعی کے بغداد میں آمد سے قبل ہی اِنتقال کر چکے تھے۔

(ابن کثیر الدمشقی: البدایۃ والنہایۃ جلد 10 صفحہ 182۔)

خود امام شافعی کا قول ہے کہ:" میں امام مالک اور پھر امام محمد بن حسن شیبانی

کے استاد ہونے کو تسلیم کرتا ہوں۔"

مزید کہتے ہیں کہ: " اگر لوگ فقہاء کے بارے میں انصاف سے کام لیں تو اُن کو معلوم ہوگا کہ انھوں نے امام محمد بن حسن شیبانی جیسا فقیہ نہیں دیکھا ہے۔"

(خطیب بغدادی: الجامع والبیان العم جلد 1 صفحہ 99۔)

امام شافعی خود فرماتے ہیں کہ: میں نے امام محمد بن حسن شیبانی کی کتابوں پر 60 دینار خرچ کر کے اُن کو حاصل کیا اور اُن کے ہر مسئلہ کے پہلو میں دلیل کے لیے حدیث لکھی۔

(ابن عساکر: تاریخ مدینۃ دمشق جلد 14 صفحہ 2/402۔)

اساتذہ

امام شافعی نے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور بغداد میں تحصیل علم کی تکمیل کی اور اُس زمانہ کے مشاہیر وائمہ علم دین سے اکتساب فیض کیا۔ اِن مشہور اُساتذہ میں سے چند یہ ہیں:

☆ مقری اسمٰعیل بن قسطنطین المکی (متوفی 190ھ) یہ مقری وقاری اسمٰعیل بن عبداللہ بن قسطنطین المکی ہیں۔ مکہ مکرمہ میں یہ امام شافعی کے پہلے استاد ہیں جن سے امام شافعی نے سات سال کی عمر میں حفظ قرآن کریم اور تجوید کی تعلیم حاصل کی۔

☆ محمد بن علی بن شافع، یہ امام شافعی کے چچا ہیں، امام شافعی نے اِن سے مکہ مکرمہ میں تعلیم حاصل کی۔

☆ مسلم بن خالد الزنجی (متوفی 181ھ) یہ امام شافعی کے مکی استاد ہیں۔ نام ابو خالد مسلم بن خالد بن فروہ الزنجی المخز ومی ہے۔ فقیہ مکہ اور شیخ الحرم تھے۔ عابد و

زاہد اور صائم الدہر بزرگ تھے۔ فقہ میں فقیہ مکہ عبد الملک بن عبد العزیز ابن جُریج کے شاگرد تھے۔ امام شافعی نے اِنہی سے تفقہ کی تعلیم حاصل کی: مسلم الزنجی نے ہی امام شافعی کو فتویٰ دینے کی اجازت دی تھی اور اِنہی کی اجازت سے مسند افتاء پر بیٹھے۔

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے تہذیب التہذیب میں لکھا ہے کہ:" امام مالک کی ملاقات سے قبل ہی امام شافعیؒ نے اِنہی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی۔

(ابن حجر عسقلانی: التہذیب التہذیب، جلد 1 صفحہ 129۔)

☆ امام مالک بن انسؒ (متوفی 179ھ) امام دار الہجرۃ کے لقب سے مشہور ہیں۔ نام مالک بن انس اصبحی ہے۔ 93ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور ربیع الاوّل 179ھ مطابق جون 795ء میں فوت ہوئے۔ امام شافعیؒ کے مدنی استاد ہیں۔ اِن کی ذات سے امام شافعیؒ کو بے حد فیض پہنچا۔ امام شافعی خود لکھتے ہیں کہ جب امام مالکؒ کو کسی حدیث میں شک ہوجاتا تو اُس حدیث کو ہی چھوڑ دیا کرتے تھے۔ ان کی حدیث میں مشہور تصنیف موطاء امام مالک ہے جسے امام شافعیؒ نے مکہ مکرمہ میں ہی حفظ کر لیا تھا اور مدینہ منورہ میں موطاء امام مالک کو امام مالک کے سامنے پڑھا۔

☆ امام ابراہیم بن ابو یحیی الاسلمی المدنی (متوفی 184ھ) ہی یہ امام ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد بن ابو یحییٰ السمعانی الاسلمی المدنی ہیں۔ امام شافعی کے مدنی شیوخ میں سے ایک ہیں۔ 184ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ انھوں نے امام مالک کی موطاء امام مالک جیسی کئی گنا طویل کتاب الموطاء تصنیف کی تھی۔

☆ سفیان بن عیینہ, 107ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور 198ھ میں فوت ہوئے۔ امام شافعی کے مکی استاد ہیں۔ بہت بڑے مرتبہ و مقام کے مالک

تھے۔ اِن کے متعلق خود امام شافعی فرماتے ہیں کہ: اگر امام مالک بن انس اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم کا خاتمہ ہی ہو گیا ہوتا۔

☆ امام محمد بن حسن شیبانی صاحب ابوحنیفہ (متوفی 189ھ) یہ امام شافعی کے بغدادی استاد ہیں۔ 189ھ میں بغداد میں فوت ہوئے۔ امام اعظم ابوحنیفہ کے تلامذہ میں سے ہیں اور صاحب ابوحنیفہ کے لقب سے مشہور ہیں۔ انھوں نے خود مدینہ منورہ میں امام مالک بن انس کی شاگردی اِختیار کی تھی گویا یہ امام شافعی کے استاد بھی ہیں اور استاد بھائی بھی۔ علم الحدیث اور علم فقہ میں جامع سمجھے جاتے تھے۔

اِن اساتذہ کے علاوہ مشہور اساتذہ یہ ہیں:

ابراہیم بن سعد، سعید بن سالم القراح، عبد الوہاب بن عبد المجید الثقفی، اسماعیل بن عُلَیہ، ابوضمرہ، حاتم بن اسماعیل، ابراہیم بن محمد بن ابویحیٰی، محمد بن خالد الجندی، اسماعیل بن جعفر، عمر بن محمد بن علی بن شافع، عطاف بن خالد المخزومی، ہشام بن یوسف الصنعانی، عبدالعزیز بن ابوسلمہ، ماجشونی، یحیٰی بن حسان، مروان بن معاویہ، محمد بن اسماعیل، ابن ابی فدیک، ابن ابی سلمہ، امام قعنبی، فضیل بن عیاض، امام داود بن عبد الرحمٰن، عبد العزیز بن محمد دَاوری، عبد الرحمٰن بن ابوبکر ملیکی، عبد اللہ بن مومل المخزومی، ابراہیم بن عبد العزیز بن ابومحذورہ، عبد المجید بن عبد العزیز بن ابورداد، محمد بن عثمان بن صفوان الجُمَحی، اسماعیل بن جعفر، مطرف بن مازن، ہشام بن یوسف، یحیٰی بن ابوحسان تینسی۔

(قاضی اطہر مبارکپوری: سیرت ائمہ اربعہ صفحہ 152 تا 153)

بغداد آمد

مورخین کا بیان ہے کہ امام شافعیؒ پہلی بار عراق میں 187ھ مطابق 803ء میں آئے جب ہارون الرشید خلیفہ تھا۔ دوسری آمد بغداد میں 195ھ مطابق 811ء میں ہوئی اِسی کے متعلق زعفرانی کا قول ہے اور بغداد میں آپ کی تیسری آمد 198ھ مطابق 814ء میں ہوئی۔ ان شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ امام شافعی بغداد میں تین بار آئے۔

قیام بغداد میں آپ کے مشہور تلامذہ میں سے ایک امام احمد بن حنبلؒ (متوفی 241ھ) ہیں۔ امام زعفرانی کہتے ہیں کہ امام شافعی بغداد آئے تو ہم چھ طلبہ اُن کے درس میں آنے جانے لگے۔ احمد بن حنبل، ابوثور، الحارث النقال، ابوعبدالرحمٰن الشافعی اور میں اور ایک اور طالب علم۔ ہم جو کتاب امام شافعی کے سامنے یہاں پڑھتے تھے، احمد بن حنبل حاضر رہتے تھے۔

(خطیب بغدادی: تاریخ بغداد ج 2 ص 68۔ : سیر اعلام النبلا جلد10 ص 47)

سفر مصر

ابن ندیم نے محمد بن شجاع کا قول نقل کیا ہے کہ امام شافعی مصر میں 200ھ میں آئے اور یہیں مقیم ہوئے۔ سفر مصر کے دوران میں آپ کا غزہ شہر جانا بھی ثابت ہے قرائن وشواہد سے آپ کی مصر آمد دو بار معلوم ہوتی ہے، پہلی بار تب جب آپ بغداد سے مصر کے سفر کو تشریف لے گئے اور بروز منگل 28 شوال 198ھ مطابق 20 جون 814ء کو مصر کے شہر فسطاط پہنچے مگر وہاں فسادات کی وجہ سے آپ دوبارہ مکہ مکرمہ چلے آئے۔ دوسری بار آپ 200ھ میں مصر پہنچے اور پھر اواخر عمر تک وہیں مقیم رہے۔

(دائرۃ المعارف الاسلامیہ: جلد 11 صفحہ 577 مضمون الشافعی۔)

مصر کو روانہ ہوتے ہوئے آپ نے یہ اشعار پڑھے:

لقد أصبحتْ نفسي تتوق إلى مصرِ

ومن دونها قطعُ المهامةِ والفقرِ

میرا نفس مصر جانے کے شوق میں ہے

حالانکہ اِس سفر میں بڑی مشکلات ہیں۔

فواللّٰہ ما أدري، الفوزُ والغنی

أُساق إليها أم أُساق إلى القبرِ

واللہ! مجھے معلوم نہیں کہ اطمینان و اِستغناء کے لیے وہاں جا رہا ہوں

یا قبر میں جانے کے لیے۔

چنانچہ امام شافعی کے اِن اشعار سے آپ کی پیشگوئی ثابت ہوگئی کہ آپ وہاں مستغنی بھی ہوئے اور وہیں فوت بھی ہوئے۔۔امام شافعی کو مصر میں عبداللہ بن عبد الحکم سے خصوصی تعلق تھا اور یہ تعلق تا وفات قائم رہا۔حتیٰ کہ انھی کے گھر وفات پائی۔

امام شافعی جب مصر آئے تو اُن کی عمر قریباً 50 سال کے قریب قریب تھی۔

ابن ندیم کے قول کے مطابق تسلیم کیا جائے تو امام شافعی صرف چار سال یعنی 200ھ سے 204ھ تک مصر میں مقیم رہے۔

خلافت عباسیہ اور خلفا

امام شافعی نے اپنی حیات مبارکہ میں کل 6 عباسی خلفاء کا زمانہ دیکھا جو یہ ہیں:

ابوجعفر المنصور: 10 جون 754ء تا 6 اکتوبر 775ء۔

محمد المہدی: 6 اکتوبر 775ء تا 24 جولائی 785ء۔

موسیٰ الہادی: 24 جولائی 785ء تا 14 ستمبر 786ء۔

ہارون الرشید: 14 ستمبر 786ء تا 24 مارچ 809ء۔

امین الرشید: 24 مارچ 809ء تا 27 ستمبر 813ء۔

مامون الرشید: 27 ستمبر 813ء تا 7 اگست 833ء۔

خلیفہ مامون الرشید کی خلافت کے چھٹے سال میں امام شافعی فوت ہوئے۔

وفات وتدفین

امام شافعی کو اواخر ایام میں مرض بواسیر ہوا، اسی مرض کی شدت کی وجہ سے آپ کی طبیعت جب بہت زیادہ بگڑی تو پاس بیٹھے شاگرد امام مزنی نے خیریت دریافت کرتے ہوئے عرض کی اساتذہ کے استاذ! آپ کا دن کیسے گذرا؟ جواب میں فرمایا، "آج میں دنیا سے رخصت ہونے والا ہوں اور اپنے بھائیوں کو چھوڑنے والا بھی۔ ہائے! اپنے برے اعمال کی سزا بھی پانے والا ہوں اور اللہ بزرگ و برتر کی بارگاہ میں پیش ہونے والا بھی ہوں اور موت کا پیالہ بھی پینے والا ہوں۔ واللہ! میں نہیں جانتا آیا میری روح جنت میں جائے گی کہ میں اسے مبارک باد دوں یا اس کا مقام دوزخ ہے کہ میں اس سے تعزیت کروں۔"

نماز مغرب سے فراغت کے بعد لیٹے ہی تھے کہ نزع کی کیفیت شروع ہو گئی۔ بہت الحاح کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں پھر عرض گزار ہوئے۔ عشاء کی نماز ہمت کر کے پڑھی اور فراغت کے بعد پھر گڑگڑا کر دعا مانگی۔ دُعا سے فارغ ہوکر لیٹے ہی تھے کہ روح بآسانی نکل گئی۔ اور اس طرح امام شافعی خدمت دین سے بھرپور اپنی یہ مختصر

زندگی گزار کر دارِ فانی سے رخصت ہو گئے۔

تاریخ وفات کا تعین

بعض مورخین نے آپ کی تاریخ وفات کا تعین ماہِ رجب کا اِختتام کہا ہے اور دن میں مختلف اقوال ہیں کہ جمعرات تھا یا جمعہ۔ البتہ امام شافعی کے شاگرد ربیع بن سلیمان مرادی کا قول زیادہ قوی ہے ان دونوں روایات کو جمع کر لیا جائے تو صحیح یوں معلوم ہوتا ہے کہ امام شافعی کی وفات بعمر 54 سال بروز جمعرات 29 رجب 204ھ مطابق 19 جنوری 820ء کو بوقت عشاء ہوئی، اور آپ کی تدفین اگلے روز، بروز جمعہ 30 رجب 204ھ مطابق 20 جنوری 820ء کو مغرب کی نماز کے بعد جبل مقطم کے قریب قرافہ صغریٰ میں کی گئی۔

امیر مصر نے نماز جنازہ پڑھائی اور عبد اللہ بن الحکم کے بیٹوں نے تجہیز و تکفین کی سعادت پائی۔ امام شافعی کے شاگرد ربیع بن سلیمان مرادی کہتے ہیں کہ امام شافعی کی تدفین سے واپسی پر میں نے شعبان کا چاند دیکھا تھا اور رات میں امام شافعی کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ امام صاحب نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نور کی کرسی پر بٹھایا۔

ربیع بن سلیمان مرادی کہتے ہیں کہ امام شافعی کے بعد ہم لوگ اُن کے حلقہ درس میں بیٹھے تھے کہ ایک اعرابی نے آ کر سلام کیا اور بعد سلام کے سوال کیا: اِس حلقہ کے شمس و قمر کہاں ہیں؟ ہم نے بتایا کہ اُن کا تو اِنتقال ہو گیا، یہ سن کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رویا اور یہ الفاظ کہہ کر چلا گیا: ”اللہ تعالیٰ اُس پر رحم فرما اور اُس کی مغفرت فرما، کس خوبی سے دلیل و حجت کی گتھیوں کو اپنے بیان سے سلجھاتا تھا، اپنے مقابل کو واضح دلیل

سے ہدایت دیتا تھا، شرمندہ چہروں سے عار کو دھوتا تھا، اپنے اِجتہاد سے مسائل کے بند دروازے کھولتا تھا۔"

مدفن

سلطان مصر و شام صلاح الدین ایوبی نے آپ کی قبر مطہر کے سامنے ایک وسیع و عریض مدرسہ تعمیر کروایا تھا۔ مصر کے ایوبی سلطان الملک الکامل محمد بن العادل نے 608ھ مطابق 1211ء میں آپ کی قبر مطہر پر مقبرے کا گنبد تعمیر کروایا۔

(دائرۃ المعارف الاسلامیہ: جلد 11 صفحہ 577 مضمون الشافعی۔)

بوقت وفات تلامذہ کے متعلق پیشگوئی

ربیع بن سلیمان مرادی کہتے ہیں کہ امام شافعی کے وقتِ نزاع کے دوران میں حاضر تھا، اُن کے پاس دوسرے شاگرد بویطی، مزنی اور ابن عبد الحکم بھی موجود تھے۔ امام شافعی نے ہماری طرف دیکھ کر کہا: اے ابو یعقوب (بویطی)! تم لوہے کی زنجیر اور بیڑی میں انتقال کرو گے اور اے مزنی! تمھارے لیے مصر میں چہ میگوئیاں ہوں گی۔ مگر آگے چل کر تم اپنے زمانہ کے سب سے بڑے فقہی قیاس کرنے والے ہوگے۔ اور تم اے محمد (ابن عبد الحکم)! تم امام مالک کے مذہب کو اختیار کرو گے اور مجھ سے کہا اے ربیع! تم میری کتابوں کی نشر و اشاعت میں میرے حق میں نافع و مفید ہوگے۔ اے ابو یعقوب! اُٹھو اور میرا حلقہ درس سنبھال لو۔ ربیع بن سلیمان مرادی کہتے ہیں کہ امام شافعی کی وفات کے بعد ہم میں سے ہر ایک وہی ہوا جو انھوں نے فرمایا تھا۔ جیسے کہ وہ باریک پردے کے پیچھے سے غیب کو دیکھ رہے تھے۔

امام شافعی کی یہ پیشگوئی آئندہ سالوں میں پوری ہوگئی کہ بویطی 231ھ میں

بغداد کے قید خانہ میں فوت ہوئے اور وہ مسئلہ فتنہ خلق قرآن میں قید کر لیے گئے تھے، مزنی آپ کے علم کے داعی بنے اور مصر میں اُن کا چرچا عام ہوا۔ محمد ابن عبد الحکم نے مذہب مالکیہ اختیار کر لیا۔ ربیع بن سلیمان مرادی امام شافعی کی کتب کے ناشر بنے اور امام شافعیؒ سے روایت کردہ کتاب المبسوط اِنہی کے توسط سے علمائے اسلام تک پہنچی۔

اولاد

امام شافعی کی اولاد کے متعلق ابن حزم نے لکھا ہے کہ آپ کے 2 صاحبزادے تھے، ایک ابو الحسن محمد جو علاقہ قنسرین اور عواصم میں قاضی تھے، انھوں نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی اور دوسرے عثمان تھے جو احمد بن حنبل کے شاگرد ہوئے، اِن سے بھی اولاد کا سلسلہ منقطع رہا۔

امام تاج الدین سبکی نے طبقات الشافعیۃ الکبریٰ میں لکھا ہے کہ امام شافعی کے 2 صاحبزادے تھے: ایک قاضی ابوعثمان محمد اور دوسرے ابو الحسن محمد، ابوعثمان بڑے تھے اور امام شافعی کے اِنتقال کے وقت مکہ میں تھے، یہ اپنے والد امام شافعی، امام سفیان بن عیینہ، امام عبد الرزاق صاحب المصنف اور احمد بن حنبل سے روایت کیا کرتے تھے۔ حلب میں بھی عہدہ قضا پر فائز رہے، اِن کی تین اولادیں ہوئیں: عباس، ابو الحسن اور ایک بیٹی فاطمہ۔ عباس اور ابو الحسن تو بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے اور بیٹی فاطمہ سے اولاد کا سلسلہ منقطع رہا۔ ابوعثمان محمد کا اِنتقال 240ھ مطابق 854ء میں الجزیرہ کے مقام پر ہوا۔ دوسرے صاحبزادے ابو الحسن محمد تھے جن کی والدہ دنانیر کنیز تھیں۔ یہ بچپن میں ہی اپنے والد امام شافعی کے ہمراہ مصر آ گئے تھے اور یہیں مصر میں ماہ شعبان 231ھ مطابق ماہ اپریل 846ء کو فوت ہوئے۔ ابو الحسن محمد کی ایک

صاحبزادی زینب تھیں جس سے ابو محمد احمد بن محمد بن عبد اللہ بن عباس بن عثمان بن شافع پیدا ہوئے۔ یہ اپنے والد کے ذریعہ سے اپنے نانا امام شافعی سے روایت کیا کرتے تھے۔ آل شافع یعنی خاندان امام شافعی میں اِن کے مثل کوئی عالم پیدا نہیں ہوا، اِن کو اپنے نانا امام شافعی کی برکت حاصل تھی۔

(تاج الدین سبکی: طبقات الشافعیۃ الکبریٰ جلد 2 ص 186۔)

امام شافعی کا فقہی مسلک

امام شافعی نے تفقہ میں فقہائے حجاز اور فقہائے عراق کے اُصول وفروع کو سامنے رکھتے ہوئے ایک درمیانی راہ اِختیار کی ہے۔ امام شافعیؒ قرآن مجید کے ظاہری معانی کو حجت مانتے ہیں جب تک یہ دلیل نہ ملے کہ یہاں ظاہری معنی مراد نہیں ہیں۔ اِس کے بعد سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اِستدلال کرتے ہیں حتیٰ کہ خبر واحد کو بھی قابل عمل قرار دیتے ہیں اگرچہ اُس کے راوی ثقہ نہ ہوں۔ امام مالک کی طرح تائید میں تعامل اہل مدینہ منورہ کو تسلیم کرتے ہیں اور اِس کے بعد اجماع پر عمل کرتے ہیں، بایں ہمہ کہ اِس کے خلاف کا علم نہ ہو۔ امام شافعی کے نزدیک اجماع کلی کا علم محال ہے۔ آخر میں قیاس پر عمل کرتے ہیں جس کی تائید قرآن اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوتی ہے۔ خلاف قیاس مسائل یا مسائل مرسلہ کے مخالف ہیں مگر اِنہی کے مانند مسائل پر بعض اوقات عمل کرتے ہیں اور اِسی کو اِستدلال کہتے ہیں۔

امام شافعی کے فقیہ ومفتی اور قاضی کے متعلق جو صفات بیان کی ہیں اُن سے امام شافعی کا فقہی مسلک بخوبی معلوم ہوجاتا ہے: ”قاضی اور مفتی کے لیے فیصلہ کرنا اور فتویٰ دینا اُس وقت تک جائز نہیں ہے کہ وہ کتاب اللہ اور اُس کی تفسیر کے عالم اور سنن

وآثار اور اختلاف علماء کے عالم نہ ہوں، اُن میں حسن نظر صحیح فہم، تقویٰ اور مشتبہ مسائل میں مشورہ ہونا چاہیے۔"

(خطیب بغدادی: الجامع والبیان العلم جلد 2 صفحہ 82۔)

اختلاف صحابہ کے بارے میں امام شافعی خود فرماتے ہیں کہ:"اُن میں سے جو قول کتاب وسنت یا اجماع و قیاس کے موافق ہوتا ہے، میں اُس کو لیتا ہوں اور اُن حضرات میں سے کسی ایک کا قول لیتا ہوں جبکہ کتاب وسنت اور اجماع ودلیل میں اُس کو نہیں پاتا ہوں۔" یونس بن عبد الاعلیٰ نے امام شافعی کا قول نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: اصل یہ چیزیں ہیں: قرآن، سنت اور اِن دونوں کی روشنی میں قیاس اور اجماع اکبر اُس حدیث میں جو منفرد ہو۔

(امام شافعی: کتاب الرسالہ الرقم 1559۔)

خلق قرآن کے مسئلہ میں امام شافعی کی رائے

مسئلہ خلق قرآن یعنی قرآن مجید کا مخلوق ہونا خلافت عباسیہ کے اوائل عہد حکومت میں بہت زور شور سے پھیل گیا تھا مگر علمائے شوافع وعلمائے حنابلہ اِس مسئلہ کے سامنے ڈٹ گئے۔ امام شافعیؒ کے اِس قول سے مسئلہ خلق قرآن کی واضح تردید ہوتی ہے۔ یہی قول امام احمد بن حنبل کا ہے اور وہ تو اِس مسئلہ میں مشقتیں بھی برداشت کرتے رہے۔

امام حاکم نے ابوسعید بن ابی عثمان سے اور انھوں نے امام الحسن ابن صاحب الشاشی سے اور انھوں نے ربیع بن سلیمان مرادی کے تسلسل سے امام شافعی کا قول نقل کیا ہے کہ: آپ سے قرآن کے متعلق (اشارہ مسئلہ خلق قرآن کی جانب تھا) پوچھا گیا تو

آپ نے فرمایا: تعجب ہے تعجب ہے! قرآن تو کلام اللہ ہے اور جو کہتا ہے کہ وہ مخلوق ہے وہ کفر کرتا ہے۔

(الحافظ الذہبی: سیر اعلام النبلا جلد 10 صفحہ 18)

فقہی خدمات

امام شافعی نے فقہی اجتہاد اور حدیث دونوں کو اپنایا ہے۔ انھوں نے نہ صرف اُس فقہی مواد پر کاملا عبور حاصل کیا جو موجود تھا، بلکہ اپنی تصنیف کتاب الرسالہ میں اُصول ہائے وطریقہ ہائے اِستدلال فقہ کی تحقیق کی۔ انھیں بجا طور پر اُصول فقہ کا موسس و بانی سمجھا جاتا ہے۔ آپ نے قیاس کے با قاعدہ قواعد وضوابط وضع کیے۔ اصول استحسان میں امام شافعی کو کوئی دلچسپی نہ تھی بلکہ اصول استحسان کے بارے خیال کیا جاتا ہے کہ اِسے بعد کے شوافع حضرات نے مذہب شافعیہ میں داخل کر دیا۔

تلامذہ

بغداد کے تلامذۂ خاص

امام شافعی نے مصر جانے سے قبل بغداد میں دو سال سے زائد مدت کے قیام میں بغداد میں اپنا حلقہ درس جاری رکھا۔ یہاں علماء، محدثین، فقہا، ادبا وشعرا آپ کے حلقہ خاص کی زینت بنے رہا کرتے تھے لیکن اِن سب میں سے چار طلبہ خصوصی اہمیت کے حامل ہیں جو امام شافعی کے علوم اور فقہ وفتویٰ کے ترجمان ہیں اور اِنہی چاروں طلبہ کے ذریعہ سے امام شافعی کے اقوال قدیمہ محفوظ رہے۔ یہ چار حضرات یہ ہیں:

(1) امام حسن بن محمد الزعفرانی بغدادی (متوفی 259ھ)

یہ امام ابوعلی الحسن بن محمد بن صباح الزعفرانی البغدادی ہیں۔ بغداد کا قریبی

دیہات زعفرانیہ اِن کا مسکن تھا جس کی نسبت سے زعفرانی کہلائے۔ فقہ و حدیث کے بہت بڑے امام و عالم تھے اور کئی کتب تصنیف فرمائیں۔ امام شافعی کی خدمت میں بہت عرصہ رہے اور کہا کرتے تھے کہ: ”محدثین سوئے ہوئے تھے، امام شافعی نے انھیں بیدار کیا اور جس نے حدیث لکھنے کے لیے قلم دوات لی ہے اُس پر امام شافعی کا احسان ہے“۔ زعفرانی امام شافعی کے حلقہ درس میں اُن کی کتب کو با آوازِ بلند پڑھا کرتے تھے اور طلبہ سنتے تھے۔ خود کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی کے سامنے اُن کی کتاب ”الرسالۃ“ پڑھی تو آپ نے مجھ سے پوچھا: عرب کے کس قبیلہ سے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ عربی نہیں ہوں بلکہ ایک دیہات زعفرانیہ کا باشندہ ہوں (زعفرانیہ بغداد کے قریبی دیہات میں سے ایک تھا)۔ یہ سن کر کہا:

انت سید هذه القرية

تم اپنی بستی کے سردار ہو۔

(2) امام احمد بن حنبل شیبانی البغدادی (متوفی 241ھ)

فقہ حنبلی کے امام ہیں۔ نام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی البغدادی ہے۔ امام شافعی کے تلامذۂ خاص میں امامت کا درجہ رکھتے ہیں۔ امام شافعی کا قول ہے کہ: میں بغداد سے نکلا اور فقہ، ورع اور علم میں احمد بن حنبل سے بڑھا ہوا کسی کو نہیں چھوڑا۔ احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ جب تک میں امام شافعی کے حلقہ درس میں نہیں بیٹھا تھا تو حدیث کے ناسخ و منسوخ سے لاعلم تھا۔ احمد بن حنبل امام شافعی کے لیے بہت زیادہ دعا کیا کرتے تھے، ایک مرتبہ صاحبزادے عبد اللہ بن احمد نے عرض کی کہ یہ شافعی کون حضرت ہیں جن کے حق میں آپ اِتنی دعا کیا کرتے ہیں؟ تو کہا: کہ بیٹے! شافعی دنیا کے

لیے آفتاب اور بدن کے لیے عافیت کے مانند تھے، کیا اِن دونوں چیزوں کا بدل ہوسکتا ہے؟ میں 30 سال سے سوتے وقت میں امام شافعی کے لیے دعا اور استغفار کرتا ہوں۔
(ابن خلکان: الوفیات الاعیان جلد 2 صفحہ 19۔)

(3) امام ابوثور ابراہیم بن خالد البغدادی (متوفی 240ھ)

یہ امام ابوثور ابراہیم بن خالد بن ابو الیمان الکلبی البغدادی ہیں۔ اولاً اہل عراق کے مسلک پر تھے بعد ازاں امام شافعی کی درسگاہ میں پہنچ کر اُن سے رجوع کر لیا۔ اپنے زمانہ میں بغداد میں اعیان فقہا و محدثین میں سے تھے۔

(4) امام حسین بن علی الکرابیسی البغدادی (متوفی 245ھ)

یہ امام ابوعلی الحسین بن علی بن یزید الکرابیسی البغدادی ہیں۔ امام شافعی کے تلامذہ بغداد میں بہت مشہور ہیں اور اصحاب امام شافعی میں شمار کیے جاتے ہیں۔ اولاً اہل عراق کے مسلک پر تھے مگر امام شافعی کی شاگردی میں اُن کے مسلک سے رجوع کر لیا۔ صاحب التصانیف کثیرہ، عالم وفقیہ، محدث اور متکلم تھے۔ بغداد میں تو اِن کی عظمت کا سکہ چلتا تھا۔ اِن کی امام احمد بن حنبل سے بہت دوستی تھی مگر فتنہ خلق قرآن کے مسئلہ میں اِن دونوں برزگوں کی دوستی عداوت میں تبدیل ہوگئی۔

مصر کے تلامذۂ خاص

اواخر عمر میں امام شافعی بغداد سے مصر چلے گئے اور وہاں امام شافعی کے علم کی خوب اِشاعت ہوئی اور مصری تلامذہ و اصحاب نے اِن کے فقہی آرا اور اقوال کو جمع کیا۔ مصر میں چھ تلامذہ خاص مشہور ہیں اِنہی کی بدولت امام شافعی کا مسلک افریقا میں عام ہوا، یہ حضرات یہ ہیں:

(1) ربیع بن سلیمان المرادی المصری (متوفی 270ھ)

یہ ابومحمد ربیع بن سلیمان بن عبد الجبار مرادی المصری ہیں۔ اِن کا تعلق قبیلہ مراد سے تھا اور کنیت ابوسلیمان ہے۔ امام شافعیؒ کے مصری شاگردوں میں سے کبار درجہ کے ہیں۔ امام شافعی خود کہا کرتے تھے کہ:" ربیع میرے راوی ہیں، ربیع نے مجھ سے جس قدر زیادہ علم حاصل کیا ہے کسی اور شخص نے نہیں کیا۔" اِن کی علمی حرص بہت بڑھ گئی تھی جس کو دیکھتے ہوئے امام شافعی فرماتے تھے کہ:" ربیع! اگر میرے بس میں ہوتا تو میں تم کو علم کھلا دیتا۔" ربیع بن سلیمان مرادی مصر میں امام شافعی کے آخری شاگرد ہیں اور الموذن کے لقب سے مشہور تھے۔

(2) اسمٰعیل بن یحییٰ المزنی المصری (متوفی 264ھ)

یہ امام ابوابراہیم اسمٰعیل بن یحییٰ بن اسمٰعیل المزنی المصری ہیں۔ اِن کا تعلق قبیلہ مزینہ سے تھا جو قبائل یمن سے تھا۔ امام شافعیؒ سے تحصیل علم کیا۔ اصحاب شافعی میں سے پارسا ترین فقیہ تھے۔ امام شافعی اِن کے متعلق کہتے ہیں کہ:" مزنی میرے مذہب کے ناصر ہیں۔" مزنی عابد و زاہد، نہایت نیک عالم تھے، دقیق مسائل میں گہری نظر رکھتے تھے۔ اپنی جلالت شان کے باوجود امام شافعی کے جو مسائل اِن کے پاس نہیں تھے، اُن کو ربیع بن سلیمان مرادی کی تصانیف سے لیا۔ ابن خلکان کہتے ہیں کہ:" وہ شوافع کے امام، شافعی کے فقہی طریقوں اور اُن کے فتاویٰ اور اُن کے منقولات کے سب سے بڑے عالم ہیں۔" امام شافعی کو غسل بھی انھوں نے ہی دیا اور تجہیز و تکفین بھی ادا کی۔ بروز بدھ 29 رمضان 264ھ مطابق 4 جون 878ء کو فوت ہوئے اور یکم شوال 264ھ مطابق 5 جون 878ء کو کوہ جبل مقطم کے دامن میں امام شافعی کی قبر مطہر کے

قریب دفن کیے گئے۔نماز جنازہ ربیع بن سلیمان مرادی نے پڑھائی۔ اِن کی مشہور کتاب "کتاب المختصر الصغیر" ہے یہ کتاب متداول ہے اور اصحابِ شافعی کا دارومدار اِسی کتاب پر ہے۔ اِس کتاب کی شرح بہت سے شوافع نے کی ہے۔

(3) ربیع بن سلیمان الجیزی المصری (متوفی 256ھ)

یہ امام ابومحمد ربیع بن سلیمان بن داود الجیزی المصری ہیں۔ قاہرہ کے مغرب میں ایک علاقہ جیزہ کے رہنے والے تھے جس سے جیزی کہلائے۔ امام شافعیؒ کے تلامذہ خاص میں سے تھے مگر امام شافعیؒ سے کم ہی روایت کرتے ہیں، البتہ امام شافعیؒ کے شاگرد امام عبداللہ بن عبدالحکم کے ذریعہ سے امام شافعیؒ کے علوم حاصل کیے۔ اِن سے امام ابوداؤد، امام نسائی اور امام طحاوی نے روایت کیا ہے۔ ثقہ، صالح اور کثیر الحدیث عالم تھے۔ 256ھ میں جیزہ کے مقام پر فوت ہوئے اور وہیں دفن کیے گئے۔

(ابن خلکان: الوفیات الاعیان جلد 1 صفحہ 103۔)

(4) حرملہ بن یحییٰ المصری (متوفی 244ھ)

یہ ابوعبداللہ حرملہ بن یحییٰ بن عبداللہ تجیبی المصری ہیں۔ امام شافعیؒ کے حلقہ درس کے خواص میں شامل تھے۔ حافظ الحدیث تھے۔ امام شافعی کی وفات کے بعد آپ کے مصری تلامذہ میں سے سب سے پہلے حرملہ بن یحییٰ کا ہی انتقال ہوا۔

(5) یونس بن عبدالاعلیٰ المصری (متوفی 264ھ)

یہ امام ابوموسیٰ یونس بن عبد الاعلیٰ المصری ہیں۔ امام شافعی کے متعلق کہتے ہیں کہ: اگر پوری اُمت بھی جمع ہو جائے تو امام شافعی کی عقل سب کے لیے کافی ہوگی۔ قرات کے امام تھے۔ فقر و فاقہ میں زندگی بسر کرتے رہے۔ نہایت متقی اور خدا

ترس عالم تھے۔ اِن کی دعا سے طلب باراں (بارش طلب کرنا) کیا جاتا تھا۔ انھوں نے امام شافعی کے علاوہ امام سفیان بن عینیہ، ولید بن مسلم اور اشہب سے روایت کیا۔ یونس بن عبد الاعلیٰ سے امام مسلم، امام نسائی، امام ابن ماجہ نے احادیث روایت کی ہیں۔

(6) امام یوسف بن یحییٰ بویطی (متوفی 231ھ)

یہ امام ابو یعقوب یوسف بن یحییٰ بویطی المصری ہیں۔ امام شافعی کے تلامذہ خاص میں سے ہیں۔ نہایت عابد و زاہد، متقی اور نیک عالم تھے۔ فتنہ خلق قرآن کے رد میں مصر سے گرفتار کر کے بغداد میں لائے گئے اور عباسی خلیفہ الواثق باللہ نے فتنہ خلق قرآن پر مناظرہ کروایا مگر آپ ثابت قدم رہے اور انکار کر دیا۔ آپ کی استقامت کو دیکھتے ہوئے انکار پر خلیفہ عباسی الواثق باللہ کے حکم سے بغداد کے قید خانہ میں ڈال دیے گئے۔ قید خانہ میں جمعہ کے دن اذان سن کر غسل کرتے اور قید خانہ کے دروازے تک آتے اور کہتے: ''اے اللہ! میں نے تیرے پکارنے والے کو جواب دیا اور اِن لوگوں نے مجھے روک دیا۔''

(ابن خلکان: الوفیات الاعیان جلد 2 صفحہ 517۔)

231ھ میں بغداد کے قید خانہ میں اِنتقال کیا۔ اِن کی مشہور تصانیف یہ ہیں: کتاب المختصر الکبیر، کتاب المختصر الصغیر اور کتاب الفرائض۔

ان کے علاوہ امام شافعیؒ کے مشہور تلامذہ میں سے چند یہ ہیں جن کے اسمائے گرامی مورخ اسلام الحافظ ذہبی نے نقل کیے ہیں:

الحُمیدی، ابو عبید القاسم بن سلام،، سلیمان بن داود الہاشمی، ابو یعقوب یوسف البُوَیطی، ابو ثور ابراہیم بن خالد الکلبی، حرملہ بن یحییٰ، موسیٰ بن ابی الجارود المکی، عبد

العزیز المکی صاحب الحیدہ، حسین بن علی الکرابیسی، ابراہیم بن المنذر الحزامی، الحسن بن محمد الزعفرانی، احمد بن محمد الاذرقی، احمد بن سعید الہمدانی، احمد بن ابی شُریح الرازی، احمد بن یحییٰ بن وزیر المصری، احمد بن عبدالرحمٰن الوھبی، ابراہیم بن محمد الشافعی، اسحاق بن راہویہ، اسحاق بن بُہلُول، ابوعبدالرحمٰن احمد بن یحییٰ الشافعی المتکلم، الحارث بن سُریح النقال، حامد بن یحییٰ البلخی، سلیمان بن داود المھری، عبدالعزیز بن عمران بن مقلاص، علی بن معبد الرقی، علی بن سلمہ اللبقی، عمرو بن سواد، ابوحنیفہ قحزم بن عبداللہ الاسوانی، محمد بن یحییٰ العدنی، مسعود ابن سہل المصری، ہارون بن سعید الایلی، احمد بن سنان القطان، ابوالطاہر احمد بن عمرو بن السرح، یونس بن عبدالاعلیٰ، الربیع ابن سلیمان المرادی، الربیع بن سلیمان الجیزی، محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم المصری، بحر بن نصر الخولانی۔

(الحافظ الذہبی: سیر اعلام النبلا جلد 10 صفحہ 7 تا 8)

خواب میں زیارت نبویؐ

پہلی زیارت کے متعلق امام شافعی بیان کرتے ہیں کہ: میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، آپ نے مجھ سے فرمایا: اے لڑکے! تو کس خاندان سے ہے؟ میں نے عرض کی: آپ کے خاندان سے۔ فرمایا: میرے قریب آ جاؤ۔ جب میں آپ کے قریب ہو گیا تو آپ نے اپنا لعابِ دہن میری زبان پر، ہونٹوں پر اور دہن میں ڈال دیا۔ پھر فرمایا: جاؤ اللہ تم پر برکت نازل فرمائے۔

دوسری زیارت کے متعلق امام شافعی بیان فرماتے ہیں کہ: میں نے اِسی عمر میں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خانہ کعبہ میں نماز پڑھاتے دیکھا، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کو تعلیم دیتے رہے، پھر میں بھی آپ کے قریب آ بیٹھا اور

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے بھی کچھ سکھایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آستین سے میزان (یعنی ترازو) نکال کر دی اور فرمایا: تیرے لیے میرا یہ عطیہ ہے۔ امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ میں نے ایک معبر سے اِس کی تعبیر دریافت کی تو اُسے نے کہا: تم دنیا میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مطہرہ کی نشر واشاعت میں امام بنو گے۔

ذہانت اور فہم وفراست

ایک بار امام شافعیؒ، یحییٰ ابن معینؒ اور امام احمد بن حنبلؒ مکہ مکرمہ گئے اور ایک ہی مقام پر سب حضرات ٹھہرے۔ شب میں امام شافعی اور یحییٰ ابن معین لیٹ گئے اور احمد بن حنبل نماز کی ادائیگی میں مصروف ہو گئے۔ صبح کو امام شافعی نے کہا کہ رات میں نے مسلمانوں کے لیے 200 مسائل حل کیے، یحییٰ ابن معین سے پوچھا کہ آپ نے کیا کیا؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کو 200 کذاب راویوں سے محفوظ کیا ہے۔ امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کہ آپ نے کیا کیا؟ تو انھوں نے کہا کہ میں نے نوافل کی ادائیگی میں ایک قرآن مجید ختم کیا ہے۔

(مناقب امام احمد بن حنبل صفحہ 287۔)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں امام شافعیؒ کا مدحیہ قصیدہ پیش خدمت ہے:

قصيدةٌ فی مدح رسول الله ﷺ للإمام الشافعي

من مثلكم لرسول الله (ﷺ) ينتسب

مَنْ مِثْلُكُمْ لِرَسُوْلِ الله (ﷺ) يَنْتَسِبُ
لَيْتَ الْمُلُوْكَ لَهَا مِنْ جَدِّكُمْ نَسَبُ

کون ہے تمہارے جیسا جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے منسوب ہے؟
کاش، بادشاہوں کا آپ کے آباؤ اجداد سے سلسلہ نسب ہوتا!

مَا لِلسَّلَاطِيْنِ أَحْسَابٌ بِجَانِبِكُمْ
هٰذَا هُوَ الشَّرفُ الْمَعْرُوف وَالْحَسبُ

آپ کے مقابلے میں سلاطین کس نسب کے مالک ہیں؟
یہی وہ معروف ومعلوم عزت اور نسب ہے۔

أَصْلٌ هُوَ الْجَوْهَرِ الْمَكْنُوْن مَا لَعِبَتْ
بِهِ الْأَكُفُّ وَلَا حَاقَتْ بِهِ الرَّيبُ

اصل وہ پوشیدہ جوہر ہے جس سے نہ تو ہاتھوں نے کھیل کھیلا ہے
اور نہ ہی اس پر شک کی گرد چھائی ہے۔

مَرَّتْ عَلَيْهِ عَصُوْرٌ لَا عَدَادَ لَهَا

وَ لَيْسَ يَصْدَأُ إِذْ لَا يصدأ الذَّهَبُ

اس پر ایسے دور، لاتعداد زمانے گزرے ہیں جن کی گنتی نہیں
اور اس کو زنگ نہیں لگتا کیونکہ سونا کو زنگ نہیں لگتا

خَيْرُ النَّبِيِّينَ لَمْ يذْكر عَلىٰ شَفَةٍ
إِلَّا وَصَلَّتْ عَلَيْهِ الْعَجَمُ وَالْعَرَبُ

نبیوں میں سب سے افضل کا ذکر نہیں آتا جب بھی زبان پر،
مگر عرب وعجم دونوں اس پر درود بھیجتے ہیں۔

خَيْرُ النَّبِيِّينَ لَمْ يقْرن بِهِ أَحَدٌ
وَهٰكَذَا الشَّمْسُ لَمْ تَقرن بِهَا الشُّهُبُ

پیغمبروں میں سب سے بہتر کے برابر کوئی نہیں آیا۔
اور اسی طرح سورج کے ساتھ ستارے نہیں جوڑے گئے۔
یعنی ستاروں کی سورج کے ساتھ کوئی برابری نہیں ہے۔

خَيْرُ النَّبِيِّينَ لَمْ تَحْصُرْ فَضَائِلُهُ
مَهْمَا تَصَدَّتْ لَهَا الْأَسْفَار وَالْكُتَبُ

نبیوں میں سب سے بہترین کی فضیلت کو کسی بھی کتاب یا سفر میں محدود نہیں کیا جا سکتا۔ خواہ کتنی ہی کتابیں اور جلدیں ان کو بیان کرنے کی کوشش کریں۔

اَلْمَاءُ فَاضَ زَلَالاً مِنْ أَصَابِعِهٖ

أَرْوَى الْجُيُوْشُ وَجَوْفُ الْجَيْشِ يَلْتَهِبُ

پانی اس کی انگلیوں سے صاف وشفاف بہنے لگا، جس نے فوجوں کو سیراب کیا اور پیاس بجھائی، جبکہ فوج کے دلوں کے اندر پیاس کی شدت سے آگ سی بھڑک اُٹھی تھی۔

وَالظَّبْيُ أَقْبَلَ بِالشَّكْوٰى يُخَاطِبُهُ

وَالصَّخْرُ قَدْ صَارَ مِنْهُ الْمَاءُ يَنْسَكِبُ

اور ہرن نے سامنے آ کر شکایت کے ساتھ اس سے بات کی،

اور چٹان! تحقیق اس سے پانی بہنے لگا۔

وَاهْتَزَّتِ الْأَرْضُ إِجْلَالاً لِمَوْلِدِهٖ

شَبِيْهَةً بِعَرُوْسٍ هَزَّهَا الطَّرَبُ

اور زمین اس کی پیدائش کے احترام میں لرز اٹھی

ایک دلہن کی طرح جو خوشی کے ساز سے جھوم رہی ہو

نَبَوَّةٌ مَا أَتَاهَا بَاطِلٌ أَبَدًا

وَلَا تَمَلَّكَهَا فِيْ حَالَةٍ كَذِبُ

نبوت ایسی ہے جس پر کبھی جھوٹ نہیں آ سکتا

اور جس پر جھوٹ کا کبھی قبضہ نہیں ہوسکتا

نبوّةٌ كُلّهَا بِالصِّدْقِ نَاطِقَةٌ
بِالْعَدْلِ قَائِمَةٌ، آيَاتُهَا عَجَبُ

نبوت جو پوری طرح صداقت سے لبریز ہے،
عدل پر قائم ہے، اس کی نشانیاں حیرت انگیز ہیں۔

قَدْ طَارَدَتْهَا قُرَيْشٌ وَهِيَ قَائِمَة
وَحَارَبُوهَا وَلَكِنْ كُلُّهُمْ غُلِبُوا

تحقیق پیچھا کیا اس کا قریش نے جب کہ وہ کھڑی تھی،
اور اس کے خلاف لڑے، لیکن وہ سب شکست کھا گئے۔

يَا مَنْ يَكُونُ شَفِيْعِي عِنْدَ خَالِقِهِ
فِي سَاعَةِ الْحَشْرِ إِنْ وَافَانِي الطَّلَبُ

اے وہ ذات جو قیامت کے دن اپنے خالق کے پاس میری شفاعت کرے گا
اگر مجھے اس وقت طلب کیا جائے۔

إِنِّي إِلَيْكَ بِأَبْنَاءٍ لَّكَ انْتَسَبُوا
مُسْتَشْفِعٌ فَلَعَلِّي مِنْكَ أَقْتَرِبُ

میں آپ کے پاس ان بچوں کے ذریعے آیا ہوں جو آپ سے منسلک ہیں،
میں آپ کی شفاعت کا طلب گار ہوں، ہوسکتا ہے کہ میں آپ کے قریب پہنچ جاؤں۔

سَادَاتُنَا الغرُّ مِنْ أَبْنَاءِ فَاطِمَة

طُوبىٰ لِمَنْ كَانَ لِلزَّهْرَاءِ يَنْتَسِبُ

ہماری معزز بزرگ حضرت فاطمہ کی اولاد میں سے ہیں

خوش نصیب ہے جو زہرا سے نسبت رکھتا ہے

مِنْ نَسْلِ فَاطِمَةٍ أَنْعم بِفَاطِمَةٍ

مِنْ أَجْلِ فَاطِمَة قَدْ شَرَّفَ النَّسَبُ

فاطمہ کی نسل سے ہوں، فاطمہ کی نعمت حاصل ہے

فاطمہ کی خاطر نسب کو شان اور عزت ملی

★★★★★

محمد بن أحمد بن علی بن جابر الأندلسی الهواری

ابن جابر اندلسی ایک شاعر، ادیب اور عربی زبان اور بیان بازی کے عالم اور اہل سنّت کے بڑے شعراء میں سے تھے۔ 1298ء میں المریہ شہر میں پیدا ہوئے اور سنہ 1378ء میں البیرہ شہر میں وفات پائی۔ ان کی تصنیفات اور شروحات ہیں، جن میں سے بعض چھپ چکی ہیں جبکہ کچھ اب تک مخطوطات کی صورت میں ہیں اور شائع نہیں ہوئیں۔ ابن جابر نابینا تھے، اس لیے بعض مصادر میں انھیں "ابن جابر الأعمیٰ، یا ابن جابر الضریر" کے نام سے بھی ذکر کیا جاتا ہے۔

نسب اور پرورش

ابو عبد الله شمس الدين محمد بن احمد بن علی بن جابر الأندلسی الهواري المالكي۔

وہ بچپن میں چیچک کی بیماری کا شکار ہوئے جس کے نتیجے میں ان کی بینائی ختم ہو گئی، یہ اس وقت ہوا جب وہ پانچویں سال کے آخر میں مکتب میں داخل ہوئے۔ وہ اندلس کے شہر المریہ میں سن 698 ہجری/ 1298ء عیسوی میں پیدا ہوئے۔ وہیں پرورش پائی اور قرآن، نحو، فقہ اور حدیث میں کئی علما سے علم حاصل کیا۔

(التحفۃ اللطیفۃ فی تاریخ المدینۃ الشریفۃ)

ان کے ساتھ احمد بن یوسف الغرناطی الرعینی مصر کے دیار میں گئے۔ ابن جابر تصنیف اور نظم کیا کرتے اور الرعینی لکھا کرتے۔ ان دونوں کو "الأعمیٰ والبصیر" (نابینا اور بینا) کے لقب سے شہرت حاصل ہوئی۔ بعد میں وہ شام گئے، کچھ مدت دمشق میں

قیام کیا، پھر 743 ہجری میں حلب کی طرف کوچ کیا اور"البیر ۃ" نامی مقام پر دریائے فرات کے کنارے سکونت اختیار کی۔ بعد ازاں ابن جابر نے شادی کی اور دونوں میں جدائی ہوگئی۔ الرعینی کا انتقال ہوگیا تو ابن جابر نے ان پر مرثیہ لکھا اور خود بھی تقریباً ایک سال بعد"البیر ۃ" میں وفات پا گئے۔

شیوخ واساتذہ

ان کے شیوخ واساتذہ میں مندرجہ ذیل نام آتے ہیں:

احمد بن ابی بکر بن عبد الله الأسدی العبشمی

احمد بن علی بن حسن الجزری، ابو العباس الهکاری (649-743ھ)

خلیل بن أیبک الصفدي

فاطمه بنت علی بن محمد الیونینیة البعلیة،

حافظ شرف الدین الیونیني کی بیٹی (665-730ھ)

عبد الله بن محمد بن ابی القاسم فرحون الیعمري

علی بن عمر بن ابراہیم القیجاطی (650-730ھ)

محمد بن سعید الرندی، محمد الزواوی

محمد بن یعیش

محمد بن یوسف بن علی بن حیان النفزي

یوسف بن الزکی عبد الرحمن المزي

تلامذہ

ان کے شاگردوں میں شامل ہیں:

ابراہیم بن علی بن محمد بن فرحون اليعمري

ابراہیم بن محمد بن خليل، سبط ابن العجمي

عبد الله بن محمد بن ابی القاسم فرحون اليعمري

عبد الواحد بن عمر بن عياد الأنصاري الأندلسی

محمد بن احمد ابن الحريری

محمد بن علی بن محمد بن عشائر السلمي

محمد بن محمد ابن الجزري

(الدرر الكامنة فی أعيان المائة الثامنة)

ابن جابر الأندلسی کی تصانیف

شرح ألفية ابن مالك:

مفید اور اعراب پر مبنی مشہور شرح، 756ھ میں مکمل ہوئی۔

شرح ألفية ابن معطی: آٹھ جلدوں میں۔

نظم فصيح ثعلب اور نظم كفاية المتحفظ:

لغوی کتب کی منظوم صورت۔

بديعيّة العميان:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں قافیۂ میم پر بدیعی نظم۔

غاية المرام في تثليث الكلام:

عربی الفاظ کے تثلیث (تین تلفظات) پر کتاب۔

المنحة في اختصار الملحة:

نحوی نظم کا اختصار۔

المقصد الصالح: ایک بادشاہ کی مدح میں نظم۔

دیوان نظم العقدین: نعتیہ دیوان، 2005ء میں شائع۔

دیوانِ شعر: 2006ء میں شائع شدہ کلیاتِ شاعری۔

اکثر تصانیف نظم ونحو ونعت پر مشتمل ہیں اور کچھ ابھی تک مخطوط ہیں

{حواله كتاب|عنوان=كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون

ناشر=مكتبة المثنى

مؤلف**1**=حاجي خليفة|الأول=مصطفى بن عبد الله

سنة=1941

المجلد=مج 1

مكان النشر=بغداد

صفحات=152

☆☆☆

قصیدۃ لابن جابر الأندلسی فی مدح الرسول ﷺ

•••••••••••

فِيْ كُلِ فاتحةٍ في القولِ معتبرَہ

فِي كُلِّ فَاتِحَةٍ فِي الْقَوْلِ مُعْتَبَرَه
حَقُّ الثَّنَاءِ عَلَى الْمَبْعُوثِ بِالْبَقَرَه

ہر کلام کے آغاز میں غور کرنے والا معتبر ہے
ستائش کا حق اس پر ہے جو بھیجا گیا تھا (سورۃ البقرہ میں)

فِي آلِ عِمْرَانَ قِدماً شاعَ مَبْعَثه
رِجَالُهُمْ وَالنِّسَاءُ اسْتَوْضَحُوا خَبَرَه

آل عمران میں ان کی بعثت کی خبر پہلے عام ہوگئی
ان کے مرد اور خواتین نے اس کی خبر جاننے کی کوشش کی

مَنْ مَدَّ لِلنَّاسِ مِنْ نُعْمَاهُ مَائِدَةً
عَمَّتْ فَلَيْسَتْ عَلَى الْأَنْعَامِ مُقْتَصِرَه

وہ جو اپنے فضل کا ایک دسترخوان تمام لوگوں پر پھیلاتا ہے،
وہ سب کے لیے ہے، یہ صرف مویشیوں تک محدود نہیں ہے۔

أَعْرَافُ نُعْمَاهُ مَا حَلَّ الرَّجَاءُ بِهَا

إِلَّا وَأَنْفَالُ ذَاكَ الْجُوْدِ مُبْتَدِرَه

اعراف کی نعمتیں وہ ہیں جن پر امید رکھی جاسکتی ہے،

اور کچھ نہیں سوائے اس فضل کے جو سخاوت کی پیش خیمہ ہے۔

بِهٖ تَوَسَّلَ إِذْ نَادٰى بِتَوْبَتِهٖ

فِي الْبَحْرِ يُوْنُس وَالظَّلْمَاء مُعتَكِرَه

اسی سے اس نے مدد کی التجا کی جب اُس نے توبہ کے ساتھ پکار کی

یونس سمندر میں تھے اور ہنگامہ خیز اندھیروں نے اسے گھیر رکھا تھا

هُوْدٌ وَيُوسُفُ كَمْ خَوفٍ بِهِ أمنا

وَلَن يُرُوِّعُ صَوتُ الرَّعْدِ مَنْ ذَكَرَه

ہود اور یوسف، ہمیں ان میں کتنا خوف دکھائی دیتا ہے!

اور گرج کی آواز ان لوگوں کو خوفزدہ نہیں کرے گی جو انہیں یاد کرتے ہیں۔

مَضْمُوْن دَعْوَةِ إِبْرَاهِيْمَ كَانَ وَفِيْ

بَيْتِ الْإِلٰهِ وَفِي الْحِجْرِ الْتَمَسَ أَثَرَه

ابراہیم علیہ السلام کی دعوت اور پکار کے مضمون کا نچوڑ تھا

خدا کے گھر میں اور پتھر میں اس کے نشان کی تلاش کی گئی

ذُوْ أُمَّةٍ كَدَوِي النَّحْلِ ذِكْرُهُم
فِيْ كُلِّ قُطْرٍ فَسُبْحَانَ الَّذِيْ فَطَرَه

وہ قوم جس کا تذکرہ شہد کی مکھیوں کی آواز کی طرح ہے۔
ہر علاقے میں، پاک ہے وہ جس نے اسے پیدا کیا۔

بِكَهْفِ رُحمَاهُ قَدْ لَاذَ الوَرىٰ وَبِهِ
بُشْرىٰ ابْنِ مَرْيَمَ فِي الْإِنْجِيْلِ مُشْتَهَرَه

اس کی رحمت کے غار میں بنی نوع انسان نے پناہ مانگی ہے
اور اسی میں ابن مریم کی بشارت انجیل میں مشہور ہے۔

سَمَّاهُ طٰهٰ وَحَضَّ الْأَنْبِيَاءَ عَلَى
حَجِّ الْمَكَانِ الَّذِيْ مِنْ أَجْلِهِ عَمرَه

اس نے اس کا نام طٰہٰ رکھا اور انبیاء کو اس جگہ کی حج کرنے کی تلقین کی
جس کے لیے اس نے اسے بنایا تھا۔

قَدْ أَفْلَحَ النَّاسُ بِالنُّوْرِ الَّذِيْ غَمَرُوا
مِنْ نُورِ فُرقَانِهِ لَمَّا جَلَا غُرَرَه

لوگ اس روشنی کی وجہ سے خوشحال اور کامیاب ہوئے ہیں جس نے ان کو ڈھانپ لیا ہے۔فرقان کی وحی کے نور سے جب اس کی چمک دمک سے پردہ اٹھا اور بلندیوں کو روشن کر دیا

أَكَابِرُ الشُّعَرَاءِ اللسين قَد عَجَزُوا

كَالنَّمْلِ إِذْ سَمِعَتْ آذَانُهُمْ سُوَرَه

عظیم و فصیح شعراء بھی بے بس ہو گئے

چیونٹیوں کی طرح جب ان کے کانوں میں شور کی آواز آتی ہے

وَحَسْبُهُ قَصَصٌ لِلْعَنْكَبُوتِ أَتَیٰ

إِذْ حَاكَ نَسجاً بِبَابِ الْغَارِ قَدْ سَتَرَه

اور اس کے لیے مکڑی کی کہانیاں کافی تھیں،

جب اس نے غار کے دروازے پر جالا بُنا جو اسے چھپا گیا۔

فِي الرُّوِمِ قَدْ شَاعَ قَدماً أَمْرُهُ وَبِهِ

لُقْمَانُ وَفقَ لِلدُّرِّ الَّذِيْ نَثَرَه

روم میں اُس کا ذکر قدیم زمانے سے مشہور ہے اور اسی کے ساتھ لقمان نے

اُس دانائی کے موتیوں کے مطابق عمل کیا جو اُس نے بکھیر رکھی تھی۔

كَمْ سَجْدَةٍ فِي طُلَى الْأَحْزَابِ قَدْ سَجَدَتْ

سُيُوفُهُ فَأَرَاهُمْ رَبّهُ عَبَرَه

جنگوں کے درمیان اتحادیوں کی تلواروں نے کتنے سجدے کیے

کہ ان کے رب نے انہیں عبرت کا سبق دکھایا۔

سَبَاهُمُ فَاطِرُ السَّبْعِ الْعُلَا كَرَماً
لِمَنْ بِيَاسِيْنَ بَيْنَ الرُّسُلِ قَدْ شَهَرَه

ساتوں بلند آسمانوں کے خالق نے ان پر احسان کیا ہے،
جس کی وجہ سے یاسین کو رسولوں میں مشہور کر دیا ہے۔

فِي الْحَزْبِ قَدْ صَفَّتِ الْأَمْلَاكُ تَنْصُرُهُ
فَصَادَ جَمْعَ الْأَعَادِيْ هَازِماً زُمَرَهُ

لشکر میں، فرشتے اس کی حمایت کے لیے قطار میں کھڑے تھے۔
چنانچہ اس نے دشمن کی فوجوں کا شکار کیا، ان کے گروہوں کو شکست دی۔

لِغَافِرِ الذَّنْبِ فِيْ تَفْضِيْلِهٖ سُوَرٌ
قَدْ فُصِّلَتْ لِمَعَانٍ غيرِ منحصِرَه

گناہوں کے معاف کرنے والے کے لیے اس کی حمد کے باب ہیں،
جن کی روشنیوں کی تفصیل بے شمار ہے۔

شُوْرَاهُ أَنْ تَهْجَرَ الدُّنْيَا فَزُخْرُفُهَا
مِثْلَ الدُّخَانِ فيعشى عين من نظره

اس کی نصیحت یہ ہے کہ دنیا اور اس کی زینت کو چھوڑ دو کیونکہ یہ دھوئیں کی طرح ہے،
جو بھی اسے دیکھتا ہے اس کی آنکھیں اندھا کر دیتا ہے۔

غزت شَرِيعَتِهِ الْبَيْضَاءُ حِيْنَ أَتَى

أَحْقَافَ بَدْرٍ وجُنْدُ اللهِ قَدْ نَصَرَهُ

جب وہ بدر کی ریت پر پہنچے تو اس کے سفید قانون نے فتح حاصل کی

اور خدا کے لشکر نے اسے فتح سے نوازا۔

فَجَاءَ بَعْدَ الْقِتَالِ الْفَتْحُ مُتَّصِلًا

وَأَصْبَحَتْ حُجُرَاتُ الدِّيْنِ مُنْتَصَرَهُ

پھر لڑائی کے بعد پے در پے فتح آئی، ور مذہب کے ایوان فتح یاب ہو گئے۔

بِقَافَ وَالذَّارِيَاتِ اللهُ أَقْسِمُ فِي

أَنَّ الَّذِيْ قَالَهُ حَقٌّ كَمَا ذَكَرَهُ

قاف اور ذریات طوفان اور بکھرتی ہوئی ہواؤں کی قسم

اللہ تعالیٰ نے جو کہا وہ سچ ہے جیسا کہ اس نے ذکر کیا۔

فِي الطُّوْرِ أَبْصَرَ مُوْسٰی نَجْمَ سُؤْدَدِهِ

وَالْأُفُقُ قَدْ شَقَّ إِجْلَالاً لَهُ قَمَرَهُ

کوہ سینا طور پر، موسیٰ نے اپنے جلال کا ستارہ دیکھا،

اور افق نے اس کی تعظیم واحترام میں اس کے چاند کو الگ کر دیا۔

أَسْرَى فَنَالَ مِنَ الرَّحْمَانِ وَاقِعَةً

فِي الْقُرْبِ ثَبَتَ فِيْهِ ربُه بَصَره

اس نے رات کو سفر کیا اور رحمٰن سے ایک نعمت حاصل کی۔

کچھ فاصلے پر اس کے رب نے اپنی نظر اس پر جمائی۔

أَرَاهُ أَشْيَاءَ لَا يَقْوى الْحَدِيْدُ لَهَا

وَفِي مُجَادِلَةِ الْكُفَّارِ قَدْ آزَرَهُ

اس نے اسے ایسی چیزیں دکھائیں جو لوہا بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

اور کافروں سے بحث میں اس کی حمایت کی گئی۔

فِي الْحَشْرِ يَوْمَ اِمْتِحَانِ الْخَلْقِ يُقْبَلُ فِيْ

صَفٍّ مِنَ الرُّسُلِ كُلُّ تَابِعٌ أَثَرَهُ

قیامت کے دن، جب تمام مخلوقات کا امتحان لیا جائے گا، ہر پیروکار اپنے

استاد کے نقش قدم پر، پیغمبروں کی صف میں شامل ہوگا۔

كَفٌّ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ الْحَصَاةُ بِهَا

فَاقْبَلْ إِذَا جَاءَكَ الْحَقُّ الَّذِيْ قَدَرَهُ

ایک مٹھی پتھر سے اللہ کی تعریف ہوتی ہے

پس قبول کرو جب وہ حق تمہارے پاس آئے جو حق اس نے مقرر کیا ہے

قَدْ أَبْصَرَتْ عِنْدَهُ الدُّنْيَا تَغَابُنُهَا

نَالَتْ طَلَاقاً وَلَمْ يَصْرِفْ لَهَا نَظَرَهُ

اس نے اس میں دنیا کا فریب ودھوکہ دیکھا، اس نے طلاق لے لی (علیحدگی اختیار کر لی)، پھر بھی اس نے اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔

تَحْرِيمُهُ الْحُبَّ لِلدُّنْيَا وَرَغْبَتُهُ

عَنْ زُهْرَةِ الْمُلْكِ حَقًّا عِنْدَمَا نَظَرَهُ

دنیا سے محبت کی حرمت اور سلطنت کے حسن سے اس کی رغبت

واقعی اس وقت ہے جب وہ اسے دیکھتا ہے۔

فِي نُونَ قَدْ حَقَّتِ الْإِمْدَاحُ فِيهِ بِمَا

أَثْنَى بِهِ اللهُ إِذْ أَبْدَى لَنَا سِيَرَهُ

نون میں، تعریف اس کے لیے ہے جس کے لیے خدا نے اس کی تعریف کی

جب اس نے اپنا راستہ ہم پر ظاہر کیا۔

بِجَاهِهِ سَالَ نُوحٌ فِي سَفِينَتِهِ

سُفُنَ النَّجَاةِ وَمَوجُ الْبَحْرِ قَدْ غَمَرَهُ

اس کے فضل سے، نوح نے اپنی کشتی میں پناہ لی،

نجات کا جہاز جب کہ سمندر کی لہروں نے اسے اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔

وَقَالَتِ الْجِنُّ جَاءَ الْحَقُّ فَاتَّبِعُوا

مُزَمِّلاً تَابِعاً لِلْحَقِّ لَن يَّذَرُ

اور جنوں نے کہا حق آ گیا ہے، توتم اس کی پیروی کرو۔ جو "مزمل"

لباس میں لپٹا ہوا آدمی ہے، جو حق کی پیروی کرتا ہے، جو اسے نہیں چھوڑے گا۔

مُدَثِّراً شَافِعاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ هَلْ

أَتىٰ نَبِيٌّ لَهُ هٰذَا الْعُلَا ذَخَرَهُ

وہ دن قیامت میں پردہ پوش اور سفارش کرنے والا ہوگا۔

کیا قیامت کے دن کسی نبی کو شفاعت کرنے والا اتنا بلند مقام دیا گیا ہے؟

فِي الْمُرْسَلَاتِ مِنَ الْكُتُبِ انجلى نَبَأ

عَنْ بَعْثِهِ سَائِرُ الْأَخْبَارِ قَدْ سَطَرَهُ

کتابوں وصحیفوں میں، بھیجے جانے والے پیغاموں میں اس کے بھیجے جانے اوران کے

مشن کی خبریں نازل ہوئیں ہیں، تمام خبریں اسے بیان کرچکی ہیں،

أَلْطَافُهُ النَّازِعَاتُ الضَيمَ فِيْ زَمَنٍ

يَوْمٌ بِهِ عَبَسَ العَاصِيْ لِمَا ذعَرَه

اس کی مہربانیاں جو ایک وقت میں ظلم کو دور کرتی اور ظالموں سے نجات دیتی ہیں۔

ایک دن جب گنہگار نے اس بات پر منہ بھرا جس نے اسے خوفزدہ کیا۔

إِذ كُوِّرَتْ شَمْسُ ذَاكَ الْيَوْمِ وَانْفَطَرَتْ

سَمَاؤُهُ وَدَعَتْ وَيْلٌ بِهِ الْفَجَرَهُ

جب اس دن کا سورج ڈھل گیا، لپیٹ دیا گیا، اور اس کا آسمان پھٹ گیا

اور فاجروں نے پکار کر افسوس کا اظہار کیا!

وَلِلسَّمَاءِ اِنْشِقَاقٌ وَالْبُرُوجُ خَلَتْ

مِنْ طَارِقِ الشُّهُبِ وَالْأَفْلَاكُ مُسْتَتِرَه

اور آسمان پھٹ جائے گا، اور برج خالی ہو جائیں گے

چمکتی ہوئی ستاروں کے مارکر سے، اور افلاک پوشیدہ ہوں گے

فَسَبِّحِ اسْمَ الَّذِيْ فِي الْخَلْقِ شَفَّعَهُ

وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ الْحَوْضِ إِذْ نَهَرَه

پس تم اس کے نام کی تسبیح کرو جس نے مخلوق کی شفاعت کی۔

اور کیا تم تک حوض کی خبر پہنچی ہے، جب اسے بہا دیا گیا؟

كَالْفَجْرِ فِي الْبَلَدِ الْمَحْرُوْسِ غُرَّتُهُ

وَالشَّمْسُ مِنْ نُوْرِهِ الْوَضَاحِ مُسْتَتِرَهُ

محفوظ شہر میں صبح کی طرح، اس کی روشنی چمکتی ہے،

اور سورج اپنی چمکیلی روشنی سے چھپا ہوا ہے۔

وَاللَّيْلِ مِثْلُ الضُّحٰى إِذْ لَاحَ فِيْهِ أَلَمْ

نَشْرَحْ لَكَ الْقَوْلَ فِيْ أَخْبَارِهِ الْعَطِرَه

اور رات صبح کی روشنی کی طرح ہے جب وہ اس میں ظاہر ہوتی ہے۔ کیا ہم نے نہیں
کھول کر واضح کر دی تمہارے لئے بات خوشبودار واقعات کے ذریعے؟

وَلَوْ دَعَا التِّيْنَ وَالزَّيْتُوْنَ لابتدرا
إليه في الحين واقْرَأْ تستبن خبَرَه

اگر وہ انجیر اور زیتون کو پکارتا تو وہ فوراً اس کے پاس پہنچ جاتے۔
اور اسے پڑھیں آپ اس کی کہانی سمجھ جائیں گے۔

فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ كَمْ قَدْ حَازَ مِنْ شَرَفٍ
فِي الْفَخْرِ لَمْ يَكُنِ الْإِنْسَانُ قَدْ قَدَرَه

شب قدر میں اس انسان نے کتنی عزت حاصل کی؟
فخر وجلال میں، انسان اس کا ادراک نہیں کر سکتا تھا۔

كَمْ زُلْزِلَت بِالْجِيَادِ الْعَادِيَاتِ لَهُ
أَرْضٌ بِقَارِعَةِ التَّخْوِيْفِ مُنْتَشِرَهُ

کتنی ہی زمین ان تیز دوڑنے والے گھوڑوں سے ہل گئی،
اس کی دہشت دور دور تک پھیل گئی!

لَهُ تَكَاثُرُ آيَاتٍ قَدِ اشْتَهَرَت

فِيْ كُلِّ عَصْرٍ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْ كَفَرَهُ

اس کی بہت سی نشانیاں ہیں جو مشہور ہو چکی ہیں۔

ہر دور میں، پس تباہی ہے اس شخص کے لیے جو اس کا انکار کرے۔

أَلَمْ تَرَ الشَّمْسَ تَصْدِيْقاً لَهُ حُبِسَت

عَلٰى قُرَيْشٍ وَجَاءَ الرُّوْحُ إِذْ أَمَرَهُ

کیا تم نے سورج کو نہیں دیکھا، جو اس کی تصدیق کے طور پر روکے رکھا

قریش کے لیے اور روح اس وقت آئی جب اس نے اسے حکم دیا۔

أَرَأَيْتَ أَنَّ إِلٰهَ الْعَرْشِ كَرَّمَهُ

بِكَوْثَرٍ مُرْسَلٍ فِيْ حَوضِهِ نَهَرَهُ

کیا تم نے دیکھا کہ عرش کے خدا نے اسے کس طرح عزت دی

اور ایک بہتے چشمے حوض کوثر سے نوازا، جس کا دریا کثرت کا سرچشمہ ہے؟

وَالْكَافِرُوْنَ إِذَا جَاءَ الْوَرٰى طُرِدُوْا

عَنْ حَوْضِهِ فَلَقَدْ تَبَّتْ يَدَا الْكَفَرَهُ

اور کافر جب قیامت کو ان کے پاس آئیں گے تو ان کو اس کے حوض سے دور کر دیا

جائے گا۔ بے شک کافروں کے دونوں ہاتھ فنا ہو جائیں گے۔

إِخْلَاصُ أمداحِهِ شُغْلِي فَكَمْ فَلَقٍ

لِلصُّبْحِ أَسْمَعْتُ فِيْهِ النَّاسَ مَفتَخِرَه

میرا تو مشغلہ ہی اس کی صدق دل سے تعریف کرنا ہے،

اور کتنے ہی اجالوں میں میں نے لوگوں کو اس پر فخر کرتے سنا صبح کے وقت۔

أَزْكٰى صَلَاتِيْ عَلَى الْهَادِيْ وَعِتْرَتِهِ

وَصَحْبِهِ وَخُصُوْصاً مِنْهُمْ عَشَرَه

میری خالص ترین دعا اور درود ہو ہادی ﷺ اور ان کے اہل وعیال

اور ان کے ساتھیوں پر، اور خاص طور پر ان میں سے دس لوگوں پر۔

صَدِيْقُهُمْ عُمَرُ الْفَارُوْقِ أَحْزَمُهُم

عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ مُهلِكُ الْكَفرَه

ان میں سے "صدیق"، عمر الفاروق، ان میں سب سے زیادہ پرعزم اور مضبوط تھا۔

عثمان کے بعد پھر علی، جو کفار کو تباہ کرنے والے تھے۔

سَعْدٌ سَعِيْدٌ زُبَيْر طَلْحَةَ وَأَبُوْ

عُبَيْدَةَ وَابْنَ عَوْفٍ عَاشِرُ الْعَشَرَه

سعد، سعید، زبیر، طلحہ اور ابوعبیدہ اور ابن عوف، دس میں سے دسواں

وَحَمْزَةُ ثُمَّ عَبَّاسٌ وَآلُهُمَا

وَجَعْفَرٌ وَعَقِيْلٌ سَادَةٌ خَيَرَه

اور حمزہ، پھر عباس اور ان کے اہل، اور جعفر اور عقیل، بہترین سردار تھے

أُولَئِكَ النَّاسُ آل الْمُصْطَفٰى وَكَفٰى

وَصَحْبَهُ الْمُقْتَدُوْنَ السَّادَةُ الْبَرَرَه

وہ لوگ مصطفیٰ کے خاندان والے ہیں اور کافی ہیں،

اور اس کے صحابہ جو پیروی کے لائق ہیں، نیک اور پاک لوگ ہیں۔

وَفِيْ خَدِيْجَةَ وَالزُّهْرَا وَمَا وُلدت

أَزْكىٰ مَدِيْحِيْ سَأَهْدِيْ دَائِماً دُرَرَه

اور خدیجہ اور زہرا اور ان سب کو جو پیدا ہوئے۔

میں ہمیشہ اپنی خالص ترین تعریف، کے موتیوں کو وقف کروں گا۔

عَنْ كُلِّ أَزْوَاجِهِ أَرْضِيْ وَأَوْثَرُ مَنْ

أضحت بَرَاءَتُهَا فِي الذِّكْرِ مُنْتَشَرَه

ہر ایک اس کی بیویوں میں سے، اور سب سے زیادہ وہ جو

اپنی پاکدامنی اور بے گناہی کے ذکر میں مشہور ہو چکی ہے

أُقْسِمْتُ لَا زِلْتُ أَهْدِيْهِمْ شذا مَدْحِيْ

كَالرَّوْضِ يَنْثُرُ مِنْ أَكْمَامِهِ زَهَرَه

قسم کھاتا ہوں ان کو اپنی حمد کی خوشبو پیش کرتا رہوں گا

جس طرح ایک باغ اپنی کلیوں سے پھول بکھیرتا ہے۔

﴿تالیف: مولانا محمد موسیٰ شاکر غفر اللہ لہ ولوالدیہ﴾

جمال الدین ابو زکریا یحیٰ بن یوسف صرصری رحمۃ اللہ علیہ

جمال الدین صرصری کا پورا نام: جمال الدین ابو زکریا یحیٰ بن یوسف بن یحیٰ بن منصور بن معمر بن عبد السلام انصاری بغدادی صرصری حنبلی صوفی ہے، شاعر اور ادیب تھے، صرصری نسبت بغداد کے قریب ایک شہر صرصر کی جانب ہے، صرصر نامی ایک دریا بھی وہیں ہے جس کے کنارے یہ شہر آباد ہے۔

ولادت وحالات

سنہ 588 ہجری میں پیدا ہوئے، بچپن ہی سے طلب علم میں مشغول ہو گئے، قرآن کو ابن عساکر بطایحی کے اصحاب کی روایت سے پڑھا، علمائے بغداد سے حدیث پڑھی، فقہ سیکھی، پھر عربی زبان پڑھی اور اس میں مہارت حاصل کی، کہا جاتا ہے کہ انھوں نے جوہری کی صحاح کو مکمل حفظ کر لیا تھا، شعر بنانے میں ماہر ہو گئے اور اعلام شعرا میں شمار ہونے لگے۔

آپ کا نعت کے بہترین شعرا میں شمار ہوتا ہے، ابن شاکر کتبی کہتے ہیں: "سب سے زیادہ نعت میں اشعار کہنے والے شاعر تھے، ان سے زیادہ شعر کہنے والے کے بارے میں، میں نہیں جانتا ہوں"، نعت میں لمبے لمبے قصیدے لکھتے تھے، صرف ایک قصیدہ:

"الروضة الفاخرة فی اخلاق محمد المصطفی الباهرة"

نامی کتاب جو نعت پر مشتمل تھی تقریباً 850 اشعار پر مشتمل ہے، اسی طرح

ایک لامیہ جو 557 اشعار پر مشتمل ہے۔

(عمر توفيق ابراهيم فندى شعر المدح النبوي فى الأندلس 2011م ص: 21-22.)

اساتذہ

صرصری نے متعدد علماء اور شیوخ سے استفادہ کیا، مثلاً:

ابن عساکر بطایحی

علی بن ادریس یعقوبی

عبدالمغیث حربی

تلامذہ

صرصری سے متعدد تلامذہ نے علم حاصل کیا ہے، ان میں سے:

حافظ دمیاطی

علی بن حصین فخری

قاضی سلیمان بن حمزہ

احمد بن علی جزری

زینت بنت کمال

تالیفات

صرصری نے بہت سے شرعی علوم میں قصیدے اور اشعار لکھے ہیں، بلکہ صرصری کے ترجمہ میں نظم کے سوا نثر کا کوئی مجموعہ نہیں ملتا ہے، جو کچھ انھوں نے لکھا ہے شعر اور نظم ہی میں لکھا ہے، چند کے نام ذیل ہیں:

الدرة اليتيمه والمحجة المستقيمة فى الفقه الحنبلى

منظومة فی مدح النبی وبیان عقیدة اهل السنة والجماعة

منظومة فی معرفة اوائل شهور الروم ومعرفة عددها

المنظومة الصرصرية

الروضة الناضرة فی اخلاق المصطفی الباهرة

الشارحة فی تجويد الفاتحة

المختار من مديح المختار

نظم زوائد الكافی علی الخرقی

نظم مختصر الخرقی فی الفقه

وفات

جب تاتاری سنہ 656 ہجری میں بغداد میں داخل ہوئے تو صرصری کو ہلاکو کے بیٹے کرمون سے ملاقات کے لیے بلایا گیا، صرصری نے ملاقات سے انکار کر دیا، اور گھر میں انھیں مارنے کے لیے پتھر تیار کر لئے، جب وہ لوگ گھر میں داخل ہوئے تو ان پر خوب سنگساری کی اور بہت سے لوگوں کو زخمی کر دیا، کسی طرح جب وہ لوگ ان پر قابو پا گئے تو ان میں سے کسی نے لاٹھی سے ان پر وار کیا، جس سے شہید ہو گئے۔

شہادت کے وقت ان کی عمر 68 سال تھی، میت کو صرصر لایا گیا اور دفن کیا گیا، اخیر عمر میں نابینا بھی ہو گئے تھے۔

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ان کا کلام پڑھیئے:

مُحَمَّدٌ الْمَبْعُوثُ لِلخَلْقِ رَحْمَةً

مَحَمَّدٌ الْمَبْعُوثُ لِلخَلْقِ رَحمَةً
يَشَيِّدُ مَا أَوْهَى الضَّلاَلُ وَ يُصْلِحُ

محمد ﷺ تمام مخلوق کے لیے رحمت کے طور پر بھیجے گئے ہیں۔
وہ جو کچھ گمراہی نے کمزور کیا ہے اسے تعمیر کرتے ہیں اور درست کرتے ہیں۔

لَئِن سَبَّحَتَ صُمُّ الْجِبَالِ مُجِيْبَةً
لِدَاودَ أَوْ لاَنَ الْحَدِيْدُ الْمُصَفَّحُ

اگر آپ جمتے ہوئے پہاڑوں کو تسبیح و ستائش کرتے دیکھیں، جو داؤد کے لیے جواب
دینے والے ہوں، یا لوہے کے زبردست سخت ہتھیاروں کو نرم ہوتا

فَإِنَّ الصَّخُورَ الصُّمُّ لاَنَتْ بِكَفِّهِ
وَإِنَّ الْحَصَى فِي كَفِّهِ لَيُسَبِّحُ

پس بیشک سخت ترین چٹانیں بھی آپ کے ہاتھ میں نرم ہوئیں
اور آپ کے ہاتھ میں کنکریاں اُس کی تمجید کرتی تھیں۔

وَإِنَّ كَانَ مُوسَى أَنْبَعَ المَاءَ مِن الْحَصَى
فَمِنْ كَفِّهِ قَدْ أَصبَحَ الْمَاءُ يَطْفَحُ

اور اگر موسیٰ علیہ السلام نے پانی کو پتھروں سے نکالا،

تو اس کے ہاتھ کی مٹھی سے پانی بہنے لگا

وَإِنْ كَانَتِ الرِّيحُ الرَّخَاءُ مُطِيعَةً
سُلَيْمَانَ لَا تَأْلُو تَرُوحُ وَتَسْرَحُ

اور اگر نرم ہوا سلیمٰن علیہ السلام کے تابع ہو
تو وہ ہچکچائے بغیر چلتی اور اُڑتی ہے۔

فَإِنَّ الصَّبَا كَانَت لِنَصرِ نَبِيِّنَا
بِرُعْبٍ عَلَى شَهْرٍ بِهِ الْخَصْمُ يَكْلَحُ

تو بیشک صبح کی ہوا ہمارے نبی کی مدد کے لیے آئی تھی،
ایک مہینے کی مسافت پر دشمن اس کے حضور خوف سے کھڑا رہا

وَإِنْ أُوتِيَ الْمُلْكَ الْعَظِيمَ وَسُخِّرَتْ
لَهُ الْجِنُّ تَشْفِي مَا رِضِيهِ وَتَلْدَحُ

اور اگر اسے عظیم سلطنت دی گئی اور جنات اس کے تابع کر دیے گئے
کہ وہ جسے چاہے شفا دے دے جس سے وہ خوش ہو، اور جسے چاہے مار ڈالے

فَإِنَّ مَفَاتِيحَ الْكُنُوزِ بِأَسْرِهَا
أَتَتْهُ فَرَدَّ الزَّاهِدُ الْمُتَرَجِّحُ

تو بیشک خزائن کی چابیاں اپنے اسرار کے ساتھ اُس کے پاس آئیں،
تو زاہد نے بے پرواہی کے ساتھ انہیں واپس کر دیا۔

وَإِنْ كَانَ إِبْرَاهِيمُ أُعْطِيَ خُلَّةً

وَمُوسَى بِتَكْلِيمٍ عَلَى الطُّورِ يُمْنَحُ

اور اگر ابراہیم علیہ السلام کو دوستی کا حلّہ دیا گیا تھی۔

اور موسیٰ علیہ السلام کو کوہ سینا پر بات کرنے کی طاقت والٰہی فضل عطا کیا گیا۔

فَهَذَا حَبِيبٌ بِل خَلِيلٌ مُكَلَّمٌ

وَخُصِّصَ بِالرُّؤْيَا وَبِالْحَقِّ أَشْرَحُ

تو یہ ایک پیارا محبوب ہے، نہیں، بلکہ ایک قریبی دوست ہے، جس سے بات ہوئی

ہے۔ اور خواب کے لیے مخصوص کیا گیا اور سچائی کے ساتھ سمجھا گیا۔

وَخُصِّصَ بِالْحَوْضِ العَظِيمِ وَبِاللِّوَا

وَيَشْفَعُ لِلْعَاصِينَ وَالنَّارُ تَلْفَحُ

اور اس کو عظیم حوض اور نہر کے لیے مخصوص کیا گیا ہے، اور لواء حمد کے ساتھ

اور وہ گنہگاروں کے لیے شفاعت کرے گا، اس وقت جبکہ آگ جلا رہی ہوگی۔

وَبِالْمَقْعَدِ الأَعْلَى الْمُقَرَّبِ عِنْدَهُ

عَطَاءٌ بِبُشْرَاهُ أَقِرُّ وَأَفْرَحُ

اور اس کے ساتھ سب سے اونچی، قریب ترین نشست پر،

خوشخبری عطا کی گئی جسے میں تسلیم کرتا ہوں اور خوشی محسوس کرتا ہوں۔

وَبِالرُّتْبَةِ العُلْيَا

الوَسِيْلَةِ دُوْنَهَا،

مَرَاتِبُ أَرْبَابِ

الْمَوَاهِب تَلْمَحُ

اور اعلیٰ درجہ کا مرتبہ، جبکہ وسیلہ اس کے سوا ہے۔

مراتب تحائف سے نوازنے

والوں کے جھلک رہے ہیں۔

وَفِي جَنَّةِ الفِرِدَوْسِ أَوَّلُ دَاخِل

لَهُ سَائِرُ الأَبْوَابِ بِالْخَيْرِ تُفْتَحُ

اور جنت الفردوس کے باغ میں

سب سے پہلے داخل ہونے والا،

باقی تمام دروازے اس کے لیے

خیر وبھلائی کے ساتھ کھول دیے جائیں گے۔

★★★

لِيَبْكِ رَسُوْلَ اللهِ مَنْ كَانَ بَاكِيَا

لِيَبْكِ رَسُولَ اللهِ مَن كَانَ بَاكِيَا
وَلَا تَنْسَ قَبْرًا بِالْمَدِيْنَةِ ثَاوِيَا

رونے والوں کو رونے دو رسول خدا پر
اور مدینہ میں قبر کو نہ بھولنا جہاں وہ مدفون ہیں۔

جَزَى اللهُ عَنَّا كُلَّ خيرٍ مُحَمَّدًا
فَقَدْ كَانَ مَهْدِيًا دَلِيْلاً وَهَادِيَا

اللہ تعالیٰ محمد ﷺ کو ہماری طرف سے تمام بھلائیوں سے نوازے،
کیونکہ وہ ایک صحیح رہنمائی کرنے والے اور ہدایت دینے والے تھے۔

وَلَنْ تَسْرِيَ الذِكْرَى بِمَا هُوَ أَهلُهُ
إِذَا كُنْتَ لِلْبَرِّ الْمُطَهَّرِ نَاسِيَا

اور یادداشت اس کے لائق لوگوں تک نہیں پھیلے گی۔
اگر تم پاک اور پرہیزگاروں کو بھول گئے ہو۔

أَتَنْسَى رَسُولَ اللهِ أَفضلَ مَن مَشَى

وآثارُهُ بالمُسجِدَيْنِ كَمَا هِيَا

کیا تم اللہ کے رسول کو بھول جاتے ہو جو چلنے والوں میں سب سے بہتر تھے؟

اور دونوں مسجدوں میں اس کے آثار ویسے ہی ہیں جیسے تھے۔

وَكَانَ أَبَرَّ النَّاسِ بِالنَّاسِ كُلِّهِم

وَأَكْرَمَهُمْ بَيْتًا وَشِعْبًا وَوَادِيَا

وہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ لوگوں کے ساتھ نیک تھا

اور نسب، قبیلہ، گھر اور وادی میں سب سے زیادہ عزت والا تھا۔

تَكَدَّرَ مِنْ بَعدِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ

عَلَيْهِ سَلَامُ اللهِ مَا كَانَ صَافِيَا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد معاملات بگڑ گئے۔

نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جو دل اُداس ہوا، وہ کبھی صاف نہ ہوا۔

فَكَمْ مِن مَنَارٍ كَانَ أَوضَحَهُ لَنَا

وَمِنْ عَلَمٍ أَمسَى وأَصبَحَ عَافِيَا

پس کتنے چراغ تھے جو ہمارے لیے بے حد روشن تھے

اور کتنے علم و جھنڈے تھے جنہوں نے عافیت کے ساتھ صبح و شام کی

رَكَنَا إِلَى الدُّنيَا الدَّنِيَّةِ بَعْدَهُ

وكَشَّفتِ الأَطمَاعُ مِنَّا المَسَاوِيَا

ہم اس کے بعد اس پست دنیا کی دنیاوی چیزوں کی طرف مائل ہو گئے،

اور ہماری خواہشات نے ہمارے عیوب کو بے نقاب کر دیا۔

وَإِنَّا لَنُرمَى كُلَّ يَومٍ بعَبرَةٍ

نَرَاهَا فَمَا نَزدَادُ إِلاَّ تَمَادِيَا

اور ہمیں ہر روز ایک آنسو کے ساتھ مارا جاتا ہے، ہم اسے دیکھتے ہیں،

پھر بھی ہم صرف زیادتی میں بڑھتے اور اضافہ کرتے ہیں۔

نُسَر بِدَارٍ أَوْرَثَتْنَا تَضَاغُنَا

عَلَيْهَا وَدَارٍ أَوْرَثَتْنَا تَعَادِيَا

ہم ایک گھر میں خوش ہیں جس میں ہمیں دشمنی کا ورثہ ملا

اور ایک اور گھر میں جس نے ہمیں دشمنی کا ورثہ دیا

إِذَا المَرءُ لَمْ يَلْبَسْ لِبَاسًا مِن التُّقَى

تَقَلَّبَ عُرْيَانًا وإِنْ كَانَ كَاسِيَا

اگر کوئی شخص تقویٰ کا لباس نہ پہنے۔

وہ ننگا رہتا ہے خواہ وہ کپڑے پہنے ہوئے ہو۔

أَخِي كُنْ عَلى يَأْسٍ مِنَ النَّاسِ كُلِّهِم

جَمِيعًا وكُنْ مَا عِشْتَ لِلّٰهِ رَاجِيَا

میرے بھائی، تمام لوگوں سے مایوس رہیں۔

اور جب تک آپ زندہ رہیں، خدا پر اُمید رکھیں۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يَكْفِي عِبَادَهُ

فَحَسْبُ عِبَادِ اللّٰهِ بِاللّٰهِ كَافِيَا

کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ اپنے بندوں کے لیے کافی ہے؟

پس خدا کے بندوں کے لئے بھی خدا ہی کافی ہونا چاہیئے۔

وكَمْ مِن هَنَاتٍ مَا عَلَيْكَ لَمَسْتَهَا

مِنَ النَّاسِ يَوْمًا أَوْ لَمَسْتَ الأَفَاعِيَا

کتنی ہی ناخوشیوں کا سامنا تو نے نہیں کیا اور خطائیں برداشت نہیں کیں

لوگوں سے ایک دن یا سانپوں سے بچنے کے لیے انہیں چھوا ہے؟

أَخِي قَد أَبَى بُخْلِي وَبُخْلُكَ أَنْ يُرَى

لِذِي فَاقَةٍ مِنِّي ومِنْكَ مُوَاسِيَا

میرے بھائی، میرا بخل اور آپ کی کنجوسی اس بات کو قبول نہیں کرتی کہ مجھ سے یا آپ سے کسی ضرورت مند فاقہ کش کے ساتھ ہمدردی و غم خواری کی جائے۔

كِلانَا بَطِينٌ جَنْبُهُ ظَاهِرُ الكِسَى

وَفِي النَّاسِ مَنْ يُمْسِي وَيُصْبِحُ طَاوِيَا

ہم دونوں کمزور ہیں، ہمارے پہلو بے نقاب ہیں،

جب کہ لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو اپنی شامیں اور صبحیں بھوکے گزارتے ہیں۔

كَأَنَّا خُلِقْنَا لِلْبَقَاءِ وَأَيُّنَا

وإن مُدَّتِ الدُّنْيَا لَهُ لَيْسَ فَانِيَا

گویا ہم رہنے کے لیے بنائے گئے ہیں اور ہم میں سے کون ہے۔

اگر دنیا اس پر پھیل جائے تب بھی وہ فنا نہ ہوگا۔

أَبَى الموتُ إلاَّ أن يَكُونَ لِمَنْ ثَوى

مَن الخَلقِ طُرًّا حَيْثُ مَا كَانَ لاَقِيَا

موت کسی بھی چیز سے انکار کرتی ہے لیکن ان سب کے لیے ناگزیر ہے جو گزر چکے ہیں،

چاہے وہ کہیں بھی ہوں، اور امتیازی حیثیت کے حامل ہوں۔

حَسَمْتَ المُنَى يا مَوْتُ حَسْمًا مُبرِّحًا

وَعَلَمْتَ يَا مَوْتُ البُكَاءَ البَوَاكِيَا

اے موت، تو نے فیصلہ کن طور پر تمام امیدیں ختم کر دیں،

اور تو نے سکھایا، اے موت، ماتم کرنے اور رونے والوں کو رونا۔

وَمَزَّقْتَنَا يا مَوْتُ كُلَّ مُمَزَّقِ

وعَرَّفْتَنَا يَا مَوتُ مِنْكَ الدَوَاهِيَا

اے موت، تو نے ہمیں بری طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، بالکل بکھیر دیا۔

اور اے موت تو نے ہمیں تباہیوں اور آفتوں کا ذریعہ دکھایا۔

أَلاَ يَا طَوِيلَ السُّهْوِ أَصْبَحْتَ سَاهِيًا

وَأَصْبَحتَ مُغْتَرًا وَأَصْبَحْتَ لاَهِيَا

ہائے اے غافل طویل العمر! بھولنے میں دیر کرنے والے، کیا اب تم غافل ہو گئے، متکبر ہو گئے، اور چھوٹی چھوٹی باتوں میں مشغول ہو کر لا پرواہ ہو گئے ہو؟

أَفِي كُلِّ يَومٍ نَحْنُ نَلْقَى جَنَازَةً

وفِي كُلِّ يَومٍ نَحْنُ نَسْمَع نَاعِيَا

کیا ہم ہر روز جنازے کا سامنا کرتے ہیں؟

اور کیا ہم ہر روز ماتم کرنے والے کو سنتے ہیں؟

وفِي كُلِّ يَومٍ مِنْكَ نَرْثِي لِمُعْوِلٍ

وفِي كل يَومٍ نحنُ نُسْعِدُ بَاكِيَا

اور ہر روز ہم رونے والے کے لیے ماتم کرتے ہیں؟

اور ہر روز ہم رونے والے سے خوش ہوتے ہیں۔

أَلاَ أَيُّهَا البَانِي لِغَيْرِ بَلاَغِهِ

أَلَا لِخَرَابِ الدهرِ أَصبَحتَ بَانِيَا

اے تعمیر کرنے والے، جو تم حاصل نہیں کر سکتے،

تم زمانوں کے لیے بربادی کے معمار بن گئے ہو۔

أَلا لِزَوالِ العُمرِ

أَصبَحتَ جَامِعًا

وَأَصبَحتَ مُختَالاً فَخُورًا مُبَاهِيَا

کیا عمر کے زوال کے وقت

آپ دولت جمع کرنے والے،

اور گھمنڈ کرنے والے، مغرور اور فضول شخص بن گئے ہیں،

جب کہ زندگی ختم ہونے والی ہے؟

كَأَنَّكَ قَد وَلَّيتَ عن كُلِّ مَا تَرَى

وخَلَّفتَ مَن خَلَّفتَهُ عَنكَ سَالِيَا

گویا تم نے ان سب چیزوں سے منہ موڑ لیا ہے

جو تم دیکھتے ہو اور جن کو تم نے پیچھے چھوڑ دیا تھا، انہیں بھول گئے تھے۔

★★★

محمد المصطفی المختار من ظهرت

مُحَمَّدُ المُصطفٰى المُختارُ مَنْ ظَهَرَتْ
آيَاتُهُ فَتَسَلَّى كُلُّ مَحْزُوْنِ

محمد مصطفیٰ، مختار و برگزیدہ، وہ جس کی نشانیاں ظاہر ہو چکی ہیں،
تاکہ ہر غم زدہ دل کو سکون ملے۔

من خَصَّهُ اللهُ بالقُرآنِ مُعجِزَةً
مَا نَالَهَا مُرْسَلٌ قَدْ جَاءَ بالدِّيْنِ

جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کے معجزہ کے ساتھ خاص قرار دیا۔
جو دین لے کر آنے والے کسی رسول کو نہیں پہنچا

ومنْ شِهَابٌ بَدَا مِن نُورِ رَحْمَتِهِ
شُهُبُ الدَّيَاجِي رُجُوماً لِلشَّيَاطِيْنِ

اور ایک شعلہ (شوٹنگ) ستارے سے جو اس کی رحمت کے نور سے نمودار ہوا۔
اندھیرے کے شعلے (شوٹنگ) ستارے، جو شیطانوں کے خلاف میزائل ہیں۔

وَفَوْقَ رَاحَتِهِ صُمُّ الحَصَا نَطَقَتْ
وَالْمَاءُ فِي كَفِّهِ يُزْرِيْ بِجِيْحُوْنِ

اور اس کی ہتھیلی کے اوپر خاموش کنکر بول اٹھے۔

اور اس کے ہاتھ میں موجود پانی نے دریائے جیحون میں بہنے کی حرص کی۔

وهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ البَارِيْ وأَرْسَلَهُ
بَرًّا رَؤُفًا رَحِيْمًا بِالْمَسَاكِيْنِ

وہی ہے جسے خالق نے چن کر بھیجا ہے۔
ایک نیک، ہمدرد و مہربان، اور ضرورت مندوں پر رحم کرنے والا۔

وَفِي الصَّحِيْحَين أَنَّ الجِذْعَ حَنَّ لَهُ
والعِذْقَ أَنَّ إِلَيْهِ أَيَّ تَأْنِيْنِ

اور دو صحیحوں (بخاری و مسلم) میں بیان ہوا ہے کہ تنے اس کے لیے تڑپتا تھا
اور کھجور کی شاخ ایک خاص کراہت و درد کے ساتھ اس کے لیے تڑپتی تھی۔

وَقَدْ سَمِعْنَا بِأَنَّ الطَّيْرَ خَاطَبَهُ
فِي مَنْطِقٍ مُفْصِحٍ من غَيْرِ تَلْكِيْنِ

ہم نے سنا ہے کہ پرندے نے اسے مخاطب کیا۔
صاف، واضح اور غیر مبہم تقریر میں بغیر کسی ٹھراؤ کے۔

فَصَلَّ رَبِي عَلى المُخْتَارِ ما صَدَحَتْ
قَمْرِيَّةٌ فَوْقَ أَفْنَانِ الرَّيَاحِيْنِ

میرا رب درود بھیجے اس چنے ہوئے پر تب تک،
جب تک قمری کبوتر تلسی کی شاخوں کے اوپر چہچہائے۔

وَصَلِّ رَبِّ عَلَى الْمُخْتَارِ مَا غَرَدَتْ

حَمَائِمٌ فَوْقَ أَغْصَانِ الْبَسَاتِيْنِ

اور اے خُداوند، برگزیدہ ہستی پر درود بھیج،

جب تک کبوتر باغوں کی شاخوں کے اوپر چہچہاتے ہیں۔

★★★

سَأَنْظُمُ مِنْ فَخْرِ النَّبِيِّ محمَّدٍ

سَأَنْظِمُ مِنْ فَخْرِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ

لآلِئَ لاَ يَبْلَى جَدِيدُ نِظَامِهَا

میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں لکھوں گا،

وہ نظم کے موتی جن کی ترتیب کبھی نہیں مٹتی اور پرانی ہوتی

تَضَوَّعَ طِيبًا عَرْفُها فَكَأَنَّه

تَضَوُّعُ أَزْهَارٍ بدَتْ مِنْ كِمامِهَا

اس کی خوشبو کسی میٹھی خوشبو کی طرح پھیل گئی

جیسے کہ وہ پھولوں کی خوشبو ہو جو اپنی کلیوں سے نکل رہی ہو

سَجَايا أَبَتْ إلاَّ السِّمَاكَيْنِ مَنْزِلاً

فَفَاقَ عَلَى العَلياءِ عِلْقُ مَقَامِهَا

سجیا نے کسی بھی رہائش سے انکار کر دیا سوائے برج سمک کے دوستاروں کے،
تو اس کے مقام کی بلندی سب بلندیوں کو بھی پیچھے چھوڑ گئی۔

خِلاَلٌ إذَا لَاحَتْ قِبَابٌ لَدَى عُلاً
تُنِيفُ فَتَعْلُوهَا قَبابُ خِيَامِهَا

جب بھی بلندیوں پر گنبد نمودار ہوتے اور اٹھتے ہیں،
تو ان کے خیموں کے گنبد ان کے اوپر بلند ہوتے ہیں۔

إذَا يَمَّمُوا يَوْمًا إمَامَ مَكارِمٍ
فَأَحْمَدُ قَدْ أَضْحَى إمامَ إمَامِهَا

اگر وہ کبھی کسی اعلیٰ کردار کے رہنما وامام کی تلاش کریں،
تو پھر احمد ان کے اماموں کے امام اور لیڈروں کے لیڈر بن گئے ہیں۔

فَكَمْ ذُو عُلاً أَوْمَا لِدَرْكِ مَقَامِهَا
فَمَرَّ وَلَمْ يُدْرِكْ مَرَامِي مرامِهَا

کتنے ہی بلند پایہ آدمی اس کے مقام تک پہنچنے کو ترس گئے ہیں
پھر بھی اپنے بلند مقاصد کو حاصل کیے بغیر گزر گئے ہیں اور مقاصد تک نہیں پہنچ پائے۔

وَكَمْ ظَامِيءٍ قَدْ رَامَ يُرْوَى بَرِيِّهَا
فَآبَ وَقَدْ أَضْحى عَلِيلَ أُوَامِهَا

اور کتنی پیاسی روحوں نے اپنی پیاس بجھانے کی جستجو کی ہے

مگر اس نے ان کے حرص مند ارادوں کو رد کر دیا
اورانہوں نے صبح کی اس حال میں کہ ان کی آرزوئیں بیمار ہو چکی تھیں۔

لِذَاكَ العُلاَ قَلْبِي مَشُوقٌ بِحُبِّهِمُ
وَقَدْ شُوِّقَتْ نَفْسِي بِطُولِ مُقامِها

اس بلند مقام کے لیے، میرا دل ان کے لیے محبت سے تڑپتا ہے۔
اور میری روح اس کے قیام کی طوالت سے مسحور ہو گئی ہے۔

فَللّٰهِ عَيْنٌ لاَ تَمَلُّ بُكَاءَهَا
وَقَدْ حُرِمَتْ فِيهَ لَذِيذَ مَنَامِهَا

کیونکہ خدا کے لئے ایک آنکھ ہے جو کبھی روتے نہیں تھکتی،
اور اسے خوشگوار نیند کی مٹھاس سے محروم کر دیا گیا ہے۔

وَنَفْسٌ عَلَى بُعْدِ الدِّيَارِ قَرِيحَةٌ
تُطَارِحُ فِي البَلْوَى حَمَامَ حِمامِهَا

اور گھر سے دور ایک روح تنہا و زخمی ہے۔
یہ کبوتر کی طرح مصیبت میں اپنی ساتھی کی قسمت میں شریک ہے۔

وَعمرٌ مَضَتْ أَيامُ شَرْخِ شَبَابِهِ
وَقَدْ قَدَّ صَرْفُ الدَّهْرِ غُصْنَ قَوامِهَا

اور وہ شخص جس کی جوانی کے دن گزر گئے،

اور وقت کے نشیب وفراز نے اس کی طاقت کی شاخ کو مرجھا دیا ہے۔

فَيَا نَسْمَةَ الأسحارِ مِنْ نَحْوِ يثْرِبٍ
أَلِمِّي بِنَفْسٍ قَدْ ذَوَتْ بضِرامِهَا

اے یثرب کی سمت سے چلنے والی فجر کی ہلکی ہوا،
اس روح کو تسلی دیں جو اپنے شعلوں میں مرجھا چکی ہے۔

وَيا حَادِيَ الأظْعَانِ نَحْوَ قِبَابِهِمْ
أَلاَ فَاخْصُصِ العَلْيَا بِطِيبِ سَلاَمِهَا

اور اے قافلوں کو ان کے خیموں اور چھتریوں کی طرف لے جانے والے رہنماؤں،
دیکھو بلند ترین مقام پر سب سے میٹھا سلام پیش کرو۔

ابو العتاهيه

ابو العتاہیہ عربی شاعر تھا جو خلافت عباسیہ میں اپنی شاعری کی مقبولیت سے مشہور ہوا۔

نام ونسب

ابوعتاہیہ کا نام اسماعیل بن قاسم ابن سُوَید ابن کیسان تھا اور کنیت ابو اسحاق تھی۔ ابوالعتاہیہ کے نام سے شہرت پائی جس کے معنی بےعقل و نادان شخص یا مجنون آدمی کے ہیں۔ ابوعتاہیہ: 130ھ مطابق 748ء میں عین التمر میں پیدا ہوا۔

حالات زندگی

اُس کے خاندان کے افراد دو یا تین پشتوں سے قبیلہ عنزہ ابن ربیعہ کے موالی کی حیثیت سے ملازم رہے اور وہ بڑی ادنیٰ اور حقیر خدمات سرانجام دیا کرتے تھے۔ ابوعتاہیہ کا والد سینگی لگایا کرتا تھا اور خود ابوعتاہیہ نے گلی محلوں میں مٹی کے برتن بھی فروخت کیے۔ معاشرے میں اِس قدر پستی اور کمتری کے احساس نے اُس کی زِندگی کو بہت تلخ انگیز بنا دِیا تھا اور وہ حکمران طبقہ افراد اور اربابِ دولت سے نفرت کرتا تھا۔ اِسی نفرت کا اظہار اُس کے آخری زِندگی کی شاعری میں جابجاء ملتا ہے۔

شاعری

ابن قتیبہ دینوری نے لکھا ہے کہ ابوعتاہیہ کی شہرت اُس کی غزلیات اور خمریات کے موضوع پر مبنی اشعار ہوا کرتے تھے اور اِنہی کی بدولت اُس نے شہرت حاصل

کی ۔خلیفہ الہادی کے زمانہ خلافت میں یعنی 178ھ میں اُس نے غزل گوئی ترک کر کے راہبانہ انداز کی نظمیں کہنا شروع کیں۔ ابوعتاہیہ کے اَشعار کے صرف چند ہی جز باقی محفوظ رہ سکے ہیں۔ ابوعتاہیہ صاف و سادہ زبان میں شعر کہتا تھا اور عموماً مختصر بحر میں شعر کہتا تھا۔

وفات

ابوعتاہیہ کی وفات 211ھ مطابق 826ء میں ہوئی۔ ابو الفرج اصفہانی نے ابوعتاہیہ کے دوست مخارق کا قول نقل کیا ہے کہ وہ 209ھ یا 213ھ میں فوت ہوا۔

(ابو الفرج اصفہانی: کتاب الاغانی جلد 3 صفحہ 175۔)

یَابَنِی آدَمَ صُوْنُوْا دِیْنَکُمْ

یَا بَنِی آدَمَ صُوْنُوْا دِیْنَکُمْ
یَنْبَغِیْ لِلدِّیْنِ اَنْ لَا یَطرح
لوگو! اپنے دین کو بچاؤ، دین کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔

وَاحْمَدُوا اللّٰهَ الَّذِیْ اَکْرَمَکُمْ
بِنَبِیّ قَامَ فِیْکُمْ ، فَنَصَحْ
خدا کا شکر کرو جس نے ایک پیغمبر بھیج کر تمہیں عزت دی،
جس نے تمہارے درمیان کھڑے ہو کر خیر خواہی کی بات کی۔

بِنَبِیٍّ فَتَحَ اللّٰهُ بِهٖ
کُلّ خَیْرٍ نِلْتُمُوْهُ وَشَرَح
ایسے پیغمبر کے ذریعہ تمہیں سرفراز کیا جس کے ہاتھوں اللہ نے تمہارے لئے ہر خیر و
برکت کا دروازہ کھول دیا، جس کو تم نے حاصل کر لیا،
اور اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے کھول کر بتا دیا۔

مُرْسَلٌ لَوْ یُوْزَنُ النَّاسُ بِهٖ
فِی التُّقٰی وَالْبِرِّ شَالُوا وَرَجَع
وہ ایسے بھیجے ہوئے پیغمبر ہیں کہ تقویٰ اور نیکی میں اگر ساری دنیا کے انسانوں کو ایک

پلّے میں رکھا جائے اور آپ کو دوسرے پلڑے میں
تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پلڑا بھاری رہے گا، اور ساری دنیا کا پلڑا ہلکا ہوگا۔

فَرَسُوْلُ اللّٰهِ اَوْلٰى بِالْعُلٰى
وَرَسُوْلُ اللّٰهِ اَوْلٰى بِالْمَدحِ

رسول اللہ سب سے زیادہ مدح وستائش کے اہل ہیں،
رسول اللہ سب سے زیادہ تعریف کے مستحق ہیں۔

☆☆☆

سَلَامٌ عَلٰى قَبْرِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ

سَلَامٌ عَلٰى قَبْرِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ
نَبِيِّ الْهُدٰى ، وَالْمُصْطَفٰى وَالْمُؤيَّدِ

سرورعالم، ہادئ رسل، محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک پر سلام

نَبِيٌّ هَدَانَا اللّٰهُ بَعْدَ ضَلَالَةٍ
بِهٖ، لَمْ نَكُنْ لَوْلَا هَدَاهُ لَنَهْتَدِيْ

اس نبی پر سلام جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں گمراہی سے نکال کر
ہدایت کی راہ پر لگایا، اگر وہ نہ ہوتے تو ہم کبھی نہ ہوتے۔

فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِفْتَاحُ رَحْمَةٍ

مِّنَ اللّٰهِ اَهْدَاهَا لِكُلِّ مُوَحِّدٍ

رسول اللہ ﷺ رحمت الٰہی کی کلید تھے،

وہ کلید جو ہر صاحب ایمان موحد کو عطا کی گئی ہے۔

وَكَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفْضَلُ مَنْ مَشٰى

عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يُخَلِّدِ

روئے زمین پر آج تک جن لوگوں کے قدم پڑے ہیں، ان میں رسول اللہ ﷺ سب سے برگزیدہ اور افضل تھے، البتہ یہ حقیقت ہے کہ وہ ہمیشہ دنیا میں رہنے کے لئے نہیں آئے تھے۔

شَهِدْتُّ عَلٰى اَنْ لَّا نَبُوَّةَ بَعْدَهٗ

وَاَنْ لَّيْسَ حَيٌّ بَعْدَهٗ بِمُخَلَّدِ

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا،

اور یہ کہ کوئی ذی روح ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والا نہیں ہے۔

★★★

عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ مِنِّي السَّلَامِ

عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ مِنِّي السَّلَامِ

مَا كَانَ اِلَّا رَحْمَةً لِلْاَنَامِ

رسول اللہ ﷺ پر میرا درود وسلام ہو،

آپ سارے جہان کے لئے سرتا پا رحمت تھے۔

اَحْيَا بِهِ اللّٰهُ قُلُوبًا كَمَا

اَحْيَا مَوات الْاَرضِ صَوبَ الْغَمَام

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ذریعے انسانوں کے مردہ قلوب کو اس طرح زندہ کیا

جس طرح تیز بارش کے بعد خشک زمین زندہ ہو جاتی ہے۔

اَكْرمَ بِه لِلْخَلْقِ مِن مُّبَلِّغٍ

هَادٍ، وَلِلنَّاس بِهٖ من اِمَام

خلق خدا کے لئے عظیم المرتبت، دعوت حق کو پہنچانے والے ہیں،

راہ ہدایت دکھلانے والے اور لوگوں کے لئے عظیم رہنما ہیں۔

وَاَصبَحَ الْحَقُّ بِهٖ قَائِمًا

وَاَصبَحَ الْبَاطِلَ دَحضَ الْمَقَام

حق آپ کی بدولت قائم ودائم ہو گیا، باطل آپ کی وجہ سے پسپا ہو گیا۔

كَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَدْعُوْا اِلٰى

مَدْرَجَةِ الْحَقِّ وَ دَار السَّلَام

رسول اللہ ﷺ راہ حق وسلامتی کی منزل کی طرف دعوت دیتے تھے۔

وافضل ھدی ھدی سمت محمد

وَاَفْضَلُ هَدْيِ هَدْيُ سَمَّت مُحَمَّد

نَبِيٌّ تَنَقَّاهُ الْاِلٰهُ لِدِيْنِهٖ

سب سے بہتر رہنمائی محمد الرسول اللہ ﷺ کی جہت کی طرف رہنمائی ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے لئے چن لیا ہے۔

عَلَيْهِ السَّلَامُ ، كَانَ فِي النُّصْحِ رَحْمَةً

وَفِيْ بِرِّهٖ بِالْعَالَمِيْنَ وَلِيْنَه

اللہ کی ان پر سلامتی ہو، وہ خیر خواہی میں سرتا پا رحمت تھے، اور ہر ایک کے ساتھ نرمی سے پیش آتے تھے، اور حسن سلوک میں اپنی مثال آپ تھے۔

اِمَامُ هُدٰى ، يَنْجَابُ عَنْ وَجْهِ الدُّجٰى

كَأَنَّ الثُّرَيَّا علقت بِجَبِيْنِهٖ

رہنمائی میں امام تھے، آپ ﷺ کے چہرۂ انور سے تاریکی اس طرح دور ہوتی تھی جیسے ثریّا (ستارہ) آپ ﷺ کی جبین مبارک پر ٹکا ہوا ہے۔

ابو علی محمد بن مستنیر بن احمد بصری قطرب

ابوعلی محمد بن مستنیر بن احمد بصری المعروف قطرب عہد عباسی کے ایک معتزلی عالم تھے جن کی عرفیت قطرب تھی۔نحو میں سیبویہ کے شاگرد تھے۔وہ سیبویہ کے پاس اکثر آ کر ان سے سیکھا کرتے تھے۔ایک صبح یا شام جب وہ سیبویہ کے دروازے کے سامنے آیا،تو سیبویہ نے اس سے کہا:تم تو رات کے قطرب کی طرح ہو!" اس لیے وہ قطرب" کے لقب سے مشہور ہوا۔ اور اسے"مثلثات قطرب" کے نام سے بھی جانا گیا ہے۔

قطرب کے معنیٰ

ابن درید نے کہا:" قطرب وقطروب یہ غیلان کے ذکر میں آتا ہے۔" اور کہا کہ یہ ایک اَزدِي زبان کی اصطلاح ہے جس میں چھوٹے کتے"قطارب"کہلاتے ہیں۔

ثعلب نے کہا:" قطرب ایک ایسی دُویبہ ہے جو بہت زیادہ حرکت کرتی ہے اور یہ" صرار" کے مترادف ہے۔"

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بھی مروی ہے:

"تم میں سے ہر شخص رات کو مردار اور دن کو قطرب کی طرح ہوتا ہے!"

یعنی رات کو وہ کسی بھلے کام یا عبادت کے لیے نہیں اٹھتا،لیکن دن میں وہ اسی طرح حرکت کرتا ہے جیسے یہ دُویبہ۔

(معجم المفسرين: من صدر الاسلام وحتى العصر الحاضر)

یہ نام قطرب پر غالب آ گیا اور وہ اس کے ذریعے مشہور ہوئے اور اپنے دور

کے بڑے علما میں شمار ہونے لگے۔

ان کی ایک کتاب ہے جس کا نام "مثلثات قطرب" ہے "مثلثات قطرب" ایک لغوی اصطلاح ہے اور قطرب وہ پہلا شخص تھا جس نے زبان عربی میں مثلثات (یعنی تین حرفی جڑیں) کی بنیاد رکھی۔ اس کے بعد دیگر علما جیسے بطلیوسی، خطیب اور بلنسی نے بھی اس طریقہ کو اپنایا قطرب نے یہ علم آغاز میں اپنے دور کے امیر ابو دلف العجلی کے بچوں کو سکھایا۔ اس کے بعد "مثلثات قطرب" کی شرح کرنے والوں میں ضیاء الدین ابو عز مغیث بن علوی بغدادی لغوی حنبلی شامل ہیں، جو 583ھ میں وفات پا گئے۔

وفات

قطرب (206ھ = 821ء)، میں بغداد میں وفات پا گئے۔ کتاب "تاریخ الخلفاء" میں ذکر ہے کہ ان کی وفات خلافتِ مامون کے دور میں ہوئی۔

مؤلفات

معاني القرآن الكريم

كتاب الأزمنة، كتاب الأضداد، غريب الحديث

كتاب العلل في النحو، كتاب الاشتقاق ، كتاب القوافي

كتاب الأصول ، كتاب الصفات ، خلق الفرس ،

الرد على الملحدين ، كتاب الأصوات ، كتاب الفرق

معجم الادباء میں ان کے مندرجہ ذیل نعتیہ اشعار مذکور ہیں:

اِلَيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنَّا تَحِيَّةٌ

اِلَيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنَّا تَحِيَّةٌ
وَصَلّٰى عَلَيْكَ الْعَابِدُ الْمُتَهَجَّدُ

آپ پر یارسولِ خدا میرا سلام،
اور عابد شب زندہ دار کا آپ پر درود ہو۔

فَاَنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ هَادٍ وَ مُهْتَدٍ
نَبِيٌّ هُدًى ،لِلْاَنْبِيَاءِ مُؤَيَّدُ

یارسول اللہ! آپ ہادی ہیں، ہدایت یافتہ ہیں،
پیغمبر ہدایت ہیں، انبیاء کرام کے مؤید ہیں۔

وَقَدْ قَالَ (حَسَّانٌ) وَفِي الشَّعْرِ شَاهِدٌ
تُجَدِّدُهُ الْلاَيَّامِ يُرْوٰى وَيُنْشَدُ

حسان نے کیا خوب کہا ہے، اور اشعار میں جو بات کہی جاتی ہے وہ دلیل بن جاتی ہے، ہر زمانہ میں اس کی تجدید ہوتی ہے، لوگ اس کو بار بار پڑھتے ہیں اور ایک دوسرے کو سناتے ہیں۔

اَغَرُّ عَلَيْهِ لِلنُّبُوَّةِ خَاتَمٌ
مِنَ اللّٰهِ مَشْهُوْدٌ يَلُوْحُ وَيَشْهَدُ

نبوت کا نگینہ جو اللہ کا عطیہ ہے آپ ﷺ کو زیب دیتا ہے،
وہ دمک رہا ہے، دیکھا جا رہا ہے، اور آشکارا ہو رہا ہے۔

وَاَعۡطَاهُ مِنۡ لَفۡظِ اِسۡمِهٖ، لِيُجَلَّهُ
فَذُوالۡعَرۡشِ مَحۡمُوۡدٌ وَهٰذَا مُحَمَّدُ

خدائے پاک نے اپنے رسول کی قدر افزائی اس طرح کی کہ اپنے نام سے ان کا نام نکالا
صاحب عرش محمود (تعریف کیا ہوا اللہ کی صفت) ہے اور یہ محمدؐ ہیں۔

فَقُلۡتُ شَبِيۡهًا بِالَّذِيۡ قَالَ، اِنَّنِيۡ
بِهٖ مُؤۡمِنٌ حَقًّا، لِرَبِّيۡ مُوَحِّدُ

میں نے بھی کچھ کہا ہے جو حسانؓ ہی کے شعروں کے مانند ہے (اور کیوں نہ ہو) میں
بلاشبہ آپ ﷺ پر ایمان رکھتا ہوں اور اپنے رب کی وحدانیت کو مانتا ہوں۔

فَلَا يُقۡبَلُ التَّوۡحِيۡدُ اِلَّا بِذِكۡرِهٖ
لِيَقۡرِنَهُ عِنۡدَ النِّدَآءِ الۡمُوَحِّدُ

اور توحید قابل قبول اسی وقت ہوگی جب رسول اللہ کا ذکر بھی اس کے ساتھ ہو، اس لئے
ایک موحد اذان دیتے وقت ذکر رسول کو ندائے توحید کے ساتھ شامل کرتا ہے۔

وَمَا جَآءَ يَدۡعُوۡنَا بِغَيۡرِ دَلَالَةٍ
وَلٰكِنۡ بِاٰيَاتٍ تَدُلُّ وَتَشۡهَدُ

رسول اللہ ﷺ ہمیں بلا دلیل دعوت حق دینے نہیں آئے

بلکہ اپنی نشانیاں (معجزات) کے ساتھ آئے جو آپ کی نبوت کی علامت اور گواہ ہیں۔

وَمِنْ ذَالِكَ جِذْعٌ حَنَّ شَوْقًا اِلَى الرِّضٰى
فَمَا زَالَ سَاعَاتٌ يَمَسَّلُ، وَيُسْنَدُ

انہی معجزات میں سے وہ ستون ہے جو آپ کے اشتیاق میں بے تاب ہو کر گرتا رہا
اور لوگ اسے اپنی جگہ پر جماتے رہے۔

وَقَدْ سَمِعُوْا صَوْتًا مِنَ الْجِذْعِ بَيِّنًا
فَيَا عَجَبًا مِمَّنْ يَشُكُّ وَيَلْحِدُ

اور اس کے رونے کی آواز کو لوگوں نے صاف طور پر سنا،
اس کے باوجود کوئی شک یا کج روی اختیار کرے تو اس پر حیرت ہے۔

وَمِنْ ذَالِكَ شَاةٌ خِلْوَةُ الضَّرْعِ مَسَّهَا
فَدَرَّتْ بِغَزْرٍ حَافِلٍ يَتَزَبَّدُ

اور انہی معجزات میں سے وہ بکری ہے جس کے تھن دودھ سے خالی تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے دست مبارک کے لمس سے دودھ کے دھارے اس تیزی اور کثرت سے اُبل
پڑے کہ برتن جھاگ سے اُبل پڑے۔

فَقَامَ اِلَيْهَا الحَالِبَانِ، فَاتْرَعَا
اَوْ اَنَيْهِمَا، وَالضَّرْعِ رَيَّانُ وَاَبْرَد

چنانچہ دونوں دوہنے والے گئے اور اپنے اپنے برتنوں کو دودھ سے بھر لیا،

پھر بھی تھن تروتازہ اور ٹھنڈے ہی رہے۔

يَدٌ مَسَّتِ الْاَطْبَاءَ طَابَتْ وَبُوْرِكَتْ
مُؤَيَّدَةٌ بِاللّٰهِ ، وَهُوَ الْمُؤَيَّدُ

وہ دست مبارک جس نے مٹّی کو بھی چھودیا تو وہ پاکیزہ ہوگئی، اس میں برکت آگئی، اس ہاتھ کو اللہ نے قوت بخشی، اور وہ خود ہی اللہ کی تائید سے سرفراز تھے۔

مُطَهَّرُ التَّرْكِيْبِ مِنْ كُلِّ آفَةٍ
مُبَارَكَةِ الْاَفْعَالِ ، مَا مِثْلُهَا يَدُ

وہ دست مبارک سراپا طہارت، ہرعیب سے پاک، جس سے باعث برکت اعمال ہمیشہ صادر ہوئے، اس کا ہمسر کسی کا ہاتھ نہیں۔

وَسَارَ اِلَى الْبَيْتِ الْمُقَدَّسِ لَيْلَةً
مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَارِدًا لَيْسَ يُطْرَدُ

اور آپ راتوں رات بیت المقدس کی طرف چلے، جو راستہ ایک ماہ میں طے ہوتا تھا (آپ نے پلک جھپکتے طے کرلیا،) اور ایک باعزت اور باوقار مہمان کی طرح گئے جس کو ٹالا نہیں جاتا۔

يُخَبِّرُ بِالْعِيْرِ الَّتِيْ فِيْ طَرِيْقِهٖ
لِيُوْقِنَ اَهْلُ الشِّرْكِ ذَاكَ فَيَسْعَدُوْا

پھر آپ نے واپسی پر اس قافلہ کی خبر دی جو راستہ میں ملا تھا،

تا کہ مشرکین کو یقین اور اطمینان قلب حاصل ہو۔

وَمِنْ ذَاكَ اَخْبَارٌ عَنِ الْغَيْبِ قَالَهَا
يُعَايِنُ مِنْهُ الصِّدْقَ فِيْهَا وَيُوْجَدُ

آپ کے معجزات میں سے غیب کی خبریں ہیں جو کہی گئیں،
جن کی صداقت کا مشاہدہ ہوا اور برملا پائی گئیں۔

فَسُوْدَدَهٗ بِاللّٰهِ اَذْ كَانَ وَحْيُهٗ
اِلَيْهِ ، وَهَلْ فَوْقَ النُّبُوَّةِ سُوْدَدُ؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت اللہ کی عطا کردہ ہے، جس نے آپ پر وحی بھیجی،
کیا نبوت سے بلند بھی کوئی بڑائی ہوسکتی ہے۔

فَاَوْفٰى اِلَيْهِ اللّٰهُ مِنْ عِلْمِهٖ بِهٖ
وَقَدْ كَانَتِ الْاَصْنَامُ اِذْ ذَاكَ تُعْبَدُ

اللہ نے اپنے علم سے آپ کو بھرپور حصہ دیا
اُس وقت جب کہ بتوں کو پوجا جاتا تھا۔

فَاَظْهَرَ بِالْاِسْلَامِ دَعْوَةَ صَادِقٍ
فَضَلَّ لَهٗ قَوْمٌ ، وَقَوْمٌ بِهٖ هُدُوْا

اسلام کے ذریعے آپ نے دعوت حق وصداقت دی،
کچھ لوگ گمراہ رہے اور کچھ نے ہدایت پائی۔

تُسَلِّمُ اَحْجَارٌ عَلَيْهِ فَصِيْحَةٌ

اِذَا مَا خَلَا فِيْ حَاجَةٍ يَتَفَرَّدُ

آپ کے معجزات میں سے پتھروں کا آپ کو سلام کہنا بھی ہے

جب آپ اپنی کسی ضرورت سے ان کی اوٹ میں ہوتے۔

وَيَسْمَعُ مِنْ اَصْوَاتِهَا فِيْ طَرِيْقِهٖ

تُمَجِّدُهٗ ، اِنَّ النَّبِيَّ مُمَجَّدُ

آپ آتے جاتے ان کی ستائش وتعریف کی آواز سنتے،

کیوں نہ ہو جب کہ پیغمبر عظمت کا پیکر ہوتا ہے۔

وَاَنْشَاءَرَبِّيْ مُزْنَةٍ فَوْقَ رَأْسِهٖ

رَآهَا ''بَحِيْرَا'' الرَّاهِبُ الْمُتَعَبِّدُ

بحیرا راہب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر پر بادل کا ایک ٹکڑا سایہ فگن دیکھا۔

تُظَلِّلُهٗ مِنْ كُلِّ حَرٍ يُصِيْبُهٗ

تُقِيْمَ عَلَيْهِ مَا اَقَامَ فَيَرْكُدُ

اس نے دیکھا کہ بادل کا ایک ٹکڑا آپ کو گرمی سے بچانے کے لئے سایہ دیتا ہے،

اور جہاں آپ ٹھہرتے ہیں وہ بھی ٹھہر جاتا ہے۔

وَإِنْ سَارَ ، سَارَتْ لَا تُفَارِقُ رَأْسَهُ

فَقَالَ لَهُمْ ، هٰذَا النَّبِيُّ مُحَمَّدُ

اور جب چلتے ہیں تو ساتھ ساتھ چلتا ہے، اور آپ کے سر سے جدا نہیں ہوتا،

چنانچہ بحیرا راہب نے لوگوں کے سامنے گواہی دی کہ یہ ہیں پیغمبر محمدؐ۔

حَلِيْمٌ رَحِيْمٌ لَيِّنٌ مُتَوَاضِعٌ

سَخِيٌّ حَيِيٌّ ، عَابِدٌ مُتَزَهِّدُ

بردبار، رحم دل، نرم خو، منکسر مزاج، سخی، بندہ نواز، عبادت گزار، دنیا سے بے نیاز۔

وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَوْقَ صِفَاتِنَا

يُقَصِّر فِيْهِ مَنْ يَّقُوْلُ ، فَيَجْهَدُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری ان تعریفوں سے کہیں زیادہ بلند تھے، آپ کی تعریف کرنے والا ہزار کوشش کے بعد بھی تعریف کا حق ادا نہیں کر پاتا۔

(عربی میں نعتیہ کلام، ص ۱۳۸)

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کا شہرہ آفاق قصیدہ بردہ

اس قصیدہ کے مصنّف حضرت علامہ شرف الدین محمد البوصیریؒ جن کا پورا نام شرف الدین ابوعبد اللہ محمد بن سعید بن حماد بن محسن بن عبد اللہ البوصیری ہے ۔آپ ساتویں صدی ہجری (عہد مغلوی) کے ایک نہایت مشہور مصری شاعر اور طریقہ شاذلیہ کے صاحب نسبت واجازت بزرگ تھے۔اور نسلاً بربر تھے۔

ولادت

آپ مصر کے ایک گاؤں بوصیر میں یکم شوال ۶۰۸ھ یا ۶۱۰ھ مطابق ۱۲۱۱ء یا ۷ مارچ ۱۲۱۳ء میں پیدا ہوئے ،اور اسی نسبت سے آپ کو بوصیری کہا جاتا ہے۔

بیعت

امام بوصیری سلسلہ شاذلیہ میں ابو العباس احمد المراسی جو خلیفہ تھے ابو الحسن شاذلی کے،ان سے بیعت ہوئے ۔آپ فن خطاطی کے بڑے ماہر تھے کتابوں کی نقل کر کے روزی پیدا کیا کرتے تھے۔

وفات

امام بوصیری کے سال وفات میں اختلاف ہے 694ھ یا 695ھ یا 696ھ 1294ء میں وفات اسکندریہ میں ہوئی فسطاط میں امام شافعی کے قرب میں مدفون ہیں

شاعری

آپ نے شعروادب میں بلند مقام حاصل کیا۔اُن کی تمام تر شاعری کا مرکز و

محور مذہب اور تصوف رہا۔نعت نبویؐ ان کی شاعری کا خاص موضوع تھا۔

آپ نے کئی قصائد اور نظمیں لکھیں ،ان سب میں قصیدہ حمزہ کے علاوہ اُن کا سب سے مشہور شاعرانہ کلام قصیدہ بردہ شریف ہے جو پیارے پیغمبر ﷺ کی نعت، مدحت وثناءخوانی پر مبنی ہے اور اسلامی دنیا میں نہایت مشہور ومقبولِ عام ہے۔

قصیدہ بردہ کی تصنیف کی وجہ

اس قصیدے کا پورا نام:

" قصيدة اَلْكَوَاكِبُ الدَّرِيه فِى مَدحِ خَيْرُ الْبَرِيَّهْ "

ہے،لیکن اس کو قصیدہ بردہ کہا جاتا ہے،جس کی وجہ یہ ہے کہ علامہ بوصیری فرماتے ہیں کہ مجھ پر فالج کا شدید حملہ ہوا،جس سے جسم کا نصف حصہ بےحس ہو گیا، بہت علاج کروایا لیکن کسی علاج سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوا۔

اس انتہائی مایوسی اور مصیبت کے عالم میں دل میں خیال آیا کہ ایک قصیدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں لکھوں اور اس کے ذریعے سے بارگاہ رب العزّت میں اپنے لیے شفا طلب کروں، چنانچہ ایسی حالت میں قصیدہ لکھا۔فرماتے ہیں کہ قصیدہ کے ختم ہونے پر مجھے نیند آ گئی،اور رات کو سویا تو خواب میں سیّدالکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا، اسی عالم رویاء میں یہ قصیدہ حضور کے سامنے پڑا، اس قصیدے کے اختتام کے بعد دیکھا کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے اپنے دست انور کو میرے اعضاءجسم پر پھیرا،اور میری چادراس پر ڈالی۔اور جب آنکھ کھلی تو علامہ بوصیریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے آپ کو بالکل صحت یاب پایا۔

فرماتے ہیں کہ جب میں صبح کو باہر نکلا تو میری ملاقات ایک اجنبی درویش سے ہوئی، اس نے مجھ سے وہ قصیدہ سننے کی درخواست کی جس میں میں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح کی تھی، حالانکہ ابھی تک اس قصیدہ کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں تھا۔ میں نے اس بزرگ سے پوچھا کہ کونسا مدحیہ قصیدہ سننا چاہتے ہیں کہنے لگا وہ قصیدہ جس کی ابتداء: "اَمِنۡ تَذَکُّرِ جِیۡرَانٍ بِذِیۡ سَلَمٖ " سے ہوتی ہے۔ پھر وہ کہنے لگا بخدا کل شب میں نے تمہیں اس قصیدے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

وجہ تسمیہ

بردہ چادر کو کہا جاتا ہے، کیونکہ پیارے پیغمبر صلّی اللہ علیہ وسلم نے ان پر چادر ڈالی تھی تو اسی وجہ سے اس قصیدے کو قصیدہ بردہ کہا جاتا ہے۔

ایک اور وجہ تسمیہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ لغت میں بردہ مختلف دھاری دار کپڑے کو کہتے ہیں، کیونکہ اس قصیدے میں علامہ بوصیری نے مختلف مضامین کی آرائش کی ہے، کہیں باد صبا سے خطاب، کہیں اظہار شوق وذوق، کہیں غم ہجر کی داستاں، کہیں تنہائی کا شکوہ، کہیں نفس امارہ پر عتاب، کہیں مدعی اور مدعا علیہ کے سوالات و جوابات، کہیں عذر خواہی تو کہیں نفس کے مکروفریب سے ڈرانا، کہیں عوام و قارئین کو وعظ سنانا، کہیں دربار رسالت میں استغاثہ، کہیں سرکار دو عالم کی خدمت میں شفاعت طلب کرنا، کہیں حضور کی ذات کے کمالات، کہیں اظہار معجزات تو کہیں فضیلت صحابہ، گویا یہ مختلف مضامین کا مجموعہ ہے، اسی وجہ سے اس کا نام قصیدہ بردہ رکھا گیا۔

(قصیدہ بردہ شریف اردو ص ۱۰–تحفۃالورد شرح قصید برد،ص،۴)

فصل الاوّل فی الغزل و شکوی الغرام

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

مِرے مولیٰ! ہمیشہ ہو درود ان پر، سلام ان پر
تجھے جو سب سے پیارے ہیں، تِری مخلوق میں بہتر

أَمِنْ تَذَكُّرِ جِيْرَانٍ بِذِيْ سَلَمٍ
مَزَجْتَ دَمْعًا جَرٰى مِنْ مُقْلَةٍ بِدَمِ

کیا ان ہمسایوں کی یاد میں جو ذی سلم کے مقام پر رہتے ہیں،
تو نے اپنی آنکھ سے بہنے والے آنسوؤں کو خون میں ملایا ہے؟

أَمْ هَبَّتِ الرِّيْحُ مِنْ تِلْقَاءِ كَاظِمَةٍ
وَأَوْمَضَ الْبَرْقُ فِي الظَّلْمَاءِ مِنْ إِضَمِ

یا پھر کاظمہ کی جانب سے ہوا آئی ہے۔ اور اضم کے اندھیرے میں بجلی چمکی ہے۔؟

فَمَا لِعَيْنَيْكَ إِنْ قُلْتَ اكْفُفَا هَمَتَا
وَمَا لِقَلْبِكَ إِنْ قُلْتَ اسْتَفِقْ يَهِمِ

کیا ہوا ہے تمہاری آنکھوں کو کہ جب بھی انہیں رکنے کا کہا جائے یہ زیادہ بہتی ہیں، اور کیا ہوا ہے تمہارے دل کو جب بھی اسے کہتے ہو بیدار ہو جا زیادہ مدہوش ہو جاتا ہے؟

أَيَحْسَبُ الصَّبُّ أَنَّ الْحُبَّ مُنْكَتِمٌ
مَا بَيْنَ مُنْسَجِمٍ مِنْهُ وَمُضْطَرِمِ

کیا عاشق یہ سمجھتا ہے کہ محبت چھپی رہے گی؟؟؟
چاہے وہ سکون آور ہو یا شعلہ بار؟؟؟

لَوْلَا الْهَوَىٰ لَمْ تُرِقْ دَمْعاً عَلَىٰ طَلَلٍ
وَلَا أَرِقْتَ لِذِكْرِ الْبَانِ وَالْعَلَمِ

اگر محبت نہ ہوتی تو تم کسی کھنڈر پہ آنسو نہ بہاتے
نہ ہی مقام بان اور علم تمہاری نیند اڑاتے۔

فَكَيْفَ تُنْكِرُ حُبّاً بَعْدَ مَا شَهِدَتْ
بِهِ عَلَيْكَ عُدُوْلُ الدَّمْعِ وَالسَّقَمِ

تم کیسے انکار کرو گے محبت کا جبکہ اس کی گواہی
آنسو اور بیماری دونوں گواہوں نے دی ہے۔

وَأَثْبَتَ الْوَجْدُ خَطَّيْ عَبْرَةٍ وَضَنًى
مِثْلَ الْبَهَارِ عَلَىٰ خَدَّيْكَ وَالْعَنَمِ

شدت شوق و گریہ نے تمہارے گالوں پر دو خط بنا دئے ہیں
جو سرخ اور زرد پھولوں کی طرح ہے۔

نَعَمْ سَرَىٰ طَيْفُ مَنْ أَهْوَىٰ فَأَرَّقَنِي
وَالْحُبُّ يَعْتَرِضُ اللَّذَّاتِ بِالْأَلَمِ

بے شک میرے محبوب کا پیکر رات کو گزرا تو مجھے جگا گیا۔
محبت ہمیشہ لذتوں کے راستے میں دکھ لے کر آجاتی ہے۔

يَا لَائِمِي فِي الْهَوَى الْعُذْرِيِّ مَعْذِرَةً
مِنِّي إِلَيْكَ وَلَوْ أَنْصَفْتَ لَمْ تَلُمِ

اے مجھے پاکیزہ محبت پہ ملامت کرنے والے، میں معذرت خواہ ہوں۔
اگر تم انصاف کرتے تو مجھے ملامت نہ کرتے۔

عَدَتْكَ حَالِيَ لَا سِرِّي بِمُسْتَتِرٍ
عَنِ الْوُشَاةِ وَلَا دَائِي بِمُنْحَسِمِ

میرا حال تم پہ ظاہر ہے۔۔۔میرا راز بدگولوگوں پہ کھل گیا ہے۔۔۔اور میرا مرض قابل علاج بھی نہیں ہے۔۔

مَحَضْتَنِي النُّصْحَ لٰكِنْ لَسْتُ أَسْمَعُهُ
إِنَّ الْمُحِبَّ عَنِ الْعُذَّالِ فِي صَمَمِ

تم نے تو خالص نصیحت کی ہے مجھے مگر میں نہیں سننے والا۔۔۔عاشق ہمیشہ ہی ناصح کی بات کے بارے میں بہرا ہوتا ہے۔

إِنِّي اتَّهَمْتُ نَصِيحَ الشَّيْبِ فِي عَذَلٍ
وَالشَّيْبُ أَبْعَدُ فِي نُصْحٍ عَنِ التُّهَمِ
میں نے بالوں کی سفیدی کو الزام دیا نصیحت کرنے پر،
حالانکہ بڑھاپا بہت دور ہے الزام سے نصیحت کے معاملے میں۔

فصل الثاني في التحذير من هم النفس

فَإِنَّ أَمَّارَتِي بِالسُّوءِ مَا اتَّعَظَتْ
مِنْ جَهْلِهَا بِنَذِيرِ الشَّيْبِ وَالْهَرَمِ
اور میرے نفس امارہ نے بالوں کی سفیدی اور بڑھاپے کی نصیحت نہیں پکڑی اپنی جہالت کی وجہ سے۔۔

وَلَا أَعَدَّتْ مِنَ الْفِعْلِ الْجَمِيلِ قِرَى
ضَيْفٍ أَلَمَّ بِرَأْسِي غَيْرَ مُحْتَشِمِ
نہ ہی کچھ اچھے اعمال کی ضیافت تیار کی،
تو یہ تو مہمان کو عزت نہ بخشی جس نے سر پر قیام کیا تھا۔

لَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنِّي مَا أُوَقِّرُهُ
كَتَمْتُ سِرًّا بَدَا لِي مِنْهُ بِالْكَتَمِ
اگر میں جانتا کہ میں اس کی عزت نہی کرسکتا

تو اسے اپنا راز بنا کر چھپالیتا۔

مَنْ لِي بِرَدِّ جِمَاحٍ مِنْ غَوَايَتِهَا

كَمَا يُرَدُّ جِمَاحُ الْخَيْلِ بِاللُّجُمِ

کون ہے جو میرے نفس کو گمراہی سے روکے

جیسے گھوڑے کی سرکشی کو لگام ڈال کر روکا جاتا ہے۔

فَلَا تَرُمْ بِالْمَعَاصِي كَسْرَ شَهْوَتِهَا

إِنَّ الطَّعَامَ يُقَوِّي شَهْوَةَ النَّهِمِ

خود کو مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ معصیت کے ذریعے نفس کی بغاوت کو کچلنے کا نہ سوچو،

کیونکہ کھانا کھانے سے پیٹو کی بھوک اور بڑھتی ہے۔

وَالنَّفْسُ كَالطِّفْلِ إِنْ تُهْمِلْهُ شَبَّ عَلَى

حُبِّ الرَّضَاعِ وَإِنْ تَفْطِمْهُ يَنْفَطِمِ

اور نفس تو ایک بچے کی طرح ہوتا ہے جسے اگر چھوڑ دیا جائے تو دودھ کا عادی

رہتا ہے۔۔۔اور اگر دودھ چھڑا دیا جائے تو پھر چھوڑ دیتا ہے۔

فَاصْرِفْ هَوَاهَا وَحَاذِرْ أَنْ تُوَلِّيَهُ

إِنَّ الْهَوَى مَا تَوَلَّى يُصْمِ أَوْ يَصِمِ

تو نفس کی خواہش کو دوسری طرف پھیرنے کی کوشش کرو۔۔

اور اسکی پیروی کرنے سے بچو۔۔۔جس خواش کی پیروی کی جائے

وہ بہرا بنا دیتی ہے یا پھر بدنام کر دیتی ہے۔۔

وَرَاعِهَا وَهْيَ فِي الْأَعْمَالِ سَائِمَةٌ
وَإِنْ هِيَ اسْتَحْلَتِ الْمَرْعَى فَلَا تُسِمِ

اوراس کی نگرانی رکھو جب وہ اعمال میں بے مہار ہو،
اگر اسے سبزہ زار پسند آجائے تو تم نہ چرنے دو۔

كَمْ حَسَّنَتْ لَذَّةً لِلْمَرْءِ قَاتِلَةً
مِنْ حَيْثُ لَمْ يَدْرِ أَنَّ السُّمَّ فِي الدَّسَمِ

ایک لذت جو حقیقت میں جان لیوا ہے کتنی بار اچھی لگتی ہے،
جو نہیں جانتا کہ چربی میں زہر ہو سکتا ہے۔

وَاخْشَ الدَّسَائِسَ مِنْ جُوعٍ وَمِنْ شِبَعٍ
فَرُبَّ مَخْمَصَةٍ شَرٌّ مِنَ التُّخَمِ

بھوک اور سیر کے پھندوں سے بچو،
خالی پیٹ کے لیے زیادہ کھانے سے بھی بدتر ہو سکتا ہے۔

وَاسْتَفْرِغِ الدَّمْعَ مِنْ عَيْنٍ قَدِ امْتَلَأَتْ
مِنَ الْمَحَارِمِ وَالْزَمْ حِمْيَةَ النَّدَمِ

ان آنکھوں سے آنسو خشک کرو جو حرام چیزوں سے بھر چکے ہیں
اوراس کے بعد آپ کی واحد خوراک پچھتاؤ ہو۔

وَخَالِفِ النَّفْسَ وَالشَّيْطَانَ وَاعْصِهِمَا

وَإِنْ هُمَا مَحَضَاكَ النُّصْحَ فَاتَّهِمِ

نفس اور شیطان کی مخالفت کرو اور ان کی مخالفت کرو اگر وہ آپ کو مشورہ دینے کی کوشش کرتے ہیں تو اس کے ساتھ شک کے ساتھ پیش آئیں

وَلَا تُطِعْ مِنْهُمَا خَصْمًا وَلَا حَكَمًا

فَأَنْتَ تَعْرِفُ كَيْدَ الْخَصْمِ وَالْحَكَمِ

کبھی بھی ان کی بات نہ مانیں، چاہے وہ مخالفت کریں یا ثالثی کے لیے آئیں،

کیونکہ آپ اب تک مخالفین اور ثالث دونوں کی چالیں جان چکے ہیں۔

أَسْتَغْفِرُ اللهَ مِنْ قَوْلٍ بِلَا عَمَلٍ

لَقَدْ نَسَبْتُ بِهِ نَسْلًا لِذِي عُقُمِ

میں اللہ سے ان باتوں کے لیے معافی مانگتا ہوں جو میں نہیں کرتا،

گویا میں بانجھ کو اولاد قرار دے رہا ہوں۔

أَمَرْتُكَ الْخَيْرَ لَكِنْ مَا ائْتَمَرْتُ بِهِ

وَمَا اسْتَقَمْتُ فَمَا قَوْلِي لَكَ اسْتَقِمِ

میں نے تمہیں نیکی کا حکم دیا لیکن پھر میری ہی نصیحت پر عمل نہ کیا

میں خود سیدھا نہیں تھا، تو میں نے تم سے کیا کہا کہ سیدھے رہو!

وَلَا تَزَوَّدْتُ قَبْلَ الْمَوْتِ نَافِلَةً

وَلَمْ أُصَلِّ سِوَى فَرْضٍ وَلَمْ أَصُمِ

موت آنے سے پہلے میں نے نماز کا زیادہ بندوبست نہیں کیا ہے،

میں نے فرض سے زیادہ نماز نہیں پڑھی اور نہ ہی روزہ رکھا۔

الْفَصْلُ الثَّالِثُ فِي مَدْحِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

تیسرا باب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں

ظَلَمْتُ سُنَّةَ مَنْ أَحْيَا الظَّلَامَ إِلَى

أَنِ اشْتَكَتْ قَدَمَاهُ الضُّرَّ مِنْ وَرَمِ

میں نے رات کو نماز پڑھنے والے کے راستے پر ظلم کیا ہے۔

یہاں تک کہ اس کے پاؤں میں درد اور سوجن کی شکایت ہوئی۔

وَشَدَّ مِنْ سَغَبٍ أَحْشَاءَهُ وَطَوَى

تَحْتَ الْحِجَارَةِ كَشْحًا مُتْرَفَ الْأَدَمِ

جب کہ اس نے اپنے اندر کو بھوک کی انتہا سے جکڑ لیا،

اپنی نازک جلد کو کمر کے گرد بندھے ہوئے پتھر کے نیچے چھپا کر

وَرَاوَدَتْهُ الْجِبَالُ الشُّمُّ مِنْ ذَهَبٍ

عَنْ نَفْسِهِ فَأَرَاهَا أَيَّمَا شَمَمِ

سونے کے اونچے اونچے پہاڑوں نے اسے لبھانے کی کوشش کی،

لیکن اس نے بدلے میں انہیں بلندی کا حقیقی معنی دکھایا

وَأَكَّدَتْ زُهْدَهُ فِيهَا ضَرُورَتُهُ

إِنَّ الضَّرُورَةَ لَا تَعْدُو عَلَى الْعِصَمِ

اس کی کفایت شعاری اور ضرورت نے دنیاوی فکروں سے اس کی لاتعلقی کی تصدیق کی،

سخت ضرورت بھی ایسی بے عیب خوبی پر حملہ نہیں کر سکتی

وَكَيْفَ تَدْعُو إِلَى الدُّنْيَا ضَرُورَةُ مَنْ

لَوْلَاهُ لَمْ تُخْرَجِ الدُّنْيَا مِنَ الْعَدَمِ

ایسے شخص کی سخت ضرورت اسے دنیا کی طرف کیسے کھینچ سکتی ہے؟

جب وہ نہ ہوتا تو دنیا عدم سے نہ نکلتی۔

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْـ

ـنِ وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَمِنْ عَجَمِ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جہانوں کے سردار ہیں، اور انسانوں اور جنوں،

اور عرب و عجم کے دونوں گروہوں کے آقا ہیں،

نَبِيُّنَا الْآمِرُ النَّاهِي فَلَا أَحَدٌ

أَبَرَّ فِي قَوْلِ »لَا« مِنْهُ وَلَا »نَعَمِ«

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں
چنانچہ کوئی بھی شخص ان کی ہاں اور ناں کہنے میں ان سے بڑھ کر سچا نہیں ہے،

هُوَ الْحَبِيبُ الَّذِي تُرْجَى شَفَاعَتُهُ
لِكُلِّ هَوْلٍ مِنَ الْأَهْوَالِ مُقْتَحَمِ

وہ محبوب ہے جس کی شفاعت کی امید کی جاتی ہے۔(روز قیامت کی) ان تمام خوفناک
چیزوں کے خلاف جو ہمیں شدید ہولناکیوں کی طرف لے جاتی ہیں۔

دَعَا إِلَى اللهِ فَالْمُسْتَمْسِكُونَ بِهِ
مُسْتَمْسِكُونَ بِحَبْلٍ غَيْرِ مُنْفَصِمِ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا، پس جو لوگ اس سے چمٹے ہوئے ہیں،
وہ ایسی رسی سے چمٹے ہوئے ہیں جو کبھی نہیں ٹوٹے گی۔

فَاقَ النَّبِيِّينَ فِي خَلْقٍ وَفِي خُلُقٍ
وَلَمْ يُدَانُوهُ فِي عِلْمٍ وَلَا كَرَمِ

وہ شکل وصورت اور اعلیٰ کردار دونوں میں دوسرے انبیاء سے سبقت لے گیا،
اور کوئی بھی علم میں یا خالص فیاضی میں اس کے قریب نہیں پہنچا

وَكُلُّهُمْ مِنْ رَسُولِ اللهِ مُلْتَمِسٌ

غَرْفًا مِنَ الْبَحْرِ أَوْ رَشْفًا مِنَ الدِّيَمِ

وہ سب اللہ کے رسول کے بحر کرم سے صرف ایک چلّو پانی کی درخواست کرتے ہیں،

یا اس کے باران رحمت کے سمندر سے ایک گھونٹ پانی کی۔

وَوَاقِفُونَ لَدَيْهِ عِنْدَ حَدِّهِمِ

مِنْ نُقْطَةِ الْعِلْمِ أَوْ مِنْ شَكْلَةِ الْحِكَمِ

وہ سب اپنی اپنی حد مرتبت پر فائز ہو کر بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایسے رک جاتے ہیں جیسے کتاب علم کے مقابلہ میں نقطہ یا (کتاب) حکمت کے مقابلے میں اعراب

فَهْوَ الَّذِي تَمَّ مَعْنَاهُ وَصُورَتُهُ

ثُمَّ اصْطَفَاهُ حَبِيبًا بَارِئُ النَّسَمِ

وہ وہ ہے جس کے معنی اور شکل کامل تھے،

اور پھر جس نے تمام انسانوں کو پیدا کیا اس نے اسے اپنا محبوب منتخب کیا۔

مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِيكٍ فِي مَحَاسِنِهِ

فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيهِ غَيْرُ مُنْقَسِمِ

وہ اپنی خوبیوں میں کسی کے برابر ہونے سے دور ہے،

کیونکہ اس میں کمال کا جوہر ناقابل تقسیم ہے۔

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارَى فِي نَبِيِّهِمِ

وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيهِ وَاحْتَكِمِ

عیسائیوں نے اپنے نبی کے بارے میں جو دعویٰ کیا ہے اسے چھوڑ دو۔

اس کے علاوہ آپ اس کی تعریف میں جو چاہیں کہہ سکتے ہیں۔

وَانْسُبْ إِلَى ذَاتِهِ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ

وَانْسُبْ إِلَى قَدْرِهِ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمِ

آپ شرافت کے لیے جو چاہیں اس کے جوہر سے منسوب کر سکتے ہیں، اور اسی طرح

ان کی قدر و منزلت کی طرف، جو بھی تم عظمت کی خواہش کرو منسوب کر سکتے ہو۔

فَإِنَّ فَضْلَ رَسُولِ اللهِ لَيْسَ لَهُ

حَدٌّ فَيُعْرِبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمِ

بے شک، اللہ کے رسول کی اعلیٰ فضیلت کی کوئی حد نہیں ہے۔

جس کا اظہار انسان کی زبان سے ہوسکتا ہے۔

لَوْ نَاسَبَتْ قَدْرَهُ آيَاتُهُ عِظَمًا

أَحْيَا اسْمُهُ حِينَ يُدْعَى دَارِسَ الرِّمَمِ

اگر آپ کی قدر و منزلت کے مطابق آپ کے معجزات اس کے درجے کے زبردست

ہوتے؟ تو بس آپ کے نام کی آواز ہی مردہ ہڈیوں کو زندہ کر دیتی۔

لَمْ يَمْتَحِنَّا بِمَا تَعْيَا الْعُقُولُ بِهِ

حِرْصًا عَلَيْنَا فَلَمْ نَرْتَبْ وَلَمْ نَهِمِ

اس نے ہمیں ایسی چیزوں سے نہیں آزمایا جو ہماری عقلوں کو ختم کر دیں۔

ہمارے لیے فکرمندی سے، اس لیے ہم شکوک وشبہات میں نہیں پڑے

أَعْيَا الْوَرَى فَهْمُ مَعْنَاهُ فَلَيْسَ يُرَى

فِي الْقُرْبِ وَالْبُعْدِ فِيهِ غَيْرُ مُنْفَحِمِ

ساری مخلوق کو عاجز کر دیا آپ کی حقیقت کے فہم نے

آپ کے کمالات کو سمجھنے سے قریب اور دور کی مخلوق عاجز وقاصر ہے،

كَالشَّمْسِ تَظْهَرُ لِلْعَيْنَيْنِ مِنْ بُعُدٍ

صَغِيرَةً وَتُكِلُّ الطَّرْفَ مِنْ أَمَمِ

سورج کی طرح جو دور سے کھلی آنکھ کو چھوٹا دکھائی دیتا ہے،

جبکہ قریب سے اسے دیکھنے کی کوشش کریں تو آنکھیں عاجز ہو جاتی ہیں

وَكَيْفَ يُدْرِكُ فِي الدُّنْيَا حَقِيقَتَهُ

قَوْمٌ نِيَامٌ تَسَلَّوْا عَنْهُ بِالْحُلُمِ

جو لوگ سو رہے ہیں وہ اس کی اصل حقیقت کو کیسے جان سکتے ہیں؟

اس دنیا میں، جب وہ اپنے خوابوں سے اس سے بھٹک رہے ہیں؟

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيهِ أَنَّهُ بَشَرٌ

وَأَنَّهُ خَيْرُ خَلْقِ اللهِ كُلِّهِمِ

اس کے بارے میں ہمارے علم کی حد یہ ہے کہ وہ ایک آدمی ہے۔

اور یہ کہ وہ اللہ کی تمام مخلوقات میں سب سے بہتر ہے۔

وَكُلُّ آيٍ أَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا

فَإِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُورِهِ بِهِمِ

ہر معجزہ جسے انبیاء علیہم السلام لائے ہیں۔

بے شک آپ کے نور مبارک سے ان تک پہنچے ہیں۔

فَإِنَّهُ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا

يُظْهِرْنَ أَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ

بیشک وہ فضل کا سورج ہے اور دیگر انبیاء اس کے ستارے ہیں

اندھیروں میں لوگوں کے لیے اپنی روشنیاں ظاہر کرتے ہیں

أَكْرِمْ بِخَلْقِ نَبِيٍّ زَانَهُ خُلُقٌ

بِالْحُسْنِ مُشْتَمِلٍ بِالْبِشْرِ مُتَّسِمِ

اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری شکل وصورت کیا خوب ہے جس کو زینت بخشی ہے حسن سیرت نے، ساتھ ساتھ حسن و جمال سے آراستہ ہے اور چہرہ کی تابانی سے بھی متّصف ہے۔

كَالزَّهْرِ فِي تَرَفٍ وَالْبَدْرِ فِي شَرَفٍ

وَالْبَحْرِ فِي كَرَمٍ وَالدَّهْرِ فِي هِمَمِ

آپ ﷺ تازگی میں پھولوں کی طرح، سربلندی میں چاند کی طرح،
خالص سخاوت میں ایک سمندر کی طرح اور عزم کی طاقت میں خود وقت کی طرح ہیں۔

كَأَنَّهُ وَهُوَ فَرْدٌ مِنْ جَلَالَتِهِ

فِي عَسْكَرٍ حِينَ تَلْقَاهُ وَفِي حَشَمِ

گویا کہ آپ ﷺ یگانہ روزگار ہیں اپنی جلالت شان میں، چاہے وہ ایک عظیم لشکر کے درمیان ہوں تمہاری ملاقات کے وقت یا حشم و خدم کے درمیان ہوں۔

كَأَنَّمَا اللُّؤْلُؤُ الْمَكْنُونُ فِي صَدَفٍ

مِنْ مَعْدِنَيْ مَنْطِقٍ مِنْهُ وَمُبْتَسَمِ

(آپ ﷺ کے دندان مبارک چمک میں ایسے لگتے تھے) گویا چمکتے موتی اپنے خول میں محفوظ ہوں، جو کہ آپ ﷺ کی تقریر اور چمکیلی مسکراہٹ کے دو کانوں میں پوشیدہ رہتے ہیں۔

لَا طِيبَ يَعْدِلُ تُرْبًا ضَمَّ أَعْظُمَهُ

طُوبَى لِمُنْتَشِقٍ مِنْهُ وَمُلْتَثِمِ

کوئی خوشبو برابری نہیں کر سکتی اس مٹی کی جس کے ساتھ آپ کا جسم اطہر ملا ہوا ہے
اس شخص کے لیے کیا ہی خوشی ہے جو اس مبارک زمین کو سونگھتا ہے یا اسے چومتا ہے!

☆☆☆

الْفَصْلُ الرَّابِعُ فِي مَوْلِدِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب چهارم

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے بارے میں

أَبَانَ مَوْلِدُهُ عَنْ طِيبِ عُنْصُرِهِ

يَا طِيبَ مُبْتَدَإٍ مِنْهُ وَمُخْتَتَمِ

اس کی پیدائش نے اس کی اصل کی پاکیزگی کو واضح کر دیا،

اے اس کی ابتدا اور اس کا انجام کتنا پاکیزہ ہے!

(یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائیش و وفات کا زمان و مکان)

يَوْمٌ تَفَرَّسَ فِيهِ الْفُرْسُ أَنَّهُمُ

قَدْ أُنْذِرُوا بِحُلُولِ الْبُؤْسِ وَالنِّقَمِ

اس دن، فارسیوں نے محسوس کیا کہ انہیں خبردار کیا گیا تھا

مصائب اور آفات کے آغاز سے

وَبَاتَ إِيوَانُ كِسْرَى وَهُوَ مُنْصَدِعٌ

كَشَمْلِ أَصْحَابِ كِسْرَى غَيْرَ مُلْتَئِمِ

اسی رات کو شاہ خسرو کے محراب میں ایک شگاف نمودار ہوا،

جس طرح اس کی قوم کا اتحاد اور ہم آہنگی ہمیشہ کے لیے ختم ہوگئی۔

وَالنَّارُ خَامِدَةُ الْأَنْفَاسِ مِنْ أَسَفٍ

عَلَيْهِ وَالنَّهْرُ سَاهِي الْعَيْنِ مِنْ سَدَمِ

اور آتش کدہ ایران کی آگ نے کسریٰ کے نقصان کے غم سے، آخری سانس لی،

اور دریائے فرات حسرت وندامت کے غم سے اپنے راستے سے ہٹ گیا۔

وَسَاءَ سَاوَةَ أَنْ غَاضَتْ بُحَيْرَتُهَا

وَرُدَّ وَارِدُهَا بِالْغَيْظِ حِينَ ظَمِي

جھیل کا پانی کم ہونے پر اہل ساوا پریشان ہو گئے،

اور جو اس میں سے پینے آیا تھا وہ پیاس سے بپھرا ہوا لوٹا۔

كَأَنَّ بِالنَّارِ مَا بِالْمَاءِ مِنْ بَلَلٍ

حُزْنًا وَبِالْمَاءِ مَا بِالنَّارِ مِنْ ضَرَمِ

گویا غم سے آگ نے پانی کی تری کو لے لیا

اور پانی نے آگ کی بھڑکتی ہوئی خشکی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

وَالْجِنُّ تَهْتِفُ وَالْأَنْوَارُ سَاطِعَةٌ

وَالْحَقُّ يَظْهَرُ مِنْ مَعْنًى وَمِنْ كَلِمِ

اور جنّات چیخ رہے تھے، اور روشنیاں چمک رہی تھیں،

جبکہ حقیقت معنیٰ اور لفظ دونوں میں ظاہر ہوئی۔

عَمُوا وَصَمُّوا فَإِعْلَانُ الْبَشَائِرِ لَمْ

تُسْمَعْ وَبَارِقَةُ الْإِنْذَارِ لَمْ تُشَمِ

لیکن اندھے اور بہرے، فارسیوں نے خوشخبری نہیں سنی،

اور نہ ہی انہوں نے انتباہی نشانات کی چمک دیکھی۔

مِنْ بَعْدِ مَا أَخْبَرَ الْأَقْوَامَ كَاهِنُهُمْ بِأَنَّ

دِينَهُمُ الْمُعْوَجَّ لَمْ يَقُمِ

لوگوں کو اپنے کاہنوں کے بتانے کے بعد یہ حالت پیش آئی

کہ ان کا ٹیڑھا پرانا مذہب قائم نہ رہ سکے گا۔

وَبَعْدَ مَا عَايَنُوا فِي الْأُفْقِ مِنْ شُهُبٍ

مُنْقَضَّةٍ وَفْقَ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ صَنَمِ

اور جب انہوں نے افق پر شہاب ثاقب کے ستاروں کو چمکتے ہوئے

آسمانوں سے گرتے ہوئے دیکھا،، جس طرح بت زمین پر گر رہے تھے۔

حَتَّى غَدَا عَنْ طَرِيقِ الْوَحْيِ مُنْهَزِمٌ

مِنَ الشَّيَاطِينِ يَقْفُو إِثْرَ مُنْهَزِمِ

یہاں تک کہ شیاطین بھی نزول کے راستے سے بھاگتے ہوئے، بھگا دیے گئے،

ایک دوسروں کے پیچھے بھاگتے ہوئے وہ بھاگ رہے ہیں۔

كَأَنَّهُمْ هَرَبًا أَبْطَالُ أَبْرَهَةٍ

أَوْ عَسْكَرٌ بِالْحَصَى مِنْ رَاحَتَيْهِ رُمِي

وہ ابرہہ کے جنگجوؤں کی طرح بھاگ رہے تھے۔۔۔یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے ہاتھ سے پھینکے گئے کنکروں سے بکھرے ہوئے لشکر کی طرح

نَبْذًا بِهِ بَعْدَ تَسْبِيحٍ بِبَطْنِهِمَا

نَبْذَ الْمُسَبِّحِ مِنْ أَحْشَاءِ مُلْتَقِمِ

اپنے ہاتھ کی ہتھیلی میں خدا کی تسبیح کرنے کے بعد اس کی طرف سے پھینک دیا گیا، جیسے اپنے رب کی تسبیح کرنے والے کو وہیل کے پیٹ سے نکال دیا گیا۔

الْفَصْلُ الْخَامِسُ فِي مُعْجِزَاتِهِ صلى الله عليه وسلم

پانچواں باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کے بیان میں

جَاءَتْ لِدَعْوَتِهِ الْأَشْجَارُ سَاجِدَةً

تَمْشِي إِلَيْهِ عَلَى سَاقٍ بِلَا قَدَمِ

درخت اس کے پاس آئے جب آپ نے پکارا، سجدہ کرتے ہوئے۔
اس کی طرف ایسے تنوں پر چلتے ہوئے جن کے پاؤں نہیں تھے۔

كَأَنَّمَا سَطَرَتْ سَطْرًا لِمَا كَتَبَتْ

فُرُوعُهَا مِنْ بَدِيعِ الْخَطِّ فِي اللَّقَمِ

گویا انہوں (درختوں) نے (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں) خوبصورت خطاطی کی لکیریں

لکھی ہیں۔ تمام راستے میں اپنی شاخوں کے ساتھ

مِثْلَ الْغَمَامَةِ أَنَّى سَارَ سَائِرَةٌ

تَقِيهِ حَرَّ وَطِيسٍ لِلْهَجِيرِ حَمِي

بدلی کی مانند (ایک سائبان تھا) جو آپؐ کے ساتھ چلتا تھا جہاں بھی جاتے تھے،

دوپہر کی تندور جیسی شدید گرمی سے آپ ﷺ کو بچانے کے لئے۔

أَقْسَمْتُ بِالْقَمَرِ الْمُنْشَقِّ إِنَّ لَهُ

مِنْ قَلْبِهِ نِسْبَةً مَبْرُورَةَ الْقَسَمِ

میں قسم کھاتا ہوں، اس چاند کے رب کی جو دو حصوں میں بٹ گیا تھا

یقیناً اس کا آپ ﷺ کے دل سے خاص تعلق ہے، ایک سچی اور مبارک قسم

وَمَا حَوَى الْغَارُ مِنْ خَيْرٍ وَمِنْ كَرَمٍ

وَكُلُّ طَرْفٍ مِنَ الْكُفَّارِ عَنْهُ عَمِي

اور قسم ہے غار کی جس نے فضیلت اور شرافت والی ہستی کا احاطہ کیا ہوا تھا

جبکہ کافروں کی ہر نظر آپ کو دیکھنے سے بالکل اندھی تھی۔

فَالصِّدْقُ فِي الْغَارِ وَالصِّدِّيقُ لَمْ يَرِمَا

وَهُمْ يَقُولُونَ مَا بِالْغَارِ مِنْ أَرِمِ

سراپا سچائی اور سچا (ابوبکر) غار میں رہا جو نظر نہیں آرہے تھے

جیسا کہ باہر والوں نے ایک دوسرے سے کہ اس غار میں کوئی نہیں ہے۔

ظَنُّوا الْحَمَامَ وَظَنُّوا الْعَنْكَبُوتَ عَلَى
خَيْرِ الْبَرِيَّةِ لَمْ تَنْسُجْ وَلَمْ تَحُمِ

انہیں گمان نہیں تھا کہ کبوتر حفاظت کے لیے انڈے دے گا،
یا یہ کہ مکڑی بہترین تخلیق کی مدد کے لیے اپنا جالا گھمائے گی۔

وِقَايَةُ اللهِ أَغْنَتْ عَنْ مُضَاعَفَةٍ
مِنَ الدُّرُوعِ وَعَنْ عَالٍ مِنَ الْأُطُمِ

اللہ کی رضا اور پناہ نے اسے سہارا لینے کی ضرورت سے آزاد کر دیا۔
اس کی حفاظت کے لیے زرہوں اور بلند قلعوں سے۔

مَا سَامَنِي الدَّهْرُ ضَيْمًا وَاسْتَجَرْتُ بِهِ
إِلَّا وَنِلْتُ جِوَارًا مِنْهُ لَمْ يُضَمِ

جب بھی زمانے نے میرے ساتھ ناانصافی کی ہے، اور میں نے اس کی طرف رجوع کیا ہے، پناہ کے لیے، تو میں نے ہمیشہ آپؐ کے ساتھ سلامتی پائی، بغیر کسی نقصان کے۔

وَلَا الْتَمَسْتُ غِنَى الدَّارَيْنِ مِنْ يَدِهِ
إِلَّا اسْتَلَمْتُ النَّدَى مِنْ خَيْرِ مُسْتَلَمِ

اور میں نے جب کبھی اس کے ہاتھ سے دو جہان سے استغناء کی دولت مانگی۔
تو میں بہترین دینے والے کھلے ہاتھوں کی سخاوت کا بوسہ حاصل کیے بغیر نہیں رہا

لَا تُنْكِرِ الْوَحْيَ مِنْ رُؤْيَاهُ إِنَّ لَهُ
قَلْبًا إِذَا نَامَتِ الْعَيْنَانِ لَمْ يَنَمِ
اس کے خوابوں میں ملنے والے الہامات کا انکار نہ کرو۔۔۔بے شک اس کے پاس
ایک ایسا دل تھا، کہ جب آپ کی آنکھیں سو جاتی تھیں، لیکن دل کبھی نہیں سوتا تھا۔

وَذَاكَ حِينَ بُلوغٍ مِنْ نُبُوَّتِهِ
فَلَيْسَ يُنْكَرُ فِيهِ حَالُ مُحْتَلِمِ
(سچے خوابوں کو دیکھنا) یہ اس وقت سے تھا جب وہ نبوت پر فائز ہوئے تھے۔
جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نوعمری کے خوابوں کو بھی جھٹلا یا نہیں جا سکتا۔

تَبَارَكَ اللّٰهُ مَا وَحْيٌ بِمُكْتَسَبٍ
وَلَا نَبِيٌّ عَلَى غَيْبٍ بِمُتَّهَمِ
اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکت ہے! وحی کوئی محنت سے حاصل شدہ چیز نہیں ہے
اور نہ ہی کسی نبی پر علم غیب کا شبہ کیا جا سکتا ہے۔

كَمْ أَبْرَأَتْ وَصِبًا بِاللَّمْسِ رَاحَتُهُ
وَأَطْلَقَتْ أَرِبًا مِنْ رِبْقَةِ اللَّمَمِ
اس کے ہاتھ کے لمس سے کتنے بیمار شفایاب ہوئے؟
اور کتنے ہی، جو اپنے گناہوں کے پھندے سے تقریباً پاگل ہو چکے تھے،
آزاد کر دیے گئے ہیں۔

وَأَحْيَتِ السَّنَةَ الشَّهْبَاءَ دَعْوَتُهُ

حَتَّى حَكَتْ غُرَّةً فِي الْأَعْصُرِ الدُّهُمِ

اس کی دعا نے بنجر خشکی کے سال کو (شادابی کی) نئی زندگی دی۔۔۔تاکہ یہ سال اندھیرے سالوں میں گھوڑوں کی پیشانی پر خوبصورت سفید چمک کی طرح کھڑا ہو۔

بِعَارِضٍ جَادَ أَوْ خِلْتَ الْبِطَاحَ بِهَا

سَيْبٌ مِنَ الْيَمِّ أَوْ سَيْلٌ مِنَ الْعَرِمِ

(قحط سالی دور کرنے کے لئے) بادلوں نے ایسی بارش برسائی، یہاں تک کہ تم سوچتے کہ وادی کھلے سمندر کے پانی سے بہہ رہی تھی یا عرم (ڈیم) کے پھٹے ہوئے بند سے۔

الْفَصْلُ السَّادِسُ فِي شَرَفِ الْقُرْآنِ وَمَدْحِهِ

چھٹا باب

قرآن کی عظمت اور اس کی تعریف میں

دَعْنِي وَوَصْفِي آيَاتٍ لَهُ ظَهَرَتْ

ظُهُورَ نَارِ الْقِرَى لَيْلًا عَلَى عَلَمِ

مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کو وہ نشانیاں بیان کروں جو اس پر ظاہر ہوئیں جیسے مہمانوں کے استقبال کے لیے اونچی پہاڑیوں پر رات کے وقت روشن ہونے والے بیکنز نمایاں ہوں۔

فَالدُّرُّ يَزْدَادُ حُسْنًا وَهُوَ مُنْتَظِمٌ

وَلَيْسَ يَنْقُصُ قَدْرًا غَيْرَ مُنْتَظِمِ

اگرچہ موتی کی خوبصورتی میں اضافہ اس وقت ہوتا ہے جب اسے دوسروں کے درمیان جوڑا جاتا ہے۔۔۔۔مگر تنہا ہونے پر بھی اس کی قدر کم نہیں ہوتی۔۔۔

فَمَا تَطَاوُلُ آمَالِ الْمَدِيحِ إِلَى

مَا فِيهِ مِنْ كَرَمِ الْأَخْلَاقِ وَالشِّيَمِ

جو اس کی تعریف کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ کیا امید رکھ سکتا ہے۔

اس کی عمدہ خصلتوں اور خوبیوں کے ساتھ انصاف کرنے کا؟

آيَاتُ حَقٍّ مِنَ الرَّحْمَنِ مُحْدَثَةٌ

قَدِيمَةٌ صِفَةُ الْمَوْصُوفِ بِالْقِدَمِ

رحمٰن کی طرف سے حق کی آیاتِ برحق کا نزول وقت نزول کے اعتبار سے حادث ہیں پھر بھی ابدی اور قدیم ہیں، کہ وہ قدامت سے متصف ذاتِ ازدی کی صفت ہیں۔

لَمْ تَقْتَرِنْ بِزَمَانٍ وَهْيَ تُخْبِرُنَا

عَنِ الْمَعَادِ وَعَنْ عَادٍ وَعَنْ إِرَمِ

وہ آیات وقت یا زمانہ کی پابند نہیں ہیں، اور ہمیں خبر دیتی ہیں۔

آخرت کے دن کی، اور قوم عاد اور ارم کی بھی۔

دَامَتْ لَدَيْنَا فَفَاقَتْ كُلَّ مُعْجِزَةٍ

مِنَ النَّبِيِّينَ إِذْ جَاءَتْ وَلَمْ تَدُمِ

وہ آیات ہمارے زمانے تک قائم رہیں، اور ہر معجزے سے آگے نکل گئیں،

جو دوسرے انبیاء کے ذریعہ لائے گئے، جو ظاہر تو ہوئے، لیکن قائم ودائم نہ رہے۔

مُحَكَّمَاتٌ فَمَا تُبْقِينَ مِنْ شُبَهٍ

لِذِي شِقَاقٍ وَمَا تَبْغِينَ مِنْ حَكَمِ

وہ آیات اتنی واضح ہیں کہ کوئی شبہ مبہم نہیں رہ سکتا کسی بھی مخالف

جھگڑا کرنے والے کے لیے، اور نہ ہی انہیں کسی جج کی ضرورت ہے۔

مَا حُورِبَتْ قَطُّ إِلَّا عَادَ مِنْ حَرَبٍ

أَعْدَى الْأَعَادِي إِلَيْهَا مُلْقِي السَّلَمِ

ان پر کبھی بھی کسی ناقابل تسخیر دشمن نے حملہ نہیں کیا، مگر

جنگ سے آخر کار پیچھے ہٹے، امن کی بھیک مانگتے ہوئے

رَدَّتْ بَلَاغَتُهَا دَعْوَى مُعَارِضِهَا

رَدَّ الْغَيُورِ يَدَ الْجَانِي عَنِ الْحُرَمِ

آیات قرآنی کی فصاحت وبلاغت ان کے مخالف کے دعوے کی تردید کرتی ہے۔

جیسا کہ ایک معزز آدمی حملہ آوروں کے ہاتھ کو مقدس چیز سے بچاتا ہے۔

لَهَا مَعَانٍ كَمَوْجِ الْبَحْرِ فِي مَدَدٍ

وَفَوْقَ جَوْهَرِهِ فِي الْحُسْنِ وَالْقِيَمِ

ان کے معانی ایسے ہیں جیسے سمندر کی کبھی نہ ختم ہونے والی لہریں،

اور ان کی خوبصورتی اور قدر و قیمت سمندر کے موتیوں سے بڑھ کر ہیں۔

فَمَا تُعَدُّ وَلَا تُحْصَى عَجَائِبُهَا

وَلَا تُسَامُ عَلَى الْإِكْثَارِ بِالسَّأَمِ

ان آیات کے عجائب بے شمار اور بے حساب ہیں۔۔۔

اور نہ ہی ان کی مسلسل تکرار (بار بار پڑھنے) سے کبھی تھکن یا بوریت پیدا ہوتی ہے۔

قَرَّتْ بِهَا عَيْنُ قَارِيهَا فَقُلْتُ لَهُ

لَقَدْ ظَفِرْتَ بِحَبْلِ اللهِ فَاعْتَصِمِ

جس نے انہیں پڑھا وہ خوشی سے بھر گیا اور میں نے اس سے کہا۔

کہ واقعی تم اللہ کی رسی کو پکڑنے میں کامیاب ہو گیا ہے لہٰذا اسے مضبوطی سے پکڑو۔

إِنْ تَتْلُهَا خِيفَةً مِنْ حَرِّ نَارِ لَظَى

أَطْفَأْتَ نَارَ لَظَى مِنْ وِرْدِهَا الشَّبِمِ

اگر تم انہیں دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ کے خوف سے پڑھو۔

تو گویا تُو نے ان کے ٹھنڈے میٹھے پانی سے آگ کی تپش کو بجھا دیا۔

كَأَنَّهَا الْحَوْضُ تَبْيَضُّ الْوُجُوهُ بِهِ

مِنَ الْعُصَاةِ وَقَدْ جَاءُوهُ كَالْحُمَمِ

گویا کہ یہ آیات حوض کوثر کی طرح ہیں جو نافرمانوں کے چہروں کو روشن کرتا ہے
جب کہ وہ کوئلے کی طرح کالے چہروں کے ساتھ اس تک پہنچے تھے۔

وَكَالصِّرَاطِ وَكَالْمِيزَانِ مَعْدِلَةً

فَالْقِسْطُ مِنْ غَيْرِهَا فِي النَّاسِ لَمْ يَقُمِ

اور گویا کہ وہ آیات پل صراط، اور میزان عمل کی طرح ہیں عدل وانصاف میں
کہ لوگوں کے درمیان حقیقی انصاف کسی دوسرے طریقے سے قائم نہیں ہوسکتا

لَا تَعْجَبَنْ لِحَسُودٍ رَاحَ يُنْكِرُهَا

تَجَاهُلًا وَهْوَ عَيْنُ الْحَاذِقِ الْفَهِمِ

اگر کوئی حاسد شخص ان کو تسلیم کرنے سے انکار کر دے تو ہرگز حیران نہ ہوں۔
انجان بن کر، اگرچہ وہ مکمل طور پر سمجھنے کے قابل ہے۔
(یعنی اس کا انکار محض حسد کی وجہ سے ہے)

قَدْ تُنْكِرُ الْعَيْنُ ضَوْءَ الشَّمْسِ مِنْ رَمَدٍ

وَيُنْكِرُ الْفَمُ طَعْمَ الْمَاءِ مِنْ سَقَمِ

کیونکہ آنکھ کبھی کبھی سورج کی روشنی کو رد کر سکتی ہے جب آشوب چشم ہو،
اور جب جسم بیمار ہو تو منہ میٹھے پانی کا ذائقہ بھی چھوڑ سکتا ہے۔

اَلْفَصْلُ السَّابِعُ فِي إِسْرَائِهِ وَمِعْرَاجِهِ ﷺ

ساتواں باب

نبی ﷺ کے رات کے سفر اور معراج کے بیان میں

یَا خَیْرَ مَنْ یَمَّمَ الْعَافُوْنَ سَاحَتَهُ

سَعْیًا وَفَوْقَ مُتُونِ الْأَیْنُقِ الرُّسُمِ

اے بہترین ان لوگوں میں سے جن کے آنگنوں (صحن مکان) میں برکت کے طلب

گار پیدل اور لدے ہوئے اونٹوں کی پیٹھ پر سوار ہو کر آتے ہیں۔

وَمَنْ هُوَ الْآیَةُ الْکُبْرٰی لِمُعْتَبِرٍ

وَمَنْ هُوَ النِّعْمَةُ الْعُظْمٰی لِمُغْتَنِمِ

اے وہ ذات مکرّم جو سمجھنے والے کے لیے سب سے بڑی نشانی ہے

اور فائدے کے خواہشمند (قدرداں) کے لیے سب سے عظیم نعمت ہے

سَرَیْتَ مِنْ حَرَمٍ لَیْلًا إِلٰی حَرَمِ

کَمَا سَرَی الْبَدْرُ فِي دَاجٍ مِنَ الظُّلَمِ

آپ نے رات کو ایک مقدس جگہ (حرم) سے دوسری مقدس جگہ کا سفر کیا،

جس طرح پورا چاند سیاہ پردوں میں سفر کرتا ہے۔

وَبِتَّ تَرْقٰی إِلٰی أَنْ نِلْتَ مَنْزِلَةً

مِنْ قَابِ قَوْسَيْنِ لَمْ تُدْرَكْ وَلَمْ تُرَمِ

اس رات آپ اوپر چڑھے یہاں تک کہ قریب کے مقام (قاب قوسین) پر پہنچے
صرف دو کمانوں کی لمبائی دور۔۔۔ایسا اسٹیشن جس کا عقل سے ادراک نہیں ہوسکتا اور
نہ ہی اس کی امید کی جا سکتی ہے۔

وَقَدَّمَتْكَ جَمِيعُ الْأَنْبِيَاءِ بِهَا

وَالرُّسْلِ تَقْدِيمَ مَخْدُومٍ عَلَى خَدَمِ

اور آپ کو تمام انبیاء و مرسلین نے آگے کیا اس بلند رتبہ کی وجہ سے
جیسا کہ خدمت کرنے والوں پر آقا کو فضیلت دی جاتی ہے

وَأَنْتَ تَخْتَرِقُ السَّبْعَ الطِّبَاقَ بِهِمْ

فِي مَوْكِبٍ كُنْتَ فِيهِ الصَّاحِبَ الْعَلَمِ

آپ نے ان کے ساتھ سات آسمانوں کی سیر کی۔
اور آپ معیاری علمبردار تھے، ان کے جلوس کی قیادت کر رہے تھے۔

حَتَّى إِذَا لَمْ تَدَعْ شَأْوًا لِمُسْتَبِقٍ

مِنَ الدُّنُوِّ وَلَا مَرْقًى لِمُسْتَنِمِ

یہاں تک کہ آپ نے بزرگی اور قربت کے متلاشی کے لیے کوئی حد مسافت نہ چھوڑی،
اور نہ ہی بلندی کے خواہاں کے لیے کوئی اونچا اسٹیشن (بلندی کا زینہ چھوڑا)

خَفَضْتَ كُلَّ مَقَامٍ بِالْإِضَافَةِ إِذْ
نُودِيتَ بِالرَّفْعِ مِثْلَ الْمُفْرَدِ الْعَلَمِ

باقی تمام مقامات آپ کے مقابلے میں کم لگ رہے تھے۔
چونکہ آپ کو اعلیٰ ترین اصطلاحات میں پکارا گیا تھا، جیسے علم مفرد کو پکارا جاتا ہے

كَيْمَا تَفُوزَ بِوَصْلٍ أَيِّ مُسْتَتِرٍ
عَنِ الْعُيُونِ وَسِرٍّ أَيِّ مُكْتَتَمِ

تاکہ آپ کامیاب ہو جائیں کامل قربت کا مقام حاصل کرنے میں
جو آنکھوں سے پوشیدہ ہے، اور تمام مخلوقات سے پوشیدہ راز حاصل کرنے میں۔

فَحُزْتَ كُلَّ فَخَارٍ غَيْرَ مُشْتَرَكٍ
وَجُزْتَ كُلَّ مَقَامٍ غَيْرَ مُزْدَحَمِ

پس تم نے بغیر برابری کے ہر فضیلت حاصل کر لی
اور آپ ہر بلند مقام سے اکیلے گزرے، بغیر کسی رکاوٹ کے۔

وَجَلَّ مِقْدَارُ مَا وُلِّيتَ مِنْ رُتَبٍ
وَعَزَّ إِدْرَاكُ مَا أُولِيتَ مِنْ نِعَمِ

آپ کو جو درجات عطا کیے گئے ہیں ان کا پیمانہ یقیناً بلند ہے،
اور سمجھ سے بالاتر ہیں وہ نعمتیں جو آپ پر نازل ہوئیں۔

بُشْرَى لَنَا مَعْشَرَ الْإِسْلَامِ إِنَّ لَنَا
مِنَ الْعِنَايَةِ رُكْنًا غَيْرَ مُنْهَدِمِ

خوش خبری ہے ہم ملّت اسلامیہ کے لئے کہ بیشک ہم کو اللہ کی عنایت سے
حمایت اور خلوص کا ایک ایسا ستون ملا ہے جو کبھی تباہ نہیں ہوسکتا۔

لَمَّا دَعَا اللّٰهُ دَاعِيْنَا لِطَاعَتِهِ
بِأَكْرَمِ الرُّسْلِ كُنَّا أَكْرَمَ الْأُمَمِ

جب اللہ نے اس کا نام لیا جس نے ہمیں اس کی اطاعت کے لیے بلایا
رسولوں میں سب سے افضل کا خطاب دے کر، تو ہم (ان کی امت میں ہونے کی وجہ
سے) اور امتوں میں سب سے زیادہ معزز بن گئے۔

اَلْفَصْلُ الثَّامِنُ فِي جِهَادِ النَّبِيِّ ﷺ

آٹھواں باب

رسول اللہ ﷺ کی جنگی جدوجہد کے بیان میں

رَاعَتْ قُلُوبَ الْعِدَا أَنْبَاءُ بِعْثَتِهِ
كَنَبْأَةٍ أَجْفَلَتْ غُفْلًا مِنَ الْغَنَمِ

اس کی بعثت کی خبروں نے دشمن کے دلوں میں خوف پیدا کر دیا،
جس طرح غافل بکریاں اچانک شور سے چونک جاتی ہیں۔

مَا زَالَ يَلْقَاهُمُ فِي كُلِّ مُعْتَرَكٍ
حَتَّى حَكَوْا بِالْقَنَا لَحْمًا عَلَى وَضَمِ

وہ ہر میدان جنگ میں دشمنوں سے برسر پیکار رہا
یہاں تک کہ انہیں نیزوں سے اس طرح کاٹ دیا گیا، جیسے قصاب کی مونڈھی پر گوشت

وَدُّوا الْفِرَارَ فَكَادُوا يَغْبِطُونَ بِهِ
أَشْلَاءَ شَالَتْ مَعَ الْعِقْبَانِ وَالرَّخَمِ

وہ تقریباً بھاگنے کے لیے ترس رہے تھے، مسخ شدہ لاشوں پر رشک کرتے ہوئے۔
جن لاشوں کو عقاب اور گدھ لے گئے۔

تَمْضِي اللَّيَالِي وَلَا يَدْرُونَ عِدَّتَهَا
مَا لَمْ تَكُنْ مِنْ لَيَالِي الْأَشْهُرِ الْحُرُمِ

راتیں گزر گئیں، اور وہ ان کا شمار نہ جان سکے،
یہاں تک کہ مقدس مہینوں کی راتیں نہ آ گئیں۔

كَأَنَّمَا الدِّينُ ضَيْفٌ حَلَّ سَاحَتَهُمْ
بِكُلِّ قَرْمٍ إِلَى لَحْمِ الْعِدَا قَرِمِ

گویا دین اسلام ایک ایسا مہمان ہے جو ان کے آنگن میں آ ٹھہرا ہے،
ایسے بہادر سرداروں کے ساتھ جو اپنے دشمنوں کا گوشت نوچنے کے لیے تیار ہیں۔

يَجُرُّ بَحْرَ خَمِيسٍ فَوْقَ سَابِحَةٍ
يَرْمِي بِمَوْجٍ مِنَ الْأَبْطَالِ مُلْتَطِمِ

یہ دین اسلام تیز رفتار گھوڑوں پر سوار مسلح افراد کا سمندر لا رہا ہے،
تصادم کے ہنگامے میں بہادر جنگجوؤں کی لہروں کو تھپیڑے مارتے ہوئے۔

مِنْ كُلِّ مُنْتَدِبٍ لِلّٰهِ مُحْتَسِبٍ
يَسْطُو بِمُسْتَأْصِلٍ لِلْكُفْرِ مُصْطَلِمِ

ہر ایک اللہ کی پکار پر لبیک کہتا ہے، اس کی خوشنودی کے لیے۔
اس کی جڑوں سے کفر کو خوفزدہ کرنے کے لیے ایک شدید حملہ کرتا ہے

حَتَّى غَدَتْ مِلَّةُ الْإِسْلَامِ وَهْيَ بِهِمْ
مِنْ بَعْدِ غُرْبَتِهَا مَوْصُولَةَ الرَّحِمِ

یہاں تک کہ وہ ملّت اسلام جو حضرات صحابہ کرامؓ پر مشتمل تھی۔
اپنے وطن سے جلاوطنی کے بعد ایک بار پھر اپنے رشتہ داروں کے ساتھ مل گئی۔

مَكْفُولَةً أَبَدًا مِنْهُمْ بِخَيْرِ أَبٍ
وَخَيْرِ بَعْلٍ فَلَمْ تَيْتَمْ وَلَمْ تَئِمِ

یہاں تک کہ وہ ملّت اسلام ایک بہترین باپ، اور شوہر کے ذریعہ اپنے دشمنوں سے
ہمیشہ کے لئے محفوظ ہوگئی۔ لہٰذا اب نہ تو وہ یتیم ہوگی، اور نہ ہی بیوہ۔

هُمُ الْجِبَالُ فَسَلْ عَنْهُمْ مُصَادِمَهُمْ
مَاذَا رَأَى مِنْهُمُ فِي كُلِّ مُصْطَدَمِ

وہ عزم و ہمت کے پہاڑ تھے، ان کے بارے میں ان سے پوچھو جو ان سے لڑے۔
کہ کیا جو ہر دیکھا انہوں نے ہر میدان جنگ میں۔

وَسَلْ حُنَيْنًا وَسَلْ بَدْرًا وَسَلْ أُحُدًا
فُصُولَ حَتْفٍ لَهُمْ أَدْهَى مِنَ الْوَخَمِ

حنین سے پوچھو، بدر سے پوچھو، احد سے پوچھو،
جو موت اور تباہی کے ان کے لیے ایسے موسم تھے جو مہلک وبا سے زیادہ تباہ کن تھے

الْمُصْدِرِي الْبِيضِ حُمْرًا بَعْدَ مَا وَرَدَتْ
مِنَ الْعِدَا كُلَّ مُسْوَدٍّ مِنَ اللِّمَمِ

ان کی سفید تلواریں خون آلود ہو کر لوٹتی تھیں،
اپنے دشمنوں کے سروں پر جو سیاہ زلفوں کے نیچے چھپے ہوئے تھے۔

وَالْكَاتِبِينَ بِسُمْرِ الْخَطِّ مَا تَرَكَتْ
أَقْلَامُهُمْ حَرْفَ جِسْمٍ غَيْرَ مُنْعَجِمِ

نیزوں کے لیے سرکنڈے کے قلم چلانے والے مصنفین کی طرح،
ان کے قلم نے جسم کے کسی حصے کو بغیر نشان یا نشان کے نہیں چھوڑا۔

شَاكِي السِّلَاحِ لَهُمْ سِيمَا تُمَيِّزُهُمْ
وَالْوَرْدُ يَمْتَازُ بِالسِّيمَا عَنِ السَّلَمِ

وہ صحابہ کرام ہتھیاروں سے لیس ہوتے ہیں جو ایک خاص علامت ہے جو انہیں ممتاز کرتی ہے، جس طرح گلاب کا پھول اپنی خاص نشانی کے اعتبار سے کانٹے دار درخت سے مختلف ہوتا ہے۔

تُهْدِي إِلَيْكَ رِيَاحُ النَّصْرِ نَشْرَهُمُ
فَتَحْسَبُ الزَّهْرَ فِي الْأَكْمَامِ كُلَّ كَمِي

فتح ونصرت کی ہوائیں آپ کو ان کی خوشبو کا ہدیہ پیش کریں گی۔
تاکہ آپ ان میں سے ہر ایک بہادر کو کلی میں بند ایک خوبصورت پھول تصور کریں۔

كَأَنَّهُمْ فِي ظُهُورِ الْخَيْلِ نَبْتُ رُبًا
مِنْ شِدَّةِ الْحَزْمِ لَا مِنْ شَدَّةِ الْحُزُمِ

گویا وہ مجاہد صحابہ اپنی سواریوں پر سوار ہو کر بلندی پر کھلتے پھول معلوم ہوتے ہیں۔
وہاں ان کی زینوں کے زور سے نہیں، بلکہ ان کے عزم کی مضبوطی کی وجہ سے تھا۔

طَارَتْ قُلُوبُ الْعِدَا مِنْ بَأْسِهِمْ فَرَقًا
فَمَا تُفَرِّقُ بَيْنَ الْبَهْمِ وَالْبُهَمِ

دشمن کے دل لرزنے لگے، ان کی زبردست طاقت سے خوفزدہ ہو کر،
پھر وہ بھیڑوں کے ریوڑ میں اور بہادر جنگجوؤں میں فرق نہیں کر سکتے تھے۔

وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُولِ اللهِ نُصْرَتُهُ

إِنْ تَلْقَهُ الْأُسْدُ فِي آجَامِهَا تَجِمِ

جن کی مدد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے آتی ہے تو پھر

اگر شیروں کا ان کے خیموں میں آمنا سامنا ہو تو وہ بھی خوف سے گونگے ہو جاتے ہیں۔

وَلَنْ تَرَى مِنْ وَلِيٍّ غَيْرَ مُنْتَصِرٍ

بِهِ وَلَا مِنْ عَدُوٍّ غَيْرَ مُنْقَصِمِ

آپ کبھی بھی اس (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دوست کو اس کی مدد کے بغیر نہیں دیکھیں گے۔

اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی ناقابل شکست دشمن ایسا ہوگا جو ٹکڑیوں میں تقسیم نہ ہوا ہو

أَحَلَّ أُمَّتَهُ فِي حِرْزِ مِلَّتِهِ

كَاللَّيْثِ حَلَّ مَعَ الْأَشْبَالِ فِي أَجَمِ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو اپنی ملّت کے حفاظتی قلعے میں پہنچا دیا،

جیسے شیر اپنے بچوں کے ساتھ اپنی کھوہ میں بیٹھ جاتا ہے۔

كَمْ جَدَّلَتْ كَلِمَاتُ اللهِ مِنْ جَدِلٍ

فِيهِ وَكَمْ خَصَمَ الْبُرْهَانُ مِنْ خَصِمِ

اللہ تعالیٰ کے کلام نے کتنے ہی جھگڑنے والوں کے جھگڑے نمٹا دیئے

اور کتنی بار واضح ثبوت سے اپنے مخالفین کو دلیل میں شکست دی ہے!

كَفَاكَ بِالْعِلْمِ فِي الْأُمِّيِّ مُعْجِزَةً
فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالتَّأْدِيبِ فِي الْيُتُمِ

آپ کے لیے تو یہی ایک معجزہ کافی ہے کہ آپ کو ایسا علم ملا
باوجود امّی ہونے اور زمانہ جاہلیت میں رہنے، اور حالت یتیمی میں!

الْفَصْلُ التَّاسِعُ فِي تَوَسُّلِ بِرَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم

نواں باب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شفاعت طلب کرنے کے بیان میں

خَدَمْتُهُ بِمَدِيحٍ أَسْتَقِيلُ بِهِ
ذُنُوبَ عُمْرٍ مَضَى فِي الشِّعْرِ وَالْخِدَمِ

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جو مدحیہ قصیدہ پیش کیا ہے اس کے ذریعہ سے میں عمر بھر کے گناہوں سے معافی کا خواہاں ہوں۔ جو شاعری اور دوسروں کی خدمت گزاری میں گزری ہے۔

إِذْ قَلَّدَانِيَ مَا تُخْشَى عَوَاقِبُهُ
كَأَنَّنِي بِهِمَا هَدْيٌ مِنَ النَّعَمِ

ان دو گناہوں نے میری گردن میں ایسا قلادہ ڈال دیا ہے جن کے نتائج سے میں ڈرتا رہتا ہوں۔

گویا ان دو گناہوں کی وجہ سے اب میں قربانی کا جانور بن گیا ہوں۔

أَطَعْتُ غَيَّ الصِّبَا فِي الْحَالَتَيْنِ وَمَا
حَصَلْتُ إِلَّا عَلَى الْآثَامِ وَالنَّدَمِ

ان دونوں غلطیوں میں میں نے صرف نوجوانوں کی لاپرواہی کی پیروی کی۔
آخر کار غلط عمل اور پشیمانی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوا

فَيَا خَسَارَةَ نَفْسٍ فِي تِجَارَتِهَا
لَمْ تَشْتَرِ الدِّينَ بِالدُّنْيَا وَلَمْ تَسُمِ

افسوس اس جان پر جس نے اپنے لین دین میں صرف خسارہ ہی اٹھایا ہو!
اس نے اس دنیا کو دین محفوظ بنانے کے لیے استعمال نہیں کیا، اور نہ ہی بھاؤ تاؤ کر سکا

وَمَنْ يَبِعْ آجِلًا مِنْهُ بِعَاجِلِهِ
يَبِنْ لَهُ الْغَبْنُ فِي بَيْعٍ وَفِي سَلَمِ

جس نے دنیا کے بدلے اپنی آخرت بیچ دی
جلد ہی پتہ چلے گا کہ اسے دھوکہ دیا گیا ہے، عمومی اور ادھار دونوں بیع میں

إِنْ آتِ ذَنْبًا فَمَا عَهْدِي بِمُنْتَقِضٍ
مِنَ النَّبِيِّ وَلَا حَبْلِي بِمُنْصَرِمِ

اگر میں گناہ کروں تو اس سے میرا معاہدہ نہیں ٹوٹے گا،
جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قائم ہے، اور نہ ہی میرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق منقطع ہوا ہے

فَإِنَّ لِي ذِمَّةً مِنْهُ بِتَسْمِيَتِي
مُحَمَّدًا وَهُوَ أَوْفَى الْخَلْقِ بِالذِّمَمِ

کیونکہ میں نے اپنے نام محمد، ہونے کی وجہ سے اس کی طرف سے حفاظت کا عہد کیا ہے۔اور وہ امانت رکھنے میں تمام بنی نوع انسان میں سب سے زیادہ وفادار ہیں۔

إِنْ لَمْ يَكُنْ فِي مَعَادِي آخِذًا بِيَدِي
فَضْلًا وَإِلَّا فَقُلْ يَا زَلَّةَ الْقَدَمِ

قیامت کے دن اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے میرا ہاتھ نہ پکڑا، تو پھر صرف اتنا کہنا کہ ہائے قدموں کا پھسل جانا۔

حَاشَاهُ أَنْ يُحْرَمَ الرَّاجِي مَكَارِمَهُ
أَوْ يَرْجِعَ الْجَارُ مِنْهُ غَيْرَ مُحْتَرَمِ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بعید ہے کہ وہ امیدمند کو اپنے فیاض تحفے سے محروم رکھے۔
یا کسی پناہ مانگنے والے کے ساتھ عزت سے پیش آئے بغیر واپس لوٹا دے

وَمُنْذُ أَلْزَمْتُ أَفْكَارِي مَدَائِحَهُ
وَجَدْتُهُ لِخَلَاصِي خَيْرَ مُلْتَزِمِ

جب سے میں نے اپنے تمام خیالات اس کی حمد کے لیے وقف کیے ہیں،
تب سے میں نے آپ کو اپنی نجات کا بہترین ضامن پایا ہے۔

وَلَنْ يَفُوتَ الْغِنَى مِنْهُ يَدًا تَرِبَتْ

إِنَّ الْحَيَا يُنْبِتُ الْأَزْهَارَ فِي الْأَكَمِ

اس کا فضل ایک ہاتھ بھی ضائع نہیں کرے گا جو خاک آلود ہو

یقیناً بارش پتھریلی ڈھلوانوں پر بھی پھول اُگا سکتی ہے۔

وَلَمْ أُرِدْ زَهْرَةَ الدُّنْيَا الَّتِي اقْتَطَفَتْ

يَدَا زُهَيْرٍ بِمَا أَثْنَى عَلَى هَرِمِ

بے شک مجھے دنیا کے پھولوں (چمک دمک) کی خواہش نہیں رہی

جیسے زہیر سلمی کے ہاتھوں نے ہرم بن سنان کی تعریف کر کے جمع کئے تھے۔

الْفَصْلُ الْعَاشِرُ فِي الْمُنَاجَاةِ وَعَرْضِ الْحَاجَاتِ

دسواں باب

مناجات کے تذکرے اور حاجات عرض کرنے کے بیان میں

يَا أَكْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِي مَنْ أَلُوذُ بِهِ

سِوَاكَ عِنْدَ حُلُولِ الْحَادِثِ الْعَمِمِ

اے تمام مخلوقات کے عظیم ترین، میں کس کی پناہ مانگ سکتا ہوں

سوائے آپ کے، جب عظیم تباہی ہم پر آجائے گی (یعنی قیامت)

وَلَنْ يَضِيقَ رَسُولَ اللهِ جَاهُكَ بِي

إِذَا الْكَرِيمُ تَجَلَّى بِاسْمِ مُنْتَقِمِ

اے اللہ کے رسول میری شفاعت سے آپ کا مرتبہ کم نہیں ہوگا
جب کہ مولائے کریم اسم منتقم کی صفت کے ساتھ جلوہ افروز ہوں گے

فَإِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

یقیناً یہ دنیا اور اس کے ساتھی یعنی آخرت آپ کی سخاوت سے وجود میں ہیں۔
اور آپ کے علم کا ایک حصہ محفوظ شدہ تختی اور قلم کا علم ہے۔

يَا نَفْسُ لَا تَقْنَطِي مِنْ زَلَّةٍ عَظُمَتْ
إِنَّ الْكَبَائِرَ فِي الْغُفْرَانِ كَاللَّمَمِ

اے میری جان، کسی بھی لغزش پر جو بہت زیادہ ظاہر ہو، مایوس نہ ہو،
کیونکہ یقیناً کبیرہ گناہ بھی، الٰہی بخشش کے سامنے معمولی غلطیوں کی طرح ہیں۔

لَعَلَّ رَحْمَةَ رَبِّي حِينَ يَقْسِمُهَا
تَأْتِي عَلَى حَسَبِ الْعِصْيَانِ فِي الْقِسَمِ

امید (واثق) ہے کہ میرے رب کی رحمت، جب وہ اسے تقسیم کرے گا،
تو گناہوں کی کثرت کے مطابق اُسے تقسیم کیا جائے گا۔

يَا رَبِّ وَاجْعَلْ رَجَائِي غَيْرَ مُنْعَكِسٍ

لَدَيْكَ وَاجْعَلْ حِسَابِي غَيْرَ مُنْخَرِمِ

اے میرے رب، تجھ سے میری امیدیں ادھوری نہ رہیں

تیری بارگاہ میں، نہ ہی میرا پختہ یقین انتشار میں ڈال دیا جائے

وَالْطُفْ بِعَبْدِكَ فِي الدَّارَيْنِ إِنَّ لَهُ

صَبْرًا مَتَى تَدْعُهُ الْأَهْوَالُ يَنْهَزِمِ

اپنے بندے پر دنیا اور آخرت دونوں جہان میں مہربانی فرمانا

اس کے صبر کے لیے، جب ہولناک حوادث پکارتے ہیں تو شکست خوردہ ہو جاتی ہے۔

وَأْذَنْ لِسُحْبِ صَلَاةٍ مِنْكَ دَائِمَةٍ

عَلَى النَّبِيِّ بِمُنْهَلٍّ وَمُنْسَجِمِ

اور اجازت عطا فرما اپنی طرف سے دائمی رحمتوں کے بادلوں کو برسنے کی

کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بے دریغ بارش ہمیشہ برساتے رہیں۔

مَا رَنَّحَتْ عَذَبَاتِ الْبَانِ رِيحُ صَبًا

وَأَطْرَبَ الْعِيسَ حَادِي الْعِيسِ بِالنَّغَمِ

یہ درود وسلام کی بارش اس وقت تک رہے جب تک مشرقی ہوائیں بید کی ٹہنیوں کو ڈولتی رہیں، اور کارواں کا رہنما اپنے سفید اونٹوں کو اپنے گانوں سے خوش کرتے ہوئے ان پر زور دیتا رہے۔

مندرجہ ذیل سات آیات اصل بردہ میں نہیں تھیں لیکن بعد کی تاریخ میں

شامل کی گئیں۔

ثُمَّ الرِّضَا عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعَنْ عُمَرَ
وَعَنْ عَلِيٍّ وَعَنْ عُثْمَانَ ذِي الْكَرَمِ

اور ابوبکرؓ وعمرؓ کو اپنی خوشنودی عطا فرما
اور علیؓ اور عثمانؓ کو بھی جو بزرگ اور سخی تھے۔

وَالْآلِ وَالصَّحْبِ ثُمَّ التَّابِعِينَ فَهُمْ
أَهْلُ التُّقَى وَالنَّقَى وَالْحِلْمِ وَالْكَرَمِ

اور درود وسلام کی بارش ہو آپ کے اہل وعیال اور صحابہ وتابعین پر بھی
کیونکہ وہ خدا کی سچی فکر اور پاکیزگی، بردباری اور سخاوت کے لوگ ہیں۔

يَا رَبِّ بِالْمُصْطَفَى بَلِّغْ مَقَاصِدَنَا
وَاغْفِرْ لَنَا مَا مَضَى يَا وَاسِعَ الْكَرَمِ

اے میرے رب، برگزیدہ کی طرف سے،ہمیں وہ سب کچھ حاصل ہو جائے
جس کی ہم امید کر رہے ہیں،
اور جو گزر چکا ہے اس کے لیےہمیں معاف کر دے، اے بے حد سخی

وَاغْفِرْ إِلَهِي لِكُلِّ الْمُسْلِمِينَ بِمَا
يَتْلُونَ فِي الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى وَفِي الْحَرَمِ

اور اے اللہ تمام مسلمانوں کے گناہوں کو معاف فرما

جس سے وہ مسجد اقصیٰ اور قدیم حرم میں تلاوت کرتے ہیں

بِجَاهِ مَنْ بَيْتُهُ فِي طَيْبَةٍ حَرَمٌ

وَإِسْمُهُ قَسَمٌ مِنْ أَعْظَمِ الْقَسَمِ

اس کے مرتبے کی قسم جس کا ٹھکانہ طیبہ میں ہے۔

اور جس کا نام سب سے بڑی قسموں میں سے ہے۔

وَهَذِهِ بُرْدَةُ الْمُخْتَارِ قَدْ خُتِمَتْ

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ فِي بَدْءٍ وَفِي خَتَمِ

چنے والے کا یہ بردہ اب مکمل ہو گیا ہے،

الحمد للہ اس کے آغاز اور انجام کے لیے

أَبْيَاتُهَا قَدْ أَتَتْ سِتِّينَ مَعْ مِائَةٍ

فَرِّجْ بِهَا كَرْبَنَا يَا وَاسِعَ الْكَرَمِ

اس کی ابیات کا نمبر ایک سو ساٹھ ہے،

ان کے ذریعے ہماری تمام مشکلیں آسان فرما، اے بے انتہا سخی رب

(قصیدہ بردہ)

★★★

القصیدہ المُحمّدیّہ للامام البوصیری

مُحَمَّدٌ أَشْرَفُ الْأَعْرَابِ وَالْعَجَمِ
مُحَمَّدٌ خَيْرُ مَنْ يَمْشِي عَلَى قَدَمِ

محمد ﷺ عرب وعجم سب میں بزرگ تر ہیں
محمد ﷺ تمام انسانوں میں افضل ہیں

مُحَمَّدٌ بَاسِطُ الْمَعْرُوفِ جَامِعَةً
مُحَمَّدٌ صَاحِبُ الْإِحْسَانِ وَالْكَرَمِ

محمد ﷺ نیکیوں کو پھیلانے والے اور اس کے جامع ہیں
محمد ﷺ احسان اور بخشش کرنے والے ہیں

مُحَمَّدٌ تَاجُ رُسُلِ اللهِ قَاطِبَةً
مُحَمَّدٌ صَادِقُ الْأَقْوَالِ وَالْكَلِمِ

محمد ﷺ کُل انبیاء کے سرتاج ہیں،
محمد ﷺ قول اور کلام کے سچّے ہیں۔

مُحَمَّدٌ ثَابِتُ الْمِيثَاقِ حَافِظُهُ
مُحَمَّدٌ طَيِّبُ الْأَخْلَاقِ وَالشِّيَمِ

محمد ﷺ وعدے کے پکّے اور اس کے محافظ ہیں

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش خلق اور نیک سیرت ہیں

مُحَمَّدٌ خُبِيَتْ بِالنُّوْرِ طِيْنَتُهُ
مُحَمَّدٌ لَمْ يَزَلْ نُوْراً مِّنَ الْقِدَمِ

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور مجسم ہیں
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے

مُحَمَّدٌ حَاكِمٌ بِالْعَدْلِ ذُوْ شَرَفٍ
مُحَمَّدٌ مَعْدِنُ الْإِنْعَامِ وَالْحِكَمِ

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انصاف والے حاکم محترم ہیں
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نعمتوں اور حکمتوں کے مخزن ہیں

مُحَمَّدٌ خَيْرُ خَلْقِ اللهِ مِنْ مُضَرٍ
مُحَمَّدٌ خَيْرُ رُسْلِ اللهِ كُلِّهِمِ

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بہترین مخلوق قبیلۂ مضر سے ہیں
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے تمام انبیاءؑ میں افضل واعلیٰ ہیں

مُحَمَّدٌ دِيْنُهُ حَقَّ النَّذِرُ بِهِ
مُحَمَّدٌ مُجْمَلٌ حَقّاً عَلَى عَلَمِ

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین سچّا اور خوفِ خدا دلانے والا ہے
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجسّم سچائی ہیں، اور اس کے علمبردار ہیں

مُحَمَّدٌ ذِكْرُهُ رُوحٌ لِأَنْفُسِنَا

مُحَمَّدٌ شُكْرُهُ فَرْضٌ عَلَى الْأُمَمِ

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک ہماری جانوں کی روح ہے

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شکر ادا کرنا تمام قوموں پر فرض ہے

مُحَمَّدٌ زِيْنَةُ الدُّنْيَا وَمُهْجَتُهَا

مُحَمَّدٌ كَاشِفُ الْغُمَّاتِ وَالظُّلَمِ

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا کا حسن اور رونق ہیں

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندھیروں اور مشکلات کو رفع کرنے والے ہیں

مُحَمَّدٌ سَيِّدٌ طَابَتْ مَنَاقِبُهُ

مُحَمَّدٌ صَاغَهُ الرَّحْمٰنُ بِالنِّعَمِ

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پند ونصائح ہمیشہ قائم رہنے والے ہیں

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ پاک نے ایک بہترین نعمت بنایا ہے

مُحَمَّدٌ صَفْوَةُ الْبَارِيْ وَخِيْرَتُهُ

مُحَمَّدٌ طَاهِرٌ وَسَاتِرُ التُّهَمِ

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے چنے ہوئے اور برگزیدہ ہیں

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پردہ ڈالنے والے ہیں خطاؤں پر

مُحَمَّدٌ ضَاحِكٌ لِلضَّيْفِ مَكْرُمَةً

مُحَمَّدٌ جَارُهُ وَاللهِ لَمْ يُضَمِ

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہمانوں کوخوش آمدید کہنے والے ہیں

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربت والا بخدا، ستایانہیں جائے گا

مُحَمَّدٌ طَابَتِ الدُّنيا بِبِعْثَتِهِ

مُحَمَّدٌ جَاءَ بِالْآيَاتِ وَالْحِكَمِ

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معجزوں اورحکمتوں کے لانے والے ہیں

مُحَمَّدٌ يَوْمَ بَعْثِ النَّاسِ شَافِعُنَا

مُحَمَّدٌ نُورُهُ الْهَادِيْ مِنَ الظُّلَمِ

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روز قیامت انسانوں کی شفاعت کرنے والے ہیں

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے نور سے اندھیروں میں رہبری کرنے والے ہیں

مُحَمَّدٌ قَائِمٌ لِلّٰهِ ذُوْ هِمَمِ

مُحَمَّدٌ خَاتِمٌ لِلرُّسْلِ كُلِّهِمِ

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی طرف سے باہمّت اور مستعد ہیں

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النّبیین ہیں۔

(نفح الورده فی شرح البرده)

اَلصُّبْحُ بَدَا مِنْ طَلْعَتِہٖ (البوصیری)

اَلصُّبْحُ بَدَا مِنْ طَلْعَتِہٖ
وَاللَّیْلُ دَجٰی مِنْ وَّفْرَتِہٖ
صبح ظاہر ہوئی آپؐ کی پیشانی سے
اور رات رُونما ہوئی آپ کی زُلفوں سے

فَاقَ الرُّسُلَا فَضْلًا وَّ عُلَا
اَھْدَی السُّبُلَا لِدَ لَا لَتِہٖ
آپ سبقت لے گئے تمام پیغمبروں پر بزرگی اور بلندی میں
دین کے تمام راستے روشن ہو گئے آپ کی رہنمائی سے

کَنْزُ الْکَرَمِ ، مَوْلَی النِّعَمِ
ھَادِی الْاُمَمِ لِشَرِیْعَتِہٖ
آپ بخشش کے خزانے اور رحمتوں کے مالک ہیں
تمامی امّت کو راہ دیکھانے والے اپنی شریعت سے

اَزْکَی النَّسَبِ ، اَعْلَی الْحَسَبِ
کُلُّ الْعَرَبِ ، فِیْ خِدْمَتِہٖ
بہت پاکیزہ نسب والے، اعلیٰ خاندان والے

تمام عرب (یعنی کُل جہاں) آپ کی خدمت میں ہے

سَعَتِ الشَّجَرْ، نَطَقَ الْحَجَرْ

شَقَّ الْقَمَرْ ، بِاِشَارَتِهٖ

دوڑے آئے درخت، کلام کیا پتھروں نے

دوٹکڑے ہوگیا چاند آپ کی انگلیوں کے اشارے سے

جِبْرِيْلُ اَتٰى ، لَيْلَةَ اَسْرٰى

وَالرَّبُّ دَعَاهُ لِحَضْرَتِهٖ

جبرائیل علیہ السلام آئے معراج کی رات آپ کے پاس

اور اللہ تعالیٰ نے بلایا آپ ﷺ کو اپنے سامنے

نَالَ الشَّرَفَا ، وَاللّٰهُ عَفَا

عَنْ مَّا سَلَفَا مِنْ اُمَّتِهٖ

آپ کی بدولت لوگوں کو بزرگیاں حاصل ہوئیں، اور اللہ نے معاف فرمائے

وہ گناہ جو امت نے کئے تھے

فَمُحَمَّدُنَا ، هُوَ سَيِّدُنَا

فَالْعِزُّ لَنَا ، لِاِجَابَتِهٖ

پس محمد ﷺ ہمارے سردار ہیں

اور ہمارے لئے عزّت ہے آپ کے قبول فرمانے میں

سلامِ اَعرابی

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِي التُّرْبِ اَعْظُمُهٗ
فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ

اے سب مخلوق سے بہتر! دفن ہوئیں مٹی میں جن کی ہڈیاں
پس پاک ہو گئے اُن کی پاکیزگی سے ٹیلے اور میدان

نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ
فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

میری جان فدا ہو اُس قبر پر جس میں آپ کا قیام ہے
اسی میں ہے پاک دامنی، اور اسی میں سخاوت اور شرافت ہے

وَصَاحِبَاكَ فَلَا اَنْسَاهُمَا اَبَدًا
مِنِّي السَّلَامُ عَلَيْكُمْ مَا جَرٰى الْقَلَمُ

اور آپ کے دونوں رفقاء کو میں کبھی فراموش نہیں کر سکتا
میرا سلام ہو آپ پر جب تک قلم لکھتا رہے

عبدالرحمٰن بن خلدون

ابن خلدون (پیدائش: 1332ء - وفات: 1406ء) عالم اسلام کے مشہور و معروف مؤرخ، فقیہ، فلسفی اور سیاستدان تھے۔ ان کا مکمل نام ابوزید عبدالرحمن بن محمد بن محمد بن خلدون ولی الدین التونسی الحضرمی الاشبیلی المالکی تھا۔

وہ تیونس میں پیدا ہوئے اور تعلیم سے فراغت کے بعد تیونس کے سلطان ابوعنان کے وزیر مقرر ہوئے، تاہم درباری سازشوں سے تنگ آ کر حاکم غرناطہ کے پاس چلے گئے۔ یہ سرزمین بھی راس نہ آئی تو مصر آ گئے اور جامعہ الازہر میں درس و تدریس پر مامور ہوئے۔

مصر میں انھیں فقہ مالکی کا منصبِ قضا تفویض کیا گیا۔ اسی عہدے پر انھوں نے وفات پائی۔

ابن خلدون کو تاریخ اور عمرانیات کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔ انھوں نے العبر کے نام سے ہسپانوی عربوں کی تاریخ اِرقام کی تھی، جو دو جلدوں میں شائع ہوئی۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ مقدمۃ فی التاریخ ہے، جو مقدمہ ابن خلدون کے نام سے مشہور ہے۔ یہ مقدمہ تاریخ، سیاست، عمرانیات، اقتصادیات اور ادبیات کا گراں مایہ خزانہ ہے۔

حالات زندگی

ابنِ خلدون کا خاندان پہلے جزیرہ نما عرب سے آ کر اندلس میں آباد ہوا۔ پھر وہاں سے تونس آئے اور 732ھ/ 1332ء میں ابنِ خلدون پیدا ہوئے۔

انھوں نے چھوٹی ہی عمر میں قرآن، حدیث، فقہ، فلسفہ، ادب اور تاریخ میں کمال پیدا کر لیا۔ ان کو علم و فضل میں بہت شہرت حاصل ہوئی۔

تلمسان کے بادشاہ نے ان کی بہت تعظیم کی اور اس کو اپنا کاتب مقرر کیا۔ پھر کسی وجہ سے ایسا ناراض ہوا کہ ان کو قید میں ڈال دیا۔ چار سال بعد بادشاہ فوت ہو گیا تو 764ھ میں ابنِ خلدون وہاں سے رہا ہو کر غرناطہ پہنچے۔

امارتِ غرناطہ میں سلطان ابوعبد اللہ محمد الخامس الغني باللہ نے ان کا شاندار استقبال کیا۔ ابنِ خلدون اپنی بقیہ عمر غرناطہ ہی میں بسر کرنا چاہتے تھے، لیکن بعد میں ایسے واقعات پیش آئے کہ وہ پھر تلمسان چلے گئے اور اُسی کے ایک نواحی قلعے میں اس نے اپنی کتاب تاریخ اور اُس کا مشہور 'مقدمہ' کو اِرقام کرنا شروع کیا۔

چار برس تونس میں رہ کر ابنِ خلدون اسکندریہ ہوتا ہوا قاہرہ پہنچے اور دنیا کی مشہور اسلامک یونیورسٹی جامعہ الازہر میں علومِ اسلامی کی تعلیم و تدریس میں میں مشغول رہے۔ اُن کے علم کی شہرت نے اُن کو سلطانِ مصر کے دربار میں پہنچا دیا۔

سلطان سیف الدین برقوق نے 786ھ میں انھیں فقہ مالکیہ کا قاضی مقرر کر دیا۔ اُس کے عدل و انصاف اور مہارتِ قانون کی وجہ سے سلطان اور علماء سب اُس کے گرویدہ ہو گئے۔

اُسی زمانے میں اُس کے اہل وعیال تونس سے سمندری جہاز میں مصر آ رہے تھے اور ابنِ خلدون سالہا سال کے بعد اُن سے ملاقات کے خیال سے بے حد خوش تھے کہ سمندر میں طوفان آنے کی وجہ سے جہاز غرق ہو گیا۔ ابنِ خلدون کو اس حادثے سے جو صدمہ ہوا ہوگا، وہ ظاہر ہے لیکن انھوں نے ہمت نہ ہاری اور اپنے کاموں میں

دن رات محنت سے مشغول رہے۔

789ھ میں انھوں نے حجاز جا کر حج کیا اور واپس قاہرہ میں آ کر اپنی عظیم الشان تصنیف 'تاریخ ابنِ خلدون' مکمل کی اور اُس کو سلطان عبد العزیز کی خدمت میں پیش کر کے گراں بہا انعامات وعطیات حاصل کیے۔

803ھ/ 1401ء میں مصر کے سلطان نے انھیں ایلچی کا عہدہ دے کر شام کے شہر دمشق بھیجوایا جہاں اس نے امیر تیمور سے ملاقات کی، جب تیمور دمشق کا محاصرہ کر رہا تھا۔ ابن خلدون سات ہفتوں تک اُس محصور شہر میں رہے، انھیں تیمور کے ساتھ مکالمہ کرنے کے لیے رسیوں کے ذریعہ شہر کی فصیل سے نیچے اترنا پڑا۔

تیمور کی خیمہ گاہ میں ملاقاتوں کا ایک تاریخی سلسلہ جاری ہوا جس کو اُس نے اپنی سوانح عمری میں بڑے پیمانے پر ذکر کیا ہے۔ تیمور نے اس سے المغرب کی سرزمینوں کے حالات کے بارے میں تفصیل سے سوال کیا۔ ان کی درخواست پر ابنِ خلدون نے اس کے بارے میں ایک لمبی رپورٹ بھی ارقام کی تھی۔

جیسے ہی انھوں نے تیمور کے ارادوں کو سمجھا، انھوں نے تاتار کی تاریخ پر یکساں وسیع پیمانے پر ایک رپورٹ مرتب کی اور پھر صحیح سلامت مصر واپس آنے پر اُس نے فاس کے مرینی سلطنت کے حکمرانوں کو تیمور کی رپورٹ بھیجوا بھی دی۔

ابنِ خلدون نے اگلے پانچ سال قاہرہ میں اپنی سوانح عمری اور اپنی دنیا کی تاریخ مکمل کرتے ہوئے استاد اور جج کی حیثیت سے کام کیا۔

اندلس اور تونس کے لوگوں کو اس پر بے حد فخر تھا اور وہ چاہتے تھے کہ ابنِ خلدون اپنے وطن میں آ کر رہے، لیکن مصر کی خاک کچھ ایسی دامن گیر ہوئی کہ وہ آخر

808ھ/ 1406ء میں وہیں انتقال فرما گئے۔

تالیفات

لباب المحصل فی اصول الدین

شفاء السائل وتھذیب المسائل

تاریخ ابن خلدون

حب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی انہوں نے قصیدہ لکھا جس میں ادبیت زیادہ ہے، الفاظ منتخب، ترکیبیں چست، اور قافیئے بے تکلف اور رواں ہیں، نعت کا انداز بھی دل نشین ہے۔اس قصیدہ کے بعض اشعار یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

قصیدہ: أسرفن فی ھجری وفی تعذیبی

أسرفن في هجري وفي تعذيبي
وأطلن موقف عبرتي ونحيبي
وہ مجھے ترک کرنے اور اذیت دینے میں حد سے زیادہ تھیں،
اور میرے آنسوؤں اور نوحہ کو طول دیتی رہیں۔

وأبين يوم البين وقفة ساعة
لوداع مشغوف الفؤاد كئيب
جدائی کے دن ذرا دیر کے لئے ٹھرنا بھی گوارا نہیں کیا،
تاکہ ایک دل گیر "غم زدہ" کو رخصت کر لیتیں۔

لله عهد الظاعنين وغادروا
قلبي رهين صبابة ووجيب
بس اللہ ہی کی دین تھا، وہ زمانہ جوان کوچ کرنے والوں کے ساتھ گزر گیا
مگر وہ میرے دل کو محبت وآرزو اور تڑپ کا اسیر بنا کر چلے گئے۔

غربت ركائبهم ودمعي سافح
فشرقت بعدهم بماء غروبي
اُن کی سواریاں نگاہوں سے اوجھل ہوگئیں، مگر میرے آنسوں کا بہنا جاری رہا۔

اوران کے بعد روتے روتے میری ہچکی بندھ گئی۔

يا ناقعاً با لعتب غلة شوقه

رحماك في عذلي وفي تأنيبي

اس کے شوق کی پیاس کو روٹھ کر بجھانے والے

رحم کر رحم! خواہ ملامت کرنا ہو یا محروم وصل رکھنا

يستعذب الصب الملام وإنني

ماء الملام لدي غير شروب

نوجوان الزام تراشی سے لطف اندوز ہوتے ہیں،

لیکن میں میں الزام کا پانی پینے والا نہیں ہوں۔

ما هاجني طرب ولا اعتاد الجوى

لولا تذكر منزل وحبيب

مجھے کسی خوشی کی بات نے کبھی بے قابو نہیں کیا،

اور اگر منزل دوست اور دوست کی یاد نہ ہوتی تو میں غم کا بھی عادی نہ ہوتا۔

أهفو إلى الأطلال كانت مطلعاً

للبدر منهم أو كناس ربيب

ان پہاڑی ٹیلوں کی طرف میرا دل کھنچتا ہے، جو کبھی اس قافلہ کے "مہر منیر" سے تاباں تھا، یا اس "غزال" سے آباد تھا، جو اپنے ٹھکانے پر ہو

عبثت بها أيدي البلى وترددت

في عطفها للدهر أي خطوب

کسی کے ہاتھوں نے اس سے کھلواڑ کیا ہے، اور وہ ہچکچا رہا ہے۔

زمانے کے جھکنے میں اس پر کون سی آفت آئی ہے؟

تبلى معاهدها وإن عهودها

ليجدها وصفي وحسن نسيبي

اس نے اپنے وعدوں کی پاسداری کی، اور اس کے عہد

اسے میرا وصف اور میری نیک نصیب کے طور پر ملے گا

وإذا الديار تعرضت لمتيم

هزته ذكراها إلى التشبيب

اور جب دیار محبوب کی یاد سے جھلملانے لگیں

تو اس کی یاد نے اسے جوانی کی طرح جھنجھا دیا

إيه عن الصبر الجميل فإنه

ألوى بدين فؤادي المنهوب

اوہ، خوبصورت صبر کے بارے میں کیا ہے؟

اس نے میرے لوٹے ہوئے دل کے قرض کو مروڑ دیا ہے۔

لم أنسها والدهر يثني صرفه

ويغض طرفي حاسد ورقيب

میں اسے نہیں بھولا، حالانکہ وقت اپنے موڑ کو بدل دیتا ہے۔

اور حاسد اور پرہیزگار اپنی نگاہیں پھیر لیتے ہیں۔

والدار مونقة محاسنها بما

لبست من الأيام كل قشيب

گھر خوبصورتی سے آراستہ ہے،

اس سب کے ساتھ جو دنوں سے ہر عمدہ لباس پہنا ہوا ہے۔

يا سائق الأظعان يعتسف الفلا

ويواصل الأسآد بالتأويب

اے ساربانوں، تم ایسے اونٹوں کو چلا رہے ہو جو بیابانوں کا طویل راستہ طے کر رہے ہیں، اور قوت میں شیروں سے بازی لے جا رہے ہیں۔

متهافتاً عن رحل كل مذلل

نشوان من عطش ومسّ لغوب

گرتے پڑتے بھاگے جا رہے ہیں، نہ بھوک ان کو لگتی ہے، نہ پیاس، نڈر ہیں

في كل شعب منية من دونها

هجر الأماني أو لقاء شعوب

اور ایسے میدانوں پر چلتے ہیں جہاں ہر موڑ اور ہر گھاٹی میں موت کا سامنا ہے،

ایسے اونٹوں کو چلانے والو۔

هلا عطفت صدورهن إلى التي

فيها لبانة أعين وقلوب

کیوں نہ تم نے ان سواریوں کے رُخ کو اس سمت موڑ دیا

جہاں دلوں اور نگاہوں کی مراد ہے؟

فتؤم من أكناف يثرب مأمناً

يكفيك ما تخشاه من تثريب

یہ سواریاں یثرب کے ایک گوشہ میں جائے امن حاصل کرتیں،

وہ شہر جو ہر افکار کے خوف سے تم کو نجات دیتا۔

حيث النبوة أيها مجلوة

تتلو من الآثار كل غريب

وہ یثرب جہاں نبوت کے جلوے روشن ہیں،

وہاں کی غیر مشہور نشانیاں بھی زبان حال سے اپنا قصّہ دہرا رہی ہیں۔

سر غريب لم يحجبه الثرى
ما كان سر الله بالمحجوب

جہاں ایک نادر راز محفوظ ہے، جس کو مٹی نے چھپایا کب ہے،
اور اللہ کا راز چھپائی جانے والی شے نہیں ہے۔

يا سيد الرسل الكرام! ضراعة
تقضي مني نفسي وتذهب حولي

اے سرور رسولانِ کرام! اللہ کے حضور ایک التجا پیش کر دیجئے،
جو میری دلی مراد بر لائے اور میرے گناہ بخش دے۔

عاقت ذنوبي عن جنابك والمنى
فيها تعللني بكل كذوب

میرے گناہ آپ کے حضور آنے کی راہ میں حجاب بن گئے ہیں،
اور تمنائیں دل کو جھوٹی تسلیوں سے بہلاتی رہتی ہیں۔

هب لي شفاعتك التي ارجوا بها
صفحاً جميلاً عن قبيح ذنوبي

اپنی شفاعت سے نوازیئے، جس کے ذریعہ مجھے امید ہے کہ اللہ میرے بدترین
گناہوں کو معاف فرما دے گا۔

إني دعوتك واثقاً بإجابتي

يا خير مدعو وخير مجيب

میں بڑے اعتماد کے ساتھ آپ کے حضور التجا لے کر آیا ہوں، اے وہ بہترین ذات

جس کو پکارا جائے، اور جو قبولیت سے نوازے۔

قصرت في مدحي فإن يك طيباً

فبما لذكرك من أريج الطيب

میں نے آپ کی مدح کا حق ادا نہیں کیا،

اگر کچھ اچھا کہہ گیا ہوں تو وہ صدقہ ہے آپ کی عطر بیز یاد کا۔

ماذا عسى يبغي المطيل وقد حوى

في مدحك القرآن كل مطيب

زیادہ سے زیادہ کہنے والا بھی کیا کہہ سکتا ہے،

جب کہ قرآن نے ہر بہتر بات آپؐ کے متعلق کہہ دی ہے۔

(عربی میں نعتیہ کلام،ص۲۲۶)

❁❁❁❁❁

شیخ عبداللہ شبراوی کی نعتیں

شیخ عبداللہ شبراوی یا ابو محمد جمال الدین عبداللہ بن محمد بن عامر بن شرف الدین شبراوی شافعی (پیدائش سن 1091ھ/ 1681ء) ان کا انتقال 6 ذوالحجہ 1171ھ/ 1758ء کو ہوا، وہ ایک مصری شافعی فقیہ ہیں اور مسجد الازہر کے شیوخ کی صف میں ساتویں امام تھے۔

شیوخ

عبداللہ شبراوی نے شیخ محمد بن عبداللہ خرشی (مسجد الازہر کے پہلے شیخ) سے تعلیم حاصل کی اور دس سال سے کم عمر میں اس کی سند حاصل کی، ان کے اساتذہ میں سے ایک شیخ حسن بدری بھی تھے۔ اپنے زمانے کے ممتاز شعرا ان کے ادب سے متاثر ہوئے آپ نے ان سے علم حدیث حاصل کیا۔

شبراوی کے شیوخ میں شیخ شہاب الدین احمد بن محمد شہلی شافعی مکی، شیخ خلیل بن ابراہیم لقانی، شیخ محمد بن عبد الرزاق زرقانی، شیخ احمد نفراوی، شیخ عبد اللہ بن سالم بصری، شیخ صالح بن حسن بحاوی اور شیخ شمس الدین شرنبلالی بھی شامل ہیں۔

تلامذہ

شبراوی کے ممتاز طلبہ میں شیخ ابراہیم بن محمد بن عبد السلام، زمزم مکی شافعی کے صدر، گورنر عبداللہ پاشا بن مصطفی پاشا کوبریلی (جن کو عثمانی سلطان محمود اول نے مقرر کیا تھا۔ مصر کے گورنر) اور شیخ احمد بن عیسٰی عماوی مالکی شامل ہیں۔

عہدہ الازہر

شیخ شبراوی نے 1137ھ/1724ء میں الازہر کے شیخ کی ذمہ داری سنبھالی اور وہ شافعی مکتب فکر کے شیوخ میں سے پہلے شیخ تھے جنھوں نے الازہر کی صدارت سنبھالی۔

تصانیف

الإتحاف بحب الأشراف، الاستغاثة الشبراوية

شرح الصدر في غزوة بدر

منائح الألطاف في مدائح الأشراف (ديوان شعري)

عروس الآداب وفرحة الأحباب

عنوان البيان وبستان الأذهان

نزهة الأبصار في رقائق الأشعار

وفات

شیخ شبراوی کا انتقال جمعرات کی صبح چھ ذوالحجہ 1171ھ کو ہوا، مسجد الازہر میں ان کی نماز جنازہ ایک پرہجوم منظر میں ادا کی گئی اور انھیں محلے کی مٹی میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

مدینہ حاضری

ہجری ۱۱۷۳ھ میں مدینہ منوّرہ حاضر ہوئے، اور ایک قصیدہ نظم کر کے مواجہہ شریفہ پر جا کر پڑھا، جو یہاں پیش کیا جاتا ہے:-

مُقلَتی قَدنِلتُ کُل الارب

مُقلَتي قَد نِلتُ كُل الارب
هٰذِه أَنوَارُ طٰهٰ العَربِي

اے میری آنکھ! تو نے اپنی ہر مراد پالی،
یہ رہے انوار حضرت طٰہٰ عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔

هٰذِهِ أَنوارُ طٰهٰ المُصطَفٰى
خَاتِمُ الرُّسُل شَريف النَّسَب

یہ ہیں انوار حضرت طٰہٰ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
جو خاتم الرسل، عالی نسب ہیں۔

هٰذِهِ أَنوارِهِ قَد ظَهَرَت
وَبَدَتْ مِنْ خَلْف تِلكَ الحجب

یہ ہیں انوار جو نمایاں ہو رہے ہیں،
اور ان پردوں کی اوٹ سے چھن چھن کر نکل رہے ہیں۔

هٰذِهِ اَنْوَارُهُ فَا نْتَهِزِیْ
فرصه العمر وبه انتهبی

یہ انوار ظاہر ہو رہے ہیں، موقع غنیمت جان،

پوری عمر کا رأس المال یہ لحہ ہے، اور یہیں پر اس دولت کو لوٹ لے۔

هٰذِهِ أَنوارُهُ فَابتَهِجِيَ
وَاطرَبِي فَالوَقتُ وَقتُ الطَرَبِ

یہ انوار سامنے ہیں، جھوم اور مسرّت میں جھوم، یہ وقت جھومنے کا ہی ہے۔

هٰذِهِ طَيِّبَة يا عَين وَما
بَعد من طابَت بِهِ من طيب

اے آنکھ یہ طیبہ ہے، طیبہ جو ذات طیّب ﷺ کے صدقہ میں
سراپا پاکیزہ ہے، اس کے بعد اور کیا چاہئے؟

طالَ ما كُنتَ تَحنين اِلى
رُؤيَة القَبرِ الَّذي فِي يَثرِب

کب سے تجھے اشتیاق تھا،
اس قبر شریف کی زیارت کا جو کہ یثرب میں واقع ہے۔

هذِهِ أَنوارُ ذَاكَ القَبر قَد
أَشرَقَت يا مُقلَتي فَاِقتَرِبي

لے! یہ انوار قبر پاک سامنے ہیں،
اے دیدۂ حیراں یہ انوار نمایاں ہیں، اور قریب ہو جا۔

وَانظُري لِلكَوكَبِ الدَرّي فَكَم

أَنفُس تَصبو لِهذا الكَوكَب

اس چمکتے ستارے کو دیکھو، کتنی روحیں اس ستارے کو ترس رہی ہیں۔

وَاِشهَدي القَبر الَّذي رَتبته

بِرَسول اللهِ أَعلى الرُتَب

اور اس قبر کی گواہی دینا جو میں نے تیار کی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جو اعلیٰ درجات و مرتبے والے ہیں

ذَاكَ قَبرُ مَن أَتاهُ زائِراً

مَرّة في عُمرِهِ لَم يَخب

یہ وہ قبر مبارک ہے کہ جہاں جو شخص اپنی عمر میں ایک بار بھی آیا ناکام نہیں رہا۔

يا أَخَا الاِشواقِ هذا المُصطَفٰى

بثَّ شَكواكَ لَهُ وَانتَخِب

اے آرزو کے بھائی یہ چنا ہوا منتخب شدہ ہے۔

اپنی شکایت اس تک پہنچائیں اور انتخاب کریں۔

وَتَأَدَّب يا أَخا الوَجد فَما

أَنتَ اِلّا في مَقامِ الأَدَب

مگر مسرت میں جھومنے اور مست ہونے والے! ادب کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے،
توسب سے برگزیدہ مقامِ ادب میں حاضر ہے۔

وَاسكُب الدَمعَ سُرُورًا فَعَلى
غَيره دَمعُ الهَنا لَم يُسكَب

ہاں اشکِ مسرّت بہا، کیونکہ اس مقام کے علاوہ کوئی جگہ نہیں ہے
جہاں اشکِ مسرّت رواں ہوں۔

وَاكحل الآماقَ مِن تُربَتِه
ينجلي عند جميع النصب

اور اپنی آنکھوں کو اس کی پاک مٹی سے سجائیں
یہ تمام دکھ درد کو کافور کر دے گی۔

وَتَذلل وَتَضَرَّع وَابتَهِل
وَتَوَسَّع فِي الْاَمَاني وَاطلُب

اور عاجزی اختیار کریں اور سجدہ و دعا اور التجا کریں؛
اپنی امیدوں کو وسعت دیں اور مانگیں۔

فَهُوَ بَحرٌ زاخِرٌ مَنْ جَاءَه
طَالِبا فازَ بِأَسنى المَطلَب

رسول پاکؐ ایک دریائے رحمت ہیں، دریا جوش مار رہا ہے،

جوان کی خدمت میں طالب بن کر آتا ہے، اپنی ہر مراد حاصل کر لیتا ہے۔

أَيّ جَاهٍ مِثْلَ جَاهِ الْمُصْطَفٰى

معدن المعروف كنز الحسب

مصطفٰی ﷺ کی جاہ ومنزلت سے بڑھ کر کس کی جاہ ومنزلت ہوگی،

جو کہ سخاوت وکرم کے معدن اور خاندانی شرافت کا خزانہ ہیں۔

يَا رَسُوْلُ اللهِ اِنِّي مُذْنِبٌ

وَمِنَ الْجُوْدِ قَبُول الْمُذنب

یا رسول اللہ! میں بے چارہ گناہ گار ہوں!

سخاوت میں یہ بھی داخل ہے کہ گناہ گار کو شرفِ قبولیت بخشا جائے۔

يا نَبِيّ اللهِ مالي حيلَة

غَيرَ حُبِّي لَكَ يَا خَيْرَ نَبِيٍّ

یا رسول اللہ! میں بے چارہ ہوں، میرا چارہ اگر کچھ ہے تو آپ کی محبت!

اے تمام نبیوں میں سب سے بہتر نبی۔

وَيَقيني فيكَ يا خَير الوَرىٰ

أَنَّ حُبِّي لَكَ أَقوىٰ سَبَبِ

مجھے آپ پر یقین ہے، اے کائنات کے کُلِ سرسبد!

کہ میری محبت ایک بڑا وسیلہ بنے گی۔

عظم الکرب وَلي فیكَ رَجا

فيهِ يا رَبِّ فَرِّج كُرَبِي

میری مصیبت بڑی ہے، اور آپ کی ذات سے میری امید وابستہ ہے،

اے ربّ کریم! ان کے صدقہ میں میری مصیبت دور فرما دے۔

وَأَغِثْنِي يَا اِلٰهَ الْعَرْشِ مِنْ

نَفْسِ سُوْءٍ فِي الهَوىٰ تَلعَب بِي

الٰہ العرش! فریاد سن لے، میرے نفس بد کے شر سے پناہ دے

جو ہوا و ہوس میں گرفتار ہے۔

وَتَدَارَك مَا بَقِيَ لِيَ فَلَقَد

ضَاعَ عُمْرِيَ فِي الهَوىٰ وَاللَّعِبِ

میری عمر کا جو حصّہ باقی رہ گیا ہے، اس میں گزشتہ معاصی کی تلافی کرادے،

کیوں کہ اب تک عمر لہو ولعب میں گزری ہے۔

☆☆☆☆

اس کے علاوہ بھی پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ان کی نعتیں موجود ہیں جو کہ آپ کی خدمت میں پیش کی جارہی ہیں:-

رَسولُ اللهِ ضاقَ بي القَضاء

رَسولُ اللهِ ضاقَ بي القَضاء
وَجَلَّ الخَطبُ وَانقَطَعَ الإِخاء

یا رسول اللہ، میرے لیے قضا کا بوجھ بہت زیادہ ہو گیا ہے۔
معاملہ سنگین ہو گیا ہے اور بھائی چارہ منقطع ہو گیا ہے۔

وَجاهَك يا رَسولُ الله جاه
رَفيعٌ ما لِرِفعَتِه اِنتِهاء

اے اللہ کے رسول آپ کا درجہ بہت بلند ہے اتنا بلند کہ اس کی بلندی کی کوئی انتہا نہیں۔

يا رَسولُ اللهِ اِنّي مُستَجير
بِجاهِكَ وَالزَمانُ لَهُ اِعتِداء

اے خدا کے رسول میں پناہ مانگتا ہوں۔
آپ کی شان میں، وقت میرے خلاف ہو گیا ہے

وَما لي حيلَة اِلّا اِلتِجائي
لِجاهِكَ اِذ يعز الاِلتِجاء

اور میرے پاس تیرے مرتبہ میں پناہ مانگنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے،
جب پناہ لینا اور رجوع کرنا مشکل ہو۔

رَجَوتُكَ يا اِبنَ آمِنَة لِاَنِّي

مُحِبٌّ وَالمُحِبُّ لَهُ رَجاء

اے ابنِ آمنہ، میں نے تجھ سے امید رکھی ہے،

کیونکہ میں عاشق ہوں، اور جو محبت کرتا ہے وہ امید رکھتا ہے۔

عَسٰى بِكَ تَنجَلي عَنّي كُرُوبي

وَكَمْ كُرَبٍ لَهٗ مِنكَ اِنْجِلَاء

شاید آپ کے ذریعہ میرے دکھ دور ہو جائیں۔

اور کتنے دکھوں کو آپ کے ذریعے سے راحت ملی

وَكَمْ لَكَ يَا رَسُوْلُ اللهِ فَضْل

تَضِيقُ الْاَرْضُ عَنهُ وَالسَّمَاءُ

آپ کی فضیلت کتنی عظیم ہے یا رسول اللہ!

زمین و آسمان اتنے تنگ ہیں کہ اس کو سمیٹ سکیں۔

أَقِلْنِي مِنْ ذُنُوبٍ أَثْقَلَتْنِي

فَأَنْتَ لِعِلَّتِي نِعْمَ الدَّوَاء

مجھے ان گناہوں کی معافی دے جن کا مجھ پر بوجھ ہے،

کیونکہ تو ہی میری بیماری کا بہترین علاج ہے۔

وَخُذْ بِيَدِيْ فَاِنِّيْ عَبْدُ سُوْءٍ

عَلٰى كَسْبِ الذُّنُوْبِ لِيْ اِجْتِرَاء

میرا ہاتھ پکڑے کیونکہ میں بدکار بندہ ہوں، جو گناہوں کے کمانے میں مبتلا ہوں۔

وَكُنْ لِيْ شَافِعًا فِيْ يَوْمِ حَشْرٍ

اِذَا مَا اشْتَدَّ بِالنَّاسِ الْبَلَاء

اور قیامت کے دن میرے لئے سفارشی بن جائیے،

جب سخت ہو جائے گی لوگوں پر مصیبت۔

وَحَقِّقْ يَا رَسُوْلَ اللهِ ظَنِّيْ

فَجُوْدُكَ لَيْسَ لِيْ فِيْهِ امْتِرَاء

اور اے خدا کے رسول میری امید پوری کر دیجئے،

کیونکہ مجھے آپ کی سخاوت میں کوئی شک نہیں ہے۔

وَحَاشٰى أَنْ يَخِيبَ لَدَيْكَ سَعْيِي

وَلَيْسَ لِجُوْدِ رَاحَتِكَ انْقِضَاء

مجھ سے بعید ہے کہ میں اپنی کوششوں کو تیرے سامنے بے نتیجہ جانے دوں۔

اور تیری عافیت کی نعمت کبھی ختم نہیں ہوگی۔

وَهَا أَنَا بِالذُّنُوْبِ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ

وَجِئْتُكَ وَالكَرِيمُ لَهُ وَفَاء

اور میں یہاں گناہوں کے ذریعے اپنے آپ پر ظلم کر رہا ہوں۔

اور میں آپ کے پاس آیا ہوں، اور سخی وکریم کے لئے وفاداری ہے۔

وَحَاشىٰ أَنْ تَعُوْدَ يَدَايَ صَفْرًا

وَفَضلُكَ لَيسَ يَنقُصُهُ الدَّلَاء

اور میں بالکل یہ امید نہیں رکھتا کہ آپ میرے ہاتھوں کو خالی لوٹائیں گے۔

اس لئے کہ آپ کا فضل بالٹیوں سے کم نہیں ہوتا۔

وَكَمْ لَكَ مُعْجِزَات ظَاهِرَات

كَضَوْءِ الشَّمْسِ لَيْسَ لَهَا اِخْفَاءُ

اور سورج کی روشنی کی طرح آپ کے کتنے ہی کھلے معجزے ہیں،

جو چھپائے نہیں جا سکتے۔

وَأَخْلَاق تَطيب بِهَا الْقَوَافِيْ

وَيَحْلُو الْمَدْح فِيْهَا وَالثَّنَاء

اور خوبیاں جو شعر کی خوبصورتی سے نظموں کو خوش کرتی ہیں،

اور جس میں تعریف وتوصیف میٹھی اور خوشنما دکھائی دیتی ہے۔

وَأَنْتَ لَنَا عَلىٰ خُلُقٍ عَظِيْم

وَنَحْنُ عَلَى الْعُمُوْمِ لَكَ الْفِدَاءُ

اور آپ ہمارے لیے بہت عظیم کردار و اخلاق کے مالک ہیں،

اور ہم، عام طور پر، آپ کے لئے اپنے آپ کو قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔

قَرَأْنَا فِي الضُّحىٰ وَلَسَوْفَ يُعْطِي

فَسِرّ قُلُوْبُنَا هَذَا الْعَطَاء

ہم پڑھتے ہیں سورۃ الضّحیٰ میں "اور عنقریب وہ ضرور دے گا"

تو اس دینے سے ہمارے دلوں کو خوش کر دیجئے۔

وَحَاشَى يَا رَسُوْلَ اللهِ تَرْضَى

وَفِيْنَا مَنْ يُّعَذِّبُ أَو يساء

اے خدا کے رسول، آپ سے راضی ہونا بعید ہے اس بات پر، کہ ہم میں سے

وہ لوگ ہوں جن پر تشدد کیا جائے یا ان کے ساتھ برا سلوک کیا جائے۔

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَاكَ لَيْلًا

وَفِي الْمِعْرَاجِ كَانَ لَكَ اِرْتِقَاءُ

پس پاک ہے وہ ذات جس نے آپ کو راتوں رات سیر کرائی،

اور معراج کے دوران آپ کو ترقی سے سرفراز کیا گیا۔

وَنِلْتَ مِنَ السِّيَادَةِ مُنْتَهَاهَا

عُلُوٌّ دُوْنَ رُتَبَهُ الْعَلَاء

اور آپ نے اعلیٰ ترین حاکمیت حاصل کی، بلندی درجات سے بالاتر۔

وَأَدْنَاكَ الْاِلٰهَ كَقَابَ قَوْسٍ

مَعَ التَّنْزِيْهِ وَانْكَشَفَ الْغِطَاء

اور خدا آپ کو قریب لایا، کمان کی لمبائی کے برابر،

پورے احترام کے ساتھ، اور پردہ اٹھایا گیا تھا۔

وَخَصَّكَ بِالْهُدٰى فِيْ كُلِّ أَمْرٍ

فَلَسْتَ تَشَاءُ اِلَّا مَا يَشَاء

اور اس نے آپ کو ہر معاملے میں ہدایت و رہنمائی کے لیے مخصوص کیا ہے۔

آپ نہیں چاہو گے سوائے اس کے جو وہ چاہے۔

وَصِرْتَ مُقَدِّمًا دُنْيَا وَأُخْرٰى

وَصَلّٰى خَلْفَ ظَهْرِكَ الْاَنْبِيَاء

اور آپ دنیا اور آخرت میں سرخرو ہوئے، اور انبیاء نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔

رَسُوْلَ اللهِ فَضْلُكَ لَيْسَ يُحْصِيْ

وَلَيْسَ لِقَدْرِكَ السَّامِيْ فَنَاء

اے خدا کے رسول آپ کے فضائل بے شمار ہیں اور آپ کا بلند مرتبہ ابدی ہے۔

سَمِعْنَا فِيكَ مَدْحًا فَابْتَهَجْنَا
وَصَارَ لَنَا بِمَعْنَاهُ اِكْتِفَاء

ہم نے آپ کی تعریف سنی اور خوشی منائی۔ اور اس کا مفہوم ہمارے لیے کافی ہو گیا۔

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

آپ تمام عیبوں سے پاک پیدا کیے گئے ہیں
گویا آپ کو بالکل اسی طرح پیدا کیا گیا جیسا آپ نے چاہا۔

وَأَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنٍ
وَأَكْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ

آپ سے زیادہ خوبصورت کسی آنکھ نے نہیں دیکھا،
آپ سے زیادہ کامل کسی عورت نے آج تک کسی کو جنم نہیں دیا۔

عَلَيْكَ صَلَاةُ رَبِّيْ مَا تَوَالَتْ
دُهُوْرٌ أَوْ تَلَا صُبْحًا مَسَاءُ

آپ پر میرے رب کی رحمتیں ہمیشہ رہیں جب تک عمر جاری رہتی ہے،
یا جب تک صبح ہوتی ہے شام کے بعد۔

★★★

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدّث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ

شاہ ولی اللہ (پیدائش: 1703ء، انتقال: 1762ء) برصغیر پاک و ہند کے ممتاز اسلامی مفکر، محدّث اور فلسفی تھے، جو مغلیہ سلطنت کے دور میں علم و دانش کا روشن مینار سمجھے جاتے ہیں۔ انھوں نے مسلمانوں کے معاشرتی، سیاسی اور مذہبی مسائل کے حل کے لیے قرآن وسنت کی اصل روح کے مطابق اصلاح کا بیانیہ پیش کیا اور "تحریک ولی اللّٰہی" کی بنیاد رکھی، جس کا مقصد مسلمانوں کی فکری اصلاح، اتحاد اور روحانی بیداری تھا۔ شاہ ولی اللہ کا فلسفہ ولی اللّٰہی اسلامی اصولوں، عقل اور اجتہاد کی بنیاد پر استوار تھا، جس میں معاشرتی بگاڑ اور فرقہ واریت کے خاتمے کی ضرورت پر زور دیا گیا۔ ان کی تعلیمات نے برصغیر میں اسلامی احیاء کی ایک مضبوط تحریک کو جنم دیا۔

ابتدائی زندگی

21 فروری 1703ء (1114ھ) کو موضع پھلت، ضلع مظفر نگر، اتر پردیش میں شاہ عبدالرحیم دہلوی کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کا آبائی علاقہ دہلی تھا، نسبی اعتبار سے آپ کا تعلق قبیلہ فاروقی سے تھا، رہائش کے لحاظ سے آپ کو دہلوی کہا جاتا ہے اور فقہی اعتبار سے آپ حنفی مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔

تعلیم

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے پانچ سال کی عمر میں تعلیم کا آغاز کیا اور سات سال کی عمر میں قرآن کریم مکمل کر لیا۔ ساتویں سال کے آخر میں انھوں نے فارسی اور

عربی کے ابتدائی رسائل کا مطالعہ شروع کیا اور ایک سال میں ان کو مکمل کیا۔ بعد ازاں، انھوں نے صرف ونحو کی طرف توجہ مبذول کی اور دس سال کی عمر میں نحو کی مشہور کتاب "شرح جامی" تک پہنچ گئے۔

اعلیٰ درسی علوم

صرف ونحو سے فراغت کے بعد شاہ ولی اللہ نے علوم عقلیہ ونقلیہ کی جانب توجہ دی اور پندرہ سال کی عمر میں تمام متداول درسی علوم سے فارغ ہو گئے۔ اس عرصے میں آپ نے زیادہ تر کتب اپنے والد حضرت شاہ عبد الرحیم دہلویؒ سے پڑھیں۔ پندرہ سال کی عمر کے بعد انھوں نے درس وتدریس کا آغاز کیا اور 17 سال کی عمر میں اپنے والد سے بیعت وارشاد کی اجازت بھی حاصل کی۔

مسند درس وارشاد

شاہ ولی اللہ نے 1143ھ تک اپنے والد حضرت شاہ عبدالرحیم دہلویؒ کی مسند درس وارشاد کو سنبھالا اور خلقِ خدا کو علمی وروحانی فیض پہنچایا۔ اس دوران انھوں نے لوگوں کو علمِ دین سکھانے کے ساتھ اصلاح وتربیت کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔

حرمین شریفین کا سفر

1143ھ میں، جب آپ کی عمر تقریباً 30 سال تھی، آپ نے حرمین شریفین کا سفر کیا اور وہاں کے مشائخ سے مختلف علوم حاصل کیے۔ شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی سے "بخاری شریف" کی سماعت کی اور "صحاح ستہ"، موطا امام مالک، مسند دارمی اور امام محمد کی "کتاب الاثار" ان کے سامنے پڑھی۔ مزید برآں، شیخ عبداللہ مالکی مکی اور شیخ تاج

الدین حنفی سے بھی آپ نے علمی استفادہ کیا۔

درس وتدریس

حرمین شریفین سے واپس آ کر والد کے بنائے مدرسہ رحیمیہ میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔

اصلاح کا کام

سیاسی اصلاحات

شاہ ولی اللہ نے مسلمانوں کو سیاسی طور پر مضبوط بنانے کی کوشش کی اور اس مقصد کے لیے مختلف بادشاہوں اور امرا سے خط وکتابت کی۔ انھوں نے مسلمانوں کے اتحاد اور حفاظت کے لیے احمد شاہ ابدالی کو خط لکھا، جس کے نتیجے میں احمد شاہ ابدالی نے پانی پت کی تیسری لڑائی میں مرہٹوں کو شکست دی۔ یہ حملہ برصغیر میں مسلمانوں کی بقا اور سیاسی استحکام کے لیے ایک اہم موڑ ثابت ہوا۔

سماجی اصلاحات

شاہ ولی اللہؒ نے مسلمانوں میں سماجی اصلاحات کی اہمیت کو بھی اجاگر کیا۔ اس زمانے میں ہندوؤں کے اثر کی وجہ سے بیوہ عورتوں کی شادی کو برا سمجھا جانے لگا تھا، جس کی شاہ ولی اللہؒ نے شدید مخالفت کی۔ انھوں نے اس رسم کو ختم کرنے پر زور دیا اور اسی طرح شادی میں بڑے بڑے مہر باندھنے اور خوشی وغم کے مواقع پر فضول خرچی سے بھی منع کیا۔ شاہ ولی اللہ نے ان مسائل پر خاص توجہ دی اور ان رسوم کو ختم کرنے کی تلقین کی۔

فرقہ وارانہ اختلافات کا خاتمہ

شاہ ولی اللہؒ نے مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے درمیان اتحاد قائم کرنے کی کوشش کی۔ انھوں نے مسلمانوں کو اختلافات میں انتہا پسندی کی بجائے اعتدال کی راہ اپنانے کا درس دیا تاکہ مسلمان باہمی تنازعات سے بچ سکیں۔ ان کا مقصد مسلمانوں کو ایک متحد امت بنانا تھا جو اسلامی اصولوں پر کاربند ہو۔

تصوف کی اصلاح

شاہ ولی اللہؒ نے تصوف میں موجود خرابیوں کی نشان دہی کی اور اس میں اصلاحات کا آغاز کیا۔ انھوں نے پیری مریدی کے غلط طریقوں کی مخالفت کی اور صوفیانہ تعلیمات کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی۔ ان کے نزدیک تصوّف کی اصل روح اللہ تعالیٰ کے قرب کی جستجو تھی، نہ کہ دنیاوی مفاد یا مریدوں کی تعداد میں اضافہ۔

کارنامے

شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے برصغیر پاک و ہند میں اسلامی تعلیمات کو عام کرنے اور معاشرتی اصلاح کے لیے نمایاں خدمات انجام دیں۔ ان کے کام نے مسلمانوں کی فکری اور روحانی زندگی کو گہرے انداز میں متاثر کیا اور ان کے فلسفہ اور اصلاحی تحریک نے آنے والی نسلوں پر بھی دیرپا اثرات چھوڑے۔

قرآن کا ترجمہ

شاہ ولی اللہ کا ایک بڑا کارنامہ قرآن مجید کا فارسی ترجمہ ہے۔ اس وقت

ہندوستان کے مسلمانوں کی علمی زبان فارسی تھی اور قرآن چونکہ عربی میں تھا، اس لیے اکثر لوگ اسے براہ راست سمجھنے سے قاصر تھے۔ شاہ ولی اللہؒ نے قرآن مجید کا فارسی ترجمہ کر کے اس رکاوٹ کو دور کیا اور عام مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کروایا، جس کے نتیجے میں زیادہ لوگ قرآن کے پیغام کو سمجھنے لگے۔

تصانیف اور علمی خدمات

شاہ ولی اللہ دہلوی کی مشہور تصانیف

☆ کتاب کا نام موضوع زبان مختصر تفصیل

1 حجۃ اللہ البالغہ اسلامی عقائد و فلسفہ عربی

یہ شاہ ولی اللہ کی مشہور کتاب ہے جس میں انھوں نے اسلامی عقائد اور تعلیمات کی وضاحت کی ہے۔

2 الفوز الکبیر فی اصول التفسیر علم تفسیر عربی

اس کتاب میں شاہ ولی اللہ نے اصول تفسیر پر بحث کی ہے اور قرآن فہمی کے اصول بیان کیے ہیں۔

3 ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفاء نظام خلافت فارسی

یہ کتاب خلافت اور اسلامی ریاست کے نظام پر تفصیلی بحث کرتی ہے۔

4 الانصاف فی بیان سبب الاختلاف فقہی اختلافات عربی

اس کتاب میں شاہ ولی اللہ نے فقہی اختلافات کے اسباب پر روشنی ڈالی ہے۔

5 تحفۃ المجاہدین جہاد کے اصول عربی

یہ کتاب اسلامی نقطۂ نظر سے جہاد کے اصول اور اہمیت کو بیان کرتی ہے۔

6 فتح الرحمن فی ترجمہ القرآن ترجمہ قرآن فارسی

یہ شاہ ولی اللہ کا قرآن کا فارسی ترجمہ ہے، جو عام مسلمانوں کو قرآن کی تعلیمات سے روشناس کرانے کے لیے کیا گیا۔

7 البدور البازغہ علم الکلام عربی

اس کتاب میں اسلامی عقائد پر مبنی مسائل کا فلسفیانہ جائزہ لیا گیا ہے۔

8 القول الجمیل تصوف عربی

یہ کتاب تصوف اور روحانیت کے موضوع پر شاہ ولی اللہ کی اہم تصنیف ہے۔

9 رسالہ فی علم التوحید علم التوحید عربی

اس رسالے میں اسلامی توحید کے بنیادی اصول بیان کیے گئے ہیں۔

10 عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید اجتہاد وتقلید عربی

یہ کتاب اجتہاد وتقلید کے احکام اور اصولوں پر مشتمل ہے۔

☆ ازالۃ الخفاء اور خلافت کا نظام

شاہ ولی اللہؒ نے اسلامی ریاست اور اس کے نظام پر ایک اہم اور منفرد کتاب ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء فارسی زبان میں تالیف کی۔ یہ کتاب خلافت، حکومت اور اسلامی نظام کے اصولوں پر بحث کرتی ہے اور اس میں اسلامی ریاست کے بارے میں مفصل ابحاث پیش کی گئی ہیں۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ مولانا عبدالشکور فاروقی مجددی نے کیا جو آرام باغ، کراچی سے شائع ہوا۔

فلسفہ ولی اللّٰہی

شاہ ولی اللہ کا فلسفہ ولی اللّٰہی اسلامی اصولوں، اعتدال اور اجتہاد پر مبنی تھا، جس نے مسلمانوں کو اپنے دین کی اصل تعلیمات کی طرف واپس آنے کا درس دیا۔ ان کے فلسفے کا مقصد تھا کہ اسلامی معاشرت کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھالا جائے اور مسلمانوں کے درمیان فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو فروغ دیا جائے۔

تحریک ولی اللّٰہی

شاہ ولی اللہ نے تحریک ولی اللّٰہی کی بنیاد رکھی، جس کا مقصد اسلامی معاشرت میں اصلاح، اخلاقی بیداری اور سماجی انصاف کی ترویج تھی۔ اس تحریک نے برصغیر میں اسلامی بیداری اور احیاء کی لہریں پیدا کیں اور آنے والے مصلحین کے لیے ایک فکری اور عملی بنیاد فراہم کی۔

مجدد اور احیائے دین

شاہ ولی اللہ کو اپنی صدی کا مجدد بھی سمجھا جاتا ہے، جیسے کہ امام غزالیؒ، امام ابن تیمیہؒ اور مجدد الف ثانیؒ۔ انھوں نے برصغیر کے مسلمانوں میں مذہبی بیداری کا شعور پیدا کیا اور ان کی اولاد اور شاگردوں نے ان کے مشن کو جاری رکھا، جس سے ہند و پاک کے مسلمانوں کی زندگی میں انقلابی تبدیلیاں آئیں۔

جانشین

شاہ ولی اللہؒ کے سب سے بڑے صاحبزادے شاہ عبدالعزیزؒ عربی اور فارسی کے انشا پرداز تھے اور 60 سال تک دینی علوم اور احادیث کی تعلیم دیتے رہے۔ وہ ان

افراد میں شامل ہیں جن کی وجہ سے برصغیر میں علم حدیث پھیلا۔

دوسرے صاحبزادے شاہ رفیع الدینؒ کا سب سے بڑا کارنامہ اردو میں قرآن مجید کا پہلا ترجمہ ہے۔

تیسرے صاحبزادے شاہ عبد القادر دہلوی کا سب سے بڑا کارنامہ قرآن مجید کی اردو تفسیر ہے جو" موضح القرآن" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ تفسیر آج بھی انتہائی مقبول ہے۔

چوتھے صاحبزادے شاہ عبد الغنیؒ تھے جن کا شمار بھی اپنے زمانے کے بڑے عالموں میں ہوتا تھا۔

شاہ ولی اللہ کی اولاد میں شاہ اسماعیل شہید کا مقام بھی بہت بلند ہے۔ آپ شاہ ولی اللہؒ کے چوتھے صاحبزادے شاہ عبد الغنی کے بیٹے تھے جن کا شمار بھی اپنے زمانے کے بڑے عالموں میں ہوتا تھا۔ شاہ صاحب کے کام کو سب سے زیادہ ترقی شاہ اسماعیلؒ نے ہی دی۔ وہ کئی اہم کتابوں کے مصنف بھی تھے جن میں" تقویۃ الایمان" سب سے زیادہ مقبول ہوئی۔

برصغیر میں غلبہ اسلام اور اسلامی حکومت کے قیام کی کوشش کرنے والی عظیم شخصیت سید احمد بریلوی شہیدؒ شاہ عبد العزیز کے شاگرد اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کے ساتھی تھے۔ شاہ صاحب نے فک کل نظام کا فتوی دیا جس کا مطلب تھا کہ تمام فرسودہ نظام کا خاتمہ کر دیا جائے اور اس کی جگہ عادلانہ نظام کا قیام کیا جائے۔

وفات

20 اگست 1762ء بمطابق 1174ھ کو 59 سال کی عمر میں دہلی میں

وفات پائی، دہلی کے قبرستان مہندیان (عقب ارون اسپتال دہلی گیٹ) تدفین ہوئی۔

قصیدہ: "اطیب النغم فی مدح سیّد العرب والعجم"

حضرت شاہ صاحبؒ نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ایک قصیدہ "اطیب النغم فی مدح سیّد العرب والعجم لکھا"، اور اس کی وضاحت کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح کرنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مناقب کا پھیلانا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے دلائل کا ذکر کرنا بلا شبہ برکات کا سبب اور درجات کا موجب ہے۔ اور اس فقیر کو توفیق دی گئی کہ مدح نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں "قصیدہ بائیہ" نظم کرے جو حضرت سواد بن قارب صحابیؓ کے تتبع میں لکھا گیا ہے۔ ان کا قصیدہ عرب اوّل کے طرز پر بہت ہی بلیغ ہے، پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سمع مبارک سے گزرا، اور خاطر مبارک کی پسندیدگی اور قبول کے ساتھ مشرف ہوا ہے۔(یہ قصیدہ بائیہ اس کتاب کے اوائل میں درج کیا گیا ہے)۔

شاہ صاحب آگے مزید لکھتے ہیں کہ اس ضعیف کا یہ قصیدہ ہر چند کہ اس مرتبہ کا نہیں ہے کہ ارباب بلاغت کے قصائد کے برابر رکھ کر اس پر فخر کیا جائے، لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے دلائل پر مشتمل ہے، اور اہم مقاصد کے ایک حصہ کی طرف اشارہ کرتا ہے اس لئے کسی حد تک لطافت سے خالی نہیں ہے۔ اس قصیدہ کا نام "اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" تجویز کیا گیا ہے۔

پھر شاہ صاحب نے اس کی شرح کرتے ہوئے ہر مقصد کو فصل کا عنوان دے کر جدا کر دیا ہے۔ چنانچہ یہ قصیدہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے:-

قصيدة أطيب النغم في مدح سيد العرب والعجم ﷺ

كأنَّ نجوماً أومضت في الغياهب
عيون الأفاعي أو رؤوس العقارب

جو ستارے رات کی تاریکیوں میں چمکتے ہیں وہ عاشق بےقرار کو یوں لگتے ہیں گویا سانپوں کی آنکھیں ہیں، یا بچھوؤں کے سر۔

(اس میں شاعر اپنی بےقراری کا اظہار کرتا ہے)

إذا كان قلب المرءِ في الأمر خاثراً
فأضيق من تسعين رحب السباسِب

جب آدمی کا دل کسی معاملہ میں غمگین اور پریشان ہو تو اس کی نظر میں کشادہ اور وسیع بیابان بھی عقدِ تسعین سے تنگ دکھائی دیتا ہے۔

عقدِ تسعین سے مراد شہادت کی انگلی کے سرے کو انگوٹھے کی جڑ میں رکھ کر حلقہ بنانا

وتشغلني عني وعن كل راحتي
مصائب تقفو مثلها في المصائب

مجھے اپنے حال میں غور وفکر کرنے اور راحت کے ساتھ بہرہ مند ہونے سے وہ مصائب باز رکھتے ہیں جن کے پیچھے ان جیسے دوسرے مصائب لگاتار آرہے ہیں۔

إذا ما أتتني أزمة مدلهمة
تحيط بنفسي من جميع جوانب

جس وقت مجھ پر ایسی سختی آتی ہے جو اپنی تاریکی اور دشواری میں انتہاء کو پہنچی ہوئی ہو، اور وہ میرے نفس کو چاروں طرف سے (اس طرح) گھیر لیتی ہے (کہ اس سے نکلنے کے سارے راستے بند ہو جاتے ہیں)

تطلّبت هل من ناصر أو مساعد
ألوذُ به من خوف سوء العواقب

تب میں ڈھونڈتا ہوں کہ آیا کوئی ایسا یار و مددگار ہے کہ جس کی پناہ لوں، تاکہ برے انجام کا خوف ٹل جائے، اور اندیشہ جاتا رہے؟

فَلَسْتُ أَرَى إِلَّا الْحَبِيْبَ مَحَمَّداً
رَسُوْلُ إِلٰهِ الْخَلْقِ جَمَّ الْمَنَاقِبُ

پس میں نہیں دیکھتا کسی کو سوائے اس محبوب کے، جن کا نام مبارک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، جو حق تعالیٰ شانہ کے رسول ہیں، اور جن کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔

وَ مُعْتَصَمُ الْمَكْرُوْبِ فِيْ كُلِّ غَمْرَةٍ
وَمُنْتَجِعُ الْغُفْرَانِ مِنْ كُلِّ تَائِبِ

ایسی پریشانی کے عالم میں مجھے کوئی سہارا نظر نہیں آتا، سوائے پیارے پیغمبر ﷺ کے جو ہر سختی اور مصیبت میں غمزدہ کے چنگل مارنے کی جگہ ہیں، اور جو ہر توبہ کرنے والے کے لئے مغفرت طلب کرنے کی جگہ ہیں۔

روز محشر میں پیارے پیغمبر ﷺ کا شفاعت کبریٰ کے مقام پر فائز ہونے کا ذکر

مَلَاذُ عِبَادِ اللّٰهِ مَلْجَأُ خَوْفِهِمْ

اِذَا جَآءَ يَوْمٌ فِيْهِ شَيْبُ الذَّوَائِبِ

آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی جائے پناہ ہیں، اور آپ ﷺ ہی وہ جگہ ہیں جہاں لوگ خوف کے وقت بھاگ کر پناہ لیں۔

جس وقت کہ وہ دن آئے گا کہ اس میں بال سفید ہو جائیں گے، یعنی قیامت کا دن۔

إِذَا مَا أَتوا نُوحاً وَمُوسٰى وَآدَماً

وَقَدْ هَالَهُمْ إِبصَارُ تِلْكَ الصَّعَائِبُ

جس وقت کہ اللہ کے بندے حضرت نوح، حضرت موسیٰ اور حضرت آدم (علیہم السلام) کی خدمت میں حاضر ہوں گے، اس حالت میں کہ قیامت کے دن کی سختیوں کے دیکھنے نے ان کو خوف اور گھبراہٹ میں مبتلا کر رکھا ہوگا۔

فَمَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ عِنْدَ هٰذِهٖ

نَبِيٌّ وَلَمْ يَظْفُرْهُمْ بِالْمَآرِبِ

ان سختیوں کے موقع پر ان کو کوئی نبی کام نہیں دے گا، اور ان کے مطلوب میں کامیاب نہیں کرائے گا۔

هُنَاكَ رَسُوْلُ اللهِ يَنْجُوْ لِرَبِّهٖ
شَفِيْعاً وَفَتَّاحاً لِبَابِ الْمَوَاهِبِ

اس وقت پیارے پیغمبر ﷺ اپنے رب کی بارگاہ میں مناجات فرمائیں گے، دراں حالیکہ آپ ﷺ شفاعت اور بخشش کے دروازوں کے کھولنے کا ارادہ رکھتے ہوں گے۔

فَيَرْجِعُ مَسْرُوْراً بِنَيْلِ طِلَابِهٖ
أَصَابَ مِنَ الرَّحْمٰنِ أَعْلَى الْمَرَاتِبِ

پس آپ ﷺ اپنے مقصد شفاعت کو پا کر نہایت مسرور وشاد ماں واپس ہوں گے، جب کہ شفاعت کے ذریعہ آپ ﷺ نے بارگاہ رب العزّت سے نہایت اعلیٰ مراتب حاصل کئے ہوں گے۔

وَأَشْرَفَ بَيْتٍ مِّنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ
سُلَالَةَ إِسْمَاعِيْلَ وَالْعِرْقُ نَازِعٍ

پیارے پیغمبر ﷺ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل کا خلاصہ ہیں، اور جڑ اپنی شاخ کو اپنی طرف کھینچتی ہے، "یعنی بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے"، اور آپ ﷺ کا گھرانہ (بنو ہاشم) لؤی بن غالب کی اولاد میں شریف ترین قبیلہ ہے۔

بَشَارَةِ عِيْسٰى وَالَّذِيْ عَنْهُ عَبَرُوْا

بِشِدَّةِ بَأْسٍ بِالضَّحُوْكِ الْمَحَارِبِ

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کا مصداق ہیں، اور جنہیں کثرت جہاد اور تبسم کی وجہ سے انبیائے سابقین نے ضحوک کے نام سے یاد فرمایا ہے۔

ومن أخبروا عنه بأن ليس خلقه

بفظّ وفي الأسواق ليس بصاخب

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ نبی ہیں کہ جن کے بارے میں انبیائے سابقین نے یہ خبر دی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تند خو، بدمزاج نہیں ہوں گے، اور نہ ہی بازاروں میں شور وغوغا کرنے والے۔

وَدَعْوَةُ إِبْرَاهِيْمَ عِنْدَ بِنَائِهِ

بِمَكَّةَ بَيْتاً فِيْهِ نَيْلُ الرَّغَائِبِ

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعاء کے مصداق ہیں جو انہوں نے مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ کی تعمیر کرتے ہوئے فرمائی تھی، جس خانہ کعبہ کے ذریعہ بہت سے انعامات وعطیات حاصل کئے جاتے ہیں۔

جَمِيْلُ الْمُحَيَّا أَبْيَضُ الْوَجْهِ ربعة

جَلِيْلُ كَرَادِيْس أزجّ الحوَاجِب

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ انور صاحب جمال ہے، رنگ سفیدی مائل، قد مبارک میانہ

جوڑ کی ہڈیوں کے سرے پُر گوشت، اور قوی و مضبوط، ابرو مبارک باریک، دراز اور کماندار ہیں۔

صَبِيحٌ مَلِيحٌ أَدْعَجُ الْعَيْنِ أَشْكل

فَصِيحٌ لَهُ الْإِعْجَامُ لَيْسَ بِشَائب

پیارے پیغمبر ﷺ خوبصورت تھے، آپ ﷺ کے حسن میں صباحت و ملاحت تھی آپ ﷺ کی پتلیوں کی سیاہی نہایت گہری تھی، اور آپ ﷺ کی آنکھوں کی سفیدی میں کسی قدر سرخی کی آمیزش تھی، نہایت ہی فصیح البیان تھے، کلام مبارک میں کبھی کوئی ہلکا لفظ استعمال نہیں ہوتا تھا۔

وَاَحْسَنُ خَلْقِ اللهِ خُلْقاً وَخِلْقَةً

وَأَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ عِنْدَ النَّوائبِ

پیارے پیغمبر ﷺ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے زیادہ خوش اخلاق، خوب رُو اور خوبصورت ہیں، اور مصائب اور تکالیف میں لوگوں کو سب سے زیادہ نفع پہنچانے والے ہیں۔

وَأَجْوَدُ خَلْقِ اللهِ صَدْراً وَنَائِلاً

وَأَبْسَطُهُمْ كَفّاً عَلٰى كُلِّ طَالِبٍ

پیارے پیغمبر ﷺ خلقِ خدا میں سب سے زیادہ دل کے سخی، اور فیاضی کے ساتھ عطا کرنے والے، اور ہر سوالی کے لئے سب سے زیادہ کشادہ ہاتھ والے ہیں۔

وَأَعۡظَمُ حرّ للمعالي نهوضه

إلى المجد سامٍ للعظائم خاطب

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے بڑے جوانمرد ہیں، جن کی ہمت بلندیوں کی طرف پرواز کرتی ہے، بزرگی کی آخری انتہاء تک ترقی کرنے والے ہیں، اور فوق العادت عظیم کارناموں کا عزم رکھنے والے ہیں۔

تَرَى أَشۡجَعَ الۡفُرۡسَانِ لَاذَ بِظَهۡرِهِ

إِذَا احۡمَرَّ بَاسٌ فِي بِئِيۡسِ الۡمَوَاجِبِ

جب سخت معرکوں میں لڑائی ہولناک تیزی اختیار کرلے تو شہسواروں میں سب سے زیادہ بہادر بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت پناہی حاصل کرتا ہوا نظر آئے گا۔

وَآذَاهُ قَوۡمٌ مِنۡ سَفَاهَةِ عَقۡلِهِمۡ

وَلَمۡ يَذۡهَبُوۡا مِنۡ دِيۡنِهِ بِمَذَاهِبِ

فَمَا زَالَ يَدۡعُوۡ رَبَّهُ لِهدَاهُمُ

وَإِنۡ كَانَ قَدۡ قَاسَى أَشَدَّ الۡمَتَاعِبِ

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ لوگوں نے اپنی بے عقلی کی وجہ سے ایذائیں دیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کا راستہ اختیار نہیں کیا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سخت تکلیف برداشت کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ سے ان کی ہدایت کی دعائیں کیں۔

وَمَا زَالَ يَعْفُوْ قَادِراً عَنْ مَسيئِهِم

كَمَا كَانَ منه عندَه جَبذة جاذبِ

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتقام لینے پر قادر ہونے کے باوجود برائی کرنے والوں کو ہمیشہ معاف فرماتے رہے، جیسا کہ ایک دیہاتی کو اس وقت معاف فرمایا جب اُس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ردائے مبارک کھینچی تھی۔

وَمَا زَالَ طُوْل الْعُمْرِ لِلّٰهِ معرضاً

عَنِ الْبَسْطِ فِي الدُّنْيَا وَعَيْشَ الْمَرَازِبِ

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری عمر دنیا میں خوش عیشی اور رئیسانہ ٹھاٹ باٹ سے محض رضائے الٰہی کے لئے کنارہ کش رہے۔

بَدِيْعُ كَمَالٍ فِي الْمَعَالِيْ فَلَا اِمْرؤٌ

يَكُوْنُ لَهُ مَثلاً وَلَا بِمَقَارِبِ

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال تمام اوصاف میں بے مثال تھا، پس کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہم مثل تو کیا ہوتا، کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب بھی نہیں پہنچا۔

أَتَانَا مُقِيمَ الدِّيْنِ مِنْ بَعْدِ فِتْرَةٍ

وَتَحْرِيْفِ أَدْيَانٍ وَطُوْلَ مشَاغبِ

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہمارے پاس، درانحالیکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دین کو سیدھا کرنے والے ہیں، بعد اس کے کہ رسولوں کا سلسلہ بند ہوجانے کی وجہ سے اس میں

سستی آ گئی تھی، اور ادیان و مذاہب میں تحریف و تبدیلی آ چکی تھی، اور بے شمار فتنہ وفساد برپا ہو چکا تھا۔

فَيَا وَيْلَ قَوْمٍ يُشْرِكُوْنَ بِرَبِّهِمْ
وَفِيْهِمْ صُنُوْفٌ مِن وَخِيمِ الْمَثَالِبِ

پس وائے ہلاکت اس قوم کے لئے جو اپنے پروردگار کے ساتھ شریک ٹھراتے ہیں، اور ان میں بہت سے گھناؤنے نقائص اور عیب پائے جاتے ہیں۔

وَدِيْنُهُمْ مَا يَفْتَرُوْنَ بِرَأْيِهِم
كَتَحْرِيْمِ حَامٍ وَاخْتِرَاعُ السَّوَائِبِ

ان مشرکوں کا دین وہ چیزیں ہیں جن کو وحی الٰہی کی سند کے بغیر محض اپنی عقل سے گھڑ لیتے ہیں، جیسے حامی کو حرام قرار دینا، اور بتوں کی نذر کے لئے سانڈنیوں کو چھوڑ دینا۔

وَيَا وَيْلَ قَوْمٍ حَرَّفُوْا دِيْنَ رَبِّهِمْ
وَأَفْتَوْا بِمَصْنُوْعٍ لِحِفْظِ الْمَنَاصِبِ

اور وائے ہلاکت اس قوم کی جنھوں نے اپنے رب کے دین کو بدل ڈالا، اور اپنے منصب اور ریاست کی حفاظت کے لئے خود ساختہ فتوے جاری کئے۔

وَيَا وَيْلَ مَنْ أَطْرٰى بِوَصْفِ نَبِيِّهِ
فَسَمَّاهُ رَبَّ الْخَلْقِ إِطْرَاءَ خَائِبِ

اور وائے ہلاکت ان لوگوں کی جنھوں نے اپنے نبی کی تعریف میں یہاں تک مبالغہ کیا

کہ اس کا نام "پروردگار عالم" رکھ دیا، اور یہ مبالغہ ایسا تھا کہ جس کا قصد کرنے والا نامراد ہے۔(اشارہ نصاریٰ کی طرف)

وَيَا وَيْلَ قَوْمٍ قَدْ أَبَارَ نُفُوْسِهِمْ
تَكَلُّفَ تَزْوِيْقٍ وَحُبَّ الْمَلَاعِبِ

اور وائے ہلاکت اس قوم کی کہ ہلاک کردیا ان کے نفوس کو زیب و زینت کے تکلف نے، اور کھیل کی کود کی محبت نے۔

وَيَا وَيْلَ قَوْمٍ قَدْ أَخَفَّ عُقُوْلَهُمْ
تجبر كِسْرٰى وَاِصْطِلَامَ الضَّرَائِبِ

اور وائے ہلاکت اس قوم کی جن کی عقلوں کو کسریٰ کے تکبر نے سبک سار کر دیا، اور خراج اور ٹیکس نے ان کی روحوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔

فَأَدْرَكَهُمْ فِيْ ذَاكَ رَحْمَةَ رَبِّنَا
وَقَدْ أَوْجَبُوْا مِنْهُ أَشَدَّ الْمَعَاتِبِ

پس اس حالت میں ہمارے پروردگار کی رحمت نے ان کی دستگیری فرمائی، حالانکہ وہ حق تعالیٰ شانہ کی جانب سے سخت ترین غصّہ کے مستحق ہو رہے تھے۔

فَأَرْسَلَ مِنْ عُلْيَا قُرَيْشٍ نَبِيَّهُ
وَلَمْ يَكُ فِيْمَا قَدْ بَلَوْهُ بِكَاذِبِ

پس اللہ تعالیٰ نے قریش کے بلند ترین قبیلہ سے اپنے نبی ﷺ کو بھیجا، اور خود قریش

کے امتحان کے مطابق آپ ﷺ غلط اور خلاف واقعہ بات کہنے والے نہیں تھے۔

وَمِنْ قَبْلِ هٰذَا لَمْ يُخَالِطْ مَدَارِسَ
الْيَهُوْدِ وَلَمْ يَقْرَأْ لَهُمْ خَطَّ كَاتِبِ

اور آنحضرت ﷺ دعوائے نبوت سے قبل نہ تو کبھی یہودیوں کی کسی تعلیم گاہ میں تشریف لے گئے تھے، اور نہ ان کے کسی پڑھے لکھے آدمی کی تحریر کو کبھی پڑھا تھا۔

فَأَوْضَحَ مِنْهَاجَ الْهُدٰى لِمَنِ اهْتَدٰى
وَمَنَّ بِتَعْلِيْمٍ عَلٰى كُلِّ رَاغِبِ

پس آپ ﷺ نے ہر اس شخص کے لئے راہ ہدایت کو واضح کر دیا جو ہدایت کا طالب ہو، اور ہر وہ شخص جو امور خیر کی رغبت رکھتا ہو، اس کو احکام دین سکھا کر احسان فرمایا۔

وَأَخْبَرَ عَنْ بَدْءِ السَّمَآءِ لَهُمْ وَعَنْ
مَقَامٍ مُخَوِّفٍ بَيْنَ أَيْدِي الْمحَاسَبِ

پیارے پیغمبر ﷺ نے ان کو آسمان کی پیدائش کی ابتدا سے آگاہ فرمایا، اور قیامت کے دن حساب لینے والے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرایا، اور اللہ تعالیٰ کے سامنے حساب کے لئے کھڑا ہونا واقعی بڑے خوف کی بات ہے۔

وَعَنْ حُكْمِ رَبِّ الْعَرْشِ فِيْمَا يَعِنُّهُمْ
وَعَنْ حِكَمٍ تُرْوٰى بِحكمِ التَّجَارِبِ

اور پیارے پیغمبر ﷺ نے ان کو خبر دی رب العرش کے فرمان کی ان تمام امور میں جو

لوگوں کو پیش آتے تھے، اور ان حکمتوں کی جو تجربوں کی رُو سے نقل کئے جاتے تھے۔

وَأَبْطَلَ أَصْنَافَ الخِنٰی وَأَبَادِهَا
وَأَصْنَافَ بَغْيٍ لِلْعُقُوْبَةِ جَالِبِ

اور پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر قسم کی بے ہودگی کو مٹا ڈالا، اور درہم برہم کر ڈالا، نیز ہر قسم کے ظلم کو مٹا ڈالا جو کہ اللہ تعالیٰ کے قہر و سزا کا مستوجب تھا۔

وَ بَشَّرَ مَنْ أَعْطَى الرَّسُوْلَ قِيَادَهُ
بِجَنَّةِ تَنْعِيْمٍ وَحُوْرٍ كَوَاعِب

اور جس شخص نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں اپنی مہار دے دی، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطیع و فرمانبردار بن گیا تو اس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی نعمتوں اور دوشیزہ حوروں کی خوش خبری دی۔

وَأَوْعَدَ مَنْ يَأْبٰى عِبَادَةَ رَبِّهِ
عُقُوْبَةَ نِيْرَانٍ وَعِيشَةَ قَاطِبِ

اور ڈرایا اس شخص کو جو اپنے پروردگار کی عبادت سے سرتابی کرتا ہے، دوزخ کے عذاب اور ترش روزندگی سے۔

فَأَنْجٰى بِهٖ مَنْ شَاءَ رَبِّي نَجَاتَهٗ
وَمَنْ خَابَ فَلْتَنْدُبِهٖ شَرَّ النَّوَادِبِ

پس حق تعالیٰ نے ہم میں سے جس شخص کی نجات کا ارادہ فرمایا اس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

ذریعہ نجات عطا فرمائی، اور جو شخص (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت سے) محروم ونامراد رہا وہ لائق ماتم ہے، اس پر بدترین نوحہ کرنے والیوں کو نوحہ کرنا چاہئے۔

فَأَشْهَدُ أَنَّ اللهَ أَرْسَلَ عَبْدَهُ

بِحَقٍّ وَلَا شَيْءٌ هُنَاكَ بِرَائِبِ

پس میں گواہی دیتا ہوں کہ تحقیق پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں، یہاں کوئی چیز ایسی نہیں جو کسی قسم کے شبہ میں ڈالے۔

وَقَدْ كَانَ نُورَ اللهِ فِيْنَا لِمُهْتَدٍ

وَصَمْصَامَ تَدْمِيْرٍ عَلٰى كُلِّ نَاكِبِ

بلا شبہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان راہ پانے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا نور ہیں، اور راہ حق سے ہٹنے والوں والوں کے برہنہ شمشیر۔

وَأَقْوَى دَلِيْلٌ عِنْدَ مَنْ تَمَّ عَقْلِهِ

عَلَى أَنَّ شُرْبَ الشَّرْعِ أَصْفَى الْمَشَارِبِ

جس شخص کی عقل کامل ہو، اس کے نزدیک پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر سب سے محکم اور مضبوط دلیل یہ ہے کہ حدود شرعیہ کا پانی تمام برتنوں کے پانیوں میں سب سے زیادہ پاک وصاف ہے۔

تَوَاطِي عُقُوْلٍ فِيْ سَلَامَةِ فِكْرَةٍ

عَلٰى كُلِّ مَا يَأْتِيْ بِهِ مِنْ مَطَالِبِ

سلامت فکر کی حالت میں تمام عقول سلیمہ اس پر متفق ہیں کہ شریعت کے لائے ہوئے احکام لائق ستائش ہیں کہ جس موقع پر جو حکم دیا گیا، اس سے بہتر ممکن نہیں۔

سَمَاحَةَ شَرْعٍ فِيْ رِزَانَةِ شِرْعَةٍ
وَتَحْقِيْقُ حَقٍّ فِيْ إِشَارَةَ حَاجِبِ

شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قوی ترین دلیل اس شریعت میں رزانت ووقار کا پایا جانا ہے، اور حق کو ثابت کرنا ہے اشارہ آبرو کے ذریعہ۔

مَكَارِمُ أَخْلَاقٍ وَإِتْمَامُ نِعْمَةٍ
نَبُوَّةُ تَأْلِيفٍ وَسُلْطَانُ غَالِبِ

شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دی، اور اسی کے ذریعہ انعام خداوندی کی تکمیل اور راہ حق کی رہنمائی ہوئی اور غلبہ وتسلط ہوا۔

نُصَدِّقُ دِيْنَ الْمُصْطَفٰى بِقُلُوْبِنَا
عَلٰى بَيِّنَاتٍ فِهْمُهَا مِنْ غَرَائِبِ

ہم پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی دل کی گہرائیوں سے تصدیق کرتے ہیں، اور دین برحق مانتے ہیں، ان واضح دلائل کی بناء پر جن کا سمجھنا فرحت انگیز اور ایمان افروز ہے۔

بَرَاهِيْنُ حَقٍّ أَوْضَحَتْ صِدْقُ قَوْلِهِ
رَوَاهَا وَيُرْوِي كُلُّ شَبٍّ وَشَائِبِ

یہ معجزات ایسے صحیح دلائل ہیں جنہوں نے دعوائے نبوت میں پیارے پیغمبر ﷺ کی حقّانیت وصدق کو واضح کر دیا ہے، ان کو روایت کیا ہے، اور روایت کرتا ہے ہر جوان اور ہر بوڑھا۔

مِنَ الْغَيْبِ كَمْ أَعْطَى الطَّعَامَ لِجَائِعٍ

وَكَمْ مَرَّةً أَسْقَى الشَّرَابَ لِشَارِبِ

پیارے پیغمبر ﷺ نے عالم غیب کی مدد سے کتنی ہی بار بھوکوں کو کھانا کھلایا، اور کتنی ہی بار پیاسوں کو پانی سے سیراب فرمایا۔

وَكَمْ مِنْ مَّرِيْضٍ قَدْ شَفَاهُ دُعَاؤُهُ

وَإِنْ كَانَ قَدْ أَشْفَى لِوَجْبَةَ وَاجِبِ

کتنے ہی مریضوں کو پیارے پیغمبر ﷺ کی دعاء نے تندرست کر دیا، اگر چہ وہ مر کر گر جانے کے قریب پہنچ چکے تھے۔

وَدَرَتْ لَهُ شَاةٌ لَدى أُمِّ مَعْبَدٍ

حَلِيْباً وَلَا تَسْطَاعُ حِلْبَةُ حَالِبِ

اور پیارے پیغمبر ﷺ کے لئے امّ معبد کی بکری نے بہت سا دودھ دیا، حالانکہ وہ اپنی کمزوری کی بنا پر کسی دودھ دوہنے والے کے لئے ایک بار بھی دودھ دینے کی طاقت نہیں رکھتی تھی۔

وَقَدْ سَاخَ فِيْ أَرْضٍ حِصَانُ سُرَاقَةٍ

وَفِيْهِ حَدِيْثٌ عَنْ بَرَاءَ بِنْ عَازِبِ

اور سراقہ بن مالک کا گھوڑا زمیں میں دھنس گیا، اور اس میں حضرت براء بن عازب کی حدیث مروی ہے۔

وَقَدْ فَاحَ طِيْباً كَفَّ مَنْ مَسَّ كَفَّهُ

وَمَا حَل رَأساً جَس شَيْبَ الذَّوَائِبِ

جس شخص نے پیارے پیغمبر ﷺ سے مصافحہ کیا اس کے ہاتھ سے خوشبوئے عنبرین مہکنے لگی، اور جس شخص کے سر پر پیارے پیغمبر ﷺ نے دست مبارک پھیرا تا زندگی اس کے بال سفید نہ ہوئے۔

وَأَلْقَى شقَي الْقَوْمَ فَرْثَ جزُوْرِهِم

عَلَى ظَهْرِهِ وَاللهُ لَيْسَ بِعَازِب

فَأُلْقَوْا بِبَدْرٍ فِيْ قَلِيْبِ مُخَبَّثٍ

وَعَمَّ جَمِيْعَ القَومِ شُؤْمَ الْمَدَاعِبِ

قوم کے بد بخت نے اونٹ کی اوجھڑی پیارے پیغمبر ﷺ کی پشت مبارک پر ڈال دی، اور اللہ تعالیٰ ان کے اس عمل سے دور اور بے خبر نہیں تھے۔

پس یہ (لوگ مقتول ہونے کے بعد) میدان بدر کے گندے اور بد بودار گڑھے میں ڈالے گئے، اور ان تمام لوگوں کو ان کے اس گھناؤنے مذاق کی نحوست پہنچی۔

وَأَخْبَرَ أَنَّ أَعْطَاهُ مَوْلَاهُ نُصْرَةً

وَرُعباً إِلَى شَهرِ مَسِيرَةَ سَارِبِ

اور پیارے پیغمبر ﷺ نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نصرت عطا فرمائی ہے، اور ایسا رعب عطا فرمایا ہے جو دشمن پر ایک مہینے کی مسافت سے پڑتا ہے۔

فَأَوْفَاهُ وَعْدَ الرُّعْبِ وَالنَّصرِ عَاجِلاً

وَأَعطَى لَهُ فَتحَ التَّبُوكِ وَمَآرِبِ

پس اللہ تعالیٰ نے رعب اور نصرت کا وعدہ پیارے پیغمبر ﷺ سے فوری طور پر پورا فرمایا، اور آپ ﷺ کو تبوک اور مآرب کی فتح عطا فرمادی۔

وَأَخبَرَ عَنهُ أَن سَيَبلُغُ مُلكُهُ

إِلَى مَا أَرَى مِنْ مَّشَارِقٍ وَمَغَارِبِ

اور پیارے پیغمبر ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے خبر دی کہ آپ ﷺ کی (امت کی) حکومت مشرق ومغرب کے ان کناروں تک پہنچے گی جو آپ ﷺ کو دکھائے گئے ہیں۔

فَأَسبَلَ رَبُّ الْأَرْضِ بَعْدَ نَبِيِّهِ

فُتُوحاً تَوَارَى مَا لَهَا مِنْ مَنَاكِبِ

پس زمین کے مالک نے پیارے پیغمبر ﷺ کے وصال کے بعد فتوحات کی ایسی بارش برسائی، اور ایسا سیلاب جاری کیا، جس نے زمین کے اطراف واکناف کو ڈھانک لیا۔ (اور اس طرح آپ ﷺ کی پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی)۔

وَكَلَّمَهُ الْأَحْجَارُ وَالْعُجْمُ وَالْحَصَى

وَتَكْلِيمُ هٰذَا النَّوْعِ لَيْسَ بِرَاتِبِ

اور پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پتھروں نے، بے زبان جانوروں نے اور کنکریوں نے باتیں کیں، اور ایسی چیزوں کا باتیں کرنا عادت کے موافق نہیں، بلکہ خرق عادت و معجزہ ہے۔

وَحَنَّ لَهُ الْجِذْعُ الْقَدِيمُ تَحَزُّناً

فَإِنَّ فِرَاقَ الْحُبِّ أَدْهَى الْمَصَائِبِ

اور پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فراق میں کھجور کا پرانا تنا غم کی وجہ سے رویا، کیونکہ بلاشبہ محبوب کا فراق سب سے بڑی مصیبت ہے۔

وَأَعْجَبَ تِلْكَ الْبَدْرُ يَنْشَقُّ عِنْدَهُ

وَمَا هُوَ فِي إِعْجَازِهِ مِنْ عَجَائِبِ

اور ان معجزات میں سب سے عجیب تر معجزہ شق القمر ہے کہ چودھویں رات کا چاند پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس (ان کی انگشت شہادت کے اشارہ سے) شق ہو جاتا ہے۔ اور یہ معجزہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعجاز کے سامنے کچھ بھی عجیب نہیں۔

وَشَقَّ لَهُ جِبْرِيْلُ بَاطِنَ صَدْرِهِ

لِغَسْلِ سَوَادٍ بِالسَّوِيدَاءِ لَازِبِ

اور جبرائیل علیہ السلام نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف و تکریم کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کا سینہ مبارک چاک کیا، اُس سیاہی کو دھونے کے لئے جو دانہ دل کے ساتھ چپکی ہوئی تھی۔

وَأَسْرٰى عَلٰى مَتْنِ الْبُرَاقِ إِلَى السَّمَا

فَيَا خَيْرَ مَرْكُوبٍ وَيَا خَيْرَ رَاكِبِ

پیارے پیغمبر ﷺ براق کی پشت پر سوار ہو کر آسمان کی طرف راتوں رات تشریف لے گئے، "سبحان اللہ" پس کیا ہی بہترین سواری تھے اور کیسے بہترین سوار تھے۔

وَشَاهَدَ أَرْوَاحَ النَّبِيِّيْنَ جُمْلَةً

لَدَى الصَّخْرَةِ الْعُظْمٰى وَفَوْقَ الْكَوَاكِبِ

اور پیارے پیغمبر ﷺ نے تمام انبیاء علیہم السلام کی ارواح طیبہ سے ملاقات کی صخرہ کے پاس بھی، جو مسجدِ بیت المقدس میں ہے، اور ستاروں سے اوپر یعنی آسمانوں پر بھی۔

وَشَاهَدَ فَوْقَ الْفَوْقِ أَنْوَارُ رَبِّهِ

كَمِثْلِ فَرَاشٍ وَّافِرٍ مُتَرَاكِبِ

اور پیارے پیغمبر ﷺ نے آسمانوں سے بھی فوق الفوق اپنے پروردگار کے انوار کا مشاہدہ کیا، جیسے بے شمار پروانے باہم ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہوں۔

وَرَاعَتْ بَلِيْغَ الْآيِ كُلَّ مُجَادِلٍ

خَصِيْمٍ تَمَادِى فِي مَرَاءِ الْمَطَالِبِ

اور ڈرایا قرآن کریم کی بلاغت کی آخری حد تک پہنچی ہوئی آیات نے ہر ایسے جھگڑالو کو

جو علمی مباحث میں جھگڑا کرنے کے اندر حد سے گزر گیا ہو۔

آگے قرآن کریم کے اعجاز کی وجوہات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

بَرَاعَةَ أُسْلُوبٍ وَعِجْزُ مُعَارِضٍ

بَلَاغَةُ أَقْوَالٍ وَأَخْبَارُ غَائِبٍ

نرالا اسلوب اور انداز بیان، جو مخلوق کے کلام سے ممتاز ہے، مقابلہ کرنے والوں کا مقابلہ سے عاجز و درماندہ ہونا، مضامین میں انتہائی بلاغت، اور غیب کی باتوں کی خبر دینا۔

وَسَمَّاهُ رَبُّ الْعَرْشِ أَسْمَاءُ مَدْحَةٍ

تُبَيِّنَ مَا أَعْطَى لَهُ مِنْ مَّنَاقِبِ

اور عرش کے پروردگار نے پیارے پیغمبر ﷺ کو ایسے بابرکت ناموں کے ساتھ موسوم فرمایا جو آپ ﷺ کی مدح پر مشتمل ہیں، اور جو ان فضائل و مناقب کو بیان کرتے ہیں جو حق تعالیٰ شانہ نے پیارے پیغمبر ﷺ کو عطا فرمائے ہیں۔

رَؤُفٌ رَحِيمٌ أَحْمَدٌ وَمُحَمَّدٌ

مَقْفِيٌّ وَمِفْضَالٌ يُسَمّٰى بِعَاقِبِ

نہایت شفیق، نہایت مہربان، بہت زیادہ لائق تعریف، سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے والے۔ (یہ چاروں نام قرآن میں مذکور ہیں)

تمام نبیوں میں سب سے آخر، رحمت والے نبی، آخری نبی۔

إِذَا مَا أَثَارُوا فِتْنَةً جَاهِلِيَّةً

تَقُودُ بِبَحْرٍ زَاخِرٍ مِّنْ كَتَائِبِ

جب فتنہ پرداز لوگ، پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت میں، اور دین اسلام کو مٹانے کے لئے کوئی ایسا جاہلی فتنہ برپا کرنے کے لئے جمع ہوتے جو لشکروں کے ٹھاٹیں مارتے ہوئے سمندر کو کھینچ لاتا۔

يَقُومُ لِدَفْعِ الْبَأْسِ أَسْرَعُ قَوْمَةٍ

بِجَيْشٍ مِنَ الْأَبْطَالِ غُرٌّ السَّلَاهِبِ

تو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافروں کے شر کا توڑ کرنے کے لئے فوراً بہادروں کا ایسا لشکر لے کر اٹھتے جن کے دراز قد گھوڑوں کی پیشانیاں سفید ہوتیں۔

أَشِدَّآءُ يَوْمَ الْبَأْسِ مِنْ كُلِّ بَاسِلٍ

وَمِنْ كُلِّ قَوْمٍ بِالْأَسِنَّةِ لَاعِبِ

یہ ایسے بہادر اور دلیر تھے کہ میدان جنگ میں ہر بہادر اور دلیر سے بڑھ کر قوی دل ثابت ہوتے، اور ہر بہادر جنگجو سے جو نیزوں کے ساتھ نیزہ بازہ کرتا ہے۔

تَوَارَثَ أَقْدَاماً وَنَبْلاً وَجُرْأَةً

نُفُوسُهُمْ مِنْ أُمَّهَاتِ نَجَائِبِ

جن کے نفوس نے شریف اور بہادر ماؤں سے جنگ میں پیش قدمی، نجابت و بزرگی، اور جرأت و بسالت کی میراث حاصل کی تھی۔

جَزَى اللهُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ
جَمِيْعاً كَمَا كَانُوْا لَهٗ خَيْرُ صَاحِبِ

اللہ تعالیٰ پیارے پیغمبر ﷺ کے تمام صحابہ کرامؓ کو جزائے خیر اور بہترین بدلہ عطا فرمائے، جیسا کہ وہ آپ ﷺ کے بہترین رفیق و ہم نشین تھے۔

وَآلُ رَسُوْلِ اللهِ لَا زَالَ أَمْرُهُمْ
قَوِيْماً عَلٰى ارْغَامِ أَنْفِ النَّوَاصِبِ

اور پیارے پیغمبر ﷺ کے اہل بیت، اللہ کرے کہ ان کا حال ہمیشہ صحیح اور درست رہے، اور دشمنان اہل بیت (ناصبیوں) کی ناک ہمیشہ خاک آلود رہے۔

ثَلَاثُ خِصَالٍ مِنْ تَعَاجِيْبِ رَبِّنَا
نَجَابَةُ أَعْقَابِ لِوَالِدِ طَالِبِ
خِلَافَةُ عَبَّاسٍ وَدِيْنُ نَبِيِّنَا
تَزَايَدُ فِي الْأَقْطَارِ مِنْ كُلِّ جَانِبِ

تین چیزیں ہمارے پروردگار کی قدرت کے عجیب نمونے ہیں: اوّل: اولاد ابی طالب کی نجابت، دوم بنو عبّاس کی خلافت، سوم: ہمارے نبی کریم ﷺ کے دین کا تھوڑی مدّت میں تمام اقطار و اطراف میں پھیل جانا۔

يُؤَيِّدُ دِيْنَ اللهِ فِيْ كُلِّ دَوْرَةٍ

عَصَائِبٌ تَتْلُوْ مِثْلَهَا مِنْ عَصَائِبِ

تائید کرتی ہیں اللہ کے دین کی ہر زمانہ میں ایسی جماعتیں کہ ان کے بعد آتی ہیں اسی قسم کی دوسری جماعتیں۔

فَمِنْهُمْ رِجَالٌ يَدْفَعُوْنَ عَدُوَّهُمْ

بِسُمْرِ الْقَنَا وَالْمُرْهَفَاتِ الْقَوَاضِبِ

پس ان جماعتوں میں سے کچھ حضرات تو وہ ہیں جو دشمن کو روکتے ہیں، گندم گوں نیزوں اور کاٹنے والی تلواروں سے۔

وَمِنْهُمْ رِجَالٌ يَغْلِبُوْنَ عَدُوَّهُمْ

بِأَقْوَى دَلِيْلٍ مُفْحِمٍ لِلْمُغَاضِبِ

اور ان جماعتوں میں سے بعض حضرات ایسے ہیں جو اپنے حریفوں پر قوی ترین دلیل کے ساتھ جو مخالف کو ساکت کردے غالب آتے ہیں۔

وَمِنْهُمْ رِجَالٌ بَيَّنُوْا شَرْعَ رَبِّنَا

وَمَا كَانَ فِيْهِ مِنْ حَرَامٍ وَوَاجِبِ

اور ان میں ایک جماعت وہ ہے جنہوں نے ہمارے پروردگار کی شریعت کو بیان کیا، اور شرع میں جو چیزیں واجب اور حرام ہیں ان کی تفصیل بیان فرمائی۔

وَمِنْهُمْ رِجَالٌ يُدَرِّسُوْنَ كِتَابَهُ

بِتَجْوِيدٍ تَرْتِيلٍ وَحِفْظَ مَرَاتِبِ

اوران میں ایک جماعت ان حضرات کی ہے جو کتاب اللہ کی تدریس میں مشغول ہیں، تجوید، ترتیل اور الفاظ کے مخارج اور نگہداشت کے ساتھ۔

وَمِنْهُمْ رِجَالٌ فَسَّرُوهُ بِعِلْمِهِمْ
وَهُمْ عَلَّمُونَا مَا بِهِ مِنْ غَرَائِبِ

اوران میں ایک جماعت وہ ہے جنہوں نے اپنے علم سے قرآن کریم کی تفسیر فرمائی، اور قرآن کے غرائب کی ہمیں تعلیم دی۔

وَمِنْهُمْ رِجَالٌ بِالْحَدِيثِ تَوَلَّعُوا
وَمَا كَانَ فِيهِ مِنْ صَحِيحٍ وَذَاهِبِ

اوران میں ایک جماعت وہ ہے جن کو حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق ہے، اور وہ حدیث کے یاد کرنے، اور صحیح اور ضعیف حدیث کے جاننے میں مشغول ہیں۔

وَمِنْهُمْ رِجَالٌ مُخْلِصُونَ لِرَبِّهِمْ
بِأَنْفُسِهِمْ خَصْبُ الْبِلَادِ الْأَجَادِبِ

اوران میں ایک جماعت وہ ہے جو اپنے اعمال میں اپنی نیتوں کو اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کرنے والے ہیں، انہی کے دم قدم کی برکت سے قحط زدہ شہروں میں ارزانی ہے۔

وَمِنْهُمْ رِجَالٌ يَهْتَدِيْ بِعِظَاتِهِمْ

فِئَـامٌ إِلٰى دِيْـنٍ مِّـنَ اللّٰهِ وَاصِـبِ

اور ان جماعتوں میں سے ایک جماعت ان حضرات کی ہے جن کے وعظ ونصیحت کے سبب لوگوں کی بہت بڑی جماعتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہوئے دین حق کی طرف، جو لازم ودائم ہے، راہ یاب ہوتی ہے۔

عَـلَى اللّٰهِ رَبِّ النَّاسِ حُسْنَ جَزَاءِهِـمْ

بِمَا لَا يُوَافِـيْ عَـدَّهُ ذِهْنُ حَاسِـبِ

ان تمام جماعتوں کا نیک بدلہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمّہ لے رکھا ہے، ایسا اجر کہ کسی حساب کرنے والے کا ذہن اس کو شمار نہیں کر سکے گا۔

فَمَنْ شَـــاءَ فَـلْـيَـذْكُرْ جَمَالَ بُثَيْنَـةٍ

وَمَـنْ شَـــاءَ فَلْـيَغْـزِلْ بِحُبِّ الزَّيَانِبِ

پس جو شخص بُثینہ نامی معشوقہ کے حسن و جمال کا تذکرہ کرنا چاہے کرتا پھرے، اور جو شخص زینبوں کے عشق ومحبت کے گیت گاتا ہے وہ گاتا پھرے۔

سَـأَذْكُـــرُ حُبِّيْ لِلْحَـبِـيْـبِ مُحَمَّـدٍ

إِذَا وَصَفَ الْعُشَّـــاقُ حُبَّ الْحَبَائِبِ

میں تو محبوب رب العالمین حضرت محمد ﷺ سے اپنے عشق ومحبت کا ذکر کروں گا، جس وقت کے عشق کرنے والے اپنے محبوبوں سے عشق کو بیان کریں۔

وَاَذْكُرُ وَجْدًا قَدْ تَقَادَمَ عَهْدَهُ

حَوَاهُ فُؤَادِیْ قَبْلَ کَوْنِ الْکَوَاکِبِ

میں تو اپنے اس عشق کا تذکرہ کروں گا جس کا زمانہ بہت قدیم اور پرانا ہو چکا ہے، اور میرے دل نے اس عشق کو ستاروں کی پیدائش سے بھی پہلے سمیٹ لیا تھا۔

وَیَبْدُوْ مَحَیَّاهُ لِعَیْنَیَّ فِي الْکَرَی

بِنَفْسِيْ أُفَدِّیْهِ إِذاً وَالْأَقَارِبِ

اورغنودگی کی حالت میں پیارے پیغمبر ﷺ کا روئے مبارک میری دونوں آنکھوں کے سامنے ظاہر ہوجاتا ہے۔اس وقت میں اپنے نفس کو (اپنے ماں باپ کو) اور اپنے عزیز واقارب کو پیارے پیغمبر ﷺ پر نثار اور فدا کرتا ہوں۔

وَصَلَّی عَلَیْكَ اللّٰهُ یَا خَیْرَ خَلْقِهٖ

وَیَا خَیْرَ مَأْمُوْلٍ وَیَا خَیْرَ وَاهِبِ

اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر (بے حدو بے پایاں) رحمتیں نازل فرمائے، اے خلق خدا میں سب سے بہترین ذات، اور اے وہ بہترین ذات جس سے امید رکھی جائے، اور اے بہترین عطا کرنے والے۔

وَیَا خَیْرَ مَنْ یُرْجٰی لِکَشْفِ رُزْیَةٍ

وَمَنْ جُوْدُهٗ قَدْ فَاقَ جُوْدَ السَّحَائِبِ

اور اے وہ بہترین ذات! جس سے ازالۂ مصیبت کے لئے امید رکھی جائے، اور اے وہ بہترین ذات! جس کی سخاوت موسلا دھار بارش سے بھی زیادہ ہے۔

فَأَشْهَدُ أَنَّ اللهَ رَاحِمُ خَلْقِهِ

وَأَنَّكَ مِفْتَاحٌ لِكَنْزِ الْمَوَاهِبِ

پس میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم کرنے والے ہیں، اور اے رسول خدا! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عطیاتِ الٰہی اور خزائن بخشش کی کنجی ہیں۔

وَأَنَّكَ أَعْلَى الْمُرْسَلِيْنَ مَكَانَةً

وَأَنْتَ لَهُمْ شَمْسٌ وَهُمْ كَالثَّوَاقِبِ

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرتبہ میں تمام نبیوں سے بالاتر ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لئے بمنزلہ آفتاب کے ہیں، اور وہ حضرات بمنزلہ ستاروں کے ہیں۔

وَأَنْتَ شَفِيْعٌ يَوْمَ لَاذُوْ شَفَاعَةٍ

بِمُغْنٍ كَمَا أَثْنَى سَوَادِ بْنِ قَارِبٍ

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی شفیع ہیں اس دن، جس دن کہ کوئی شفاعت کرنے والا کام نہیں دے گا، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نے کہا۔

وَأَنْتَ مُجِيْرِيْ مِنْ هُجُوْمِ مَلْمَةٍ

إِذَا أَنْشَبَتْ فِي الْقَلْبِ شَرَّ الْمَخَالِبِ

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی مجھے پناہ دینے والے ہیں مصیبت کے ہجوم کرنے سے، جبکہ وہ دل میں بدترین پنجے گاڑے۔

فَمَا أَنَا أَخْشَى أَزْمَةَ مُدْلَهَمَةٍ
وَلَا أَنَا مِنْ رَيْبِ الزَّمَانِ بِرَاهِبِ

(پس جب آپ جیسی پاکیزہ ہستی میرے لئے بطور پناہ گاہ موجود ہے) تو نہ تو میں کسی تاریک سختی کا اندیشہ رکھتا ہوں، اور نہ میں گردش زمانہ سے ہراساں ہوں۔

فَإِنِّي مِنْكُمْ فِي قِلَاعٍ حَصِينَةٍ
وَحَدِّ حَدِيدٍ مِّنْ سُيُوفِ الْمَحَارِبِ

کیونکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے مضبوط قلعوں میں محفوظ ہوں، اور آہنی دیوار کے حصار میں ہوں جو جنگ کرنے والوں کی تلواروں سے بنایا گیا ہے۔

وَلَيْسَ مَلُوماً عَيٌّ صَبٍّ أَصَابَهُ
غليلُ الهَوَى فِي الْأَكْرَمِينَ الْأَطَائِبِ

اور جس عاشق کو سوز عشق کا آزار لاحق ہو اس کی زبان کا پاکیزہ بزرگوں کی مدح میں بند ہو جانا لائق ملامت نہیں۔

(اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم)

قَصِيدَۂ هَمْزِيَّہ

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

إِذَا أَخْبَرْتَ يَوْمًا عَنْ ضِيَاءٍ

فَلَا تَلْهَجْ بِبَدْرٍ أَوْ ذُكَاءِ

جب تو کسی دن کسی روشنی کی خبر دینا چاہے تو چودھویں کے چاند یا سورج کے ذکر کرنے کا حریص نہ ہو، یعنی روشنی میں چاند اور سورج کے ساتھ تشبیہ نہ دیا کرو۔

وَإِنْ تَمْدِحْ بِجُوْدٍ أَوْ سُمُوٍّ

فَلَا تَنْظُرْ لِجَوْدٍ أَوْ سَمَآءِ

اور اگر تو سخاوت یا بلندی کے ساتھ کسی کی تعریف کرنا چاہے تو بارش کی طرف یا آسمان کی طرف نظر نہ کر۔

وَلَا تَذْكُرْ أَخَا طَيٍّ وَمَعْنًا

إِذَا كَلَّمْتَ فِيْ مَعْنَى السَّخَاءِ

اور جب تم وصف سخاوت میں گفتگو کرو، تو حاتم طائی اور معن بن یزید کا تذکرہ نہ کرو۔

(مراد اس سے حاتم طائی، اور معن بن یزید ہیں جو سخاوت میں عرب کے اندر ضرب المثل تھے)۔

وَلَا تَنْسُبْ أَخَا بَأْسٍ لِلَيْثٍ

وَلَا ذَا الرِّفْقُ لِلرِّيحِ الرُّخَاءِ

اور سخت جنگ جو اور بہادر آدمی کو شیر کے ساتھ

اور نرم خو آدمی کو نرم ہوا کے ساتھ تشبیہ نہ دیا کرو۔

وَإِنْ بَيَّنْتَ فِي الْمَنْظُومِ وَجْدًا

فَحَاشَا أَنْ تُشَبِّبَ بِالنِّسَاءِ

اور اگر تو اشعار میں عشق و مستی کا اظہار کرنا چاہے تو اللہ تعالیٰ تجھے اس سے پناہ میں رکھے کہ تو عورتوں کے حسن و جمال کا تذکرہ کرے۔

فَتِلْكَ شَرَائِعٌ لِلشِّعْرِ قِدْمًا

وَقَدْ نُسِخَتْ بِخَتْمِ الْأَنْبِيَاءِ

(اشعار کے لئے اس طرح کی تشبیہات کا جن کا اوپر ذکر ہوا) فن شعر میں قدیم زمانے کے اندر دستور رہا ہے (گویا یہ شاعروں کی پہلے زمانے کی شریعت ہے) اور پہلے زمانے کی شریعتیں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے منسوخ ہو چکی ہیں۔

فَهَلَّا قُلْتَ إِذَا حَاوَلْتَ مَدْحًا

بِبَأْسٍ أَوْ سَخَاءٍ أَوْ سَنَاءٍ

أَرَى طَيْفًا يُذَكِّرُنِي عُهُودًا

بِطَيْبَةَ حَيْثُ مُجْتَمِعُ الرَّجَاءِ

جب تم نے بہادری، سخاوت اور بلندی کے ساتھ کسی کی مدح کرنے کا ارادہ کیا تو تم نے یوں کیوں نہ کہا کہ میں چشم تصور سے ایک حسین خیال کا مشاہدہ کر رہا ہوں، جو مجھے ان حالات کی یاد دلا رہا ہے جو مدینہ میں گزرے، یہ وہ مقدس جگہ ہے جو انواع واقسام کی امیدوں کا مرکز ہے۔

اَشِيْمُ بِهٖ وَمِيْضًا مِنْ وَمِيْضٍ
تَأَلَّقَ فِي الْبَقِيْعِ وَفِي قُبَاء

پیارے پیغمبر ﷺ کے آثار فاضلہ، اخلاق شریفہ کے جو واقعات بقیع اور قباء وغیرہ مقامات میں رونما ہوئے، وہ بجلی کی طرح میری آنکھوں کے سامنے آتے ہیں اور فوراً چھپ جاتے ہیں۔

اُحِسُّ بِهٖ نَسِيْمًا مِنْ فُتُوْحٍ
تَنَسَّمُ مِنْ كُدَيٍّ اَوْ كَدَا

میں اس خیال کی وجہ سے فتوحات کی اس باد صبح گاہی کو محسوس کر رہا ہوں جو کُدیّ یا کَداَ کی جانب سے آ رہی تھی۔

تُذَكِّرُنِيْ اَحَادِيْثَ التَّصَافِيْ
مَقَامَاتٍ بِثَوْرٍ اَوْ حِرَاء

مجھے صوفیاء کے اخلاص ومحبت کے قصے ان واقعات کی یاد دلاتے ہیں جو جبل ثور اور جبل حرا میں گزرے۔

تُشَوِّقُنِیْ لِاَحْوَالٍ تَقَضَّتْ
بِسَلْعٍ اَوْ نَوَاحِیْ بَیْرُحَاءِ

(صوفیاء کے اخلاص ومحبت کے قصے) مجھے ان احوال کا مشتاق بناتے ہیں جو جبل سلع پر اور بیرحاء کے نواحی میں گزرے۔

تَصَوَّرْتُ الدِّیَارَ فَهَامَ قَلْبِیْ
وَهَیَّجَ ذِكْرُهَا مِنِّیْ بُكَائِیْ

میں نے دیار حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصور کیا، جب طیبہ، بقیع، قبا اور دوسرے مقامات متبرکہ کا ذکر آیا تب میرا دل سرگشتہ ہوگیا، اور ان دیار کے تذکرے نے مجھ سے آہ وزاری کا اظہار کرایا۔

رَوَتْ عِنْدِیْ شَمَائِلَ عَنْ حَبِیْبٍ
فَاَبْكَتْنِیْ وَزَادَتْ مِنْ عَنَائِیْ

ان دیار حبیب نے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبیوں کو روایت کیا، پس مجھے رلایا اور میری تکلیف ومشقت میں اضافہ کر دیا۔

اَیَا قَلْبِیْ بِأَحْزَانٍ تَقَطَّعْ
فَلَا سُلْوَانَ لِیْ بَعْدَ النَّوَاءِ

اے میرے دل! میرے غموں کی وجہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جا، کیونکہ فراق محبوب کے بعد کوئی تسلّی کا سامان نہیں رہا۔

وَيَا صَدْرِيْ بِآلَامِيْ تَشَقَّقْ

فَلَا اَرْضٰى لِنَفْسِيْ بِالْبَقَاءِ

اور اے میرے سینے! میرے دردوں کی وجہ سے پھٹ جا، کیونکہ اب میں اپنے نفس کے باقی رہنے پر راضی نہیں ہوں۔

فَهَلْ مِنْ مُشْتَرٍ رُوْحِيْ بَرَوْحِيْ

يُرَوِّحُنِيْ بِوَعْدٍ مِّنْ لِقَاءِ

کیا ہے کوئی خریدار؟ جو آسائش وراحت کے بدلے میری جان کو خرید کر لے جائے، اور لقائے محبوب کا وعدہ دے کر مجھے راحت وآسائش پہنچائے۔

يُبَشِّرُ نِيْ بِنُعَمٍ بَعْدَ بُؤْسٍ

وَاِسْعَادٍ لَهَا بَعْدَ الشِّقَاءِ

محنت ومشقت کے بعد مجھے آسودگی کی بشارت دے، اور میری جان کی بدبختی کے بعد اس کی نیک بختی کی مجھے خوش خبری دے۔

وَقَالُوْا اُخْرُجْ تَنَزَّهْ فِيْ مُرُوْجٍ

لِتَسْلُوْ مِنْ تَبَارِيْحِ الْبَلَاءِ

اور اُن (ناصحین) نے کہا کہ گھر سے نکل کر سبزہ زاروں کی سیر کو جایا کر، تاکہ بلائے عشق کی مشقتوں سے تسلّی پائے۔

اگلے اشعار میں ناصحین کو جواب:

وَمَا عُذْرُ الْمَشُوْقِ اِذَا تَلَهّٰى

خَلِيَّ الْقَلْبِ فِيْ شَرْعِ الْوَفَاءِ

شرع وفا میں عاشق کے پاس کیا عذر ہوگا؟

جب کہ وہ غم سے خالی ہوکر کھیل کود میں لگ جائے۔

بِجُبِّ الْحُبِّ قَدْ اَمْسَى رَهِيْنًا

فَمَا بَالُ الْحَدَائِقِ وِالْفِضَاءِ

عاشق درماندہ تو عشق کے کنویں میں محبوس ہے،

اس کے لئے حسین باغ اور کشادہ میدان کس کام کے؟

ناصحین کو چند اشعار میں جواب دینے کے بعد شاعر پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح کی طرف تخلص کرتے ہوئے کہتا ہے:

وَاِنْ لَا بُدَّ تَمْدَحُ ذَا مَعَالٍ

فَحَسْبُكَ مَدْحُ خَيْرِ الْاَصْفِيَاءِ

اور اگر تجھ کو ناچار کسی عالی مرتبت شخصیت کی مدح کرنا ہی پڑے تو تجھے بہترین اصفیا یعنی پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات عالی کی مدح کافی ہے۔

وَاِنْ تَمْدِحْ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَوْمًا

فَحَاذِرْ اَنْ تُقَصِّرَ فِي الثَّنَاءِ

اور اگر کسی دن تجھے یہ سعادت نصیب ہو کہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح کرے

تو خبر دار! اس بات سے احتیاط کرنا کہ تو آنحضرت ﷺ کی مدح وثنا میں کوئی تقصیر اور کوتاہی کرے۔

وَحَاشَا اَنْ تَقُوْلَ لَهُ الْمَعَالِيْ
بِهٖ كُلّ الْمَعَالِيْ وَالْعُلَاءِ

اللہ تجھے پناہ دے اس بات سے کہ تو پیارے پیغمبر ﷺ کی مدح کرتے ہوئے یوں کہے کہ آپ ﷺ کے لئے بلند مراتب ہیں، بلکہ مدح نبوی ﷺ کا حق یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ بلند مراتب کی تمام انواع آپؐ کی ذات عالی سے متقوم ہوتی ہیں۔

كَرِيْمٌ اِنْ تَجَمَّعَتِ الْمَعَالِيْ
تَرَى فِيْ جَنْبِهٖ مِثْلَ الْهَبَاءِ

پیارے پیغمبر ﷺ کی ذات عالی وہ کریم ہستی ہے کہ اگر تمام مراتب عالیہ جمع ہو جائیں تو یہ تمام خوبیاں آنحضرت ﷺ کے سامنے گرد راہ نظر آئیں گی۔

مَعَالِي النَّاسِ اِنْ اَمْعَنْتَ فِكْرًا
بَرَازِخُ فِيْ اِنْتِقَاصٍ وَاِعْتِدَاءِ

اگر تم غور وفکر میں دور دور تک جاؤ تو تمہیں نظر آئے گا کہ لوگوں کے اخلاق فاضلہ در حقیقت کمی اور بیشی اور افراط وتفریط کے درمیان برزخ ہیں۔

هُوَ الْفَرْدُ الَّذِيْ يُنْمٰى اِلَيْهِ
لِيُعْرَفَ حَالَ دَانِيْهِمْ وِنَاءِ

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی وہ فرد کامل و یکتا ہیں جن کی جانب تمام بنی آدم کی نسبت کیا جا
جاتی ہے تاکہ ان میں سے قریب کا اور ان میں بعید کا حال معلوم کیا جا سکے۔

كَأَطْرَافِ الدَّوَائِرِ حِيْنَ يُعْزَى

لِمَرْكَزِهَا بِقُرْبٍ وَانْتِوَاءِ

جیسے محیط الدائرہ کے خطوط کہ قرب و بعد میں ان کی نسبت مرکز الدائرہ سے کی جاتی ہے
(ایسے ہی پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی مرکز دائرہ انسانیت ہیں اور دیگر افراد
بمنزلہ محیط الدائرہ کے ہیں)۔

بِهِ صَارَتْ مَعَالِيْهِمْ مَعَالِيْ

بِلَارَيْبٍ هُنَاكَ وَلَا خِفَاءِ

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے سبب اولاد آدم کے معالی، معالی قرار پائے، اس میں کوئی
شک نہیں، نہ ہی کسی بحث کی گنجائش ہے۔

وَفِيْ اِرْسَالِهِ لِلنَّاسِ طُرًّا

اِشَارَاتٌ لِاَصْحَابِ الْوَلَاءِ

حق تعالیٰ شانہ کا پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے بھیجنا اس
میں اہل محبت کے لئے بہت سے اشارے ہیں۔

فَلَا صَادٍ غَلِيْلَ الْقَلْبِ اِلَّا

وَيَصْدُرُ مِنْ نَّدَاهُ بِاِرْتُوَاءِ

پس نہیں ہے کوئی پیاسا کہ پیاس کے سبب اس کے دل میں سینہ کی سوزش ہو، مگر وہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عطا سے سیراب ہو کر لوٹتا ہے۔

فَفِيْهِ رَقِيْقَةٌ بِاَزَاءِ كُلٍّ
وَكُلٌّ رَقِيْقَةٌ سِرُّ اِقْتِدَاءِ

پس پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات عالی میں ہر فرد امت کے مقابلہ میں ایک باریک نقطہ ہے، اور پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا کرنے والے ہر شخص کے لئے یہی نکتہ اقتدا کا بھید ہے۔

تَعَالَى اللّٰهُ ،لَا تَحْسَبْهُ فَرْدًا
يَفُوْقُ النَّاسُ طُرًّا فِي الْعَلَاءِ

اللہ تعالیٰ کی شان بہت بلند ہے: پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو افراد بنی آدم میں سے محض ایک فرد خیال نہ کرو، جو بلندئی مرتبہ میں تمام اولاد بنی آدم سے فائق ہیں۔

وَلٰكِنَّ الْحَقَائِقُ قَدْ تَدَاعَتْ
مُمَثِّلَةً اِمَامُ الْاَتْقِيَاءِ

بلکہ یہ کہو کہ افراد بنی آدم کی حقیقتیں ایک دوسرے کو بلا کر جمع ہو گئیں، اور انہوں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مکرم کی شکل میں ایک مجموعی صورت اختیار کر لی۔

وَفِيْ اَمْرِ الشَّفَاعَةِ حِيْنَ يُدْعٰى
لَهَا مِنْ بَعْدِ عُذْرِ الْاَنْبِيَاءِ

اور اہل محبت کے لئے قصہ شفاعت میں بھی بہت اشارے ہیں جب کہ دیگر انبیاء علیہم السلام کے عذر کر دینے کے بعد پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شفاعت کی درخواست پیش کی جائے گی۔

فَيَرْحَمُهُمْ بِدَعْوَتِهِ جَمِيْعًا
وَيُكْرِمُهُمْ بِأَصْنَافِ الْعَطَاءِ

پس اللہ تعالیٰ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا مبارک کی وجہ سے سب پر رحم فرمائیں گے، اور مختلف قسم کی عطاؤں سے ان کا اکرام کیا جائے گا۔

كَأُنْبُوْبٍ لِرَحْمَتِهِ تَعَالٰى
وَمَا الْاُنْبُوب اِلَّا قَيْسُ مَاءِ

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت کے معاملہ میں رحمت خداوندی کے لئے بمنزلہ فوارہ کے ہیں، اور فوارہ پانی کے اندازے کے مطابق ہی تو ہوتا ہے۔

وَآخِرُ مَا لِمَادِحِهٖ اِذَا مَا
اُحِسَّ الْعِجْزَ عَنْ كُنْهِ الثَّنَاءِ

اور آخری حالت، پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح کرنے والے کے لئے، جس وقت کہ وہ ثناء کی حقیقت تک اپنی نارسائی کا احساس کرے یہ ہے کہ:

يُنَادِيْ ضَارِعًا لِخُضُوْعِ قَلْبٍ
وَذَلَّ وَابْتِهَالَ وَالْتِجَاءِ

دل شکستگی کے ساتھ، خوار وزار ہوکر، اور اپنی بے قدری کا اظہار کرتے ہوئے، اور مناجات میں اخلاص کا اہتمام کرتے ہوئے اور پناہ لیتے ہوئے بارگاہ رسالت ﷺ میں یہ عرض کرے کہ:

رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا خَیْرَ الْبَرَایَا

نَوَالُكَ اَبْتَغِیْ یَوْمَ الْقَضَاءِ

اے اللہ کے رسول! اے مخلوقات میں سب سے بہتر! یہ ناکارہ و نالائق امّتی فیصلہ کے دن، یعنی حشر وحساب کے دن آپ ﷺ کی عطا کی بھیک مانگتا ہے۔

اِذَا مَا حَلَّ خَطْبُ مُدْلَهِمٌّ

فَاَنْتَ الْحِصْنَ مِنْ کُلِّ الْبَلَاءِ

جس وقت کہ کوئی ہولناک تاریک حادثہ پیش آئے

تو آپ ﷺ ہی ہر بلا سے پناہ گاہ ہیں۔

اِلَیْكَ تَوَجُّهِیْ وَبِكَ اِسْتِنَادِیْ

وَفِیْكَ مَطَامَعِیْ وَبِكَ ارْتِجَائِیْ

آپ ﷺ ہی کی طرف میرا متوجہ ہونا ہے، آپ ﷺ کے ساتھ ہی میرا پناہ لینا ہے، اور آپ ﷺ ہی کی ذات عالی میں میری ہر طمع کا اور میری امیدوں کا مرکز ہے

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدّث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ

فَیَا رِیْحَ الصَّبَا عَطْفًا وَّ رِفْقًا
اِلٰی ذَاكَ الْحِمٰی بَلِّغْ سَلَامِیْ
اے صبا! از راہ لطف وکرم
میرے اس حامی پشتیباں تک میرا سلام پہنچا دے

وَاِنْ جُرْتُمْ عَلَیَّ فَلِیْ غِیَاثٌ
بِبَابِ الْمُصْطَفٰی خَیْرُ الْاَنَامِ
اے لوگو! اگر تم نے مجھ پر جور وستم کیا تو میرا فریادرس موجود ہے
بارگاہِ مصطفٰی کی صورت میں جو ساری دنیا سے اچھے ہیں

اِلَیْهِ تَوَجُّهِیْ وَلَهٗ اسْتِنَادِیْ
وَفِیْهِ مُطَامِعِیْ وَبِهٖ اعْتِصَامِیْ
انھیں کی طرف میری توجّہ ہے، اور اُنہیں پر میرا اعتماد
اُنہیں کی ذات میری آرزوؤں کا مرکز ہے، میں نے اُنہیں کا دامن تھاما ہے

اَجِرْنِیْ سَیِّدِیْ مِنْ ضَیْمِ سُقْمٍ

اَشَدُّ عَلَیَّ مِنْ وَّقْعِ الْحُسَامِ

مجھے نجات دلوایئے میرے آقا، بیماری کے ظلم سے

جو مجھ پر تلوار کی ضرب سے زیادہ شدید ہے

شیخ احمد تھا نیسری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ احمد بن محمد تھانیسریؒ متوفی ۸۲۰ھ کے بارے میں صاحب نزہۃ الخواطر مولانا حکیم سید عبدالحیؒ نے لکھا ہے کہ وہ دیار ہند کے بلند پایہ اور مقبول شعراء میں سے تھے، جو فقہ، اصول فقہ اور عربی زبان پر اچھی دستگاہ رکھتے تھے۔ دہلی میں پیدا ہوئے، وہیں تعلیم حاصل کی ۔ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ان کے بہت آبدار نعتیہ قصیدے ہیں، جن میں سے ایک قصیدہ یہ ہے:

اطار لبّي حنين الطائر الغرد

اس قصیدہ کے نصف سے زیادہ اشعار تشبیب پر مشتمل ہیں، جن کو میں یہاں نقل نہیں کر رہا، آگے جا کر پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں جو اشعار کہے ہیں وہ پیش کئے جا رہے ہیں:

خَلِّ الْاَحَادِيْثَ عَنْ لَيْلٰى وَ جَارَتِهَا

خَلِّ الْاَحَادِيْثَ عَنْ لَيْلٰى وَ جَارَتِهَا

وَارْحَلْ اِلَى السَّيِّدِ الْمُخْتَارِ مِنْ اُدَدٖ

چھوڑو لیلٰی کی باتیں، اور لیلٰی کی پڑوسنوں کی باتیں،

چلو سید مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور، جو "اُدَد" کے خاندان سے ہیں۔

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلسلہ نسب عدنان بن ادد تک منتہی ہوتا ہے، اس میں اس کی طرف اشارہ ہے۔

وَلَيۡسَ فِي الدِّيۡنِ وَالدُّنۡيَا وَ اٰخِرَتِيۡ
سِوٰىۡ جَنَابَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ مُعۡتَمِدِيۡ

دین و دنیا اور آخرت میں میرے لئے جناب رسول اللہ ﷺ کے سوا
کوئی سہارا اور کوئی پناہ گاہ نہیں ہے۔

ربِّ النّدى وَالجدى ، وَالصَّالِحَاتِ مَعا
طِفۡلًا وَكَهۡلًا وَفِيۡ شَبٍّ وَفِي مَرَدِ

آپ ﷺ سخاوت، بخشش، اور تمام خوبیوں کے جامع تھے، اپنے بچپن میں، جوانی
میں، اور نوخیزی کے زمانہ میں۔ (یعنی ہر زمانہ میں)

بِالۡعِلۡمِ مُكۡتَنِفٌ بِالۡحِلۡمِ مُتَّصِفٌ
بِاللُّطۡفِ مُلۡتَحِفٌ بِالۡبِرِّ مُتَّسِدِ

علم سے آراستہ، بردباری سے وابستہ، لطف وکرم آپ ﷺ کا اوڑھنا،
بچھونا اور گرم گستری آپ ﷺ کا شعار تھا۔

بِالشَّرۡعِ مُعۡتَصِمٌ لِلدِّيۡنِ مُنۡتَقِمٌ
فِي اللّٰهِ مُجۡتَهِدٌ ، بِاللّٰهِ مُقۡتَصِدِ

شرع کے سختی سے کاربند، دین کے لئے انتقام لینے والے (نہ کہ اپنی ذات کے لئے)
اللہ کی راہ میں کوشاں، اللہ پر نظر جمائے رکھنے والے۔

بِالْفَقْرِ مُفْتَخِرٌ، بِالزُّهْدِ مُشْتَهِرٌ

بِالشُّكْرِ مُتَّزِرٌ، بِالْحَمْدِ مُنْجَرِدٖ

فقر پر فخر کرنے والے، دنیا سے بے رغبتی میں مشہور،

شکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا لباس، حمدِ باری میں مصروف۔

خَطَّابُ مُفْصَلَةٍ وَضَّاحُ مُكْرَمَةٍ

دَفَّاعُ مُظْلَمَةٍ مِنْ كُلِّ مُضْطَهِدٖ

ایک ایک لفظ جدا جدا، صاف صاف بولنے والے، کارناموں کو روشن کرنے والے،

فریاد رسی کرنے والے اور ستم رسیدہ لوگوں کی پشت پناہی کرنے والے۔

اَلْعَدْلُ سِيْرَتُهٗ وَالْفَضْلُ طِيْنَتُهٗ

فِي الْبَذْلِ شِيْمَتُهٗ فِي الْوَجْدِ وَالْوَبِدٖ

عدل وانصاف آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت ہے، لطف وکرم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی فطرت ہے، عطا بخشی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عادت ہے، خواہ خوش حالی ہو یا تنگ دستی۔

☆☆☆

علامہ سید آزاد بلگرامی

میر غلام علی آزاد بلگرامی: (پیدائش: 29 جون 1704ء، وفات: 15 ستمبر 1786ء، مطابق ہجری ۱۲۰۰ھ)۔

شاعر مورخ، تذکرہ نگار اور ان چند مایہ ناز عربی ادباء میں سے گزرے ہیں جن پر اسلامی ہند کی تاریخ کو بجا طور پر فخر ہوسکتا ہے۔

بچپن ہی میں آپ کو خواب میں پیارے پیغمبر ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور پھر تسکینِ قلب کے لیے زیارتِ حرمین طیبین کے لیے تنِ تنہا پروانہ وار نکل پڑے۔ فریضۂ حج ادا کیا اور کئی ماہ مکۂ مکرمہ میں قیام کیا، مقاماتِ مقدسہ اور اسلامی آثار کی زیارت سے شرف یاب ہوئے۔

علامہ بلگرامی عربی کے بڑے قادرالکلام اور پُر گو شاعر تھے، آپ کے عربی اشعار کی تعداد محققین نے سترہ ہزار (17000) کے قریب شمار کی ہے جو عربی ادب کی فنی لطافتوں اور صوفیانہ نغمگی سے پُر ہے۔

نعت بہت اچھی کہتے تھے، اس لئے ان کو "حسّان الہند" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ نواب ناصر جنگ والی حیدر آباد دکن کے اُستاد تھے۔ بلگرام سے اورنگ آباد آکر دربار سے وابستہ ہو گئے۔ عربی، فارسی، اردو اور ہندی زبانوں میں دستگاہ کامل رکھتے تھے۔

تصانیف

آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ جن میں:

سبحۃ المرجان فی آثارِ ہندوستان: (علمائے ہند کا تذکرہ)

ید بیضا: (عام شعرا کا تذکرہ)

خزانہ عامرہ: (صلہ یافتہ شعرا کا تذکرہ)۔

سرور آزاد: (ہندی نژاد شعرا کا تذکرہ)

مآثر الکرام: (علمائے بلگرام کا تذکرہ)

اور روضۃ الاولیا: (اولیائے اورنگ آباد کا تذکرہ)

شمامۃ العنبر ماورد فی الہند من سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم

زیادہ مشہور ہیں۔

آپ نے عربی و فارسی میں سیرت اور ہندوستان کی اسلامی تاریخ سے متعلق متعدد کتابیں تحریر فرمائیں جن سے آپ کی مؤرخانہ ومحققانہ شان وعظمت اجاگر ہوتی ہے۔ نیز سلاطین ہند کے تذکرے بھی قلم بند فرمائے۔

شوکت اسلام کے کئی ادوار حیطۂ تحریر میں لائے، سلاطین نے آپ کی قدر کی اور عظمتوں کے معترف ہوئے۔

وفات

24 ذی القعدہ 1200ھ میں علم وفن کا یہ ماہ تاب اپنے کمالات کی تمام تر رعنائیاں بکھیر کر وصال کی لذت سے سرشار ہوگیا۔

ان کے دیوان "السبع السیارۃ" سے حسب ذیل قصیدہ نقل کیا جارہا ہے:

زَادَ الْإِلٰهُ سَنَا بَقِيْعَ الْغَرْقَدِ

حَصَيَاتُهُ يلمعن مثلَ الفَرْقَدِ

جنّت البقیع کی چمک اور روشنی کو اللہ نے بہت بڑھا دیا ہے، وہاں کے کنکر، پتھر ایسے چمکتے ہیں جیسے قطب شمالی کی جانب کا روشن ستارہ۔

وَ رَعَى الْمُهَيْمَنُ بقعةً رَضْرَاضُهَا

تَحْكِي جَوَاهِرَ فِيْ نُحُوْرِ الْخُرَّدِ

نگہبانی کرنے والا مالک (اللہ تعالیٰ) اس گوشۂ زمین کی اپنی رحمت کے ساتھ نگرانی فرمائے، جس کی کنکریاں ان جوہرات کی مانند ہیں جو کسی خوب رُو کے گلے کی زینت ہوں۔

لَا غَرْوَ أَنْ أَرْبَى الْعَقِيْقُ عَلَى الثَرَى

فَاقَ الْجَلَامِدَ وَ هُوَ بَعْضُ الْجَلْمَدِ

اس میں تعجب کی کیا بات ہے کہ عقیق مٹّی سے بڑھ گیا، پتھروں پر فائق ہو گیا، اور وہ خود بھی پتھر ہی کا ایک ٹکڑا ہے۔

مَاءُ الْعَقِيْقِ كَرَامَةٌ صَمَدِيَّةٌ

أَلْفَى بِهِ الْمَرْضَى شِفَاءُ الْأَكْبَدِ

وادئ عقیق کا چشمہ خدائے بے نیاز کا ایک کرشمہ ہے،

مبتلائے الم مریضوں کے لئے شفا ہے۔

وَ عَلَى تَذَكُّرِ مَائِهٖ وَ هَوَائِهٖ
هَجَمَتْ مَدَامِعُ مُقْلَتِيْ وَ تَنَهُّدِيْ

اس وادی کی ھوا اور پانی کی یاد سے میرے چشم و دل سے
آنسوؤں کے سوتے ابل پڑے۔

أَشْجَارُهَا قَامَتْ عَلٰى سَاقِ الْهُدٰى
وَ ظِلَالُهَا مَأْوَى الرِّجَالِ السُّجَّدِ

اس وادی کے درخت ہدایت کے تنوں پر کھڑے ہیں،
اور ان درختوں کے سائے تلے سجدہ ریز بندوں کا ٹھکانہ ہے۔

أَمْلَاكُ أَطْبَاقِ السَّمَاءِ طُيُوْرُهَا
وَ صَفِيْرُهَا ذِكْرُ الْإِلٰهِ السَّرْمَدِ

ان درختوں کی شاخوں پر (چہچہانے والے) پرندے
طبقات آسمانی کے فرشتے ہیں جن کا نغمہ ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے خدا کا ذکر ہے۔

جِبْرِيْلُ ثَمَّ مُهَلِّلٌ وَ مُسَبِّحٌ
لِلّٰهِ صَوْتُ حَمَامِهَا الْمُتَغَرِّدِ

وہیں پر (یعنی اسی وادی میں) حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے
اور اس کی تسبیح کرتے ہیں، اور کیا کہنا ہے ان درختوں پر چہچہانے والے بلبلوں کا۔

جس طرح اردو اور فارسی میں "بُلبُل" ہندی میں "کوئل" ایک علامتی پرندہ ہے، اسی طرح عربی میں "حمّامة" کبوتری ہے۔

قَلْبِیْ حَمَّامٌ بِالْمَدِیْنَةِ، طَائِرٌ

لٰکِنَّ جِسْمِیْ مَوثَقٌ فِی مِصْیَدٍ

میرا دل مدینہ (کی فضا) میں اڑنے والا پرندہ (کبوتر) ہے

لیکن میرا جسم شکار گاہ میں قید ہے۔

قَالَت لطرفاءِ الْفلاةِ حمَامَة

لِمَ تَمْرَحِیْنَ وَ تفَخَّرِیْن؟ فَاَرْشدِیْ

ایک بُلبُل نے ایک صحرائی درخت سے پوچھا:

تم کس بات پر اکڑتے ہو؟ تمہیں کس بات پر غرور ہے؟

قَالَتْ لَهَا: أَوَمَاتَرَینَّ مَكَانَتِی

قَدْ كَانَ مِنَّا مِنْبَرٌ لِمُحَمَّدٍ

اس درخت نے جواب دیا: تمہیں میری حیثیت نظر نہیں آتی؟

میرے ہی تنے سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منبر بنا تھا!

غَوْث الْوَرٰی، غَیْثَ النّدٰی، غَرَضُ الْمُنٰی

کَهْفُ الْاَرَامِل ، مَلْجَأُ الْمُسْتَرْفَدِ

(اور کون محمدؐ؟) وہ جو کائنات کے لئے ایک رحمت، خشک زمین کے لئے آسمانی بارش،

تمناؤں کے کعبۂ مقصود، بیواؤں کے سرپناہ، اور بے سہاروں کے سہارا، ملجا و ماویٰ ہیں۔

كُحْلُ الْعُيُوْنِ غُبَارُ نَعْلِ الْمُصْطَفٰى
وَ شِرَاكُهَا مُتَمَسَّكُ الْمُسْتَنْجِدِ

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جوتیوں کی خاک آنکھوں کا سُرمہ ہے،
اوران جوتیوں کا تسمہ نجات کے طالبوں کے لئے سہارا لینے کی رسّی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ عُيُوْنُهُمْ مُجلَوَّةٌ
مُتَمَسِّكُوْنَ بِحَبْلِهِ الْمُسْتَحْصِدِ

وہ لوگ جن کی آنکھیں اس سرمہ سے روشن ہو چکی ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہ ٹوٹنے والی رسّی کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں۔

عَطْفُ النَّبِيِّ عَلَى الْعُفَاةِ كَرَامَةٌ
نَجْنِي الْجَنَا مِنْ غُصْنِهِ الْمُتَخَوَّدِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لطف وکرم نوازشوں کا سرچشمہ ہے، ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میووں سے لدی ہوئی شاخوں سے پھل توڑتے رہتے ہیں۔

أَسْنٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ مَرْتَبَةَ الْهُدٰى
رَاقَتْ جَلَالَتُهٗ مَقَامَ السُّؤْدَدِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہدایت کا رتبہ روشن کر دیا،
اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت نے سیادت کے مقام کو بڑھا دیا۔

﴿ تالیف: مولانا محمد موسیٰ شاکر غفر اللہ لہٗ ولوالدیہ ﴾

شُهُبُ السَّمَاءِ بِأَسْرِهَا مَصْنُوعَةٌ

مِنْ نُوْرِ هٰذَا الْكَوْكَبِ الْمُتَوَقِّدِ

آسمان کے سب تارے اسی روشن ستارہ کے نور سے بنے ہوئے ہیں۔

آزَادُ يَرْجُوْ مِنْ جَنَابِكَ نَظْرَةً

أَنْجِحْ مَرَامَ السَّائِلِ الْمُتَرَصِّدِ

آزاد، آپ کے درِ دولت پر کھڑا نگاہ وکرم کا منتظر ہے، اس سائل کے مقاصد کو بَر لائیے جو آپ کی عنایت کی طرف نظریں جمائے ہوئے ہے۔

أَوْصَافُكَ الْغَرَّاءُ هُنَّ كَوَاكِبُ

إِحْصَاؤُهَا أَعْيٰى لِسَانَ الْمُنْشِدِ

آپ ﷺ کی خوبیاں تاروں کی مانند ہیں،

جن کا شمار کرنا مدح خواں کے بس سے باہر ہے۔

يَا رَبِّ! اِهْدِ لَهُ سَلَاماً نَاضِراً

مَانَضَّرَ الْأَمْطَارُ نَبْتَ الْأَنْجُدِ

اے اللہ! میرا شاداب سلام اُنؐ کی خدمت میں پہنچا دے، اور اسوقت تک سلام رسانی کا سلسلہ جاری رہے جب تک بارشیں نشیبی زمینوں کے پودوں کو تازہ کرتی رہیں۔

(عربی میں نعتیہ کلام، ص۲۶۶)

رُوحِي الفِداآءُ لِرَوضةٍ قُدسِيَّةٍ

رُوحِي الفِدآءُ لِرَوضةٍ قُدسِيَّةٍ
مَملُوَّةٍ بِلِطَافةٍ وّ صَفَاءٍ
میری جان اس روضۂ اقدس پر قربان جو لطافت و پاکیزگی سے مالا مال ہے۔

نَظرُ الحَبِيبِ اِلَى الغَرِيبِ عِنَايةٌ
نَظرُ العِنَايَةِ شِيمَهُ الكُبَرَآءِ
مسافر غریب الدیار کی طرف حبیب کا دیکھنا عنایت ہے
اور نظر کرم تو بڑوں کا ہی شیوہ ہے۔

مَا اَحسَنَ القَبرُ الّذِى فِي حِجرِهٖ
خَيرُ البَرِيّةِ سَيّدُ البَطحَآءِ
کیا اچھی آرام گاہ ہے جس کی آغوش میں
بہترین خلائق و سرور بطحا آرام فرما ہیں۔

فَكُنّ اَنتَفِي يَومِ يَلُوذُكَ الوَرىٰ
يَا رَحمةً لِّلعَالَمِينَ جَزَآئِى
اس دن جب ایک خلقت آپ کی پناہ ڈھونڈے گی

آپ کی رحمۃ للعالمینی میری جزا بن جائے۔

مَاذَا يُقَرِّبُ فِي ثَنَائِكَ وَاصِف

اَثنىٰ عَلَيكَ اللّٰهُ حَقّ ثَنَآئِ

آپ کی تعریف وثنا میں کوئی شخص کیا پیش کرسکتا ہے

آپ کی تعریف وثنا تو اللہ نے بھرپور کی ہے۔

اَحسِن اِلىٰ ضَيفِ بِبَابِكَ وَاقِف

شَانُ الكِرَامِ ضِيا فَةُالغُربا ئِ

احسان فرمایئے اس مہمان پر جو آپ کے در دولت پر حاضر ہے

کریموں کی شان غریبوں اور مسافروں کو نوازنا ہے۔

صلّى عَلَيه وَ اٰلِهٖ رَبُّ الوَرىٰ

وَ عَلىٰ مَعَاشِر، صحبِهِ الرّحَمَآئِ

مخلوق کے پالن ہار نے آپ پر اور آپ کی آل پر درود وسلام بھیجا ہے

اور آپ کے ان تمام صحابہ پر بھی جو باہم رحیم وشفیق ہیں۔

”اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِه وَاَصْحَابِه وبارك

وسَلِّم كَمَا تُحِبُّ وَتَرْ ضىٰ عَدَدَ مَا تُحِبُّ وَتَرْ ضىٰ*“

مراجع و مصادر

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف و مؤلف	مطبع
1	دیوان حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ	الاستاذ عبداً، مہنّا	دار الکتب العلمیہ بیروت
2	کلیاتِ امدادیہ	سید الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکّی	دار الاشاعت کراچی
3	آئینۂ ویسی	محمد مطیع الرحمٰن	لیتھو پریس پٹنہ
4	بیاضِ یعقوبی	مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ	دار الاشاعت کراچی
5	دیوان حالی	مولانا الطاف حسین حالیؒ	دہلی
6	مسدّس حالی	مولانا الطاف حسین حالیؒ	تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور
7	کلیات اکبر الہ آبادی	اکبر الہ آبادی	
8	دیوان عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ	ولید قصاب جامعۃ الریاض	دار العلوم للطباعۃ والنشر
9	قصیدہ بانت سعاد	مولانا محمد عاصم اقبال	کتاب محل
10	شرح قصیدہ بردہ	سید محمد طیب ہمدانی	سنگت پبلشرز لاہور
11	نفح الوردہ فی شرح البردہ	محمد فیاض الدین نظامی	بہزادِ دکن
12	بانت سعاد فی المامات شتی	احمد الشرقاوی اقبال	دار الغرب الاسلامی
13	دیوان عبد اللہ بن رواحہ	ولید	
14	شعر ابن جابر الاندلسی	محمد بن احمد بن علی الضریر	دار سعد الدین للطباعۃ

﴿تالیف: مولانا محمد موسیٰ شاکر غفر اللہ لہٗ ولوالدیہ﴾

15	بدیعۃ العمیان	ابی عبداللہ محمد بن جابر الاندلسی	عضو المجمع العلمی القاہرۃ
16	خزانۃ الادب وغایۃ الارب	ابی بکر بن علی ابن حجۃ الحموی	دارصدر بیروت لبنان
17	البدیعیات الخمس	مجموعۃ عن نسخ خط قدیمۃ متفرقۃ	مطبعۃ المعارف مصر
18	دیوان البرعی فی القصائد	شیخ عبدالرحیم البرعی	مکتبہ عبدالرحمٰن مصر
19	دیوان شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانیؒ	ابن حجر عسقلانی دکتورہ فردوس نورعلی حسین	دارالفضیلۃ مصر
20	دیوان ابن نباتۃ المصری	شیخ جمال الدین بن نباتۃ المصری	احیاء التراث العربی بیروت،لبنان
21	نفحۃ القبول فی مدح الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	امام العلامۃ عبدالغنی بن اسماعیل النابلسی	
22	اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم	شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ	مکتبہ لدھیانوی
23	دیوان ابی طالب بن عبد المطلب	علی بن حمزہ البصری التمیمی بتحقیق الشیخ محمد حسن آل یٰسین	دارومکتبہ الہلال
24	قصیدۃ فی مدح الرسول	لابن جابر الاندلسی	
25	مجموعۃ القصائد الزہدیات		
26	دیوان ابن الفارض	شیخ ابوحفص عمر بن ابی الحسن	مکتبہ ثقافیہ بیروت
27	دیوان ابی طالب	سید شائق حسین	کبیر احمد حیدرآباد